Presented by: https://jafrilibrary.com

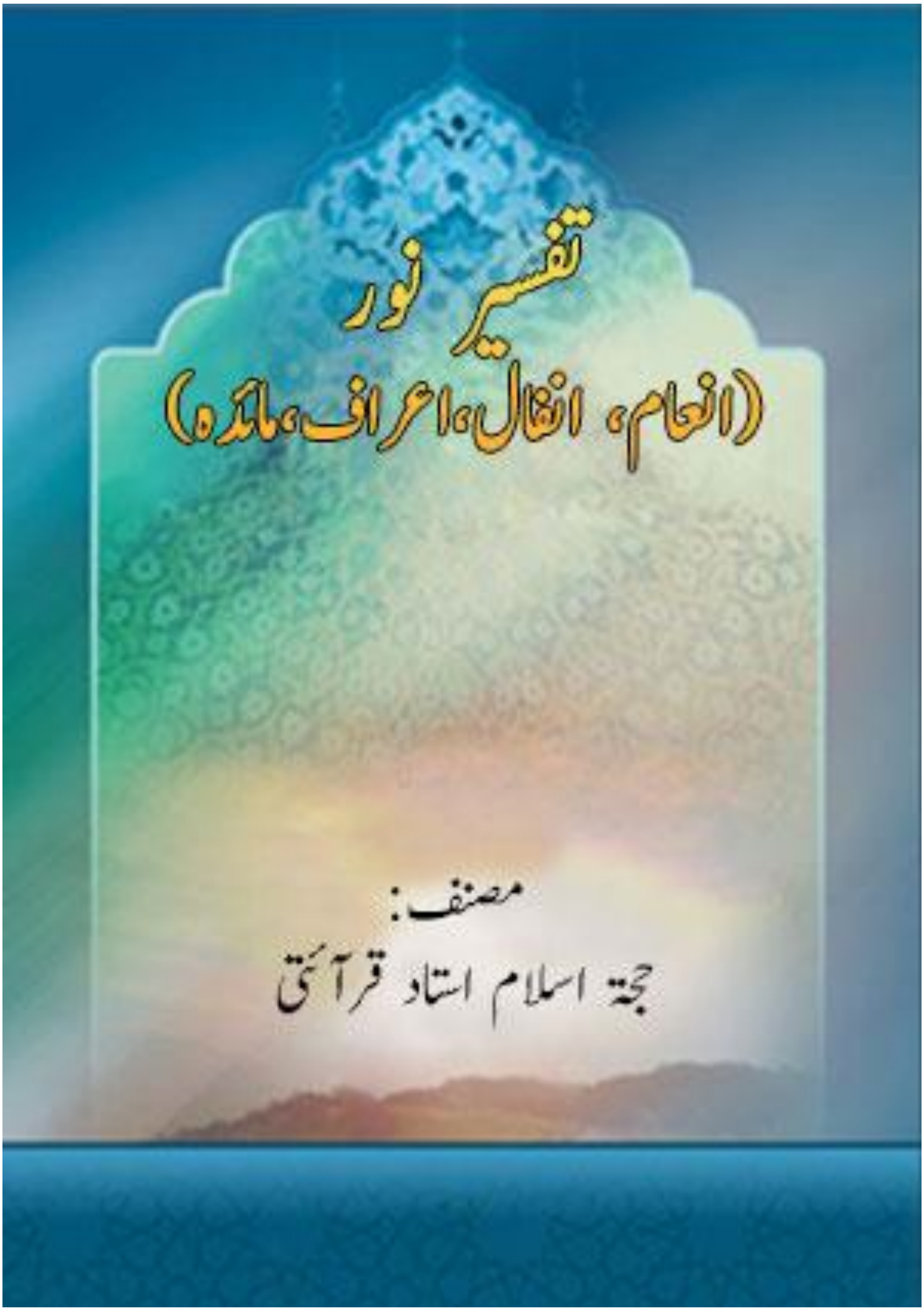

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تفسیر نور

مصنف: شیخ محسن قرائتی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سورہ انعام

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴾

یہ سورت قرآن مجید کی ۹ ویں سورت ہے کہ جس کی تمام آیات خصوصی اہتمام کے ساتھ مکہ معظمہ میں یکجا نازل ہوئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں یہ سورت لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔

اس سورت کی فضلیت اور اس کی تلاوت کے ذریعہ قضاء حوائج کے بارے میں بہت سی روایات بیان ہوئی ہیں، جن میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص (دو سلاموں کے ساتھ) چار رکعت نماز پڑھے پھر اس سورت کی تلاوت کرے اور اس کے بعد دعا مانگے تو اس کی حاجات پوری ہوں گی۔ (ملاحظہ ہو تفسیر اطیب البیان)

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴾

آیت ۱

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۵ط ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْ ابِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں اور روشنی کو قرار دیا، پس (ان تمام چیزوں کے باوجود) جن لوگوں نے اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کیا دوسروں کو اپنے پروردگار کے برابر قرار دیتے ہیں۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تمام قرآن مجید میں "نور" مفرد (واحد) کے صیغہ کے ساتھ اور "ظلمات" جمع کے صیغہ کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔ کیونکہ حق ایک ہے اور باطل کی راہیں کئی ہیں۔ "نور" وحدت اور توحید کی علامت اور "ظلمات" انتشار اور پراگندگی کی نشانی ہے۔

نکات وپیام:

۱۔ اس سورت کی پہلی آیت "نظام کائنات" کی طرف دوسری آیت "تخلیق انسان" کی طرف اور تیسری آیت "انسان کے اعمال و کردار" کے نظام کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

۲۔ وہی ذات ہی کتم عدم سے منصہ شہود پر لے آتی ہے اور خلق شدہ اشیاء سے بھی نئی قسم کی کیفیات اور جدید قسم کی صورتیں ایجاد کرتی ہے ﴿خلق، جعل ﴾

۳۔ اصل راہ توحید ہی کی ہے جبکہ شرک ایسا راستہ ہے جو بعد میں پیدا ہوتا ہے ﴿ثم--- ﴾

۴۔ حضرت علی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق یہ آیت تین قسم کے گمراہ لوگوں کا جواب ہے۔

الف: "مادہ پرستوں" کا جو کائنات کی تخلیق اور حدوث کے منکر ہیں ﴿خلق السماوات--- ﴾

ب: "دوگانہ پرستوں" کا جو "نور" اور "ظلمت" دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مبدأ ﴿خالق ﴾ کے قائل ہیں۔ ﴿جعل الظلمات ﴾ ﴿و النور ﴾[1]

ج: "مشرکین" کا جو خدا کے شریک اور شبیہ کے قائل ہیں۔ ﴿ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ﴾[2]

آیت ۲

﴿هُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ط وَّاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ وہی (خدا ہی) تو ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت مقرر کی اور مقررہ مدت (کا علم) اسی کے پاس ہے، پھر (اس کے باوجود) بھی تم شک و شبہ کرتے ہو۔

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس سے پہلی آیت میں آفاق اور آسمان و زمین کے مسائل کو پیش کیا گیا ہے۔ اور زیرِ نسر ظآیت میں انسانی تخلیق اور اندرونی مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں بیس (۲۰) سے زیادہ مرتبہ "اجل مسمیّ" کا تذکرہ ہے۔

خداوند عالم نے انسان کے لئے دو قسم کے زمانوں کو مقرر فرمایا ہے۔ ایک حتمی مدت ہوتی ہے کہ اگر ہر طرح اس کی حفاظت کی جائے پھر بھی جس طرح چراغ کا تیل ختم ہو جانے سے چراغ بجھ جاتا ہے اسی طرح انسانی عمر ختم ہوجاتی ہے۔ اور دوسری مدت زمانی جو خود ہمارے اپنے کردار سے متعلق ہوتی ہے جیسے چراغ میں تیل موجود ہوتا ہے لیکن اسے طوفانی ہواؤں کے رُخ پر رکھ دینے سے جلد بجھ جاتا ہے۔

روایات کی رو سے کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ عمر کے طولانی ہونے کا سبب ہوتے ہیں۔ جیسے صلہ رحمی، صدقہ، زکوٰۃ اور دُعا وغیرہ اور کچھ اعمال ایسے ہیں جن سے عمر کوتاہ ہوجاتی ہے جیسے قطع رحمی اور ظلم وغیرہ۔

حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے دو طرح کی "اجل" مقرر فرمائی ہے ایک تو ولادت سے وفات تک اور دوسری وفات سے قیامت تک۔ اور انسان اپنے ہی اعمال و کردار کے ذریعہ بعض اوقات ایک میں کمی کرکے دوسری میں اضافہ کردیتا ہے۔ لہٰذا اجل کی انتہا کسی بھی شخص کے لئے تبدیل نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد الٰہی ہے "وما یعمر من معمر ولاینقص من عمرہ الافی کتاب" یعنی جس کسی کو کوئی عمر ملتی ہے یا اس کی عمر کم ہوتی ہے وہ سب کچھ کتابِ خدا (لوح محفوظ) میں درج ہے۔

پیام:

۱۔ جب کائنات اور عالم انسانیت کی تخلیق اور مقررہ اجل خدا ہی کی طرف سے اور خدا ہی کے ہاتھ میں ہے تو پھر مبدا اور معاد میں اس قدر شک کیوں؟ ﴿ثم انتم تمترون﴾

۲۔ تمہاری عمر، تمہاری زندگی کی مقررہ مدت تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ (مدت عمر، کسی کو معلوم نہیں کیونکہ لفظ "اجلا" نکرہ استعمال ہوا ہے۔)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ انسان کے لئے دو طرح کی "اجل" ایک مشروط اور تبدیل ہوسکنے والی جسے صرف "اجل" کہا گیا ہے۔ اور دوسری غیر مشروط اور ناقابلِ انتقال و ناقابلِ تغیر جسے "اجل مسمیٰ" سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اگر یہی اجل واقع ہو جائے تو اس میں ایک لمحہ کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

واضح رہے کہ جس طرح قانون سازی کے نظام میں یہ ہوتا ہے کہ وقت کے تقاضوں کے پیشِ نظر قانون بھی یا تو تبدیل ہوجاتے ہیں۔ یا انہیں منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح تخلیق کائنات کے نظام میں بھی مصلحت کے تقاضوں کے پیش نظر تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔ جسے اصطلاح میں "بدا" کہتے ہیں۔ اور موضوع کو مٹا دیا جاتا ہے۔ سورہ رعد / ۳۹ میں ارشاد ہوتا ہے۔

"﴿یمحوا الله مایشأ ویثبت﴾ ۔۔۔"یعنی خدا جس چیز کو چاہے مٹا دے اور جسے چاہے برقرار رکھے۔۔

۴۔ کہاں خاک کا پُتلہ اور کہاں خدا کے بارے میں شک و شبہ؟ ﴿من طین - تمترون﴾

آیت ۳

﴿وَ هُوَاللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ ط یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَهْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَاتَکْسِبُوْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور آسمانوں اورزمین میں وہی اللہ ہے۔ تمہاری چھپی ہوئی اور ظاہری باتوں کو جانتا ہے، اور جو کچھ تم کماتے ہو (اسے بھی) جانتا ہے۔

ایک نکتہ:

۱۔ چند خداؤں (بارش کا خدا، جنگ کا خدا، صلح کا خدا، زمین اور نباتات کا خدا وغیرہ) جیسے خرافاتی عقیدہ کے جواب میں یہ آیت فرماتی ہے "تمام چیزوں کا اور تمام جگہوں پر صرف ایک ہی خدا ہے۔

پیام:

۱۔ خداوند عالم کی فرمانروائی کا علاقہ تمام کائنات ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ خداوند عالم انسانوں کا خالق ہونے "﴿خلقکم من طین ﴾ " کے ساتھ ساتھ ان کے ظاہر و باطن سے بھی آگاہ ہے ﴿یعلم سرکم و جهرکم ﴾

(یعنی خداوند عالم ہر جگہ موجود ہے "مکانی" موجودگی کی بنا پر نہیں بلکہ "علمی"، "قیومی"، "سلطانی" اور کامل "گرفت" کے لحاظ سے)

۳۔ خداوند عالم انسان کے مستقبل سے بھی پوری طرح آگاہ ہے ﴿تکسبون ﴾

آیت ۴۔۵

﴿وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ ءَايَةٍ مِّنْ ءَايٰتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ- فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ط فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنبَٰٓؤُا مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ ان کے پاس ان کے رب کی آیات اور نشانیوں میں سے کوئی اور آیت اور نشانی نہیں آئی تھی مگر وہ (اس کی تصدیق اور اس پر ایمان کی بجائے) اس سے منہ پھیر لیتے۔ پس جونہی ان کے پاس کوئی حق آگیا تو انہوں نے اس کی یقیناً تکذیب کی اور اسے جھٹلا دیا تو جن (ناگوار اور تلخ) خبروں کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے آئندہ وہ ان کے پاس آکر رہیں گی (اور وہ اپنی تکذیب کی سزا کو پا لیں گے)

دو نکتے:

اسی سورت کی آیت ۱ اور ۲ میں توحید کی طرف اشارہ ہے اور زیر نظر آیت میں معاد اور نبوت کی طرف۔

آیت میں مذکور "بڑی خبر" سے مراد یا تو فتح مکہ کی خبر ہو سکتی ہے یا پھر جنگ بدر وغیرہ میں مشرکین کی شکست کی خبر۔ (تفسیر مراغی)

پیام:

۱۔ انسان تین مراحل میں پستی کی انتہائی گہرائیوں میں جا گرتا ہے۔ ۱۔ حق سے روگردانی ۲۔ حق کی تکذیب اور ۳ اس کا مذاق اڑانا۔ ان دونوں آیات میں تینوں مراحل کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ ہٹ دھرم شخص کے لئے کسی قسم کی دلیل اور آیت کارگر اور موثر واقع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ ہر ایک کو مسترد کر دیتا ہے ﴿آیة من آیات ربھم ﴾

۳۔ ہٹ دھرم اور کافر لوگ نہ تو کسی بات کو سننے کے روادار ہوتے ہیں اور نہ ہی غور و فکر، تحقیق کرنے کے۔ جونہی حق بات ان کے سامنے پیش ہوتی ہے فوراً جھٹلا دیتے ہیں ﴿کذبوا بالحق لما جاء ھم ﴾

۴۔ کفار کا سکون فوراً سلب کر لو ﴿فسوف یاتیھم ﴾

۵۔ ادھر مومنین کو تسلی دینی چاہئے کہ جس راستے کو اختیار کئے ہوئے ہیں وہ برحق ہے اور ادھر کفار کو مرعوب کرنا چاہئے کہ تمہیں ناگوار اور کڑوی خبریں سننا پڑیں گی۔

۶۔ ٹھٹھا مذاق اور تمسخر اڑانا کفار کا قدیمی شیوہ ہے ﴿کانوا بہ یستھزو ٔن ﴾

آیت ۶

﴿اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْھِمْ مِّدْرَاس رًاوَّجَعَلْنَا الْاَنْھٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمْ فَاَھْلَکْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْم بَعْدِھِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ آیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کس قدر بڑی تعداد میں امتوں کو ہلاک کیا؟ حالانکہ ہم نے انہیں زمین میں وہ مقام اور طاقت عطا کی تھی جو تمہیں نہیں دی۔ اور ان پر آسمان (کی بارش) کو پے در پے بڑھایا اور ان کے پاؤں کے نیچے پانی کی نہریں جاری کیں۔ پس ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کیا، اور ان کے بعد دوسری نسل کو پیدا کیا۔

ایک نکتہ

"قرن" ایسی امت کو کہا جاتا ہے جو ایک ہی مرتبہ ہلاک ہو گئی ہو اور اس سے کوئی بھی شخص باقی نہ رہا ہو۔ (اقرب الموارد) جو لوگ ایک ہی دور میں رہ رہے ہوں انہیں بھی "قرن" کہا جاتا ہے۔ اور عام طور پر ایک نسل ساٹھ سے سو سال تک چلی جاتی ہے۔ اسی لئے ساٹھ یا اسی یا سو سال کو "قرن" کہتے ہیں (تفسیر المیزان اور تفسیر فخر رازی)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام

۱۔ دوسروں کی تاریخ اور ان کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ (الم یروا) اور یہ قرآن مجید کا ایک تربیتی ایک طریقہ کار ہے کہ واقعی اور سبق آموز داستانیں بیان کرتا ہے۔

۲۔ جو لوگ قدرتی اور خداداد وسائل سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں ان کی سزا ہلاکت اور تباہی ہے۔ ﴿کم اهلکنا﴾

۳۔ اللہ تعالیٰ آخرت کے عذاب کے علاوہ دنیا میں بھی سزا دیتا ہے ﴿فاهلکنا هم﴾

۴۔ اعمال کی خرابی کا موجب خود انسان ہی ہوتا ہے ﴿فاهلکنا هم بذنوبهم﴾

۵۔ صاحبان اقتدار و دولت یہ نہ سمجھیں کہ دنیا ہمیشہ انہی کے حق میں رہے گی اور وہ دنیا میں رہیں گے، خداوند عالم انہیں اس دنیا سے اٹھا کر دوسروں کو ان کی جگہ لے آتا ہے ﴿اهلکنا هم...وانشأنا من بعدهم قرناًاٰخرين﴾

۶۔ نعمتوں کے زوال اور خوشحال لوگوں کی سرنگونی کی طرف توجہ غفلت دور کرنے کے اسباب میں سے ایک ہے۔

۷۔ اگر اقتدار اور امکانات نیک لوگوں کے ہاتھ میں ہوں تو وہ نماز کو قائم کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے " ﴿ان مکناهم اقاموالصلوٰة---﴾ " لیکن اگر بے ایمان اور نااہل لوگوں کے ہاتھ میں ہوں تو فساد اور گناہ کرتے ہیں ﴿مکناهم...بذنوبهم﴾

۸۔ " ﴿ارسلنا من السماء﴾ " (آسمان سے بھیجا) کی بجائے فرمایا " ﴿ارسلنا السّماء﴾ " (آسمان کو تمہارے لئے بھیجا) جس سے خداوند عالم کے لطف و کرم کی انتہا معلوم ہوتی ہے۔

۹۔ مادی وسائل و امکانات خدائی قہر و غضب سے مانع نہیں ہوتے ﴿مکناهم...اهلکناهم﴾۳

۱۰۔ مادی وسائل اور امکانات ہمیشہ اور ہر جگہ کامیابی کی دلیل نہیں ہوتے۔ ۳۔

۱۱۔ گناہوں کی وجہ سے ہلاکت اور تباہی، ایک قانون قدرت ہے جو کسی خاص گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ارشاد باری ہے "فکلا اخذنا بذنبہ" یعنی ہم نے سب کو ان کے گناہوں کی وجہ سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ (عنکبوت/۳۹)

۱۲۔ موت دو طرح کی ہوتی ہے ایک طبعی جو "اجل" آجانے کے ساتھ واقع ہوتی ہے اور دوسری غیر طبعی جو خدائی قہر و غضب اور اچانک حادثات کی وجہ سے واقع ہوتی ہے ﴿بذنوبهم﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۷

﴿وَلَوْنَزَّلْنَا عَلَیْکَ کِتٰباً فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْہُ بِاَیْدِیْھِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌمُّبِیْنٌ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور (ہٹ دھرم اور ضدی کفار تو بہانوں کی تلاش میں رہتے ہیں) حتی کہ اگر کوئی ہم کوئی تحریر کسی کاغذ میں تمہاری طرف نازل کرتے جسے وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ مس کرتے پھر بھی کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ تو جادو کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

چند نکات:

کچھ مشرکین کہتے تھے کہ ہم اس وقت ایمان لائیں گے جب ایک کاغذ پر کوئی تحریر فرشتے کے ذریعہ ہمارے پاس آئے۔ لیکن یہ سب ان کی جھوٹی باتیں ہیں اور ان کے بہانے ہیں۔

"قرطاس" اس چیز کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز لکھی جائے خواہ وہ کاغذ ہو یا لکڑی، چمڑا ہو یا پتھر۔ لیکن موجودہ دور میں کاغذ کو "قرطاس" کہتے ہیں۔

آنکھوں کے ساتھ دیکھے جانے والے معجزات کے بارے میں ممکن ہے کہ بہانہ کی تلاش میں لگے رہنے والے یہ لوگ یہ کہیں کہ ہماری آنکھوں اور ہماری نگاہوں کو الٹ پھیر کر دیا گیا ہے (قرآن مجید کے بقول وہ کہیں گے "سکرت ابصارنا لیکن یہ لوگ اگر انہیں اپنے ہاتھوں کے ساتھ چھو لیں تو بھی ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

پیام:

۱۔ جب مقصد ہی ضد اور ہٹ دھرمی ہو تو پھر کوئی بھی دلیل اور برہان بے فائدہ ہوتی ہے حتی کہ محسوسات (ہاتھوں وغیرہ سے چھوئی جانے والی چیزوں) کا بھی انکار کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ "جادو" ایک ایسا موثر حربہ تھا جسے مشرکین، حضرت رسول خدا کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔

آیت ۸

﴿وَقَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ مَلَکٌ ط وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور (بہانہ جو کفار نے) کہا (محمد، اللہ کا رسول ہے تو پھر) اس پر کوئی (ایسا) فرشتہ نازل کیوں نہیں ہوا (جسے ہم دیکھتے) اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو یقیناً بات ختم ہوجاتی۔ اور اس وقت کسی قسم کی مہلت نہ دی جاتی (اگر فرشتے کے آنے کے باوجود بھی وہ ہٹ دھرمی سے کام لیں گے تو فوراً سب لوگ سزا کے مستحق قرار پائیں گے)

ایک نکتہ:

جس قسم کے فرشتے کا کفار نے مطالبہ کیا ہے اگر وہ انسانی صورت میں ہو تو پھر اسی پیغمبر کی مانند ہوگا اور اگر اپنی حقیقی صورت میں جلوہ نمائی کرے گا تو یہ لوگ اس کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے لہذا اسے دیکھتے ہی ان کی جان نکل جائے گی۔ (تفسیر قرطبی از ابن عباس اور تفسیر فخر رازی اور تفسیر نورالثقلین)

پیام:

۱۔ استکبار کا شیطانی شیوہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ انسان اپنے جیسے بشر کی پیروی کرے (اسی لئے کبھی تو کہتے تھے کہ "انبیاء کس لئے ہماری طرح کھانا کھاتے، بازاروں میں چلتے اور ہمارے جیسے لباس پہنتے ہیں؟ کبھی ایک دوسرے سے کہتے تھے: اگر اپنے جیسے بشر نبی کی اطاعت کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے" جیسا کہ قرآن کہتا ہے" ﴿ولئن اطعتم بشر امثلکم انکم اذاً لخاسرون ﴾ "

۲۔ خدائی طریقہ کار یہی چلا آرہا ہے کہ اگر لوگ معجزہ طلب کریں اور وہ انجام بھی پا جائے اور پھر وہ اس کا انکار کریں تو پھر ان کی ہلاکت اور بربادی یقینی ہو جاتی ہے (ملاحظہ ہو تفسیر مراغی)

۳۔ خدائی دعوت کا انداز یہ ہے کہ مکمل آزادی، سوچ و بچار سے کام لینے، انتخاب اور مہلت دینے کی بنیاد پر ہوتا ہے، دوسرے طریقے سے معجزہ کا تقاضا (جیسے فرشتے کا نزول یا آسمان سے مائدہ کا بھیجنا یا پہاڑ کے اندر سے اونٹنی کے باہر نکالنے کا مطالبہ) انتخاب کی مہلت اور فرصت کو ختم کر دیتا ہے اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ یا تسلیم کرکے مسلمان بن جاؤ یا پھر ہلاکت کا انتظار کرو ﴿لقضی الامر ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۹

﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ حتی کہ اگر ہم (تمہارے لئے پیغمبر) کسی فرشتے کو قرار دیتے تو پھر بھی یقین کے ساتھ اسے مرد کی ہی صورت میں بناتے اور جس شبہے کے ساتھ اب وہ حق کو چھپاتے ہیں اسی طرح ہم ان کے لئے چھپا دیتے۔

دو نکتے:

انسان کے لئے اگر فرشتہ نمونہ عمل ہوتا تو پھر ایسے انسانوں کے لئے کیونکر نمونہ عمل قرار پاتا جو غریزوں کے طوفان میں گھرے ہوئے ہیں اور خوراک و خواہشات نفسانی کے سمندر میں غرق ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ آیت کا اسی طرح معنی ہو "اگر پیغمبر، فرشتہ ہوتا تو بھی اسے مرد کی صورت میں ظاہر ہونا چاہئے تھا کہ جسے لوگ دیکھ سکیں۔ اور یہ بات لوگوں کے شک و شبہ میں پڑ جانے کا موجب ہوتی کہ آیا یہ انسان ہے یا فرشتہ؟ ﴿للبسنا علیھم﴾

پیام

۱۔ لوگوں کو دعوت دینے اور ان کی تربیت کرنے کے لئے ایسے لوگوں کو نمونہ کے طور پر پیش کرنا چاہئے جو دعوت اور عمل میں پیش قدم ہوتے ہیں۔ ﴿لجعلناہ رجلا﴾

۲۔ پیغمبر، مرد ہونا چاہئے ﴿لجعلناہ رجلا﴾

۳۔ خدائی طریقہ کار حکمت پر مبنی ہوتا ہے ہر کہ و مہ کی خواہشات کے مطابق تبدیل نہیں ہو سکتا۔

آیت ۱۰

﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) یقیناً تم سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا، تو ان میں سے جن لوگوں نے مذاق اڑایا تھا ان پر عذاب نازل ہوا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

یہ آیت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئۓ تسکین اور تسلی ہے کہ ایک تو یہ کہ تمام سابق انبیاء کا مذاق اڑایا گیا " ﴿مایا تیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزو ٔن ﴾ " اوردوسرے یہ کہ صرف اخروی عذاب ہی انہیں نہیں ملے گا۔ دنیا میں بھی مذاق اُڑانے والوں پر خدائی قہر و غضب نازل ہوا اور ان کی خطرناک سازشیں خود ان کے لئۓ وبال جان بن گئیں۔ " ﴿ولا یحیق مکر السیی ٔ الا باھلہ ﴾ "

پیام

١۔ دوسروں کی مشکلات اور ان کے صبر کو یاد کرنے سے، انسان کے صبر میں اضافہ ہوتا ہے، اور مبلغ دین کو مخالفین کی مسخرہ بازی اور مذاق اڑانے سے دل تنگ نہیں ہونا چاہئے۔

٢۔ استہزأ اور ٹھٹھا مذاق دشمن کی نفسیاتی جنگ کا ایک حصہ ہے جس سے خدائی رہبروں کے حوصلے پست کرنا مقصود ہوتا ہے۔

٣۔ مسخرہ بازی کرنے والے انجام کار خودذلیل و رسوا ہوتے ہیں اوریہی مذاق بازی خود انہی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے ﴿حاق بالذین سخروا ﴾

۴۔ استہزا یا مسخرہ بازی کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے کہ جس پر عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

۵۔ دوسری ایذارسانیوں پر خداوند عالم مہلت دے دیتا ہے کہ شاید توبہ کر لیں لیکن زبان کے ساتھ زخم پہنچانے اور انبیاء کا مذاق اڑانے پر فوری سزا مل جاتی ہے ﴿فحاق ﴾میں "فا" کی دلیل کے ساتھ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۱

﴿قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴾

ترجمہ۔ کہہ دو کہ زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا۔

ایک نکتہ

قرآن مجید میں چھ مرتبہ "سیروا فی الارض" کے تحت زمین میں چلنے پھرنے کا حکم آیا ہے، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ غیر مسلمین نے ہم سے زیادہ اس حکم پر عمل کیا ہے۔ اور اسلامی ممالک کی ایک ایک بالشت زمین چھان ماری ہے اور مسلمانوں کے قدرتی وسائل، معدنی ذخائر، قوت اور کمزوری کے نقاط، تہذیبی، ثقافتی اور علمی آثار، خطی اور قلمی کتابوں اور ان کے علوم و فنون سے آگاہ ہو کر انہیں لوٹ لے گئے اور مسلمان خواب غفلت میں پڑے رہے اور اب تک غفلت کی میٹھی نیند سوئے ہوئے ہیں۔

پیام:

۱۔ معلوماتی، عبرت انگیز اور سبق آموز سفر قابل ستائش اور مستحسن ہوتے ہیں ﴿سیروا ﴾ (ملاحظہ ہو تفسیر قرطبی)

۲۔ حق کے مخالفوں اور دشمنوں کی شکست اور ہلاکت یقینی ہے اگر شک ہو تو ان کی تاریخوں کو پڑھئے یا پھر سفر کر کے باقی ماندہ آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

۳۔ چند روزہ جلوہ نمائیاں کسی قسم کی اہمیت کی حامل نہیں ہیں اصل چیز انجام ہے ﴿عاقبة المكذبين ﴾

آیت ۱۲

﴿قُلْ لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط قُلْ لِّلّٰهِ ط كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ط لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کس کے لئے ہے؟ کہہ دو کہ خدا ہی کے لئے ہے کہ جس نے اپنے اوپر رحمت کو واجب قرار دے دیا ہے۔ وہ یقیناً تمہیں قیامت کے اس دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہے۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا ہے (اور رشد وہدایت حاصل کرنے کی بجائے اپنی استعداد کو ضائع کر کے پستی میں چلے گئے ہیں) وہی ایمان نہیں لائیں گے۔

چند نکات:

" ﴿کتب علی نفسه الرحمة﴾ "یعنی اس نے اپنے اوپر رحمت کو واجب قرار دے دیا ہے کا جملہ پورے قرآن میں دو مرتبہ آیا ہے اور وہ بھی اسی سورت میں کہ ایک تو اسی آیت میں اور دوسرا آیت ۵۴ میں۔

" ﴿لاریب فیه﴾ "یعنی جس میں کوئی شک نہیں ہے کا جملہ ایک تو قرآن مجید کے بارے میں آیا ہے اور دوسرے قیامت کے متعلق۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہم پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں اسی طرح اپنی ذات کے لئے بھی وظائف مقرر کئے ہیں، جن میں سے ایک وظیفہ "ہدایت کرنا ہے"، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے " ﴿ان علینا للهدی﴾ "یعنی ہم پر ہدایت کرنا لازم ہے۔ ایک "رزق دینا ہے" چنانچہ فرماتا ہے " ﴿علی الله رزقها﴾ "یعنی رزق و روزی دینا خدا کے ذمہ ہے۔ ایک "لطف اور رحم کرنا ہے" چنانچہ فرماتا ہے "کتب علی نفسه الرحمة" یعنی اس نے اپنے اوپر رحمت کو واجب قرار دے دیا ہے۔ البتہ رحمت الٰہی کے حصول کی شرط بندگانِ خدا پر رحم کرنا ہے۔ حدیث مبارک ہے کہ "من لا یرحم لا یرحم" یعنی جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (ملاحظہ ہو تفسیر فی ظلال القرآن) رحمتِ خداوندی کی کوئی حد نہیں ہے، جبکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "رحمت خداوندی (گویا) سو درجہ کی ہے جن میں سے ایک درجہ دنیا میں ہے اور قیامت کے دن تمام سو درجوں کے ساتھ اپنے بندوں کے ساتھ برتاؤ کرے گا" (تفسیر ظلال القرآن اور تفسیر آلوسی)

استدلال اور دلائل سے کام لینے کی بجائے اپنی خواہشات کی اتباع کرنا۔ اولیاء اللہ یعنی انبیاء اور ائمہ کی بجائے طاغوت کی پیروی کرنا، ایمان لانے اور آخرت کو مدنظر رکھنے کی بجائے کفر اختیار کرنا اور نور کے آگے سر جھکانے کی بجائے نار کو اختیار کرنا کفار کے لئے بہت بڑے خسارے کا سودا ہے۔

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ تبلیغ کے طریقہ کاروں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ سوال اور جواب کی روش کو اپنایا جائے خواہ کسی ایک فرد کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو۔ ﴿قل لمن...قل للہ ﴾

۲۔ کائنات کا وجود رحمت خداوندی کا مرہون منت ہے اور رحمتِ الٰہی ہر چیز پر اور ہر جگہ حاوی ہے ﴿کتب علی نفسه الرحمة﴾[۴]

۳۔ جس طرح خدا پر ایمان کے آثار (جیسے ہوا، بارش، روز و شب اور نباتات وغیرہ رحمت ہیں اسی طرح معاد (قیامت) بھی رحمت ہے ﴿لیجمعنکم﴾

آیت ۱۳

﴿وَلَه مَا سَكَنَ فِی الَّیْلِ والنَّهَارِط وَ هُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور اسی ہی کے لئے ہے وہ چیز جو رات اور دن میں سکون پاتی ہے اور وہی سننے اور جاننے والا ہے۔

ایک نکتہ:

رات اور دن ایک گھوارے کی مانند ہیں جو انسانوں اور دوسری چیزوں کو اپنے دامان راحت میں لئے ہوئے ہیں انہی سے انہیں سکون نصیب ہوتا ہے، کچھ چیزیں ایسی ہیں جو رات کو آرام کرتی ہیں اور بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو دن میں سکون کرتی ہیں۔ ظاہر اور باطن کو وہی ذات ذوالجلال ہی جانتی ہے۔

پیام:

۱۔ ایک تو کائنات کا نظام اسی کے ہاتھ میں ہے (ولہ ماسکن) دوسرے اس نظام پر کنٹرول بھی اسی کے پاس ہے ﴿هوالسمیع العلیم ﴾

آیت ۱۴

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿قُلْ اَغَيْرَ اللهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو (اے پیغمبر!) آیا میں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے خدا کے علاوہ کسی اور کو اپنا سرپرست بناؤں جو دوسروں کو تو طعام اور روزی دیتا ہے اور خود طعام سے بے نیاز ہے۔

کہہ دو کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (اس کا) سب سے پہلا فرمانبردار بنوں! اور (اے پیغمبر!) تم مشرکین میں سے ہرگز نہ بننا۔

دو نکتے:

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اہل مکہ کے کچھ افراد نے رسول خدا کو یہ پیش کش کی "چونکہ، آپ نے غربت کی وجہ سے بتوں سے دوری اختیار کی ہوئی ہے لہٰذا ہم اس بات کے لئے تیار ہیں کہ آپ کو مکمل طور پر بے نیاز کر دیں اور آپ ہماری مخالفت سے باز رہیں۔"

چونکہ خداوند عالم انسانیت کا خالق اور رازق ہے اور وہی سب کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے لہٰذا اسی کی ہی عبادت کرنی چاہیئے اور اسی کو اپنا سرپرست تسلیم کرنا چاہیئے۔

پیام:

۱۔ تبلیغ کے عمدہ طریقہ کار میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ دلیل کو فریق مخالف سے سوال کے قالب میں ڈھال کر پیش کرنا چاہیئے (قل اغیر اللہ)

۲۔ ولایت اور سرپرستی اسی کو جچتی ہے جو خالق بھی ہے اور رازق بھی۔ ﴿فاطر - يُطعِم ﴾

۳۔ خداوند عالم کے علاوہ دوسری مخلوق اور خودساختہ معبود اسی کے محتاج ہیں ﴿لا يُطعِم ﴾

۴۔ رہبر کو سب سے پہلے آئین کی پابندی کرنی چاہیئے اور اخلاص و تسلیم کے اعلیٰ درجہ کا حامل ہونا چاہیئے ﴿اول من اسلم ﴾

۵۔ اقتصاد اور خوراک جس کے قبضہ میں ہوتے ہیں ولایت اور تسلط بھی اسی کو حاصل ہوتا ہے ﴿وليا- يُطعِم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ غیر اللہ کی ولایت کو تسلیم کرنا شرک ہے ﴿أغیر اللّٰہ...لاتکونن من المشرکین ﴾

۷۔ خدا کے اوامر ونواہی عقل اور فطرت کے عین مطابق ہیں۔ خدا کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری کا امر اور شرک سے نہی اس لئے ہے کہ عقلی طور پر خالق کی فرمانبرداری کرنا حق ہوتا ہے اور اس کے غیر کی اطاعت باطل ہوتی ہے۔

آیت ۱۵

﴿قُلْ اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴾ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ اگر یقینا میں بھی اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بھی بہت بڑے دن کے عذاب سے بہت خطرہ ہے۔

ایک نکتہ:

خوف اور خطرہ دو طرح کا ہوتا ہے۔

الف: پسندیدہ جیسے عذاب الٰہی کا خوف

ب: ناپسندیدہ جیسے جہاد سے ڈرنا

پیام:

۱۔ قانون الٰہی سب کے لئے یکساں ہے حتیٰ کہ پیغمبر خدا بھی اس کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں۔

۲۔ اولیاء اللہ (انبیاء و ائمہ) کا خوف، خدا کے قہر و غضب سے ہوتا ہے نہ کہ عوام اور طاغوتوں سے۔

۳۔ خوف ایک ایسا عامل ہے جو گمراہی اور خطاکاری سے روکے رکھتا ہے۔

۴۔ لوگوں کی طرف سے دنیوی لالچ اور طمع کی پیشکش کے موقع پر قیامت کے دن کے حساب کتاب کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ (آیت کے شان نزول کے پیش نظر)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ جب اس بات کی اتمام حجت ہو گئی کہ خداوند عالم خالق بھی ہے اور رازق بھی اور شرک سے بھی اس نے منع فرمایا ہے، تو پھر اس کے فرمان کی خلاف ورزی عذاب کا موجب ہو گی۔

آیت ۱۶

﴿مَنْ یُّصْرَفْ عَنْہُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَہٗ ط وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اس دن جس سے بھی عذاب الٰہی اٹھا لیا جائے گا تو یقیناً اس پر خدا کی رحمت ہو گی اور یہی کھلم کھلا اور واضح کامیابی ہے۔

ایک نکتہ:

حضرت رسول خدا نے (ایک دن) ارشاد فرمایا: "اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کے دن کوئی بھی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے بہشت میں نہیں جائے گا" لوگوں نے سوال کیا: "یا رسول اللہ! آپ بھی؟" فرمایا: "میں بھی! مگر یہ کہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت میرے شامل حال ہو گی" پھر آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں کو سر پر رکھ کر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر نور الثقلین)

پیام:

۱۔ ہر شخص کو خطرات کا سامنا ہے اور عذاب الٰہی کو خدا کے خصوصی لطف و کرم سے دور کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ صرف خداوند کریم کی رحمت ہی اس کے قہر و غضب کو روک سکتی ہے، ہمارے اعمال اور اولیاء اللہ کی شفاعت بھی اسی رحمت کا پرتو ہیں۔

۳۔ قہر خداوندی سے نجات ہی کامیابی کہلاتی ہے۔

آیت ۱۷

﴿وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ط وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اگر خداوند عالم (آزمائش اورپروان چڑھانے کے لئے یا اعمال کی سزا کے طورپر) تمہیں کسی نقصان سے دوچار کردے تو اس کے بغیر کوئی بھی اسے دور نہیں کر سکتا، اور اگر (لطف وکرم کی بنا پر) تمہیں کوئی فائدہ پہنچائے تو وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

پیام

۱۔ تمام امیدیں بھی خدا سے وابستہ رکھنی چاہئیں اورہر قسم کا خوف بھی خدا ہی سے کرنا چاہئے ﴿...الاھو ﴾

۲۔ تمام امور کا سرچشمہ اور منبع صرف ایک ہی ہے ایسا نہیں ہے کہ بھلائیاں کسی اور کی طرف سے اور برائیاں کسی دوسرے کی طرف سے ہوتی ہیں۔ (البتہ ان کا موجب خود انسان کو ہوتا ہے۔ از مترجم)

۳۔ خدائی قوانین میں استثنا کی گنجائش نہیں ہوتی، حضرت رسول خدا کو بھی تلخ اور شیریں حوادثات میں خدا سے متوسل ہونا پڑتا ہے۔

آیت ۱۸

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ط وَهُوَالْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور خداوند عالم اپنے بندوں پر مکمل اقتدار اور تسلط رکھتا ہے اور وہی حکیم اور آگاہ ہے۔

دو نکات

۱۴ ویں آیت میں خدا کا خالق اور رازق ہونا بیان کیا گیا ہے، ۱۵ ویں آیت میں خدا کے قہر و غضب اور قیامت کو بیان کیا گیا ہے ۱۶ ویں آیت میں قہر و غضب سے نجات اور خدا کی رحمت کا تذکرہ ہے، سترھویں آیت میں مشکلات کا حل اور نیکیوں تک رسائی کی صورت کا ذکر ہے اور اس آیت میں خداوند قہار کی قدرت مطلقہ کو بیان کیا گیا ہے۔

اگر کچھ لوگ عوام الناس کی جہالت، ان کے تفرقہ و انتشار اور کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چند روز ان پر مسلط ہو جائیں تو اس سے خدا کی قہاریت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور خداوند عالم کی قہاریت ان کی اس بساط کو لپیٹ کر رکھ دیتی ہے اور اپنے علم و حکمت کے تحت اپنی قدرت اور قہاریت کو کام میں لاتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام

۱۔ اے اللہ کے رسول! آپ لوگوں سے ہرگز نہ گھبرائیں کیونکہ خدا کی قدرت تمام قدرتوں سے بالاتر ہے ﴿هوالقاهر ﴾

۲۔ خدا کی قدرت اور قہاریت حکمت اور علم کے تحت ہوتی ہے ﴿الحكيم الخبير ﴾

آیت ۱۹

﴿قُلْ اَیُّ شَیْ ءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ط قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌم بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُ نْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْم بَلَغَ ط اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰیط قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ج قُلْ اِنَّمَا هُوَاِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ بہت بڑا شاہد اور گواہ کون ہے؟ کہو خدا ہی ہے جو میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور یہ قرآن مجھ پر وحی ہوا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تمہیں اور ہر اس شخص کو ڈراؤں کہ جن پر قرآن اور پیغام پہنچا ہے۔ آیا تم گواہی دیتے ہو کہ معبود حقیقی کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہیں؟ کہہ دو کہ میں گواہی نہیں دیتا، کہہ دو کہ صرف وہی خداوند یکتا ہے اور میں یقیناً اس سے بری ہوں جس کے ذریعہ تم شرک کرتے ہو۔

چند نکات

مشرکین مکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی رسالت کی گواہی طلب کرتے تھے اور آپ کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ: "یہود و نصاریٰ بھی آپ کو نبی نہیں مانتے" یہ آیت خدا اور اس کی نصرت کے الہام کا پیغام لئے، اسلام کی غربت کے دور میں روشن مستقبل کی خوشخبری سنا رہی ہے اور شرک سے بیزاری اور برائت کا اظہار کر رہی ہے۔

ایک سطر سے بھی کم مقدار میں تین مرتبہ توحید کا اعلان اور شرک سے برائت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ﴿لا اشهد، اله واحد، بریٔ مما تشرکون ﴾

(حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ) آنحضرت کا ارشاد گرامی ہے "جس شخص تک قرآن پہنچ گیا گویا میں نے اسے دیکھ لیا" ﴿من بلغ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام

۱۔ دوسرے معجزوں، غیبی امدادوں اور دشمن کی چالوں کو ناکام بنانے کے علاوہ قرآن پاک بھی پیغمبر اسلام کی رسالت کا بہت بڑا گواہ ہے ﴿هذا القرآن ﴾

۲۔ خود پیغمبر خدا کے زمانہ ہی میں قرآن مجید ایک کتاب کے عنوان سے پہچانا جاتا تھا اور "ھذا" کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا ﴿هذا القرآن ﴾

۳۔ لوگوں کے ساتھ "انذار" (ڈرانے) کے انداز میں بات کرنا زیادہ موثر ہوتا ہے ﴿لانذر کم ﴾۔

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عالمی، جاویدانی، تمام رنگ و نسل کے لوگوں اور تمام زمانوں کے لئے ہے ﴿لانذر کم و من بلغ ﴾

۵۔ چونکہ تبلیغ کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے لہٰذا اس کے ساتھ مبلغین کا ہونا بھی ضروری ہے پس خدا کی امامت اور رہبری کا قرآن کے ساتھ تا ابد ہونا لازمی ہے (تفسیر صافی، اصول کافی منقول از امام جعفر صادق)

۶۔ غفلت، سہو و نسیان، بھول چوک اور محدودیت انسان کی خبرگیری کی قدرت کو بھی کم کر دیتی ہے اور اس کے گواہ بننے کی طاقت کو بھی اور چونکہ خداوند عالم عوارض سے پاک اور منزہ ہے لہٰذا وہ سب سے بڑا شاہد ہے (اکبر شھادة قل اللہ)

۷۔ آسمانی رہبر کے لئے لازمی ہے کہ اس میں یہ چیزیں ضروری پائی جائیں۔ ۱۔ ہدف اور مقصد پر پختہ ایمان ﴿او حی الی هذا القرآن ﴾ ۲۔ مستقبل سے وابستہ امید ﴿ومن بلغ ﴾ ۳۔ پختگی عزم ﴿قل لا اشهد ﴾ اور ۴۔ شرک سے برائت اور دوری ﴿انني برى مما تشركون﴾

۸۔ عام طور پر انسان میں دفع ضرر کی خواہش، حصول منفعت کی خواہش سے زیادہ طاقت ور ہوتی ہے، لہٰذا خداوند عالم نے بھی قرآن مجید میں جہاں بہت سی خوشخبریوں سے نوازا ہے وہاں پر ڈرانے پر کافی زور دیا ہے ﴿لانذر کم ﴾ (جبکہ دوسری آیات میں کہیں فرمایا: "ان انت الانذیر" یعنی اے پیغمبر! آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں (فاطر/۲۳) کہیں پیغمبر کی زبانی فرمایا: " ﴿انما انا نذیر مبین ﴾ "یعنی میں تو بس کھلم کھلا ڈرانے والا ہی ہوں (عنکبوت/۵۰)

۹۔ مشرکین خدا کو پہچانتے تھے اسی لئے تو قرآن کہتا ہے ﴿الله شهيد ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۰۔ "انما ھواله واحد" یعنی خداوند تو تنہا معبود ہی ہے کی مناسبت سے حضرت علی علیہ اسلام فرماتے ہیں: "اگر کوئی دوسرا خدا ہوتا تو وہ بھی اپنے رسول بھیجتا" (نہج البلاغۃ)

آیت ۲۰

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ جن (یہود و نصاریٰ) کو ہم نے کتاب عطا کی ہے وہ ان (محمد مصطفیٰ) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں (سابقہ انبیاء اور گزشتہ آسمانی کتابوں کی بشارتوں کو آنحضرت کے مطابق دیکھتے ہیں لیکن تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں) تو جن لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا وہی ایمان نہیں لے آتے۔

چند نکات:

اسی آیت سے ملتی جلتی سورہ بقرہ کی ۱۴۶ ویں آیت ہے۔

توریت و انجیل میں ایک تو سرکار رسالت مآب کا اسم گرامی اور ان کی نشانیاں موجود تھیں اور اہل کتاب کے علماء آنجناب کی "نبی موعود" کے نام سے لوگوں کو خبر دیا کرتے تھے اور دوسرے آپ کے اور آپ کے دوستوں کے اخلاق و صفات ان کتابوں میں موجود تھے چنانچہ ارشادپروردگار ہے "﴿محمد رسول الله والذين معه اشدآء على الكفار رحماٰء بينهم...ذالک مثلهم فی التوراة ﴾ "پس بنا بریں آنحضرت کے ساتھیوں اور دوستوں کی صفات تک کو بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔

اولاد کی پہچان، حقیقی پہچان ہے اور قدیم الایام سے چلی آرہی ہے، اس لئے کہ انسان اولاد کو ان کی پیدائش کے وقت مقام پیدائش کی خصوصیات اور انداز ولادت وغیرہ سے اچھی طرح جانتا ہے۔ جبکہ بہن بھائیوں اور ماں باپ کی شناخت کے لئے کئی مہینے درکار ہوتے ہیں اور زن و شوہر کی پہچان، ازدواج کے بعد ہوتی ہے۔ اسی لئے خداوند عالم فرماتا ہے "وہ پیغمبر خدا کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں" یعنی مکمل طور پر اور اچھی طرح سے۔

پیام

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ پیغمبر خدا کی معرفت اس حد تک ہونی چاہیئے کہ اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش ہی نہ ہو۔﴿کما یعرفون ابنائھم ﴾

۲۔ صرف پہچان اور علم ہی انسان کے لئے باعث نجات نہیں ہے، کیونکہ بہت سے خداشناس، پیغمبر شناس اور دین شناس ایسے ہیں جو خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہیں﴿الذین خسروا انفسھم ﴾

۳۔ حق پوشی، خسارت اور نامرادی ہے﴿خسروا انفسھم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۱

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور اس شخص سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوتا ہے جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے یا آیات خداوندی کو جھٹلاتا ہے، یقیناً ظالم لوگ فلاح نہیں پاتے۔

دو نکات:

تقریباً پندرہ مرتبہ قرآن مجید میں "ومن اظلم" کا جملہ استعمال ہوا ہے۔ جو یا تو خدا پر بہتان باندھنے یا لوگوں کو مسجد سے روکنے اور یا پھر گواہی اور حق کو چھپانے کے سلسلہ میں ذکر ہوا ہے۔ جس سے یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ ثقافتی اور تعلیمی ظلم اور لوگوں کی معلومات کو پروان چڑھنے اور علم و فہم کے ترقی کرنے سے روکنا معاشرہ اور اجتماع پر بہت بڑا ظلم ہے۔

پتھر اور لکڑی کو خدا کے ہم پلہ قرار دینا، خدا پر ظلم ہوتا ہے اور مذکورہ اشیاء کی پرستش انسانیت پر ظلم ہوتا ہے۔

پیام:

۱۔ مظلوم جس قدر زیادہ قابلِ عزت اور زیادہ مقدس ہوگا ظلم کا خطرہ اسی قدر زیادہ ہوگا۔ اسی لئے خدا پر ظلم، خانہ خدا پر ظلم، ذات اقدس الٰہی پر افتراپردازی بدترین ظلم کے زمرے میں آتے ہیں۔ ﴿ومن اظلم ﴾

۲۔ انسانیت کے افکار و اذہان اور تعلیم و ثقافت پر ظلم، بدترین ظلم ہوتا ہے۔ شرک، خدا کی ذات پر افتراپردازی، نبوت کا جھوٹا دعویٰ، بدعت، تفسیر بالرائے اور حق کی پردہ پوشی ان سب کا شمار ظلم میں ہوتا ہے۔

آیت ۲۲

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ: اور جس دِن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے، پھر مشرکین سے کہیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کے بارے میں تمہیں خدائی کا گمان تھا؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

گذشتہ آیت میں بیان ہو چکا ہے کہ جو ظالم لوگ افترا پردازی، تکذیب اور حق پوشی سے کام لیتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ کامیاب وہ شخص ہوگا جس کے پاس قیامت کے لئے جواب ہوگا۔ جبکہ قیامت کے دِن تمام مشرکانہ خیالات مٹ جائیں گے۔

" ﴿جمیعاً ﴾ " کے کلمہ سے مرادیا تو تمام لوگ ہیں یا مشرکین اور بت ہیں، کیونکہ ایک اور آیت میں ارشاد ہو رہا ہے " ﴿احشرواالذین ظلموا و ازواجھم وما کانو یعبدون ﴾ " اس آیت میں لوگوں کے زندہ ہونے، ان کے زن و مرد کے جوڑوں اور ان کے معبودوں کے زندہ ہونے اور محشور ہونے کے بارے میں خطاب ہے۔

آیت میں اگرچہ شرک کو بیان کیا گیا ہے، لیکن جو لوگ حقیقی اولیاء اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا رہبر و رہنما تسلیم کرتے ہیں یا اولیاء اللہ سے مخالفت کرتے ہیں وہ بھی ایک طرح کے مشرک ہیں۔ جب کہ "زیارت جامعہ" کے الفاظ ہیں "ومن خالفکم مشرک" اور ایک حدیث میں ہے کہ "الرادعلینا کالراد علی اللہ والراد علی اللہ فی حد الشرک" یعنی جو شخص ہمارے کلام اور ہمارے طریقہ کار کا انکار کرے گا وہ ایسے ہے جیسے کلامِ خدا کا انکار کرے اور ایسا شخص مشرک کی مانند ہے۔

پیام:

۱۔ خدا کے علم اور اس کی قدرت کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ کوئی ایک بھی فراموش نہیں ہوگا سب کے سب بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوں گے۔ ﴿جمیعاً ﴾

۲۔ قیامت کے دن کی عدالت کھلی عدالت ہوگی۔ ﴿نحشرھم جمیعا ثم نقول ﴾

۳۔ شرک تو بس ایک خیالِ محض ہے۔ ﴿تزعمون ﴾

۴۔ ہر قسم کے عقیدہ، عشق و عبادت سے پہلے قیامت کے دِن کی جواب دہی کے لئے تیاری کرنی چاہیے۔ ﴿این شرکاؤکم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۳۔ ۲۴

﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ- اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾ ۔

ترجمہ: پس (بتوں کے فریفتہ مشرکین کے لئے) کوئی عذر اور بہانہ باقی نہیں رہا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہمیں اپنے رب، خدا کی قسم ہم مشرکین نہیں تھے۔

دیکھو تو سہی کہ مشرکین اپنے نقصان کے لئے کیونکر جھوٹ بولتے (اور اپنے شرک کا انکار کرتے) ہیں اور جو وہ خدا پر جھوٹ باندھتے تھے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

دو نکات:

اس آیت میں "فتنہ" کا معنی بتوں اور شرک سے فریفتگی ہے یا "معذرت" کے معنی میں ہے۔

دروغ گو اپنی ہی عادت کے مطابق قیامت کے دِن بھی جھوٹ بولیں گے ۔ جیسا کہ ایک اور جگہ پر ارشاد ہوتا ہے۔ " ﴿یوم یبعثهم الله جمیعا فیحلفون له کما یحلفون لکم ویحسبون انهم علی شیئً﴾ "یعنی جس دِن اللہ تعالیٰ ان سب کو دوبارہ اُٹھائے گا اور وہ خدا کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور گمان کریں گے کہ اپنی کسی بات پر قائم ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام اسی آیت کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں "اس جھوٹ کے بعد ان کے لبوں پر مہر لگا دی جائیے گی اور ان کے دوسرے اعضاء حق بات بیان کریں گے"

پیام:

۱۔ جھوٹ بولنے کی عادت قیامت میں بھی ظاہر ہوگی۔ ﴿والله ربنا ماکنا مشرکین﴾

۲۔ خدائی عدالت میں نہ تو جھوٹ کام آئے گا اور نہ ہی قسم۔ ﴿ضل عنهم ماکانو ایفترون﴾

۳۔ قیامت کے دِن، مشرکین اپنے افکار اور عقائد سے اظہار برائت کریں گے۔ ﴿ماکنا مشرکین﴾

۹: (یہ اور بات ہے کہ قیامت کے دِن شرک سے بیزاری ان کے لئے کارآمد نہیں ہوگی)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ قیامت اس قدر حتمی اور یقینی ہے گویا اس وقت موجود ہے۔ ﴿انظر﴾ فرمایا ہے "ستنظر" نہیں فرمایا)

۵۔ خدا کے علاوہ دوسرے تمام سہارے نابود ہو جائیں گے۔ ﴿ضل عنهم﴾

۶۔ خدا کے علاوہ دوسرے تمام سہارے صرف خیال ہی خیال ہیں۔ ﴿يفترون﴾

آیت ۲۵

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْکَ ج وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ط وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ط حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْکَ يُجَادِلُوْنَکَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ۔

ترجمہ: اور ان میں سے کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو (اے پیغمبر!) آپ کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں۔ لیکن ہم نے ان کے دِلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تاکہ وہ کچھ نہ سمجھ سکیں اور ان کے کان (حق بات سننے کے لئے) سنگین ہیں۔ اور اگر وہ ایک آیت کو دیکھیں پھر بھی اس پر ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو گذشتہ لوگوں کے قصے کہانیوں کے علاوہ کچھ نہیں۔

چند نکات:

اس آیت کا شانِ نزول اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ابوسفیان، ولیدبن مغیرہ، عتبہ، شیبہ اور نضربن حارث خانہ کعبہ کے باہر کھڑے ہو کر پیغمبرِ گرامی اسلام ﴿ؐ﴾ کی تلاوت کو غور سے سننے لگے، سب نے "نضر" سے پوچھا۔ "کیا پڑھ رہے ہیں؟" اس نے کہا "رب کعبہ کی قسم! میں نہیں سمجھ رہا کہ کیا پڑھ رہے ہیں؟ البتہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ لوگوں کے قصے کہانیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اس قسم کے قصے کہانیوں میں بھی تم سے بیان کرتا رہتا ہوں۔" جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۹; "اکنة" جمع ہے "کن" یا "کنان" کی جس کا معنی ہے "پردہ" اور "وقر" کا معنی ہے "سنگینی" اور "اساطیر" جمع ہے "اسطورة" کی جس کا معنی ہے "پے در پے" اور خیالی مطالب" ہے، چنانچہ ایک اور مقام پر قرآن فرماتا ہے ''' ﴿فلما زاغوا أزاغ الله قلوبهم﴾ "یعنی جب وہ خود پھر گئے تو خدا نے ان کے دلوں کو بھی پھیر دیا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ تمام کفار سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے ان میں سے بعض کافر ضدی اور اکھڑ مزاج ہیں۔ ﴿ومنهم ﴾

۲۔ قرآنی آواز کا سننا اس وقت موثر اور قابل قدر ہوتا ہے جب دِلوں پر اثر کرے ﴿اكنة ان يفقهوه ﴾

۳۔ کفار کے دلوں کی پردہ پوشی خود ان کے معاندانہ رویہ کی وجہ سے ہے۔ (قرآن مجید کے ایک اور مقام پر ہے کہ وہ انبیاء سے کہتے تھے "قلوبنا فی اکنة مماتدعون وفی آذاننا وقر" یعنی جس بات کی طرف تم بلاتے ہو اس سے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں سنگینی ہے۔

۴۔ خدائی رہبر کو چاہیے کہ وہ خود کو ہر طرح کی افتراء پردازیوں اور ناروا تہمتوں کے سننے کے لئے تیار رکھیں۔

۵۔ ہٹ دھرمی، ضد اور اکھڑ مزاجی لا علاج بیماری ہے۔ اور ٹیڑھے میڑھے آئینہ کی مانند بہترین شکل و صورت کو بھی بے ڈھنگے انداز میں پیش کرتا ہے۔ ﴿يرواكل آية لايو ٔمنوا ﴾

۶۔ اگر لڑائی جھگڑے، بدگمانی، منفی انداز اور پہلے سے تیار شدہ منصوبے کے تحت پیغمبر گرامی اسلام سے بھی ملاقات کی جائے، بے فائدہ ہے ﴿جاؤک يجادلونک... ﴾

آیت ۲۶

﴿وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ج وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ: اور وہ کفار لوگوں کو ایمان لانے سے (بھی) روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور اور محروم ہیں اور (لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ) لاشعوری طور پر اپنے سوا کسی کو تباہ و برباد نہیں کر رہے۔

دو نکات:

"ینئون" کا لفظ "نأی" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے "دور کرنا"

۹; بعض اہل سنت مفسرین نے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے کہ "یہ آیت حضرت ابو طالب کے بارے میں ہے۔ کیونکہ وہ لوگوں کو پیغمبر کی ایذارسانی سے تو روکتے تھے لیکن خود ایمان نہیں لائے اور ایمان سے دور رہے" اسی طرح قرآن مجید کی ایک دو اور آیات (مثلاً توبہ/ ۱۱۵۔ قصص/۵۷) کے بارے میں بھی یہی کہتے ہیں۔ جبکہ مذہب شیعہ کے نزدیک وہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ بہترین مومن بھی ہیں۔ جن کے ایمان اور اسلام کا اظہار ان کے اشعار سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت فاطمہ بنت اسد جیسی دنیا کی بہترین مومن خاتون آخر عمر تک آپ کی زوجیت میں رہیں جو آپ کے مومن ہونے کی ایک اور عمدہ دلیل ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "الغدیر" جلد ۷۔۸)

پیام

۱۔ کفار ہوں یا مشرکین ہر دو تخریب کاری اور لوگوں کو راہ راست سے روکنے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔

۲۔ حق کو قبول کرنے کی بجائے اس سے دوری اختیار کرنا، انسان کا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

۳۔ حقیقی شعور یہ ہے کہ راہ حق کو پا لیا جائے۔ حقیقی راستہ اور برحق رہبر کو گم کر دینا خواہ کسی کی طرف سے کیوں نہ ہو بے شعوری ہے۔

آیت ۲۷

﴿وَلَوْتَرٰی اِذْوُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُوْ مِنِیْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اگر تم انہیں اس وقت دیکھو جب وہ جہنم کے کنارے ٹھہرائے جائیں گے اور کہیں گے اے کاش کہ واپس پلٹائے جاتے اور اپنے پروردگار کی آیات کو نہ جھٹلاتے اور (حقیقی) مومنوں سے ہوتے۔

ایک نکتہ

قرآنی آیات کے مطابق دنیا کی طرف واپس پلٹائے جانے کی آرزو تین موقعوں میں ہوگی۔ ایک مرتے وقت دوسرے قبر میں اور تیسرے قیامت میں۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے: "﴿رب ارجعونی لعلی اعمل صالحا ﴾ "یعنی اے میرے رب! مجھے دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ میں نیک اعمال کو بجا لاؤں (مومنون/۱۰۱) اور " ﴿ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظلمون ﴾ "یعنی اے ہمارے رب تو ہمیں یہاں سے نکال! پس اگر ہم دوبارہ ایسے کام کریں تو ہم ظالم ہوں گے۔ (مومنون/۱۰۷)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام

۱۔ جب تک دنیا میں فرصت باقی ہے ایمان لے آؤ کیونکہ آخرت میں اس کی گنجائش نہیں ہوگی۔

۲۔ آیات خداوندی کی تکذیب، آخرت میں پشیمانی کا موجب ہوگی ﴿لیتنا ﴾

۳۔ آیات الٰہی کی تکذیب کا نتیجہ، جہنم کی آگ میں ڈالا جانا ہے ﴿علی النار ... لانکذب ﴾

آیت ۲۸

﴿بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ط وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَانُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ بلکہ وہ اس سے پہلے دنیا میں جو (کفر و نفاق) چھپایا کرتے تھے (اس دن) وہ ان کے لئے ظاہر ہو جائے گا اور اگر (وہ درخواست اور خواہش کے مطابق) دنیا میں پلٹا بھی دیئے جائیں پھر بھی جس چیز سے انہیں روکا گیا ہے دوبارہ انجام دیں گے اور یہ لوگ قطعی طور پر جھوٹے ہیں۔

ایک نکتہ:

قیامت کا دن، لوگوں کے مخفی رازوں کے ظاہر ہونے کا دن ہے، اور قرآن مجید نے بارہا اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے ﴿بدالھم سیئات ما عملوا﴾ ان کے برے اعمال ان کے لئے ظاہر ہو جائیں گے (جاثیہ/۳۳) اور ﴿بدالھم سیئات ماکسبوا﴾ ان کے برے کرتوت ان کے لئے ظاہر ہو جائیں گے (زمر/۴۸)

پیام:

۱۔ قیامت کے دن تمام راز کھل جائیں گے ﴿بدالھم ﴾

۲۔ آخرت سے دنیا کی طرف واپسی محال ہے ﴿ولوردوا ... ﴾

۳۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے سدھرنے اور ٹھیک ہونے کی ہرگز امید نہیں ہے۔ اور اگر انہیں (ان کی اپنی درخواست کے مطابق) واپسی کی فرصت مل بھی جائے تو بھی اسی حالت میں رہیں گے جس میں وہ پہلے تھے۔ کیونکہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انسان بارہا مصائب و مشکلات میں کئی قسم کے فیصلے کرتا ہے لیکن ان سے نجات حاصل کر لیتا ہے تو سب کچھ بھول جاتا ہے ﴿لوردوا لعادوا ﴾

۴۔ جب جھوٹ بولنا انسان کی عادت بن جائے تو قیامت میں بھی جھوٹ بولنے سے نہیں چوکے گا اور وہاں پر بھی جھوٹے دعوے کرے گا ﴿لکاذبون﴾ ٦

آیت ۲۹، ۳۰

﴿وَقَالُوْآ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ– وَ لَوْ تَرٰی اِذْوُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ط قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ط قَالُوْا بَلٰی وَ رَبِّنَا ط قَالَ فَذُوْقُوا العَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور انہوں نے کہا: ہماری اس دنیوی زندگی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور ہم (مرنے کے بعد) دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

اور اگر تم اس وقت دیکھو جب وہ تمہارے پروردگار کے سامنے روکے ہوئے ہوں گے (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا آیا یہ (قیامت میں دوبارہ اٹھانا) حق نہیں ہے؟ تو وہ کہیں گے: ہمارے رب کی قسم ایسا ہی ہے! تو خدا فرمائے گا پس تم اپنے کفر کے ارتکاب کی وجہ سے عذاب کو چکھو۔

چند نکات:

۲۹ ویں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کا معاد (قیامت) پر ایمان نہیں ہے اور اگر وہ باتوں کے بارے میں "﴿هوٗلآءِ شفعاوٗنا ﴾ " (یہ ہمارے شفیع ہیں) کہا کرتے تھے تو ان کا یہ اعتقادِ شفاعت آخر (معاد) کے بارے میں نہیں بلکہ دنیوی شفاعت کے سلسلہ میں تھا (تفسیر المیزان)

۱۔ اسلام کے نزدیک انسان کے لئے چند قسم کی حیات (زندگی) ہے۔

۱۔ دنیوی حیات ۲۔ برزخ کی حیات۔ ارشاد ہوتا ہے " ﴿بل احیاء عند ربھم ﴾ "

۳۔ حیات معنوی یا ہدایت۔ ارشاد ہوتا ہے " ﴿دعاکم لم یحییکم ﴾ "

۴۔ اجتماعی و معاشرتی حیات۔ ارشاد ہوتا ہے " ﴿لکم فی القصاص حیوٰۃ ﴾ "

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ حیات طیبہ یا پاکیزہ زندگی (جو قلب سلیم اور قناعت کے زیر سایہ ملتی ہے)

۳۰ ویں آیت کے مطابق خداوند عالم مجرمین سے باتیں کرے گا، جبکہ بعض دوسری آیات ان کے ساتھ خدا کے بات کرنے کی نفی کرتی ہیں کہ " ﴿لا یکلمھم اللہ ﴾ " (خدا ان سے بات تک نہیں کرے گا) تو اس سے مراد یا تو یہ ہے کیفیتیں مختلف ہوں گی یا پھر ان سے کلام طیب نہیں کرے گا۔

پیام:

۱۔ مشرکین، زندگی کو صرف دنیاوی زندگی تک ہی محدود سمجھتے ہیں اور آخرت کی زندگی کے منکر ہیں۔

۲۔ مجرم افراد، ذلیل قیدیوں کی طرح گرفتار کئے جائیں گے ﴿اذوقفوا ﴾

۳۔ قیامت کے دن، پہلے مرحلہ میں قاضی بھی خود خدا ہو گا اور سوال بھی وہ خود ہی کرے گا ﴿قال الیس ھذا بالحق ﴾

۴۔ مجرمین کا اپنے جرائم کا اقرار و اعتراف، قیامت کے لرزا دینے والے مناظر میں سے ایک ہو گا۔ ﴿قالوابلیٰ ﴾

۵۔ قیامت کے دن گناہوں کا اعتراف بے سود ہو گا ﴿فذوقوا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۳۱۔ ۳۲

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ط حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ تْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَالا وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ط اَ لَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ- وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ط وَلَلدَّارُالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ چکھو بیشک جن لوگوں نے قیامت کے دن خدا کی حضوری کو جھٹلا دیا وہ بڑے گھاٹے میں ہیں یہا ں تک کہ جب ان کے سر پر قیامت ناگہاں پہنچے گی تو کہنے لگیں گے اے ہے افسوس ہم نے تو اس میں بڑی کوتاہی کی (یہ کہتے جائیں گے) اور اپنے گناہوں کا پشتاوہ اپنی اپنی پیٹھ پر لادے جائیں گے دیکھو تو (یہ) کیا بوجھ ہے جس کو یہ لادے (لادے) پھر رہے ہیں اور (ئی) دنیاوی زندگی تو کھیل تماشے کے سوا کچھ بھی نہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ آخرت کا گھر (بہشت)پرہیزگاروں کے لئے اس سے بدرجہا بہتر ہے تو کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔

چندنکات:

۱۔ اگر دنیا، آخرت کی کھیتی قرار نہ پائے تو بازیچہ ﴿ ﴾ اطفال بن جاتی ہے ۔ اور لوگ اس میں بچوں کی مانند مال و مقام وغیرہ جیسے کھلونوں سے کھیلتے ہیں۔ بالکل ویسے جس طرح کسی ڈرامہ میں کوئی شخص بادشاہ کا لباس پہن کر اس جیسا کردار ادا کرتا ہے کوئی وزیر کا ، کوئی کوتوال ، چوکیدار کا۔ لیکن جب ڈرامہ ختم ہو جاتا ہے اور لباس اتر جاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک نمائش اور خیال تھا اور بس!

۲۔ قرآن مجید کی دوسری آیات کے پیش نظر، زیرِ نظر آیت کو رہبانیت اور ترک دنیا کا دائمی نہیں سمجھنا چاہیئے۔

۳۔ دنیا کو لہو و لعب سے تشبیہ دینے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

ا۔ دنیا بھی کھیل کے دورانیہ کی مدت کی مانند کوتاہ ہے۔

ب۔ جس طرح کھیل میکں تفریح بھی ہوتی ہے اور تھکاوٹ بھی ، اسی طرح دنیا بھی تلخ اور شیریں حالات کا مجموعہ ہے۔

ج۔ اپنے مقصد تخلیق سے غافل لوگوں نے کھیل کو اپنا کاروبار بنا لیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ خود خالقِ دنیا، آخرت سے غفلت اور دنیا کے ساتھ سرگرمی کو کھیل تماشہ سمجھتا ہے، ہم کیوں باور نہیں کرتے؟

۲۔ "انجام" پر نظر رکھنے والے کے لئے "آخرت" بہتر ہے۔ اور "طعام" پر نظر رکھنے والے کے لئے دنیا بہتر ہے (کیونکہ وہ اسی مستی میں مست ہے)

۳۔ آخرت کو مدنظر رکھے بغیر دنیا خطرناک ہے۔ اور جو دنیا آخرت کی کھیتی، آخرت کے لئے مقدمہ، آخرت کے لئے گزرگاہ اور آخرت کے لئے مقام تجارت ہو وہ میدان رُشد ہدایت اور مقام نشونما ہے۔

۴۔ آخرت صاحبان تقوی کے لئے کے لئے مطلق خیر ہے۔ ورنہ تو اس میں انہیں کوئی رنج ہو گا، نہ تو وہ عارضی ہو گی اور نہ ہی وہ صرف اوہام اور خیالات پر مبنی ہے۔

۵۔ عقل سے کام لینا، تقوٰی اختیار کرنا اور آخرت پر ایمان رکھنا یہ سب ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ ﴿للدارالاخرۃ، تیقون، تعقلون ﴾

۶۔ تقویٰ، آخرت کی نعمتوں تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ ﴿خیر اللذینِ تیقون ﴾

آیت ۳۳

﴿قَدْ نَعْلَمُ اِنَّہ لَیَحْزُنُکَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) البتہ ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں ان کی باتیں آپ کو غمگین کر دیتی ہیں وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ (یہ) ظالم لوگ (حقیقت میں) خدا کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

ایک نکتہ:

اس آیت کے شان نزول کے بارے بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن آپ کو صادق اور امین سمجھتے تھے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ "اگر ہم ان کی تصدیق کریں گے تو قوم و قبیلہ میں ہماری توہین ہو گی اور ہماری ساکھ خراب ہو جائے گی۔" اس طرح سے وہ آیات الٰہی کی تکذیب کرتے تھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ ہادی برحق کو مخالفین کی تکذیب سے نہیں گھبرانا چاہیئے۔

۲۔ حتیٰ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تسلی، تشویق اور دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ جن لوگوں پر زبان کے ذریعہ ظلم کیا جاتا ہے ان کی حمایت کی جانی چاہیئے۔﴿قد نعلم انه... ﴾

۴۔ پیغمبر کی تکذیب در حقیقت خدا کی تکذیب ہوتی ہے جس طرح کہ پیغمبر کی بیعت در حقیقت خدا کی بیعت ہوتی ہے۔

۵۔ بڑی بڑی مشکلات کو پیش نظر رکھ کر اپنی مشکل کو آسان سمجھیئے۔﴿لا یکذبونک...بایات اللہ یجحدون ﴾

۶۔ پیغمبر کے مخالفین در حقیقت خدا کا فریق مخالف ہیں لہذا غمگین نہیں ہونا چاہیئے۔

۷۔ جھٹلائے جانے میں صرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے فرد نہیں ہیں، آیات خداوندی کے مخالف لوگ تمام انبیاء کی تکذیب اور مخالفت کرتے رہے۔ (جیسا کہ بعد والی آیت میں ہے " ﴿کذبت رسل من قبلک ﴾

۸۔ آیات الٰہی اور اولیاء اللہ کی تکذیب کا نتیجہ ایک تو جھٹلانے والوں کا اپنی ذات پر ظلم ہوتا ہے کہ ایمان نہیں لاتے، دوسرے رسول خدا پر ظلم ہوتا ہے کہ انہیں غمگین اور محزون کرتے ہیں تیسرے مذہب و ملت پر ظلم ہوتا ہے اور چوتھے نسل انسانی پر ظلم ہوتا ہے۔

آیت ۳۴

﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ج وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ج وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور یقین جانئے کہ آپ سے پہلے انبیاء کو بھی جھٹلایا گیا، لیکن انہوں نے تکذیب اور مصائب پر صبر کیا یہاں تک کہ ان تک ہماری امداد پہنچ گئی۔ خدا کے کلمات (اور طریقہ کار) کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں، یقیناً پیغمبروں کی طرح کچھ خبریں آپ تک پہنچ چکی ہیں (اور آپ ان کی تاریخ سے واقف ہیں)

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سابقہ انبیاء اور ان کا صبر ہمارے لئے نمونہ ہونا چاہئے، اور ہود، صالح اور لوط وغیرہ جیسے پیغمبروں کی امتوں سے عبرت حاصل کرنی چاہئے جو انبیاء کو جھٹلانے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئیں۔ انبیاء کا بھیجنا خدا کا کام ہے اور ان کی راہ کو اختیار کرنے میں بندوں کو آزادی حاصل ہے۔ البتہ وہ کفار کو سزا دیتا ہے اور انبیاء کی راہ حق کے لئے دعوت دینے میں امداد کرتا ہے۔

پیام

۱۔ حق کا سیدھا راستہ خطرات سے گھرا ہوا ہوتا ہے۔

۲۔ مشکلات اور شدائد میں ثابت قدم رہنے کا ایک بہترین اور اہم عنصر تاریخ اور خدا کے طریقہ کار سے آشنائی ہے

۳۔ رہبر کو اس بات کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ تمام دنیا اس کی اطاعت کرے گی۔

۴۔ کامیابی کی اصل شرط صبر ہے ﴿فصبروا ﴾

۵۔ حق کے دشمن حق کے خلاف کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کرتے کبھی تکذیب کرتے ہیں اور کبھی ایذائیں پہنچاتے ہیں۔ ﴿کذبوا، اوزوا ﴾

۶۔ حق، ہمیشہ کامیاب و کامران اور سرخرو ہوتا ہے ﴿نصرھا ﴾۷

۷۔ خدائی طریقہ کار میں کبھی تبدیلی نہیں آتی ﴿لامبدل لکلمات اللہ ﴾۸

۸۔ نصرت الٰہی کے پہنچنے تک صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے ﴿حتی اتاھم ﴾

۹۔ گزشتہ لوگوں کے رنج اٹھانے اور تکلیفیں برداشت کرنے کی قدر کرنی چاہئے ﴿ولقد جاء ک... ﴾

۱۰۔ ہر شخص کو اپنے جیسے تاریخی نمونے پہچاننے چاہئیں ﴿نبای المرسلین ﴾

آیت ۳۵

﴿وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْسُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰي فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور اگر ان (کفار) کی روگردانی اور بے اعتنائی تمہارے لئے گراں ہے (اور چاہتے ہو کہ ہر صورت میں انہیں راہ راست پر لے آؤ تو) اگر کر سکتے ہو کہ زمین میں نقب لگا کر یا آسمان میں سیڑھی لگا کر ان کے لئے کوئی آیت لے آؤ (پھر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لے آئیں گے) اور اگر خدا چاہے تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دے، (لیکن یہ خدا کا طریقہ نہیں ہے) پس تم ہرگز جاہلوں میں سے نہ ہونا۔

ایک نکتہ:

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں کہا گیا ہے کہ: کفار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ " ﴿لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً او ترقی فی السماء ﴾ " (بنی اسرائیل/۹۰) یعنی ہم آپ پر اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری نہیں کریں گے یا آسمان پر نہیں چڑھ جائیں گے۔

شاید یہ آیت ان مشرکین کے ان بے جا تقاضوں کی طرف اشارہ ہو کہ اگر آپ زمین میں نقب لگائیں یا سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس لئے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ میرے پیغمبر! آپ کی دعوت اور تبلیغ میں کسی قسم کا عیب اور نقص نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ ضدی، ہٹ دھرم اور اکھڑ ہیں لہٰذا آپ ان کی ہدایت اور انہیں راہ راست پر لانے کے لئے اس قدر دل سوزی سے کام نہ لیں۔

پیام:

۱۔ حضرت رسول خدا لوگوں کی ہدایت کے لئے دلسوز اور ان کی روگردانی پر غمگین تھے۔ ﴿کبر علیک ﴾

۲۔ اسلامی تعلیمات میں کوئی نقص نہیں ہے، ساری خرابی ضدی اور ہٹ دھرم کفار کی طبیعتوں میں ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کر سکتا ہے لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان آزاد رہیں۔

۴۔ بہانہ گیر لوگوں کے ہر تقاضے کو پورا کرنا اور مبلغین کی بے صبری اور بے قراری جہالت ہے۔ ﴿فلاتکونن من الجاھلین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۳۶

﴿اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ط وَ الْمَوْتٰی یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ ثُمَّ اِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ صرف وہی لوگ ہی بات کو قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں، اور مردوں کو تو اللہ تعالیٰ دوبارہ اٹھائے گا اور پھر سارے کے سارے اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

ایک نکتہ:

قرآن مجید نے بات کو قبول نہ کرنے والوں کو کئی مقامات پر "مردے" اور "بہرے" کی تعبیر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ منجملہ ان کے سورہ نمل/ ۸۰ اور سورہ روم/ ۵۲ میں ہم پڑھتے ہیں کہ: "انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین" یعنی اے پیغمبر! نہ تو آپ مردوں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں اور نہ ہی بہروں کو خصوصاً جب وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائیں۔

پیام:

۱۔ انسان راہ کے انتخاب میں آزاد ہے ﴿انما یستجیب ...﴾

۲ حق کو سننا اور اسے تسلیم کرنا معنوی زندگی اور قلبی حیات کی علامت ہے۔

۳۔ جو حیات معنوی نہیں رکھتا اور حق کو تسلیم نہیں کرتا، مردہ ہے کیونکہ کھانے، پینے اور سونے اور چلنے، پھرنے والی زندگی تو حیوان بھی رکھتے ہیں۔

۴۔ اے میرے پیغمبر! حق کو قبول کرنے والے دل تمہارے ذمہ اور کفار میرے ذمہ! اور دیکھنا کہ قیامت کے دن ان سے کیسے نمٹتا ہوں!

آیت ۳۷

﴿وَقَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِط قُلْ اِنَّ اللّٰہَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُنَزِّلَ اٰیَۃً وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور (کفار نے) کہا: اس (پیغمبر) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی معجزہ (جیسے ہم چاہتے ہیں) نازل نہیں ہوا؟ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ کوئی معجزہ اور نشانی اتارے لیکن ان (بہانہ گیروں) میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

دو نکات:

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ: قریش کے کچھ روسأ بہانہ سازی کے طور پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے: معجزہ کے طور پر صرف قرآن کافی نہیں ہے، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت صالح وغیرھم جیسے معجزات لے آئیے! (از تفسیر مجمع البیان)

جو پیغمبر، گزشتہ انبیاء کے معجزات یاد دلا رہا ہے وہ ان کے جیسے معجزات بھی لا سکتا ہے، ورنہ لوگوں کو ان انبیاء کے معجزے اس وجہ سے یاد نہ دلاتا کہ مبادا لوگوں کا اس سے بھی اسی قسم کے معجزات کا تقاضا شروع ہو جائے۔

البتہ شیعہ اور سنی روایات کے مطابق رسول خدا نے قرآن کے علاوہ بھی کئی اور معجزات لوگوں کو دکھائے ہیں۔

معجزات دکھانے کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ خداوند عالم اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ میرے اور رسول کے درمیان ایک خصوصی رابطہ ہے۔ اور میری قدرت حد و حساب سے باہر ہے۔ تاہم یہ مقصد ہرگز نہیں ہوتا کہ جب بھی کوئی ضدی مزاج اور ہٹ دھرم شخص مطالبہ کرے تو فوراً معجزہ دکھا دیا جائے۔ البتہ بعض اوقات لوگوں کی درخواست کے مطابق بھی معجزہ دکھایا گیا ہے۔

پیام:

۱۔ دشمنوں اور مخالفوں کے بہانوں پر کان نہ دھرو۔ (خداوند عالم فرماتا ہے " ﴿ولوداننا نزلنا---﴾ "یعنی اگر ہم لوگوں پر فرشتے اتار دیں یا ان سے مردے باتیں کرنے لگیں تو معاند لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ (انعام/۱۱۱)

۲۔ معجزہ کا مقصد تو محبت اور دلیل قائم کرنا ہوتا ہے نہ کہ کسی ایرے غیرے کی فرمائش کو پورا کرنا۔

۳۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلسل معجزات بھی ضدی مزاج اور ہٹ دھرم لوگوں کی ہدایت کا سبب نہیں بن سکے بلکہ الٹا ان کے لئے خدائی قہر و غضب اور سزا اور عذاب کا موجب بن گئے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ جہاں خداوند قادر مطلق ہے وہاں حکیم علی الاطلاق بھی ہے۔ لہٰذا اسکی قدرت وہاں پر جلوہ گر ہوتی ہے جہاں اس کی حکمت کا تقاضا ہوتا ہے ﴿ان اللہ قادر... ﴾

آیت ۳۸

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طَٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْط مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْ ءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور زمین پر کوئی چلنے (پھرنے) والا نہیں اور اپنے دو پروں کے ساتھ اڑنے والا کوئی پرندہ نہیں مگر یہ کہ وہ بھی تمہاری طرح امتیں ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کو فروگزاشت نہیں کیا، پھر سارے کے سارے اپنے پروردگار کے ہاں اکٹھے کئے جائیں گے۔

دو نکات:

قرآن مجید کی پرندوں اور ان کی صفات پر مکمل توجہ ہے۔ اور لوگوں کو ہدایت کرنے کے لئے ان کی تخلیق، شعور اور صفات کی یاددہانی کرا رہا ہے، سورہ جاثیہ/۴ میں فرماتا ہے: وفی خلقکم وما یبث من دابۃ اٰیٰت للمومنین" یعنی تمہاری پیدائش میں بھی اور زمین پر چلنے پھرنے والے جانوروں (کی تخلیق) میں بھی یقین رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

روایات میں بھی اور انسانی تجربوں میں بھی جانوروں کے ادراک اور شعور کے وافر نمونے ملتے ہیں۔

ممکن ہے کہ "کتاب" سے مراد "لوح محفوظ" بھی ہو۔

پیام:

۱۔ مخلوق کی تخلیق اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے قدرت خداوندی تمام موجودات عالم کے لئے یکساں ہے ﴿ومامن دابۃ ...ولا طائر... ﴾

۲۔ بامقصد تخلیق اور اجتماعی زندگی کا نظم و انتظام صرف انسانوں ہی سے مخصوص نہیں ﴿امم امثالکم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ انسان ہوں یا جانور، سب کو خدا کی تدبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ خداوند عالم اپنی مصلحت کے مطابق انہیں شعور عطا کرتا ہے، سب تسبیح خداوندی بجا لاتے ہیں، سب خدا کا رزق کھاتے ہیں اور سب کے اندر نظم و نظام ہے۔

۴۔ جو جو چیزیں انسان کی رشد و ہدایت اور تربیت کا سبب بنتی ہیں ان سب کو قرآن مجید میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ﴿مافرطنافی الکتٰب ﴾چاہے وہ چیزیں ایسی ہیں جنہیں انسان وحی کے بغیر نہیں سمجھ سکتا۔ چاہے ایسی چیزیں ہیں جن کا جاننا انسان کے لئے واجب اور ضروری ہے اور خواہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں رہنما اصول کہا جاتا ہے۔

۵۔ انسان کے ساتھ چرند و پرند کی مماثلت اور حیوانی زندگی کو سمجھنے کے لئے خوب غور و فکر اور عمیق مطالعہ و تجربہ کی ضرورت ہے ﴿امم امثالکم ﴾

۶۔ حیوانات پر بھی ظلم نہ کرو اور نہ ہی ان کے حق میں کوتاہی کرو کیونکہ وہ بھی تمہاری طرح ہیں ﴿امم امثالکم ﴾(از تفسیر قرطبی)

۷۔ قرآن مجید کامل ترین کتاب ہے ﴿مافر طنافی الکتٰب من شیٔ ﴾۹

۸۔ معاد اور حشر صرف انسانوں ہی سے مخصوص نہیں ﴿ثم امی ربھم یحشرون ﴾

حیوانات کا شعور:

آیات و روایات اور تجربوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ شعور صرف انسان ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت سلیمان پیغمبر اپنے لشکر کے ساتھ ایک جگہ سے گزر رہے تھے کہ ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا: "جلدی سے اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان کا لشکر تمہیں پامال نہ کر دے۔" (نمل/۱۸) یہ ٹھیک ہے کہ دشمن کی پہچان چیونٹیوں کے عزیزہ (فطرت) میں شامل ہے لیکن یہ شناخت کہ یہ سلیمان ہیں اور ان کے ساتھ ان کا لشکر ہے یہ بات عزیزہ سے بالاتر ہے۔

۲۔ ہدہد فضا کی بلندیوں سے زمین پر رہنے والے بندوں کے شرک سے مطلع ہوا اور سلیمان کے پاس آکر اس کا ذکر کیا کہ "سبا" کے رہنے والے کدا پرست نہیں ہیں، اس کے ذمہ ایک کام لگایا جسے اس نے انجام دیا ہے۔ شرک اور توحید کی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

معرفت کہ یہ شرک بری چیز ہے، اس بات کی خبر حضرت سلیمان پیغمبر تک پہنچانا اور پھر پیغام رسانی کی خصوصی ڈیوٹی انجام دینا یہ سب کچھ عزہزہ سے بالاتر امور ہیں۔

۳۔ ہدہد کا غائب ہو جانے کے بعد واپس آکر غیر حاضری کی معقول اور قابلِ قبول دلیل کرنا عزہزہ سے بالاتر شعور کی دلیل ہے۔

۴۔ خدا فرماتا ہے کہ "تمام موجودات ِعالم خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں لیکن تم اسے نہیں سمجھتے" "تسبیح تکوینی" کو تو ہم سمجھ سکتے ہیں لیکن دوسری تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔

۵۔ قرآن مجید میں تمام معجودات کا خدا کے لئے سجدہ ریز ہونے کا ذکر ہے۔

۶۔ بعض جانوروں ازآنجملہ کتے میں اپنے مالک اور اس کے بچوں کے لئے وفاداری کا عنصر۔ اس کے خصوصی شعور کی علامت ہے۔

۷۔ جرائم خصوصاً منشیات اور اسمگلنگ کی دریافت کے لئے پولیس اور فوج کے کتوں کی تربیت یا شکار اور اشیاء کی خریداری کے لئے انہیں سدھایا جانا ان کے خاص شعور اور آگاہی کی دلیل ہے۔

۸۔ اسلام نے ایک جانور کودوسرے جانوروں کے سامنے ذبح کرنے سے منع کیا ہے۔

۹۔ حضرت سلیمان کے لشکر کی مشقوں میں پرندوں کی شرکت کاتذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:" ﴿وحئی لسلیمٰن جنودہ من الجن و الانس والطیر... ﴾ "یعنی حضرت سلیمان کے پاس جنوں، انسانوں اورپرندوں کے لشکر جمع کئے جاتے (نمل/۱۷)

۱۰۔ پرندے ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں اور حضرت سلیمان اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ "ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے" ﴿علمنا منطق الطیر ﴾ "(نمل/۱۶)

۱۱۔ بعض روایات میں بعض جانوروں کے لئے فضلیت اور درجات کا ذکر ہے، مثلاً جو اونٹ تین بار (عازمین حج کو لے کر) مکہ مکرمہ جائے تو وہ بہشتی ہے۔ (تفسیر صافی)

اسی طرح حضرت امام زین العابدین علیہ اسلام فرماتے ہیں جو اونٹ سات سال تک صحرائے عرفہ میں رہے وہ بہشتی جانوروں میں سے ہو گا۔ (تفسیر نور الثقلین)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۲۔ " ﴿واذا الوحوش حشرت ﴾ "یعنی جب وحشی جانوروں کو جمع کیا جائے گا (تکویر/) یہ آیت قیامت کے دن جانوروں کے محشور ہونے کو بیان کر رہی ہے۔

۱۳۔ " ﴿کل قد علم صلاۃ و تسبیحه ﴾ "یعنی سب کے سب اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتے ہیں (نور/۴۱) یہ آیت انسان کے علاوہ دوسری موجودات کے بارے میں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات بھی شعوری طور پر عبادت کرتے ہیں۔

آیت ۳۹

﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّ بُكْمٌ فِى الظُّلُمٰتِ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے وہ تاریکیوں میں بہرے اور گونگے ہیں۔ خداوند جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ راست پر قائم رکھتا ہے۔

ایک نکتہ:

اگرچہ ہدایت اور گمراہی خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن انسان کا اپنا ارادہ اور اس کے لئے تیار کی جانے والی راہیں بھی موثر ہوتی ہیں، اور خدا کا کام بھی حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ موجب ہوتا ہے خدا کی طرف سے ہدایت کا " ﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ﴾ " اور خدا کے بندوں پر ظلم سبب ہوتا ہے گمراہی کا "یضل اللہ الظالمین"۔

پیام:

۱۔ کفر اور عناد ایسی ظلمت اور تاریکی ہے جو نجات کی راہوں سے دوری کا سبب بن جاتی ہے ﴿فی الظلمات ﴾

۲۔ حق کو چھپانا "گونگا پن" ہے اور حق کو نہ سننا "بہرا پن" ﴿صم و بکم ﴾

۳۔ لوگوں کا گمراہ کرنا اور ان پر خدا کا غضب نازل کرنا خود ان کی تکذیب کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ﴿کذبوا...یضلله ﴾

۴۔ صراط مستقیم پر چلنے کے لئے حق کے سننے والے کانوں، حق بات کہنے والی زبان اور باطن کی روشنی درکار ہوتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۴۰

﴿قُلْ اَرَءَ یْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ آیا تم نے کچھ غور بھی کیا ہے کہ اگر (دنیا میں) خدا کا عذاب تمہارے پاس آجائے یا قیامت (کا دن) تمہیں آلے تو کیا (اپنی نجات کے لئے پھر بھی) غیر اللہ کو پکاروگے؟ اگر تم سچے ہو تو۔

ایک نکتہ:

اگرچہ آیت کا خطاب کفار سے ہے جو معاد سے انکاری ہیں، لیکن یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ان میں سے بعض کا قیامت پر عقیدہ ہے۔ علاوہ ازیں ہو سکتا ہے کہ "اتتکما الساعته" میں "ساعت سے مراد موت کا وقت یا قیامت سے پہلے ہو لناک حوادث کا ظہور ہو۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ فرض کرنے کی صورت میں ایمان کا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

پیام:

ا۔ حوادثات اور مشکل حالات میں جب تمام پردے اٹھ جاتے ہیں تو انسان خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے ﴿اغیراللہ تدعون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۴۱

﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ بلکہ (خطرناک حالات میں تو) صرف اسی کو پکارتے ہو اور اگر وہ چاہے تو جس بات کے لئے تم اسے پکارتے ہو وہ اسے دور کر دے ، اور تم بھی جسے خدا کا شریک ٹھہراتے ہو اسے بھول جاؤ۔

پیام:

۱۔ فطرت ، خدا کی معرفت کا ایک ہموار راستہ ہے﴿بل اياه تدعون ﴾

۲۔ خلوص پر مبنی دعا، دنیا میں خطرات سے نجات کا بہترین راستہ ہے (کافر کی دعا قیامت کے دن نہیں سنی جائے گی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے" ﴿وما دعاء الکفرین الافی ضلٰل ﴾ "(رعد/۱۴)

۳۔ آخر صرف خطرناک حالات میں ہی خداوندذوالجلال کی طرف کیوں توجہ کرتے ہو؟ اور اپنے باطل خداؤں کی طرف کیوں نہیں جاتے ۔۱۰ آخر کس لئے کسی قسم کی خاصیت سے عاری خداؤں کے پیچھے لگے ہوئے ہو؟ اور عارضی خداؤں کی پوجا کرتے ہو جنہیں مصیبت کے وقت بھلا دیتے ہو؟

۴۔ خدا کے علاوہ دوسری تمام طاقتیں معمول کے حالات میں جلوہ نمایاں کرتی ہیں لیکن سخت اور خطرناک حالات میں سب کچھ فراموش ہو جاتا ہے۔۱۱

۵۔ خداوند تعالیٰ ہر خطرے کو دور کرنے کی قدرت رکھتا ہے خواہ وہ دنیوی ہو یا (اخروی لیکن یہ اس کے ارادے اور حکمت سے مشروط ہے﴿فیکشف----ان شاء ﴾

۶۔ عذاب کو دور کرنا یا تو اتمام حجت کے لئے ہوتا ہے یا پھر حالات کی تبدیلی کی بناء پر ۔ ۱۲

آیت ۴۲

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور یقینا ہم نے تجھ سے پہلی امتوں کی طرف (پیغمبروں کو) بھیجا ، پس ہم نے انہیں تنگدستی اور بیماری میں مبتلا کر دیا تا کہ گڑگڑائیں اور سر تسلیم خم کریں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

"بآساء" کا معنی ہے جنگ، فقر و تنگدستی ' قحط ' سیلاب ' زلزلہ اور متعدی امراض کی مشکلات ۔ اور "ضرآئکا معنی ہے غم و غصہ ' آبروریزی ' جہالت او رنقصان۔

پیام:

۱۔ انبیاء کی بعثت ہو یا اتمام حجت دونوں ہی تاریخ کا حصہ او ر خدائی طریقہ کار میں شامل ہیں ﴿الی المم ﴾

۲۔ گزشتہ لوگوں کی تاریخ، آئندہ والوں کے لئے باعث عبرت ہے۔ ﴿قبلک ﴾

۳۔ تربیت اورہدایت و رہنمائی کے لئے کبھی سختی سے بھی کام لینا پڑتا ہے ﴿اخذ نا ھم ﴾

۴۔ مشکلات ' خدا کی طرف توجہ کرنے کا راستہ اور مغرور وسرکش افراد کو ٹھیک کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں ﴿یتضرعون ﴾

۵۔ ضروری نہیں کہ ہر آسائش لطف خداوندی ہوا ور رنج و غم خدا کا قہر و غضب ہو ﴿لعلھم یتضرعون ﴾

۶۔ تمام سرکش، ضدی اور ہٹ دھرم لوگ دباؤ پڑنے پر سیدھے نہیں ہو جاتے ﴿لعلھم ﴾

۷۔ اے پیغمبر! تمام انبیاء کرام کو ضدی اور اکھڑ مزاج لوگوں سے واسطہ پڑتا رہا لہٰذا آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

۸۔ مشکلات میں گھر جانے کے موقع پر دست نیاز خدا ہی کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ ۱۳

آیت ۴۳

﴿فَلَوْ لَآ اِذْ جَآ ءَ هُمْ بَاْ سُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰکِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ پس جب ہماری طرف سے ان کو ناگواری نے آلیا تو انہوں نے تضرع اور زاری کیوں نہیں کی؟ لیکن ان کے دل پتھر اور سخت ہو چکے ہیں۔ اور وہ جو کام کرتے ہیں شیطان اسے ان کے سامنے زیبا کرکے پیش کرتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ خبردار اور ہوشیار کرنے کے باوجود بھی بے پروائی سے کام لینا سنگدلی کی علامت ہے۔﴿قست ﴾

۲۔ ضدی اور ہٹ دھرم لوگوں پر نہ تو تبلیغ اثر کرتی ہے اور نہ ہی تنبیہ﴿جاء هم باسنا ﴾

۳۔ شیطان کا ان کے کرتوتوں کو زیبا کرکے پیش کرنا ان کے غرور و تکبر کا سبب بن جاتا ہے﴿زین لهم ﴾

آیت ۴۴

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِه فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍط حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْآ اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴾

۔

ترجمہ۔ پس جو نصیحتیں انہیں کی گئی تھیں جب انہوں نے ان کو بھلا دیا تو ہم نے ان کے لئے تمام چیزوں کے دروازے کھول دیئے (تاکہ وہ آسائش اور مادیات میں پوری طرح غرق ہو جائیں) حتیٰ کہ جب وہ ان چیزوں پر خوش ہو گئے جو انہیں دی گئی تھیں تو ہم نے اچانک انہیں (سزا کی) گرفت میں لے لیا اور وہ یکدم غمگین اور نا امید ہو گئے۔

ایک نکتہ:

آیت میں لفظ "مبلسون" آیا ہے جو "ابلاس" کے مادہ سے ہے جس کا معنی ہے "مایوسی کے ہمراہ غم و اندوہ" یعنی وہ کیفیت جو مجرم لوگوں کی عدالت میں ان کی شنوائی نہ ہونے پر ہوتی ہے۔ (تفسیر المیزان)

پیام:

۔ آسائش پر مبنی زندگی ہمیشہ رحمت خداوندی کی علامت نہیں ہوا کرتی، کبھی سزا کا موجب بھی بن جاتی ہے﴿نسوا- فتحنا﴾ ۱۴

۲۔ مجرمین کو مہلت دینا اور خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے آسائش کے وسائل فراہم کرنا خدا کا ایک دیرینہ طریقہ کار چلا آ رہا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۔ دنیا اور اس سے بہرہ جرداری نعمت بھی ہو سکتی ہے اور عذاب بھی، خواہ یہ کسی کو بھی ملے۔ جیسا کہ سورہ اعراف/۹۶ میں ارشاد ہوتا ہے " ﴿ولو ان اهل القریٰ امنوا و اتقو الفتحنا علیهم برکات من السماء و الارض ﴾ " یعنی اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے۔

یہاں ایمان اور تقویٰ کو برکات الٰہی کا موجب گردانا گیا ہے جبکہ زیر بحث آیت میں دنیا کو خدا کا عذاب اور نقمت بتایا گیا ہے۔ ۱۵

۵۔ موت ہو یا خدا کا قہر و غضب اچانک آتے ہیں لہذا ہمیشہ آمادہ رہنا چاہئے ﴿بغتةً ﴾

۶۔ فیصلے جلدی نہ کر لیا کرو اور نعمتوں کو خدا کا لطف و مہربانی نہ سمجھ لیا کرو۔

۷۔ عیاش لوگوں کی خوشی کے نعرے بہت جلد مایوسی کی فریادوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ ﴿فرحوا ... مبلسون ﴾

آیت ۴۵

﴿فَقُطِعَ دَابِرُالْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْاط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ پس ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا اور ان کی نسل ختم ہو گئی اور حمد خاص ہے عالمین کے رب کے لئے۔

پیام:

۱۔ ظلم، ہمیشہ قائم نہیں رہتا۔ ﴿قطع ﴾

ظلم کا اثر نسلوں پر پڑتا ہے۔ ﴿دابر ﴾

۳۔ ظالموں کا انقراض اور ان کی تباہی قطعی، حتمی اور یقینی ہے (فقطع دابر) یا جس طرح کہ ایک اور آیت میں ہے " ﴿فهل تری لهم من باقیه ﴾ " ان میں سے تو کسی کو باقی دیکھتا ہے" (الحاقۃ/۸)

۴۔ ظالموں کی تباہی پر خدا کا شکر کرنا چاہئے ﴿فقطع...والحمد لله ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ ظالموں کی نابودی درحقیقت ان کے ظلم کا انجام اور اس کی سزا ہوتی ہے ورنہ اس پر خدا کی حمد نہ کی جاتی ﴿والحمدللہ ﴾

۶۔ ظالموں کی ہلاکت، دوسرے لوگوں کے لئے تربیت کا موجب ہوتی ہے ﴿رب العالمین ﴾

آیت ۴۶

﴿قُلْ اَرَءَ يْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْ تِيْكُمْ بِهِط اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ آیا تم نے کچھ غور کیا ہے کہ اگر خداوند عالم تمہارے کانوں اور تمہاری آنکھوں کو اپنی گرفت میں لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے (کہ کچھ بھی نہ سمجھ سکو) تو خدا کے علاوہ کون معبود ایسا ہے جو تمہیں یہ سب کچھ واپس لوٹا دے؟ دیکھو کہ ہم آیات کو کن طریقوں سے بیان کرتے ہیں، پھر بھی وہ (ایمان لانے اور بات کو تسلیم کرنے کی بجائے) منہ پھیر لیتے ہیں۔

ایک نکتہ:

۹; سورت کے آغاز سے لے کریہاں تک اللہ تعالیٰ نے تقریباً دس مرتبہ سوالیہ انداز میں مخالفین کو دعوت فکر دی ہے۔

پیام:

۱۔ دی ہوئی نعمتوں کا واپس لینا خدا کے لئے آسان ہے۔ لہٰذا ہمیشہ خبردار رہو ﴿اخذسمعکم ﴾

۲۔ ایک تو تخلیق کائنات ہی خدا کا کام ہے اور دوسرے کائنات کو اپنے طور پر چلانا اور ہر لمحہ اس کی حفاظت، پروردگار عالم کی نعمت ہے ﴿اخذسمعکم ﴾

۳۔ خدا کی نعمتوں کے بارے میں غور و فکر اور ان نعمتوں میں تغیر و تبدل کا فرض کرنا، معرفت خداوندی اور نعمت شناسی کی راہوں میں سے ایک راہ ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ:

اگر درخت سرسبز نہ ہونے پائیں ﴿لونشاء لجعلناہ حطامًا ﴾ ۔ واقعہ/۶۰)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اگر پانی کڑوا اور شور ہوجائے﴿لونشاء لجعلناه اجاجا ﴾ ۔ واقعہ/۷۰)

اگر پانی سارے کا سارا زمین کے اندر چلا جائے﴿ان اصبح ماؤ کم غورا ﴾ ۔ ملک/۳۰)

اگر ہمیشہ ہی رات یا دن برقرار رہیں﴿ان جعل علیکم اللیل سرمدا ﴾ ۔ قصص/۷۱)

اگر یہ ہو جائے اور وہ ہو جائے تو کیا ہو گا؟ یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں

۴۔ ضدی مزاج لوگوں کے لئے ہر طرح کا بیان بے اثر ہوتا ہے﴿نصرف الایات ﴾ ۔۔ (یصدفون)

آیت ۴۷

﴿قُلْ اَرَءَ یتَکُمْ اِنْ اَتکُمْ عَذَابُ اللہِ بَغْتَۃً اَوْ جَھْرَۃً ھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ آیا تم نے کچھ غور کیا ہے کہ خدا کا عذاب اچانک یا آشکارا تمہیں آ لے تو کیا ظالم لوگوں کے علاوہ کوئی اور ہلاک ہو گا؟

دو نکات:

۹; اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ صرف ظالم لوگ ہی عذاب الٰہی سے ہلاک ہوں گے، جبکہ ایک اور آیت میں ہے کہ "﴿واتقوافتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة ﴾ "یعنی اس فتنہ سے ڈرو جو صرف تم میں سے ظالموں کو ہی نہیں پہنچے گا (بلکہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا) (انفال/۲۵) اس آیت میں فتنہ کی لپیٹ اور عذاب کے شعلے ہر ایک کے لئے بیان ہوئے ہیں اور اس سے ہر ایک کو خبردار کیا گیا ہے۔ تو پھر ان دونوں آیات کو کیونکر جمع کیا جا سکتا ہے؟ تفسیر فخر رازی اور مجمع البیان میں اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ "ہر فتنہ ہلاکت نہیں ہوتا، اور تلخ اور ناگوار حوادث میں جو چیز ظالموں کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہے وہ ہلاکت اور خدائی قہر ہے۔ اور جو چیز مومنین کو پہنچتی ہے وہ امتحان اور ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہوتی ہے"

۹; شاید کہ "﴿بغتة ﴾ "سے مراد رات اور "جھرة" سے مراد دن ہو۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر فرماتا ہے" ﴿اتاھا امرنا لیلا اونھارا ﴾ "یونس/۲۴۔ تفسیر آلوسی)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹; اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ " ﴿بغتة ﴾ " سے مراد ایسا عذاب ہو جو کسی مقدمہ کے بغیر آئے اور "جھرۃ" سے مراد وہ عذاب ہو جس کے آثار پہلے دن سے ظاہر ہوں جیسے قوم عاد پر برسنے والے خطرناک عذاب کے بادل تھے، جس کے متعلق ارشاد الٰہی ہے " ﴿قالو اهذا عارض ممطرنا بل هوما استعجلتم به ريح فيها عذاب اليم ﴾ " (احقاف/۲۳) یعنی وہ لوگ کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برس کر رہے گا (نہیں) بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے، وہ آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ (از تفسیر اطیب البیان)

پیام:

۱۔ اپنی سرکشی اور اس پر تمہیں ملنے والی خدا کی مہلت سے مغرور نہ ہو جانا، ہو سکتا ہے کہ خدا کا عذاب اچانک ہی تم پر نازل ہو جائے ﴿بغتة ﴾

۲۔ جب خدا کا عذاب نازل ہو گا تو تباہی اور ہلاکت یقینی ہو جائے گی جسے نہ تو تم ٹال سکو گے اور نہ ہی کوئی اور۔ ﴿عذاب الله – يهلك ﴾

۳۔ خدا کی طرف سے ملنے والی سزائیں عادلانہ اور منصفانہ ہوتی ہیں اور وہ بھی لوگوں کے ظلم کرنے کی وجہ سے۔ (یھلک۔ ظالمون)

۴۔ انبیاء علیہم اسلام کی دعوت سے انحراف اور روگردانی ظلم ہے ﴿يصدفون – الظالمون ﴾

آیت ۴۸، ۴۹

﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ج فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ – وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ ہم، رسولوں کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں پس جو لوگ ایمان لے آتے ہیں اور اپنی اصلاح کرتے ہیں (نیک بن جاتے ہیں) تو ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف ہوتا ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں۔

۹; اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں تو ان کے فسق کی وجہ سے عذاب انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

۹; متعدد آیات میں اولیاء اللہ کے بارے میں ہے کہ ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف ہوتا ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں۔ ﴿لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ﴾جبکہ دوسری طرف آیات قرآنی میں جو خوف خدا اولیاء اللہ کا خاصہ بتایا گیا ہے مثلاً وہ کہتے ہیں "انا نخاف من ربنا ﴿--- ﴾ "یعنی ہم اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ (دہر/۱۰) تو ان دونوں طرح کی آیات کو کیونکر جمع کیا جا سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے .بیمار آپریشن اور معالجہ سے ڈرتا ہے لیکن ڈاکٹر اسے اطمینان اور تسلی دیتا ہے کہ "گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں "تو گھبرانے کی ضرورت کا نہ ہونا, .بیمار کے اندیشوں سے منافات نہیں رکھتا۔

پیام:

۱۔ تمام انبیاء کا مجموعی طریقہ کار ایک جیسا تھا ﴿مبشرین ومنذرین ﴾

۲۔ ہدایت اور تربیت، .بیم و امید اور سزا و جزا کے دو اصولوں پر استوار ہے ﴿مبشرین، منذرین ﴾

۳۔ ایمان اور عمل ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ اور ایمان کے بغیر عمل .بیکار ہے ﴿آمن و اصلح ﴾

۴۔ مومن کا کام ہمیشہ اصلاح کے رخ پر ہونا چاہئے ﴿آمن و اصلح ﴾

۵۔ صرف صالح ہونا ہی کافی نہیں، مصلح ہونا بھی ضروری ہے ﴿اصلح ﴾

۶۔ ایمان اور عمل دونوں مل کر انسان کا .بیمہ کرتے ہیں ﴿لاخوف علیهم ولا هم یخزنون ﴾

۷۔ فسق، عذاب الٰہی کا موجب بن سکتا ہے ﴿بما کانوا یفسقون ﴾

آیت ۵۰

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ ط قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُط اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں۔ اور میں غیب بھی نہیں جانتا اور تمہیں یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اسی بات کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی ہوتی ہے۔ (اور اے پیغمبر یہ بھی) کہہ دو کہ آیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں؟ آیا تم کچھ غور و فکر نہیں کرتے؟

ایک نکتہ:

۹; اس آیت میں پیغمبر خدا کی غیب دانی کی نفی کی گئی ہے لیکن خدا کی طرف سے غیب پر آگاہی آنجناب کو ضرور عطا ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بارہا حضرت یوسف، جناب مریم، حضرت نوح اور دیگر انبیاء کرام علیہم اسلام کے بارے میں آپ سے فرمایا ہے کہ: ﴿ذالک من انباء الغیب نوحیه الیک﴾ "یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

۹; اسی طرح اللہ تعالیٰ سورہ جن کے آخر میں فرماتا ہے:"خداوند عالم کے پاس غیب کا علم ہے جو وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں کرتا" پس علم غیب مخصوص تو خدا ہی سے ہے لیکن اگر وہ چاہے تو اس میں سے اپنے اولیاء کو بھی عطا کر دیتا ہے۔

پیام:

۱۔ پیغمبر خدا کی صداقت تو اس حد تک ہے کہ اگر ان سے کوئی قدرت سلب ہوتی ہے تو اس کا بھی وہ لوگوں میں اعلان کرتے ہیں ﴿قل لا اقول﴾

۲۔ انبیاء علیہم اسلام کا کام خرافات سے نبرد آزمائی اور جھوٹی شخصیت بنانے کے خلاف جنگ ہے (متن آیت)

۳۔ انبیاء کرام سے بے جا توقعات وابستہ نہ رکھو ﴿لا اقول لکم عندی خزائن اللہ﴾

۴۔ رہبر کی زندگی، اس کا ہدف اور طریقہ کار عوام پر واضح ہونا چاہیئے۔

۵۔ "جو کچھ تم ہو" لوگوں کو بھی وہی باور کراؤ اور ایسا نہ ہونے دو کہ لوگ تمہیں تمہاری اصلی حالت سے بڑھ کر سمجھنے لگیں)(اگر نامور شخصیات اپنی ذات سے جھوٹے القاب کی خود نفی کریں تو غلو اور گمراہی کے آگے بند باندھا جا سکتا ہے)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ انبیاء کرام روپے پیسے کا لالچ دے کر لوگوں کو خدا کی طرف نہیں بلاتے اور نہ ہی دھونس اور دھاندلی سے کام لیتے ہیں تاکہ لوگ ڈر کر یا کسی لالچ میں آکر ان کے پاس اکٹھے نہ ہوں۔ (اور لوگ یہ خیال نہ کریں کہ اگر پیغمبر خدا کے ساتھ ہوں گے تو علم غیب یا خدائی خزانہ سے ان کی مشکلات حل ہو جائیں گی)

۷۔ پیغمبر خدا اپنی شخصی زندگی یا حکومت چلانے کے لئے دوسرے لوگوں کی طرح عام روش پر چلتے ہیں علم غیب اور خدائی خزانے سے کام نہیں لیتے۔ البتہ اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان چیزوں سے استفادہ کریں)

۸۔ اگرچہ پیغمبر خدا کے پاس خدائی خزانہ یا علم غیب نہیں ہوتا لیکن چونکہ ان پر "وحی" ہوتی ہے لہٰذا ان کی پیروی لازمی ہے۔

۹۔ پیغمبر کا کام نہ ان کے خیال اور سلیقہ کی بنا پر ہوتا ہے اور نہ ہی معاشرتی میلان اور ماحول سے متاثر ہوتا ہے بلکہ صرف اور صرف وحی کی اتباع اور پیروی ہوتا ہے﴿ان اتبع الاما یوحیٰ الی ﴾

۱۰۔ انبیاء کی اتباع بصیرت ہے اور ان سے روگردانی اندھاپن۔﴿هل يستوى الاعمٰى والصبير ﴾

۱۱۔ صحیح فکر انسان کو انبیاء کی پیروی پر آمادہ کرتی ہے، اوربہانوں اور توقعات کو رد کرتی ہے﴿افلاتتفكرون ﴾

۱۲۔ انبیاء علیہم السلام کی رفتار اور ان کی گفتار ہمارے لئے حجت ہوتی ہے کیونکہ اس کی بنیاد وحی پر استوار ہوئی ہے۔﴿ان اتبع الا مايوحى الى ﴾

۱۳۔ لوگوں سے تمام انبیاء کا رویہ ایک جیسا رہا ہے، حضرت نوح علیہ اسلام نے بھی لوگوں سےیہی باتیں کی تھیں۔ ملاحظہ ہو سورہ ہود آیت ۳۱۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۱

﴿وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْآ اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِه وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور اس (قرآن) کے ذریعہ ان لوگوں کو ڈراؤ جو اپنے پروردگار کے حضور محشور ہونے سے ڈرتے ہیں (کیونکہ) خداوند عالم کے علاوہ ان کا نہ تو کوئی ولی و سرپرست ہے اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا۔ ہو سکتا ہے کہ متقی بن جائیں۔

ایک نکتہ:

۹; قرآن مجید میں بارہا پیغمبر خدا سے کہا گیا ہے کہ آپ کا ڈرانا صرف ان لوگوں کے دلوں پر اثر کرتا ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ مثلاً "﴿انما تنذر من اتبع الذکر و خشی الرحمٰن ﴾ "یعنی تم تو صرف اس شخص کو ڈرا سکتے ہو جو نصیحت کو مانے اور ان دیکھے، خدا سے ڈرے (یٰس/۱۱) اور "﴿انما تنذرالذین یخافون ربھم بالغیب ﴾ "یعنی تم تو بس ان لوگوں کو ڈرا سکتے ہو جو ان دیکھے، خدا سے ڈرتے ہیں (فاطر/۱۸)

پیام:

۱۔ لوگوں کی آمادگی، ہدایت انبیاء کے موثر ہونے کی شرط ہے ﴿الذین یخافون ﴾

۲۔ معاد (قیامت) کا عقیدہ تقویٰ کی کلید ہے ﴿یخافون ان یحشروا...لعلھم یتقون ﴾

آیت ۵۲

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْکَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں جبکہ وہ اس کی رضامندی کے طلبگار ہوتے ہیں انہیں اپنے پاس سے نہ دھتکارو۔ ان کے حساب سے تمہارے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے اور تمہارے حساب سے ان کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے کہ اگر تم نے انہیں دھتکار دیا تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

۹; اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کچھ مالدار کفار نے جب دیکھا کہ عمار، بلال اور خباب وغیرہ جیسے غریب لوگ حضرت رسول خدا کے اطراف جمع رہتے ہیں، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کش کی کہ آپ ان لوگوں کو اپنے اطراف سے ہٹا دیں تاکہ ہم آپ کے پاس آیا کریں۔ بقول مفسر تفسیر "المنار" خلیفہ دوم نے یہ تجویز پیش کی کہ کفار کی اس پیشکش کو آزمائش کے طور پر قبول کر لیا جائے، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے ملتی جلتی سورہ کہف کی ۲۸ ویں آیت بھی ہے۔

۹; تفسیر قرطبی میں منقول ہے کہ اس آیت کے نازل ہو جانے کے بعد پیغمبر خدا غریبوں کی مجلس سے اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے جب تک کہ وہ نہ اٹھ جاتے۔

۹; صبح و شام خدا کو پکارنے سے مراد شاید روزانہ کی نمازیں ہیں (تفسیر المیزان)

پیام:

۱۔ مخلص، فقیر اور مجاہد افرادی قوت کی حفاظت کرنا سرمایہ دار کفار کے امکانی جذب کرنے سے زیادہ اہم ہے ﴿لاتطرد ﴾

۲۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو امتیازات 'نسل پرستی 'تفوق طلبی اور سازباز کے مخالف ہے (آیت کے شان نزول کے پیش نظر)

۳۔ "ایمان" کے ساتھ کوئی بھی امتیاز مقابلہ نہیں کر سکتا ﴿یریدون وجهه ﴾

۴۔ انبیاء کے طرفداروں کی غالب اکثریت غریب اور فقیر لوگوں کی تھی (آیت کے شان نزول کے پیش نظر)

۵۔ اسلام میں "مقصد کا حصول" ہر قسم کے ذرائع اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کفر کے سرداروں کو اپنانے کے لئے موجودہ مسلمانوں کی توہین نہیں کرنی چاہئے ﴿لاتطرد ﴾

۶۔ بہانہ بنانے والے اگر رہبر اور اس کے مسلک پر عیب نہیں لگا سکتے تو اس کے پیروکاروں یا پیروکاروں کی اقتصادی حالت کی عیب جوئی کرنے لگ جاتے ہیں (آیت کے شان نزول کے پیش نظر)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ معیار، افراد کی موجودہ حالت ہے۔ اگر غریب مومن اس سے پہلے کسی قسم کی کوئی خلاف ورزی کر چکے ہیں تو اس کا حساب کتاب خدا ہی کے سپرد ہے۔

۸۔ سب کا حساب خدا کے سپرد ہے، حتی کہ رسول اکرم بھی کسی کے گناہوں کے بخشنے یا سزا دینے کے ذمہ دار نہیں ہیں (برخلاف دین مسیحیت کے کہ ان کے لاٹ پادری گناہوں کو بخش دیتے ہیں) ﴿ماعلیک ﴾

۹۔ مخلص غریب اور فقیر افراد کو دھتکار دینا ظلم ہے ﴿فتکون من الظالمین ﴾

۱۰۔ پیغمبر اکرم کے لئے بھی حساب و کتاب ہے ﴿وما من حسابک ﴾

آیت ۵۳

﴿وَكَذٰلِکَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُ لَآ ءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ م بَيْنِنَاط اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی دوسرے بعض افراد کے ذریعہ آزمائش کی ہے تاکہ وہ (استہزا کے طور پر) کہیں، آیا یہی وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہمارے درمیان میں سے ممنون فرمایا ہے؟ آیا خداوند عالم شکر ادا کرنے والوں کے حالات زیادہ نہیں جانتا؟

دو نکات:

۹; قرآن مجید میں بارہا سرمایہ داروں کی بلندپروازیوں اور اونچی اونچی توقعات کا ذکر آیا ہے اور اس سلسلہ میں ان کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ مثلاً ان کی ایک توقع یہ تھی کہ قرآن مجید ان پر ہی نازل ہوتا چنانچہ قرآن کہتا ہے: ﴿لاء القی الذکر علیه من بیننا ﴾ "یعنی آیا ہم سرمایہ داروں کے درمیان وحی اس پر نازل ہوئی؟ (قمر/۲۵) اور سورہ زخرف/۳۱ میں ہے وہ کہتے تھے " ﴿لو لا نزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ﴾ "یعنی یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی ایک بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں ہوا؟۔

۹; حقیقی مومن، نعمت ایمان پر شکر ادا کرتا ہے۔ چنانچہ کسی شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے فقر و فاقہ اور غربت کی شکایت کی، امام علیہ اسلام نے اس سے فرمایا: "تمہاری نگاہوں میں مالدارترین شخص کون ہے؟ "اس نے کہا: "ہارون الرشید" امام نے اس سے فرمایا: " آیا اس بات کے لئے تیار ہو کہ اپنا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایمان دے کر اس کی ثروت حاصل کرو؟" اس نے عرض کیا: "نہیں! "فرمایا! "پس تو تم ہی سب سے زیادہ تونگر ہو! اس لئے کہ تمہارے پاس ایک ایسی چیز ہے جسے تم اس کے مال و دولت کے بدلے میں نہیں دینا چاہتے!" (از تفسیر اطیب البیان)

پیام:

۱۔ طبقاتی تقسیم بعض اوقات، امتحان کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی عادات و خصائل کے پروان چڑھنے کا موجب بھی! امیروں کا امتحان غریبوں کے ذریعہ ہوتا ہے ﴿فتنا بعضهم ببعض ﴾

۲۔ امیر لوگ، غریبوں کا مذاق اڑاتے ہیں ﴿أ هولا ء ﴾

۳۔ غریب مومن، خدا کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں ﴿من الله عليهم ﴾

۴۔ انبیاء کرام علیہم السلام خدا کے شکرگزار بندوں کا واضح نمونہ ہوتے ہیں ﴿بالشاكرين ﴾

۵۔ غریبوں پر خدا کا احسان، ان کے شکر کا نتیجہ ہوتا ہے (﴿من الله – شاكرين ﴾

۶۔ کفار کے توہین کرنے کا جواب، مومنین کو خدا کی طرف سے نوازشات کی صورت میں دیا جاتا ہے ﴿اهو لاء – اعلم بالشٰكرين ﴾

۷۔ خداوند اپنی حکمت کے مطابق کام کرتا ہے، لوگوں کی توقعات کے مطابق نہیں، ﴿ليس الله باعلم بالشاكرين ﴾

آیت ۵۴۔ ۵۵

﴿وَاِذَا جَآ ءَ كَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَلا اَنَّه مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سَوْٓءً ام بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ م بَعْدِه وَاَصْلَحَ فَاَنَّه غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ– وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ جب وہ لوگ تمہارے پاس آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو (ان سے) کہو تم پر سلام ہو۔ تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت واجب کر دی ہے کہ تم میں سے جو شخص نادانستہ طور پر کوئی برا کام انجام دیتا ہے اور پھر توبہ کرکے اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو یقیناً خداوند عالم بھی بخشنے والا مہربان ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹; اور ہم اسی طرح (لوگوں کے لئے) تفصیل کے ساتھ آیات کو بیان کرتے ہیں تاکہ حق آشکار اور) گناہگاروں کا راستہ واضح ہو جائے۔

دو نکات:

۹; اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کچھ گنہگار لوگ حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے "ہم نے بہت سی خلاف ورزیاں کی ہیں!" یہ سن کر آنحضرت خاموش ہو گئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۹; اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ "کتب علی نفسہ الرحمۃ" کا جملہ ارشاد فرمایا ہے۔ ایک تو اسی دنیا میں سرگرم رہنے کے لئے ہے (زیر نظر آیت) اور دوسرا قیامت کے لئے ہے (آیت ۱۲)

پیام

۔ اگر گناہ کو ہٹ دھرمی غرور اور ضد کی بنا پر انجام نہ دیا جائے تو قابل معافی ہوتا ہے ﴿جهالة ﴾۱۶

۲۔ رہبر اور عوام کا باہمی رابطہ انس و محبت کی بنیادوں پر مبنی ہونا چاہیئے ﴿قل سلام عليكم ﴾

۔ "سلام" اسلام کی علامت ہے اور بڑا چھوٹے کو سلام کرتا ہے ﴿سلام عليكم ﴾

۴۔ مربی اور مبلغ کو چاہیئے کہ لوگوں کے ساتھ محبت کرکے ان کی شخصیت سازی کرے ﴿سلام عليكم ﴾

۵۔ خداوند عالم نے رحمت کو اپنے اوپر واجب کر دیا ہے، لیکن اس کے شامل حال توبہ کرنے والے ہیں۔ ﴿كتب... ثم تاب ﴾

۶۔ توبہ صرف ایک لفظ کا نام نہیں ہے، اس کے لئے عزم مصمم اور اصلاح احوال کی ضرورت بھی ہوتی ہے ﴿تاب واصلح ﴾

۷۔ مومن کی توبہ قابل قبول ہے ہر شخص کی نہیں۔ ﴿عمل منكم ﴾

۸۔ خدا کی بخشش اس کی رحمت کے ساتھ ساتھ ہے ﴿غفور رحيم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹۔ مجرمین کی علامتیں اور خطاکاروں اور سازشی عناصر کی راہیں واضح کرنا مذہب اور دین کے اہداف میں شامل ہے۔
﴿لتستبین ﴾

آیت ۵۶

﴿قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِط قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَ كُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے کہ تم خدا کے علاوہ جن کو پکارتے ہو، (یہ بھی) کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کرتا کیونکہ ایسی صورت میں میں گمراہ ہو جاؤں گا، اورہدایت یافتہ افراد سے نہیں ہوں گا۔

پیام:

۱۔ بے جا خواہشات کا دوٹوک الفاظ میں نفی میں جواب دینا چاہئے﴿نهیت، لااتبع، ضللت ﴾

۲۔ پیغمبر اسلام کے موقف کا مرکز اور منبع وحی الٰہی ہے﴿قل – قل ﴾

۳۔ شرک سے اظہار برائت، اسلام کا جزو ہے﴿نهیت ان اعبد ﴾

۴۔ شرک کا اصل مرکز، ہوس پرستی ہے﴿لااتبع اهوائکم ﴾

۵۔ مبلغ کو نہیں چاہئے کہ وہ لوگوں کی خواہشات کو پورا کرتا پھرے﴿لااتبع اهوائکم ﴾

۶۔ ہوس پرستی، ہدایت کے رستے گم کر دیتی ہے﴿لااتبع اهوائکم...وما انا من المهتدین ﴾

آیت ۵۷

﴿قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖط مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖط اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِط يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِيْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ میں تو یقیناً اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں، لیکن تم اسے جھٹلاتے ہو۔ اور تم (خدا کی) جس فوری سزا کی جلدی کے خواہاں ہو وہ میرے پاس نہیں ہے۔ حکم تو بس اللہ ہی کے لئے ہے، وہی حق کو بیان کرتا ہے اور وہ (حق کو باطل سے) بہترین جدا کرنے والا (حاکم) ہے۔

چند نکات:

۹; "بینہ" کا لفظ "بینونہ" سے ہے جس کا معنی ہے "جدائی" اور بینہ اس دلیل کو کہتے ہیں جو مکمل طور پر واضح اور روشن ہو اور حق کو باطل سے جدا کر دے۔

۹; کفار کہتے تھے کہ اے محمد! اگر تم سچ کہتے ہو تو پھر ہم پر خدا کا قہر و غضب نازل کیوں نہیں ہوتا؟ ﴿تستعجلون به﴾ بعینہ اس آیت کی مانند جس میں کہا گیا ہے کہ کافر کہتے ہیں کہ اگر یہ بات سچی ہے تو اے اللہ! ہم پر پتھر برسا (" ﴿فامطر علینا حجارة من السماء﴾ " (انفال/۳۲)

۹; انبیاء کے دلائل اور معجزات نہ تو ثقیل (بوجھل) ہوتے تھے اور نہ ہی مبہم۔ سب لوگ انہیں سمجھ لیتے تھے بشرطیکہ ہٹ دھرمی اور ضد سے کام نہ لیتے ہوں۔ اور انہیں دل وجان سے تسلیم بھی کر لیتے تھے۔ اسی لئے تو انبیاء نے اپنا تعارف "صاحب بینہ" کے طور پر کرایا ہے۔

۹; "استعجال" یعنی جلد عذاب خواہی کی بیماری دوسری قوموں میں بھی تھی، حضرت صالح، حضرت ہود اور حضرت نوح کی قوم کے افراد بھی کہا کرتے تھے "فاتنا بما تعدنا" یعنی اگر سچ کہتے ہو تو عذاب موعود کو ہمارے لئے لے آؤ (اعراف/۷۰۔ ۷۷ ہود/۳۲)

پیام:

۱۔ انبیاء کی دعوت کا دارومدار "بینہ" (واضح دلیل) پر ہوتا ہے، خیالات اور اندھی تقلید پر نہیں۔ ﴿علی بینة﴾

۲۔ انبیاء کے پاس "بینہ الٰہی" ہونا چاہئے انہیں لوگوں کے روزمرہ کے تقاضوں کے مطابق عمل نہیں کرنا چاہئے ﴿بینة من ربی﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ کفار ادھر تو پیغمبر کے بینہ کو جھٹلاتے ہیں اور ادھر اس بات کی توقع بھی رکھتے ہیں کہ وہ ان کی خواہشات نفسانی کی اتباع بھی کریں ﴿كذبتم ما عندى تستعجلون به ﴾

۴۔ بہانہ گروں کے ساتھ دوٹوک الفاظ میں بات کرنی چاہیئے۔ ﴿ما عنوى ﴾

۵۔ یہ آیت جہاں کفار کو تہدید اور سرزنش کرا رہی ہے وہاں پیغمبر کو تسلی بھی دے رہی ہے۔ ﴿خير الفصلين ﴾

۶۔ پیغمبر کو اللہ نے منطق اور بینہ دے کر بھیجا ہے اور کائنات کا سارا انتظام خدا کے ہاتھ میں ہے (لہذا پیغمبر سے اپنی زندگی کے خاتمے کی درخواست نہ کرو)

آیت ۵۸

﴿قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ جس چیز کے بارے میں تم مجھ سے جلدی کا سوال کرتے ہو اگر وہ میرے پاس ہوتی (اور تمہارے کہنے کے مطابق عذاب نازل ہوتے) تو یقینا میرے اور تمہارے درمیان بات ہی ختم ہو جاتی ۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

پیام:

۱۔ ہر قسم کی سزا اور عذاب خدا کے ہاتھ میں ہیلیکن وہ اپنی حکمت اور طریقہ کار کے تحت ظالمون کو ڈھیل دیتا ہے۔

۲۔ لوگوں کی جلدبازی، خدا کی حکمت کو تبدیل نہیں کر سکتی۔

۳۔ خدائی قہر و غضب میں تاخیر اس بات کا سبب نہ بن جائے کہ کفار خیال کرنے لگ جائیں کہ خدا نے ان کے کفر کو بھلا دیا ہے ﴿والله اعلم بالشاكرين ﴾

۴۔ ایمان سے روگردانی اور عذاب میں جلدبازی ظلم ہے ﴿بالظلمين ﴾

۵۔ اگر خداوند عالم کفار کے تقاضوں کے مطابق اپنے عذاب میں جلدی کرے تو کوئی شخص بھی زندہ نہ رہ سکے۔ ﴿اقضى الامر ﴾۱۷

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۹

﴿وَعِنْدَہ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهَا اِلاَّ هُوط وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِط وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور غیب کی چابیاں صرف اسی (خدا) کے پاس ہیں، اور انہیں اس کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا۔ اور وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو خشکی اور سمندر میں ہے۔ اور (درخت سے) کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے۔ اور کوئی بھی دانہ زمین کی تاریکیوں میں اور کوئی تر اور خشک ایسا نہیں ہے مگر اس کا علم کتاب مبین میں (درج) ہے۔

دو نکات:

۹; "مفاتیح" ایک تو خزینہ کے معنی میں ہے اور وہ "مفتح" کی جمع ہے، اور دوسرے چابی کے معنی میں ہے اور وہ "مفتح" کی جمع ہے، لیکن پہلا معنی زیادہ بہتر ہے (از تفسیر المیزان)

۹; خشکی اور سمندر یا خشک اور تر کا کلمہ کنایہ ہے ان دوسری تمام چیزوں سے جو ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ جیسے موت اور حیات، صحت اور بیماری، فقر اور غنا، نیک اور بد اور مجرد اور مادہ۔ نیز یہی بات سورہ یس/۱۱ میں بھی بیان ہوئی ہے ارشاد ہوتا ہے "﴿وکل شیٔ احصیناه فی امام مبین ﴾ "

پیام:

۱۔ چونکہ خداوند عالم ہر چیز سے واقف اور کائنات کی تمام جزئیات سے باخبر ہے لہٰذا ہمیں اپنے اعمال کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

۲۔ خدا کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے علم غیب نہیں جانتا ﴿وعنده ﴾

۳۔ ہو سکتا ہے کہ پتوں کے گرنے سے مراد "نزولی حرکات" ہوں اور دانہ کے زمین کے اگنے سے "صعودی حرکات" مراد ہوں۔ (تفسیر فی ظلال القرآن)

۴۔ کائنات میں معلومات کا ایک مرکز موجود ہے ﴿کتاب مبین ﴾

۵۔ نظام کائنات، باقاعدہ منصوبہ کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔ ﴿کتاب مبین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۰

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤی اَجَلٌ مُّسَمًّی ج ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ وہ (خدا تو) وہی ہے جو تمہیں (تمہاری روح کو) رات کے وقت (نیند کی حالت میں) پوری طرح لے لیتا ہے اور تم نے جو کچھ دن کو انجام دیا ہے اسے جانتا ہے، پھر تمہیں دن میں دوبارہ اٹھاتا ہے تاکہ مقررہ مدت پوری ہو اور اس کے بعد تمہاری بازگشت اسی کی طرف ہوگی پھر تمہیں وہ ہر اس کام سے باخبر کرے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

ایک نکتہ:

۹; "جرحتم" کا کلمہ "جارحہ" بمعنی عضو سے لیا گیا ہے یعنی ایسا عضو جس سے کوئی کام سرانجام دیا جاتا ہے۔

پیام:

۱۔ نیند ایک عارضی موت ہے اور نیند سے بیداری ایک قسم کا قبر سے باہر آنا ہے۔ ﴿یتو فاکم – یبعثکم ﴾

۲۔ انسان کی حقیقت وہی روح ہی ہے، کیونکہ آیت میں ﴿یتوفاکم ﴾ فرمایا ہے "یتوفی روحکم" نہیں فرمایا۔

۳۔ ہماری جان ہر رات خدا کے سپرد ہوتی ہے اور ہر رات ہمارے لئے قبر کی پہلی رات کی مانند اور ہر بیداری قبر سے باہر آنے کی طرح ہوتی ہے۔ (اس کے باوجود پھر موت اور قبر سے باہر آنے سے انکار کیا؟)

۴۔ قانون طبیعت بھی یہی ہے کہ رات سونے کے لئے اور دن کام کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ ﴿جرحتم بالنهار– تیوفاکم باللیل ﴾

۵۔ زندگی کا ہر دن ایک تازہ فرصت اور ایک نئی زندگی کا سرنامہ ہوتا ہے ﴿یبعثکم ﴾

۶۔ ہماری زندگی کے لئے ایک مقررہ تاریخ، منصوبہ اور متعینہ مدت ہے ﴿اجل مسمی ﴾

۷۔ اپنے آپ کو قیامت کے دن میں جواب دینے کے لئے تیار رکھو ﴿الیه مرجعکم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۱

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ط حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴾

ـ

ترجمہ۔ اور وہ وہی (خدا) ہی تو ہے جو اپنے بندوں پر مکمل تسلط رکھتا ہے۔ اور تمہارے اوپر نگرانی کرنے والے (فرشتے) بھیجتا ہے۔ حتیٰ کہ جب تم میں سے کسی ایک کو موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے اس کی جان کو پوری طرح اپنے پاس لے لیتے ہیں۔ اور یہ فرشتے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے۔

دو نکات:

۹; قبض روح کا مسئلہ قرآن مجید میں کہیں تو خدا کی طرف منسوب ہے جیسے "﴿الله يتو فى الانفس ﴾ "(زمر/۴۲) کہیں ملک الموت کی طرف جیسے "﴿يتو فاكم ملك الموت ﴾ "(سجدہ/۱۱) اور کہیں خصوصاً اسی آیت میں فرشتوں کی طرف۔

۹; "محافظ فرشتوں" سے مراد ممکن ہے کہ وہ فرشتے ہوں جو انسان کو حوادثات سے بچانے پر مامور ہیں۔ جیسا کہ سورہ رعد/۱۱ میں ہے" ﴿له معقبٰت من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله ﴾ "یعنی انسان کے لئے مامور کچھ ایسے (فرشتے) ہیں جو پے درپے سامنے سے اور اس کے پیچھے سے اسے حوادثات سے محفوظ رکھتے ہیں (از تفسیر المیزان) اور ممکن ہے کہ ان محافظ فرشتوں سے وہ فرشتے مراد ہوں جو انسان کے اعمال ثبت و درج کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے " ﴿رسلنا لديهم يكتبون ﴾ "(زخرف/۸۰)

پیام:

۱۔ خدا کا بندوں پر تسلط اس حد تک ہے کہ کسی کو اس کے آگے چوں کرنے کی جرات نہیں ﴿القاهر ﴾

۲۔ کائنات عالم میں مختلف قسم کے نگران ہیں ﴿حفظة ﴾

۳۔ خداوند عالم مکمل طور پر قدرت کاملہ کا مالک ہے، اگر اس نے تمہیں آزاد چھوڑا ہوا ہے تو اس کی کمال مہربانی ہے۔ ﴿وهوالقاهر ﴾

۴۔ فرشتوں کے ہر گروہ کی اپنی ایک مخصوص ڈیوٹی ہے ﴿حفظة، توفته، رسلنا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ فرشتے اپنے مقرر کردہ فرائض کی بجا آوری میں سہل انگاری سے کام نہیں لیتے اور وہ معصوم ہیں ﴿لا یفرطون ﴾

۶۔ فرشتوں کے نگہبان ہونے پر ایمان، خدا کے شکر کا موجب ہے جس طرح دوسری آیات کے مطابق فرشتوں کے ذریعہ اعمال کے لکھے جانے پر ایمان، حیا اور تقوی کا سبب ہے۔

آیت ۶۲

﴿ثُمَّ رُدُّوْآ اِلَی اللہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ ط ا لَا لَہُ الْحُکْمُ وَھُوَاَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ پھر لوگ اپنے حقیقی مولا کی طرف پلٹائے جائیں گے۔ آگاہ رہو کہ (اس دن) فیصلہ صرف اور صرف اسی کے ہاتھ میں ہو گا اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا ہے۔

ایک نکتہ:

۹; روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب ایک ہی لحظہ میں لے لے گا، یا صرف اس قدر مدت میں جتنا دیر کسی بکری کا دودھ دوہنے میں لگتی ہے۔ (تفسیر مجمع البیان اور تفسیر نورا لثقلین) چنانچہ حضرت علی علیہ اسلام سے پوچھا گیا کہ "کیف یحاسب اللہ الخلق ولایرونہ؟ "یعنی اللہ تعالیٰ مخلوق کا حساب کیونکر لے گا جبکہ مخلوق اسے دیکھ نہیں پائے گی؟ فرمایا: "کما یرزقھم ولایرونہ" جس طرح مخلوق اسے دیکھ نہیں پاتی لیکن وہ مخلوق کو روزی دیتا ہے۔

۹; ایک سوال: اس قدر آیات و روایات کے باوجود پھر قیامت کا دن کیوں طولانی ہو گا؟

۹; جواب۔ (بقول تفسیر اطیب البیان) روز قیامت کی اس قدر لمبائی ایک قسم کی سزا ہو گی نہ کہ کام کی زیادتی اور حساب و کتاب میں عاجزی کی وجہ سے وہ دن لمبا ہو گا۔

پیام:

۱۔ سب لوگوں کی باز گشت خدا کے حضور ہوگی اور قیامت کے دن اکیلا قاضی ہو گا۔ ﴿ردواالی اللہ – لہ الحکم ﴾

۲۔ حقیقی مولا وہ ہے جس کے قبضہ قدرت میں پیدائش، تخلیق، نگرانی، خواب اور بیداری، موت اور دوبارہ زندگی، حساب رسی اور فیصلہ ہے اور وہ ہے خدا وند عالم۔ ﴿الی اللہ مولھم الحق ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ خدا کی عدالت میں پیشی لازمی اور حتمی ہے ﴿ردوا ﴾

۴۔ حقیقی مولا صرف خدا ہے باقی یا تو مجازی ہیں یا پھر باطل ۔ ﴿مولٰهم الحق ﴾

۵۔ قیامت کا در حقیقت ہماری اپنی خلاف ورزیوں کی وجہ سے ہے ورنہ خدا تو مولا بھی ہے اور حق بھی۔

آیت ۶۳۔ ۶۴

﴿قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَه تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ج لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِه لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ-

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ: کہہ دو کہ کون تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں نجات عطا کرتا ہے؟ جبکہ تم اسے زور زور کے نالہ و زاری کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے ہو (اور کہتے ہو) کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دی تو ہم شکر گذاروں میں سے ہوں گے۔

۹; کہہ دو کہ خداوندعالم ہی تمہیں ان (تاریکیوں) اوردوسری مصیبتوں سے نجات دیتا ہے، پھر بھی تم (سپاسگزاری کی بجائے) شرک کرتے ہو۔

دو نکات:

کچھ لوگ زور زور سے خدا سے مانگ رہے تھے تو پیغمبر خدا نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ خداوندعالم ہر ایک کے نزدیک بھی ہے اور ہر ایک کی بات کو سنتا بھی ہے۔ (نورالثقلین)

اس آیت کے مشابہ سورہ یونس کی ۱۳ ویں آیت بھی ہے کہ: "انسان خطرے کے موقع پر سوتے اور بیٹھتے وقت خدا کو یاد کرتا اور اسے پکارتا ہے" ﴿فلما كشفنا عنه ضره مركان لم يدعنا الى ضرمسه ﴾ "یعنی جوں ہی اس کی مشکل حل ہوجاتی ہے۔ تو سر جھکائے گزر جاتا ہے گویا اس نے ہمیں کبھی پکارا ہی نہیں۔

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ مادی اسباب کے منقطع ہو جانے پر ہی خدا کی یاد انسان کے دل میں انگڑائیاں لینے لگتی ہے۔ اور وہ مشکلات میں خدائی طاقت کا مشاہدہ کرتا ہے۔

۲۔ اپنے ضمیر اور فطرت کو خطرات کی یاد دِلا کر بیدار کرو۔

۳۔ دُعا، فطرت کی ایک تصویر ہے۔ ﴿تدعون ﴾ ہ)

۴۔ وعظ و تبلیغ کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ لوگوں کے ضمیر سے سوال کیا جائے۔ ﴿من ینجیکم ﴾

۵۔ انسان جب خطرات اور مشکلات میں پھنس جاتا ہے تو کئی طرح کے وعدے کرتا ہے۔ ﴿لئن انجٰنا... لنکونن من الشا کرین ﴾

۶۔ ہمیشہ ہر شخص کے لئے موجودہ مشکل ہی بہت بڑی مشکل ہوا کرتی ہے۔ ﴿ھذہ ﴾

۷۔ انسان بڑا بد قول ہے، اور خدا سے کئے ہوئے وعدے بھی پورے نہیں کرتا ﴿ثم انتم تشرکون ﴾

آیت ۶۵۔ ۶۶

﴿قُلْ هُوَالْقَادِرُ عَلَٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعًاوَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍط اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ- وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّط قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ط ﴾ ۔

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ وہ (خدا) اس بات پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تم پر عذاب بھیجے یا تمہیں مختلف گروہوں کی صورت میں ایک دوسرے درگیر کردے اور تمہیں ایک دوسرے کے ذریعے جنگ اور خونریزی کا تلخ مزا چکھائے۔ دیکھو تو ہم اپنی آیات کو گوناگوں طریقوں سے بیان کرتے ہیں۔ شاید کہ وہ سمجھ جائیں۔ اور تیری قوم نے اس (قرآن) کو جھٹلایا ہے حالانکہ وہ (کلام) برحق ہے، (ان سے) کہہ دو کہ میں تمہارے کاموں کا وکیل (اور ذمہ دار) نہیں ہوں۔

چند نکات:

۹: "لبس" کا معنی ہے ملانا اور "شیع" جمع ہے "شیعہ" کی جس کا معنی ہے گروہ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹; اس سے پہلی آیت میں خداوند عالم کی نجات عطا کرنے والی قوت کا ذکر ہوا ہے جبکہ اس آیت میں اس کے قہر و عذاب کا تذکرہ ہے۔

۹; اوپر اورنیچے سے آنے والے عذاب سے مراد یا تو آسمانی یا زمینی عذاب ہے یا اوپر کے عذاب سے مراد حکام بالا کا عذاب اور ان کی سختیاں ہیں اورنیچے کے عذاب سے مراد ماتحتوں کا دباؤ ہے (جو کام میں رخنہ اندازی اور ہڑتال وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے) ضمناً یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے طبعی یا غیر طبعی عذاب مراد ہو جیسے اوپر سے فضائی بمباری اورنیچے سے بموں کے دھماکے مراد ہوں۔

پیام:

۱۔ خداوند عالم نجات بھی دیتا ہے اور عذاب بھی نازل کرتا ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر غیر اللہ کی پرستش کرتا ہے اسے عذاب الٰہی کا منتظر رہنا چاہیئے ﴿قل هو القادر على ان يبعث... ﴾

۲۔ فرقہ واریت اور تفرقہ اندازی بھی خدائی عذاب ہے جو آسمانی اور زمینی عذاب کے ساتھ ساتھ مذکور ہے۔ ﴿يلبسكم شيعا ﴾

۳۔ بعض اوقات لوگ ایک دوسرے کے ہاتھوں سے عذاب سے دوچار ہوتے ہیں یا پھر متنبہ ہوجاتے ہیں۔ ﴿بعض بأس بعض ﴾

۴۔ تم جس راہ پر گامزن ہو وہ چونکہ حق کی راہ ہے لہذا لوگوں سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ﴿وهوالحق ﴾

۵۔ اے پیغمبر! آپ اپنے فریضہ کے متعلق جوابدہ ہوں گے، نتیجہ کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی۔ ﴿لست عليكم بوكيل ﴾۱۹

آیت ۶۷

﴿لِكُلِّ نَبَإٍمُّسْتَقَرٌّوَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ جو خبر بھی (خدا یا اس کا رسول تمہیں دیتا) ہے اس کا ایک خاص مقرر وقت ہے اور تم بہت جلد اسے جان لو گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ خدا کی خبریں قطعی اور یقینی ہوتی ہیں۔

۲۔ خداوند عالم کے تمام منصوبے اور پروگرام حکمت پر مبنی اور مقررہ زمانے کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔

۳۔ اگرچہ تم ایمان لانے پر مجبور نہیں ہو لیکن اپنی عاقبت اور انجام کار کی ضرور فکر کرو۔ ﴿سوف تعلمون ﴾

۴۔ جلدی میں فیصلہ نہ کر لینا اور خدا کی طرف سے ملنے والی مہلت کو اس کی غفلت نہ سمجھ لینا۔

آیت ۶۸

﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَالذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات میں بیہودہ بحث کر رہے ہیں تو ان سے منہ پھیر لو یہاں تک کہ (گفتگو کا موضوع تبدیل کر کے) دوسری باتوں میں بحث کرنے لگ جائیں۔ اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو متوجہ ہو جانے کے بعد ان ظالم لوگوں کے پاس ہرگز نہ بیٹھو (اور فوراً اٹھ آؤ)

چند نکات:

؛ "خوض" کا لفظ قرآن مجید میں باطل اور بے ہودہ مسائل میں سرگرم ہونے کے معنی میں آیا ہے۔

؛ " ﴿بعدالذکریٰ ﴾ " کا کلمہ ممکن ہے یاد دلانے کے معنی میں ہو اور ہو سکتا ہے کہ خود انسان کو یاد آجانے کے معنی میں ہو۔

؛ انبیاء علیہم اسلام معصوم ہیں حتیٰ کہ بھول چوک سے بھی پاک اور مبرا ہیں۔ لہٰذا آیت میں شیطان کے فراموش کرا دینے سے مراد ایک فرضی مسئلہ ہے جس طرح دوسری آیات میں بھی کئی مسائل فرض کئے گئے ہیں: جیسے آیت ہے کہ: "لئِن اشرکت لیحبطن عملک" (زمر/۶۵) یعنی اگر تو نے شرک کیا تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یا یہ آیت ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کہ: " ﴿لو تقول علینا بعض الاقاویل﴾ " (حاقہ/۴۴) یعنی اگر وہ ہم پر جھوٹ باندھتے یا پھر محاورہ کے مطابق دروازے سے کہہ رہا ہوں تاکہ دیوار سن لے یعنی خطاب پیغمبر سے ہے اور مراد امت ہے۔

۹; اسی آیت سے ملتی جلتی آیت سورہ نسأ میں بھی ہے کہ: " ﴿اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا و یستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ﴾ " (آیت ۱۴۰) یعنی اگر تم یہ سنو کہ آیات الٰہی سے کفر اختیار کیا جا رہا ہے یا ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ بات کو تبدیل نہ کر دیں۔

پیام:

۱۔ دشمن کے سامنے اپنے عقائد کے مقدسات کے بارے میں اپنی دینی غیرت اور اپنے مذہب میں تعصب کا ثبوت دو۔ ﴿فاعرض عنھم﴾

۲۔ برائیوں سے روگردانی اور بدکاروں سے نبرد آزمائی نہی عن المنکر کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ ۲۰

۳۔ معاشرتی برائیوں میں خود غرق ہونے کی بجائے بری محفلوں، برے افراد اور برے گروہوں میں تبدیلی پیدا کرو (فی حدیث غیرہ)

۴۔ صرف اظہار برائت یا زبانی مذمت ہی کافی نہیں، ڈٹ کر مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

۵۔ ظالم لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست ناجائز ہے لہٰذا اس سے پرہیز کیا کرو۔ ﴿فلا تقعد﴾ ۲۱

۶۔ فریضہ کی ادائیگی کی شرط توجہ اور آگاہی ہے ﴿اماینسینک الشیطن﴾

۷۔ آیات قرآنی کے بارے میں کسی بھی قسم کی ناجائز سرگرمی (خواہ مذاق اڑانا ہو، خواہ تفسیر بالرائے ہو خواہ بدعت اور تحریف ہو) ظلم ہے ﴿الظالمین﴾

۸۔ باطل اور بیہودہ باتوں کو سننا (اور گمراہ کن کتابوں کا پڑھنا) قابل مذمت ہے۔ ۲۲

آیت ۶۹

﴿وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ ان (ظالم) لوگوں کے حساب سے (جو کہ ہماری آیات میں مسخرہ بازی کے لئے بحث کرتے ہیں) متقی لوگوں کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔ لیکن یاددہانی (لازم) ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ بھی (مسخرہ بازی سے) پرہیز کریں۔

دو نکات:

۹; جب آیات الٰہی کے بارے میں یاوہ گوئی اور مسخرہ بازی کرنے والوں کے ساتھ نشست و برخاست کی حرمت کے لئے سابقہ آیت نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ: "اس لحاظ سے تو ہمیں مسجد الحرام میں بھی نہیں جانا چاہیئے اور نہ ہی وہاں طواف کرنا چاہیئے کیونکہ یہ ظالم لوگ تو وہاں بھی موجود ہوتے ہیں"

۹; اہل گناہ کی مجلسوں میں نہی عن المنکر اور ارشاد و تبلیغ کی غرض سے شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ یہ اجازت ان لوگوں کے لئے ہے جو تقوی کے حامل ہیں اور ان پر دشمن کا کلام اثر نہیں کر سکتا ورنہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو غرق ہونے سے بچانے کے لئے جاتے ہیں لیکن خود ڈوب جاتے ہیں۔ بقول سعدی (ترجمہ شعر)

۹; غلام نے پانی کی نہر کھودی جب پانی آیا تو وہ خود ہی اس میں ڈوب گیا۔

پیام:

۱۔ مسائل کو "اہم" اور "اہم تر" میں تقسیم کرنے کا اصول عقلی بھی ہے اور اسلامی بھی، جواب دینے یا گمراہوں کو ہمیشہ کے لئے راہ راست پر لانے کی غرض سے یاوہ گوئیوں اور بے ہودہ باتوں کو سننا جائز ہے۔

۲۔ تقویٰ انسان کے لئے گناہ کے مقابلے میں حفاظت اور اس کے بیمہ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ جیسے نہ جلنے والا لباس فائر بریگیڈ کے عملہ کے لئے ہوتا ہے۔

۳۔ اپنے آپ کے لئے تقویٰ اختیار کرنے کے علاوہ دوسروں کو متقی بنانے کے لئے بھی فکر کیا کرو، ﴿لعلهم يتقون﴾

آیت ۷۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَذَرِالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًاوَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌم بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلاَ شَفِيْعٌج وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْ خَذْ مِنْهَاط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْاج لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ م بِمَا كَانُوْايَكْفُرُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور ان لوگوں کو چھوڑدو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا ہے اور دنیا نے انہیں دھوکہ دے رکھا ہے۔ اور انہیں قرآن کے ذریعہ (اسی قدر) یاددلا دو تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے کئے کی سزا میں ہلاکت میں جاپڑیں اور خدا کے علاوہ ان کے لئے نہ کوئی مددگار ہے اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا (اس دن) اگر وہ ہر قسم کا بدلہ بھی دیں (تاکہ سزا سے بچ جائیں) پھر بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کی وجہ سے پکڑے جا چکے ہیں، ان کے پینے کے لئے جلا دینے والا گرم پانی اور دردناک عذاب ہو گا، اس لئے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے۔

دو نکات:

٩; "انہیں چھوڑدو" ﴿ذرالذین ---﴾ سے مراد نفرت کا اظہار اور قطع تعلقی ہے جو بعض اوقات ان سے لڑائی کے معاملہ تک بھی جا پہنچتی ہے۔ اور یہ مراد نہیں ہے کہ ان سے جہاد ترک کر دیا جائے۔

٩; ہر دور میں دین کو کھیل تماشا سمجھنا اور دین کا مذاق اڑانا مختلف انداز میں ہوتا ہے کبھی خرافات پر مبنی عقائد کو اس کا حصہ بنا لیا جاتا ہے تو کبھی اس کے احکام کو قابل اجرا نہیں سمجھا جاتا۔ کبھی اپنے گناہوں کی توجیہہ کی جاتی ہے تو کبھی بدعت ایجاد کر دی جاتی ہے۔ کبھی تفسیر بالرائے کر کے آیات متشابہات کی پیروی کی جاتی ہے وغیرہ۔

پیام:

١۔ دین کے بارے میں سستی سے کام لینا، منافقانہ رویہ اختیار کرنا اور دین کو بازیچہ اطفال سمجھ لینا، دینداری سے سازگار نہیں ہے۔ ﴿لعباولھوا ﴾

٢۔ دنیا کے ساتھ فریفتہ ہو جانا دین کو کھیل تماشا سمجھنے کا موجب ہوتا ہے ﴿غرتھم الحیٰوۃ الدنیا ﴾

٣۔ وعظ و نصیحت، خدا کے قہر و غضب سے عذاب کا موجب ہوتا ہے ﴿وذکربہ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ دنیا کے دھوکے میں نہ آؤ کیونکہ قیامت کے دن خدا کے علاوہ کوئی بھی تمہاری امداد نہیں کرے گا۔ ﴿لیس لھا من دون اللہ ولی ولا شفیع ﴾

۵۔ انسان کی بدبختی اور تباہی کا موجب خود وہ اور اس کی کارستانیاں ہوتی ہیں۔ ﴿بماکسبت، بماکسبوا، بما کانوا یکفرون ﴾۔

۶۔ دینی غیرت معاشرہ سے بے دین لوگوں کے نکال باہر کرنے اور دشمنان دین و مذہب کے بائیکاٹ کا موجب ہوتی ہے ﴿ذرالذین۔۔۔ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۸۱

﴿وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِه عَلَيْكُمْ سُلْطَانًاط فَاَىُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِج اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور میں اس چیز سے کیونکر ڈروں جسے تم نے خدا کا شریک بنا لیا ہے جبکہ تم (اس بات سے نہیں ڈرتے کہ) ان چیزوں کی پرستش کرتے ہو جن کے بارے میں اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ کہ) ان دونوں فریقوں میں سے کون سا (فریق) امن میں رہنے کا زیادہ سزاوار ہے؟

ایک نکتہ:

۹; جو لوگ خداپرستی کا عقیدہ خوف اور ڈر کی پیداوار بتاتے ہیں، ان کے اس نظریہ کے برعکس آیت بتا رہی ہے کہ دراصل شرک کا عقیدہ، ڈر کی پیداوار ہے۔

پیام:

۱۔ مشرک کے پاس کسی قسم کی دلیل اور برہان نہیں ہے ﴿لم ینزل بہ علیکم سلطانا ﴾

۲۔ امن و سکون، خدا پر ایمان کے زیر سایہ ہے ﴿فای الفریقین احق بالامن ﴾

۳۔ صحیح علم خدا تک رسائی کا ذریعہ ہوتا ہے، اگر اس علم سے صحیح کام لیا جائے تو اس سے صحیح نتائج حاصل ہوتے ہیں ۔﴿ان کنتم تعلمون ﴾

۴۔ بحث اور مناظرہ میں لوگوں کے تعصب کو نہیں چھیڑنا چاہئے (ای الفریقین) فرمایا ہے یہ نہیں کہا کہ "حتماً ہم ہی امن و سکون میں ہیں"۔

آیت ۸۲، ۸۳

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ- وَ تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُط اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لے آتے ہیں اور اپنے ایمان کو کسی قسم کے ظلم کے ساتھ نہیں چھپاتے، ان کے لئے امن و سکون ہے اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہ ہمارے دلائل تھے جو ہم نے ابراہیم کو عطا کئے تاکہ وہ اپنی قوم پر استدلال کریں ہم جس کے لئے چاہتے ہیں درجات بلند کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار حکمت والا اور صاحب علم ہے۔

چند نکات:

۹; "لبس" کا معنی ہے کسی چیز کو ڈھانپنا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان چونکہ ایک فطری امر ہے لہٰذا ختم نہیں ہو سکتا۔ البتہ اسے مختلف قسم کے غبار ضرور ڈھانپ لیتے ہیں۔

۹; اگرچہ آیت ۸۲ خداوند عالم ہی کا بیان ہے، لیکن ایک حدیث میں ہے کہ یہ کلام بھی حضرت ابراہیم کی اس گفتگو کا حصہ ہے جو اس سے پہلی آیت میں بیان ہوئی ہے۔

۹; بعض روایات کے مطابق آیت میں مذکور ظلم سے مراد "شرک" ہے۔ اور بعض دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ خدا کے مقرر کردہ رہبروں اور برحق ہادیان کو چھوڑ کر دوسروں کے پیچھے لگ جانا بھی ظلم ہے۔ (تفسیر نمونہ از تفسیر نورالثقلین)

پیام:

۱۔ ظلم، ایمان کے لئے آفت ہے اور اس پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔

۲۔ ترک ظلم، ہدایت کی علامت ہے اور ستم، مانع ہدایت ہے ﴿هم مهتدون، لم يلبسوا ﴾

۳۔ ایمان کی حفاظت، خود ایمان سے زیادہ اہم ہے ﴿لم يلبسوا ايمانهم ﴾

۴۔ حقیقی امن و سکون اور صحیح ہدایت ایمان اور عدالت کے سایہ میں ہے ﴿الامن، مهتدون ﴾ نہ تو ظالم مومن ہدایت یافتہ ہوتے ہیں اور نہ ہی بے ایمان عدالت پسند۔

۵۔ جب تک خالص ایمان نہ ہو دل کو کھٹکا لگا رہتا ہے ﴿لهم الامن ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ جو توحید پرست دلیل اور برہان کے ساتھ معاشرہ کی بے راہروی کا مقابلہ کرے وہ بہت سے درجات کا مستحق ہوتا ہے۔

۷۔ خدا کی طرف سے افراد کو ملنے والے درجات اس کی حکمت کے مطابق ہوتے ہیں ﴿درجات... حکیم﴾

آیت ۸۴

﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَط کُلًّا هَدَیْنَاج وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِه دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَط وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ-لا﴾

ترجمہ۔ اور ہم نے ابراہیم کو (ان کی بانجھ بیوی بنام سارہ سے) اسحق اور یعقوب بخشے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ہدایت کی۔ اور نوح کو اس سے پہلے ہدایت کر چکے ہیں اور ابراہیم کی نسل سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو (پیغمبر) قرار دیا۔ اور نیک لوگوں کو ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ ۲۵

دو نکات:

۹; اگرچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جناب ابراہیم کے سب سے پہلے اور سب سے بڑے بیٹے تھے، لیکن چونکہ حضرت اسحق بانجھ ماں سے اور وہ بھی ان کے بڑھاپے میں پیدا ہوئے اسی لئے آیت اسحق کا تذکرہ کر رہی ہے۔

۹; اس آیت میں اور بعد کی دو آیتوں میں مجموعی طور پر سترہ انبیاء کا نام آیا ہے، لیکن ان میں نہ تو زمانی ترتیب ہے اور نہ ہی ان کے رتبے کے مطابق۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان تینوں آیات میں ان کی تقسیم اس بنیاد پر ہو کہ آیت ۸۴ میں ان انبیاء کا نام ہے جنہوں نے حکومت کی ہے۔ آیت ۸۵ میں ان انبیاء کا ذکر ہے جو دنیادار نہیں غریب تھے اور آیت ۸۶ میں وہ انبیاء مذکور ہیں جو خاص قسم کی مشکلات سے دوچار رہے ہیں۔ (تفسیر المیزان)

پیام:

۱۔ نیک اولاد (جو پاکیزہ ذریت کے ذریعہ انسان کے توحیدی افکار کے دوام کا موجب ہوتی ہے) خدا کا بہترین ہدیہ اور بخشش ہے۔ ﴿وھبنا – نجزی﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ تاریخ بشریت میں ہدایت اور بعثت کا قدیم سے سلسلہ چلا آرہا ہے۔ ﴿نوحاهدينا من قبل ﴾

۴۔ صرف اولاد پیغمبر ہونا کوئی اعزاز نہیں ہے، ابراہیم کی ذریت میں ذاتی کمالات بھی تھے اور خدائی ہدایت سے بھی بہرہ مند رہے ہیں۔ ﴿كلاهدينا ﴾

۵۔ الطاف الٰہی کسی کو بے مقصد عطا نہیں ہوتے۔ ﴿كذلك نجزى المحسنين ﴾

آیت ۸۵ تا ۸۷

﴿وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ–لا وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ–لا وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْج وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور زکریا، یحیٰ، عیسیٰ اور الیاس کو (بھی ابراہیم کی نسل سے قرار دیا) جو سب کے سب صالحین میں سے تھے۔

;۹ اور اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط کو بھی، اور سب کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ اور ان کے آباء، ذریت اور بھائیوں میں سے (کچھ لوگوں پر لطف و کرم کیا اور ان کی شائستگی کی وجہ سے انہیں) برگزیدہ کیا اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت کی۔

چند نکات:

۱۔ "ذریت'' اس اولاد کو کہتے ہیں جو باپ کی طرف سے کسی انسان کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ اگرچہ حضرت عیسیٰ کے والد نہیں تھے اور وہ صرف ماں کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب تھے لیکن اس آیت میں انہیں بھی ابراہیم کی ذریت میں شمار کیا گیا ﴿ومن ذرية...وعيسىٰ ﴾۔

;۹ روایات میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہم السلام نے بھی اسی آیت کو سند بنا کر اہلبیت اطہار علیہم اسلام کو جو ماں کی طرف سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچتے ہیں ذریت رسول اور اولاد رسول بتایا ہے۔ (تفسیر نورالثقلین جلد اول ص ۷۴۳۔) اور فخر رازی نے بھی اپنی تفسیر جلد ۱۳ ص ۶۶ میں اسی نکتہ کو قبول کیا ہے۔ اور صحیح بخاری میں بھی حضرت ابوبکر سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی "ذریت" کا لفظ حضرت امام حسن علیہ السلام کے لئے استعمال کیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹; آیا "یسع" ایک مستقل نام ہے یا لغوی طورپر "وسعت" کے لفظ سے لیا گیا ہے اور وسع کا مضارع ہے (جیسے یحی ہے) یا یہ کہ وہی "یوس ع" نبی کا نام ہے جو عبری زبان کا لفظ ہے اور عربی میں منتقل ہو کر "یسع" بن گیا ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں،

۹; اگرچہ بعض تاریخیں حضرت یونس کو نسل ابراہیم میں شمار نہیں کرتیں، لیکن چونکہ اس آیت میں انہیں ذریہ ﴿ ﴾ ابراہیم میں شمار کیا گیا ہے لیکن ہم کتب تاریخ کے نقل کرنے کی وجہ سے آیات قرآنی سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ بلکہ دوسرے حدسیات کا قرآنی آیات کے ساتھ مقائسہ کریں گے۔ اسی طرح یہی شبہ حضرت لوط کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

۹; بعض لوگوں نے آیت ۸۷ میں موجود "آبائھم" کے کلمہ کے ساتھ "من" (بعضیہ) کی وجہ سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نعوذباللہ انبیاء کے آباؤاجداد میں کچھ گمراہ لوگ بھی تھے، لیکن آیات کا انداز یہ بتا رہا ہے کہ ان انبیاء کے آباؤ اجداد میں سے بعض کو نبوت کے لئے برگزیدہ کیا اور بعض کو برگزیدہ نہیں کیا، نہ یہ کہ ان میں سے کچھ کافر تھے اور کچھ مومن۔ (از تفسیر نمونہ)

آیت ۸۸

﴿ذٰلِکَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖط وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ یہ ہے خدا کی ہدایت، جس کے ذریعہ خدا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور اگر وہ شرک کریں گے تو ان کے تمام اعمال حبط (اور برباد) ہو جائیں گے۔

پیام:

۱۔ حقیقی اور واقعی ہدایت تو خدا ہی کی ہے۔ دوسری تمام ہدایتیں سراب ہیں ﴿ذٰلک هدى الله ﴾

۲۔ الٰہی ہدایت کا دروازہ ہر شخص کے لئے کھلا ہے (من یشاء) اب یہ ہمارا کام ہے کہ اپنے دل اور کانوں کو حق کے قبول کرنے اور وحی کے سننے کے لئے آمادہ کریں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ انبیاء سمیت تمام لوگ جب تک خدا کے ارادے اور اس کے لطف و کرم کے زیرِ سایہ نہیں ہوں گے از خود ہدایت نہیں پا سکتے۔ ﴿یهدی به من یشاء﴾

۴۔ شرک تمام اعمال کے مٹنے اور باطل ہونے کا موجب بن جاتا ہے ﴿لحبط﴾

۵۔ خدائی طریقہ کار میں تفریق نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر انبیاء بھی شرک کریں گے تو ان کو بھی تنبیہ کی جائے گی، کیونکہ معیار حق ہے نہ کہ افراد۔ ﴿ولواشرکوا﴾ اس بات کے پیش نظر کہ سابقہ آیات انبیاء سے متعلق ہیں۔

۶۔ تمام انبیاء معصوم ہیں اور غبار شرک کبھی بھی ان کے پاکیزہ دامن پر نہیں پڑا۔ آیت میں انبیاء کے لئے شرک کا فرض، فرض محال کے عنوان سے لیا گیا ہے، ﴿ولو﴾

۷۔ زندگی بھر میں اگر انسان نے ایک لمحہ کے لئے بھی شرک کیا ہے تو وہ رہبر بننے کے لائق نہیں ہے، ﴿اشرکوا﴾ ۲۶

۸۔ الٰہی نقطہ نظر سے اخلاص اور خدائی روح کے حامل ہونے کو اہمیت حاصل ہے۔ اگر روح اخلاص نہ ہو تو سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے۔ ﴿ولو اشرکوا لحبط﴾

آیت ۸۹

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ ج فَاِنْ یَّکْفُرْ بِهَا ھٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِهَا قَوْماً لَّیْسُوْا بِهَا بِکٰفِرِیْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے آسمانی کتاب، حکومت اور مقام نبوت عطا کیا۔ پس اگر (مشرک لوگ) ان سے کفر برتیں اور انہیں تسلیم نہ کریں (تو اے پیغمبر! پریشان نہ ہونا کیونکہ) ہم نے ایسے لوگوں کو ان کے لئے نگہبان مقرر کر دیا ہے جو کافر نہیں ہیں۔ (اگر مشرکین ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں اور تسلیم نہیں کرتے تو دوسرے لوگ موجود ہیں جو ایمان لا چکے ہیں اور ان پر نگران ہیں)

دو نکات:

۱: "حکم" کا لفظ، حکومت اور فرمانروائی کے معنی کے لئے بھی آتا ہے اور فیصلہ کرنے اور عقل و ادراک کے لئے بھی۔ مفردات راغب میں اس کا اصلی معنی "روکنا" اور "منع کرنا" ذکر ہوا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹; چونکہ صحیح عقل، صحیح فیصلہ اور صحیح حکومت غلطی، اشتباہ اور خلاف ورزیوں سے مانع ہوتے ہیں لہٰذا "حکم" کا اطلاق ان پر ہوتا ہے (تفسیر نمونہ)

۹; تفسیر المنار اور تفسیر روح المعانی میں مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ "جو لوگ کافر نہیں ہیں اور حق کو قبول کر چکے ہیں اور اس کی حمایت پر کمر بستہ ہیں" سے مراد ایرانی قوم ہے، (تفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ کچھ لوگوں کے کفر کی وجہ سے حق کا مشن اپنے حامیوں اور طرفدارں کے بغیر نہیں رہ جاتا، جب راستہ، حق کا راستہ ہو اور خدائی راستہ ہو تو افراد کی آمدورفت انسان کے لئے اہمیت کی حامل نہیں ہونی چاہئے۔ اگر کچھ لوگ چلے جاتے ہیں تو دوسرے افراد آہی جاتے ہیں۔

آیت ۹۰

﴿اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْط قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًاط اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی ہے پس تم بھی ان کے اندازِ ہدایت کی اقتدا کرو، (لوگوں سے) کہو کہ: میں اس (رسالت) کی مزدوری تم سے نہیں مانگتا، یہ قرآن تو عالمین ہی کے لئے ہدایت ہے۔

ایک نکتہ:

۹; لفظ "اقتدہ" میں حرف "ہ" ضمیر کے لئے نہیں ہے بلکہ "ہائے سکتہ ہے"، اور وقت کے لئے استعمال ہوئی ہے۔

پیام:

۱۔ ہدایت انبیاء کی پیروی در حقیقت الٰہی ہدایت کی اقتدا ہے۔ ﴿ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ اولیاء اللہ کا نام، ان کی یاد اور ان کی راہ کو زندہ رکھنا چاہیئے، اور نئے احکامات کے آجانے سے گزشتہ افراد کی خدمات کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے ﴿فبهدا هم اقتده﴾

۳۔ انسانیت کی اہمیت یا اس کی قدر و قیمت اس کے افکار اور عملی سیرت سے ہے۔ فرمایا ہے ﴿فبهداهم اقتده﴾ یہ نہیں فرمایا " ﴿بهم اقتده﴾ "یعنی خود ان کی اقتدا کرو۔ (از تفسیرالمیزان)

۴۔ بعض جزئی احکام کی تبدیلی یا تنسیخ سے اصول اور کلیات پر اثر نہیں پڑتا، پس انبیاء کے کلی اصولوں کو دائمی رہنا چاہیئے ﴿فبهدا هم اقتده﴾

۵۔ مبلغ دین کو دنیا طلبی اور مادیات سے دور رہنا چاہیئے ﴿قل لا اسئلکم﴾

۶۔ انبیاء میں اور دنیا کے دوسرے انقلابی رہنماؤں کے درمیان یہی فرق ہے کہ انبیاء کا ہدف مادیات نہیں ہوتا ﴿لا اسئلکم﴾

۷۔ موفق اور کامیاب ترین انسان وہ ہوتا ہے جو گزشتہ لوگوں کے کمالات، نیک اخلاق اور محکم طریقہ سے فیض حاصل کرے، ﴿فبهدا هم اقتده﴾

۸۔ انبیاء، فراموش کار لوگوں کے لئے یادگار اور یادآور ہیں ﴿ذکری﴾

۹۔ اسلام، عالمی دین ہے ﴿للعالمین﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۹۱

﴿وَمَا قَدَرُوااللهَ حَقَّ قَدْرِہٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ط قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِىْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَه قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًاج وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْط قُلِ اللّٰهُلا ثُمَّ ذَرْهُمْ فِىْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور ان لوگوں نے خدا کو اس طرح نہیں پہچانا جس طرح اس کے پہچاننے کا حق ہے، کیونکہ انہوں نے کہا کہ: خداوند عالم نے کسی بشر پر کوئی چیز (اور کتاب) نازل نہیں کی۔ تم خود ہی کہہ دو کہ جو کتاب (توریت) موسیٰ لے کر آئے تھے وہ لوگوں کے لئے نور اورہدایت تھی، اسے کس نے نازل کیا؟ جس کتاب کو تم کاغذ کے پرزے بنا لیتے ہو اور (اپنی مرضی کے مطابق) اس سے (ایک حصے کو) ظاہر کرتے ہو اور بہت سے حصے کو چھپا دیتے ہو۔ اور جو کچھ تم اور تمہارے باپ دادا نہیں جانتے تھے (اسی آسمانی کتاب تورات) کے ذریعہ تمہیں تعلیم دی گئی۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ خدا ہی ہے (کہ جس نے ان کتابوں کو نازل کیا ہے) پھر تم انہیں چھوڑ دو تاکہ وہ اپنی یاوہ گوئیوں اور بیہودہ باتوں میں سرگرم رہیں۔

ایک نکتہ:

۹; یہ آیت یہودیوں کے اس گروہ کے جواب میں ہے جو لفظی نزاع کے طور پر کہتے تھے کہ خداوند عالم نے تو کسی پیغمبر پر کوئی کتاب نازل ہی نہیں کی۔

پیام:

۱۔ انبیاء اور آسمانی کتابوں کا بھیجنا خدا کا اپنے بندوں پر لطف ہے، لہٰذا جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں درحقیقت وہ خدا کے لطف و کرم، رحمت و مہربانی، حکمت اور دیرینہ طریقہ کار کے منکر ہیں۔﴿ما قدروا الله ﴾

۲۔ اصلی تورات نور اور ہدایت تھی﴿نوراً وهدىً ﴾

۳۔ دینی معارف کی قطع و برید، ان معارف کے ساتھ کھیلنا ہوتا ہے﴿قراطيس – يلعبون ﴾

۴۔ وحی کے بغیر انسان کی بہت سے معارف اور معلومات تک دسترس ناممکن ہے﴿علمتم مالم تعلموا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ کفار کے انکار اور ان کی ہٹ دھرمی کے مقابلے میں جو چیز انسان کی تقویت کا باعث بنتی ہے وہ ہے خدا کی ذات پر توکل۔ ﴿قل اللہ﴾

۶۔ انبیاء کا کام صرف تبلیغ کرنا ہے کسی کو مجبور کرنا نہیں ہے ﴿ذرهم﴾

آیت ۹۲

﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور یہ مبارک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے، (اس آسمانی کتاب کی) تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے آ چکی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ تم مکہ اور اس کے اطراف (کے لوگوں) کو ڈراؤ۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ایک نکتہ:

۹; آیت میں "ولتنذر" کہا گیا ہے "لتنذر" نہیں کہا گیا۔ اور یہ شاید اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید کے اور بھی اہداف ہیں۔ جن میں ایک مکہ اور اس کے اطراف کے لوگوں کو ڈرانا بھی ہے۔

پیام:

۱آن مجید ہر قسم کی برکات کا حامل ہے (مثلاً تدبر، عبرت کا حصول، شفا، رشد و ہدایت عزت تک رسائی وغیرہ کیونکہ یہ سب کچھ قرآن میں ہے) (مبارک)

۲۔ قرآن دوسری آسمانی کتابوں کے ہم آہنگ ہے اور یہ اس کے مقصد واحد کے حامل ہونے اور الٰہی کتاب ہونے کی دلیل ہے (مصدق) جبکہ انسانوں کی لکھی ہوئی کتابیں جو ان کی خواہشات پر مبنی اور محدودیت پر مشتمل ہوتی ہیں ایک دوسرے سے ہم آہنگ نہیں ہوتیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ مکہ "ام القریٰ" (تمام آبادیوں کی ماں) ہے، لہٰذا عالم اسلام کو وہاں سے علمی اور روحانی غذا ملنی چاہئے اور وہیں سے ہی دنیائے اسلام کے امیدافزا پروگرام بننے چاہئیں، جس طرح ماں اپنی اولاد کے لئے امید، حفاظت، غذا، تربیت اور رشد وہدایت کا ذریعہ ہوتی ہے۔

۔ اگرچہ انبیاء کرام علیہم السلام ہدایت اور نجات کی خوشخبری دینے والے ہوتے ہیں، لیکن چونکہ انسان کی زیادہ تر کوشش ضرر کو دور کرنے کے لئے ہوتی ہے اور روحانی طور پر اسے ڈرانے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اسی لئے قرآن مجید میں "نذیر" کا کلمہ "بشارت" کے کلمہ سے زیادہ استعمال ہوا ہے، "انذار" ۱۲۰ مرتبہ اور "بشارت" ۸۰ مرتبہ، ﴿لتنذر ﴾

۵ تبلیغ کا انداز قدم بقدم ہونا چاہئے۔ پہلے اسے اپنے رشتہ داروں سے شروع کیا جائے " ﴿وانذر عشیرتک الاقربین ﴾ "یعنی اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ (شعرأ/۲۱۴) پھر علاقہ کے لوگوں کو (ام القریٰ) پھر دنیا بھر کے انسانوں کو "رحمۃ للعالمین" تمام جہانوں کے لئے رحمت (انبیاء/۱۰۷)" ﴿کافۃ للناس ﴾ " (تمام لوگوں کے لئے) (سبا/۲۸) "لانذر کم بہ و من بلغ" یعنی تاکہ میں تمہیں اور ان تمام افراد کو ڈراؤں جن تک یہ قرآن پہنچے (انعام ۱۹) " ﴿ان ھو الاذکر للعالمین ﴾ "یعنی یہ قرآن عالمین ہی کے لئے ہدایت ہے، انعام/۹۰)

۔ آخرت پر عقیدہ، نبوت پر عقیدہ کا موجب ہے ﴿یوٴمنون بالاخرۃ، یوٴمنون بہ ﴾

۷۔ ایمان کا واضح اور روشن ترین مظہر، نماز ہے ﴿علی صلاتھم... ﴾

۸۔ آخرت پر ایمان، نماز کی پابندی کے ساتھ ادائیگی کا ایک عامل ہے ﴿بالاخرۃ...وھم علی صلاتھم یحافظون ﴾

آیت ۹۳

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِباً اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْ ءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ ط وَلَوْتَرٰی اِذِالظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْآ اَیْدِیْھِمْج اَخْرِجُوْآ اَنْفُسَکُمْط اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہ تَسْتَکْبِرُوْنَ ﴾۔

ترجمہ۔ اور اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو گا جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے یا (دعویٰ کرکے) کہتا ہے کہ: مجھ پر وحی ہوتی ہے جبکہ اس پر کوئی بھی وحی نہیں ہوئی۔ یا (جھوٹ فریب کے طور پر) کہتا ہے کہ میں بھی اسی طرح نازل کرتا ہوں جس طرح خدا نے نازل کیا ہے، (اے پیغمبر!) اگر تم اس وقت کو دیکھو جب ظالم لوگ موت کی سکرات میں گرفتار ہو چکے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہوں گے اور فرشتے ان کی روح کو قبضرنے کے لئے اپنے طاقتور ہاتھ ان کی طرف بڑھائے ہوئے انہیں جان دینے کا حکم کرتے ہیں، (اورکہتے ہیں) آج رسواکن عذاب دیئے جاؤ گے بوجہ ان ناجائز باتوں کے جو تم خدا کی طرف منسوب کرتے تھے اور اس کی آیات سے سرپیچی کرتے تھے۔

چند نکات:

اس آیت کی شان نزول کے بارے میں کہا گیا ہے کہ: "عبدبن سعد" نامی ایک شخص کاتبان وحی میں سے تھا، اس نے وحی کی کتابت میں خیانت سے کام لیا تو سرکار رسالت نے اسے وہاں سے نکال دیا اس نے لوگوں کو اکٹھا کرکے کہنا شروع کردیا "میں بھی قرآنی آیات کی مثل لا سکتا ہوں۔"

بعض لوگوں نے اس آیت کے نزول کی وجہ "مسیلمہ کذاب" کے دعوائے نبوت کو بیان کیا ہے جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری ایام میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، ان مفسرین کے نزدیک یہ آیت مدنی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے حکم سے اس جگہ پر درج کی گئی ہے۔

"غمرات" کا معنی ہے مرنے کے وقت کی سختیاں، جو انسان کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں، جو لفظ "غمرہ" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے آثار کا مٹ جانا اور غرق ہونا۔

پیام:

۱۔ علمی طریقہ سے کسی پر ظلم کرنا اور نااہل افراد کی طرف سے رہبری کا دعویٰ بہت بڑا ظلم ہے ﴿ومن اظلم...اوقال اوحی الی ﴾۔

۲۔ دین میں بدعت۔ جو کہ بعض خلفاً کا کام بھی رہا ہے۔ جھوٹ باندھنے اور خدا پر بہتان طرازی کے مصداقوں میں سے ایک ہے۔

۳۔ حق کے دشمن یا تو حق کو نیچے لے آنے کی کوشش کرتے ہیں یا پھر اپنی باتوں کو اوپر لے جاتے ہیں۔ پہلے تو کہتے ہیں کہ "قرآن افسانہ ہے۔" اگر اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے تو کہتے ہیں کہ: "میں بھی قرآن کی طرح بہترین باتیں کرسکتا ہوں" (سانزل مثل ما انزل اللہ) ۲۷ یاکہتے ہیں: " ﴿لو نشاء لقلنا مثل ھذا ﴾ " (انفال/۳۱)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ دینی منصب اور مذہبی تخصص کے جھوٹے اور نااہل دعویدار بہت برے طریقے سے جان دیتے ہیں۔ ﴿ولوتری اذا لظالمون ﴾

۵۔ غرور و تکبر اور وحی و دین کی توہین کی سزا "عذاب الھون" (رسواکن عذاب) ہے۔ ﴿تجزون عذاب الھون ﴾

۶۔ خدائی سزا کا آغاز موت کے پہلے ہی لمحہ سے ہو جاتا ہے اگرچہ روح اور جان لینا خدا کا کام ہے، لیکن کافروں سے کہا جائے گا "مرو" "نکالو اپنی جان" ﴿اخرجوا انفسکم ﴾ یہ ایک طرح کی توہین اور تحقیر ہے۔

۷۔ انسان کی روح مستقل ہے ﴿اخرجوا انفسکم ﴾

۸۔ دنیا میں تکبر و غرور کا نتیجہ آخرت کی خواری اور ذلت ہے ﴿عذاب الھون...تستکبرون ﴾

آیت ۹۴

﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَاخَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ تَرَکْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰکُمْ وَرَآءَ ظُھُوْرِکُمْ وَمَا نَرٰی مَعَکُمْ شُفَعَآءَکُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّھُمْ فِیْکُمْ شُرَکٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَکُمْ وَضَلَّ عَنْکُمْ مَّا کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ یقیناً تم (بوقت موت یا بروز قیامت) اکیلے ہی ہمارے پاس آؤ گے۔ جس طرح کہ پہلی مرتبہ ہم نے تمہیں تنہا پیدا کیا ہے، اور تمام اموال کو جو ہم نے تمہیں دیئے ہیں اپنے پیچھے چھوڑ آؤ گے۔ اور جن (بتوں) کو تم اپنا شفیع اور خدا کا شریک سمجھتے تھے ہم انہیں تمہارے ساتھ نہیں دیکھتے۔ تمہارے تمام رشتے ٹوٹ گئے اور تمہارے تمام خیالات اور گمان مٹ گئے۔

دو نکات:

یہ خطاب بوقت مرگ یا بروز قیامت مشرکین سے کیا جائے گا۔ "خولنا" کا کلمہ "خول"(بروزن عمل) سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے وہ خیر اور بہتری جس کے لیے سرپرست کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور عام طور پر اس کا اطلاق مال و ثروت پر کیا جاتا ہے۔

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ قیامت اور قبر میں انسان، پیدائش کے دن کی مانند یکہ وتنہا ہوگا ﴿فرادیٰ﴾

۲۔ انسان قیامت کے دن کے لیے محشور ہونے کے وقت روز ولادت کی طرح عریان، گریان، عاجز و نادار ہوگا ﴿کما خلقنکم اول مرة﴾

۳۔ معاد، جسمانی ہوگی۔ ﴿کما خلقنکم اول مرة﴾

۴۔ مشرکین کو چار چیزوں پر زیادہ بھروسہ تھا۔ ۱۔ قوم و قبیلہ ۲۔ مال و ثروت ۳۔ طاغوت اور ارباب ۴۔ بت۔ چنانچہ یہ آیت مرنے کے بعد اور قیامت میں ان چار چیزوں کی بے ثباتی اور بے بضاعتی کو بیان کر رہی ہے۔

"﴿فرداىٰ"﴾ قوم و قبیلہ کے بغیر۔

"﴿ترکتم ما خولناکم﴾ "مال و ثروت کے بغیر۔

"﴿مانریٰ معکم شفعاء﴾ "یار و مددگار کے بغیر۔

"﴿ضل عنکم ما کنتم تزعمون﴾ "ہر قسم کی دوسری خیالی قدرت کی حمایت کے بغیر۔

آیت ۹۵

﴿إِنَّ اللهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰيط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّط ذٰلِكُمُ اللهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ بے شک خدوند عالم ہی دانے اور گٹھلی کو شگافتہ کرنے والا ہے، زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے باہر نکالنے والا ہے، یہ ہے تمہارا خدا بس تم کس لئے بھٹکتے پھرتے ہو؟

دو نکات:

"فالق کا لفظ "فلق" سے نکلا ہے جس کا معنی ہے شگافتہ کرنا۔ "حب" اور "حبہ" غلہ کے دانے کو کہتے ہیں۔ جیسے گندم اور جو وغیرہ کے دانے کہ جن کی فصلات کو کاٹا جاتا ہے۔ دوسرے دانوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور "نویٰ" کا معنی ہے گٹھلی۔

بے جان چارے سے جاندار حیوانوں کو اور جاندار حیوانوں سے بے جان دودھ کو پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح بے جان گٹھلی سے زندہ اور فعال درخت کو اور پروان چڑھے درخت سے بے جان گٹھلی کو پیدا کرتا ہے اور روایات کے بقول:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بے ایمان لوگوں سے مومن افراد پیدا ہوتے ہیں اور مومن افراد سے بعض اوقات کافر پیدا ہوتے ہیں۔ (یخرج الحی من المیت و مخرج المیت من الحی)

پیام:

۱۔ دانے یا گٹھلی کو زمین میں ڈالنا اور کاشت کرنا انسان کا کام ہے لیکن انہیں شگافتہ کرنا اور اگانا خدا کا کام ہے۔ ﴿فالق﴾

۲۔ تمہارا رزق اور روزی انہی دانوں اور گٹھلیوں کی راہ سے حاصل ہوتی ہے پس تم کہاں اور کس کے پیچھے سرگرداں پھر رہے ہو؟ ﴿فانی تو ٔفکون﴾

۳۔ قدرتی اور طبعی آثار میں غور و فکر، خدا کی معرفت کا بہترین راستہ ہے۔

آیت ۹۶

﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِکَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ۔

ترجمہ۔ خداوند عالم صبح (کی سفیدی) کو شگافتہ کرنے والا ہے، اس نے رات کو آرام و سکون کے لئے اور سورج اور چاند کو حساب کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ خداوند دانا و توانا کے مقرر کردہ (اصول) ہیں۔

دو نکات:

"اصباح" کا ایک معنی تو ہے "صبح" اور دوسرا معنی ہے "صبح میں داخل" ہونا، لیکن یہاں پر مراد وہی پہلا معنی ہے۔ اس سے پہلی آیت میں زمین میں خداوند عالم کی قدرت اور حکمت کی تین نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ اور اس آیت میں آسمان میں اس کی قدرت کی نشانیوں کو بیان کیا گیا ہے، اور وہ ہیں رات اور دن جو اس کی قدرت کی دو نشانیاں ہیں۔ جس طرح کہ سورہ بنی اسرائیل/ ۱۲ میں ارشاد ہوتا ہے "وجعلنا اللیل والنھار آیتین"۔ رات کے وقت آرام و استراحت، مناجات، معراج، نزول قرآن اور تہجد کی باتوں کا ذکر ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ رات اوردن کے ہر لمحہ کی پیدائش، قدرت، حکمت اور ایسے فالق کی محتاج ہے جو یہ کام تقدیر اور اندازے کے ساتھ انجام دیتا ہے۔

۲۔ رات آرام کے لئے ہے اسی لیے روایات میں رات کے وقت کام کرنے، جانور کو ذبح کرنے اور سفر کرنے کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ ۲۸

۳۔ سورج اور چاند نظم و انتظام، حساب و کتاب اور دوسرے منظم امور بجا لانے کا ذریعہ ہیں۔ ۲۹

آیت ۹۷

﴿وَهُوَالَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِىْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور وہ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے ہیں تاکہ تم خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں ان کے ذریعہ سے راہ معلوم کرو۔ اس میں شک نہیں ہے کہ ہم نے اپنی نشانیاں ان لوگوں کے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کردی ہیں جو آگاہ ہیں اور دانا ہیں۔

دو نکات:

علم ہیئت، انسان کے قدیم ترین علوم میں سے ہے۔ اور انسان ایک عرصہ دراز سے وقت، سمت، قبلہ اور دوسری چیزوں کی پہچان کے لئے صحراؤں اور دریاؤں کے سفر میں ستاروں سے استفادہ کرتا چلا آرہا ہے۔ یہ ایک ایسا اوزار ہیں جو قابل اطمینان، دائمی، ہردم تازہ، طبعی قدرتی، عمومی اور مفت ہیں۔

اسلام نے مظاہر فطرت پر خصوصی توجہ فرمائی ہے۔ بعض سورتوں کے نام طبعی چیزوں کے نام پرہیں۔ اسلامی عبادات کا طبعیات سے گہرا تعلق ہے۔ مثلاً وقت شناسی، قبلہ شناسی، چاند گرہن، سورج گرہن، نماز آیات، ہر مہینے کی پہلی تاریخ، اوریہی چیزیں، علم ہیئت سے مسلمانوں کی آشنائی کا سبب بنیں اور انہی کی وجہ سے بغداد، دمشق، قاہرہ، مراغہ اور اندلس میں مسلمانوں کے ہاتھوں رصدخانے وجود میں آئے اور اس بارے میں مسلمانوں نے کتابیں تحریر کیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ ستارے، خدا کی مخلوق اور راہ معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں، کائنات کے خالق اور اس کے مدبر نہیں ہیں۔ ﴿جعل لکم﴾

۲۔ ستاروں کا نظام اس قدر منظم اور مرتب ہے کہ اس سے بڑی آسانی کے ساتھ راہیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ ﴿لتھتدوا﴾

۳۔ دریائی اور صحرائی سفر کے لئے جس کا انسان کو زندگی میں بہت کم ہی اتفاق ہوتا ہے خدا نے راہنما مقرر فرمائے ہیں، تو کیا یہ بات قابل قبول ہو سکتی ہے کہ انسان کی دائمی حرکت کے لئے اور راہ حق کو گم نہ کرنے کے لئے کوئی راہنما (نبی اور امام) نہ بنائے ہوں؟

۴۔ فقط ستاروں کے وزن، حجم، فاصلے، حرکت اور مدار کی پہچان بلکہ کلی طور پر ستارہ شناسی یا علم نجوم انسان کو خدا تک نہیں پہنچاتا، بلکہ انسان خود ارادہ کرے کہ اس ذریعہ سے خدا کی معرفت حاصل کرے ﴿لقوم یعلمون﴾

اس لئے بہت سے آئینہ فروش ایسے ہیں جو اپنے چہرے کو نہیں سنوارتے اور آئینہ میں اپنی صورت کو نہیں دیکھتے۔ اصلاح کے لئے شرط ہے کہ ارادہ کر کے مقصد کو حاصل کیا جائے صرف آئینہ یا اس کی طرف دیکھنا ہی کافی نہیں۔

آیت ۹۸

﴿وَهُوَالَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور وہ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا (تم سب آدم کی اولاد ہو) پس تم میں سے کچھ تو قرار پا چکے ہیں (اور اپنی معمول کی زندگی گزار رہے ہیں) اور کچھ ابھی (باپ کی پشتوں اور ماؤں کے رحم میں) نقل و انتقال کی حالت میں ہیں۔ ہم نے اپنی آیات کو ان لوگوں کے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے جو اہل فہم و شعور ہیں۔

دو نکات:

"انشاً" کی تعبیر میں دو نکتے پوشیدہ ہیں ۱۔ نئی چیز کو وجود میں لانا ۲۔ مسلسل تربیت۔ انسان کی پیدائش میں ان دونوں نکات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ایک تو اس میں نیا وجود ہے اور دوسرے اس کی مسلسل تربیت کی جاتی ہے۔ کسی کی تقلید کرتے ہوئے پیدا کرنا یا پیدا کر کے اسے چھوڑ دینا بے فائدہ ہے۔ اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"مستقر" اور "مستودع" کی تعبیر میں اور بھی معانی ذکر ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ بھی ہیں کہ: ۱۔ تم پائیدار روح اور ناپائیدار جسم کے حامل ہو۔ ۲۔ تم پائیدار اور ناپائیدار ایمان کے حامل ہو۔ ۳۔ تم عورت کے پائیدار اور مرد کے ناپائیدار نطفوں سے پیدا ہوئے ہو۔ ۴۔ تم زمین میں مستقر ہو اور قیامت تک کے لئے قبر میں ودیعت ہو۔ ۵۔ نعمتیں کبھی پائیدار ہوتی ہیں اور کبھی ناپائیدار۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے منقول ہے کہ: "نماز عید کے بعد خدا سے دعا مانگی جائے کہ وہ اپنی نعمتیں ہمارے لئے دائمی قرار دے کیونکہ اس نے خود فرمایا ہے "فمستقر و مستودع" (تفسیر نورالثقلین اسی آیت کے ذیل میں)

پیام:

۱۔ تم سب کی اصل اور بنیاد ایک ہی ہے پس یہ سب اختلافات، تفوق طلبی اور نسلی امتیاز کیسا؟ ﴿من نفس واحدة ﴾

۲۔ ایک نفس (جان) سے تمام انسانوں کی تخلیق میں اس قدر تنوع اور نت نئے نمونے، عظمت خداوندی کی علامت ہے۔

۳۔ ہر بخشش اور عطیہ پائیدار نہیں ہوتا جب تک نعمت اور امکانات موجود ہیں اس سے بہتر سے بہتر فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو ﴿فمستقرو مستودع ﴾

۴۔ جب تک انسان "اہل فہم" نہ ہو معارفِ الٰہی سے بہرہ مند نہیں ہو سکتا۔ ﴿لقوم یفقھون ﴾

آیت ۹۹

﴿وَهُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآئًج فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًاج وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍط اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَوَيَنْعِهٖط اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور وہ وہی خدا تو ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا، پس اس کے ذریعہ ہر قسم کی نباتات کو ہم نے اگایا اور اس نباتات سے سبز تنے اور شاخیں نکالیں کہ ہم اس سے باہم گتھے ہوئے دانے نکالتے ہیں۔ اور کھجور کے شگوفوں سے لٹکے ہوئے گچھے اور خوشے (باہر نکالے) اور (ہم نے) انگور اور زیتون اور انار کے باغات (کی پرورش کی) جو باہم صورت

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور (کچھ) ایک دوسرے سے جدا جدا بھی ہیں۔ اور اس کے پھل کی طرف غور سے نگاہ کرو کہ جب وہ پھلے اور پکے۔ بے شک اس میں ایماندار لوگوں کے لئے (خدا کی) بہت سی نشانیاں ہیں۔

چند نکات:

اس سے پہلی آیت میں فرمایا: تمام انسان ایک نفس سے ہیں اور اس آیت میں فرماتا ہے کہ: تمام نباتات، درخت اور پھل میوے ایک ہی سرچشمہ سے ہیں اور وہ ہے بارش کا پانی۔

"متراکب" کا لفظ "رکوب" (سوار ہونا) سے نکلا ہے۔ جس کا مطلب ہے ایک دوسرے پر سوار پھل اور باہم گتھے ہوئے دانے۔

"طلع" کھجور کے بند شگوفوں کو کہتے ہیں۔ "قنوان" تار کی مانند باریک لڑیاں بعد میں جن پر کھجور کے خوشے تیار ہوتے ہیں۔ "دانیہ" ایسے خوشے ہوتے ہیں جو گتھے ہوئے ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے ہیں یا سنگین بوجھ کی وجہ سے زمین کے نزدیک ہوتے ہیں۔ "متشابہ" وہ درخت ہوتے ہیں جو ظاہری شکل و شباہت میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں،۔ جیسے زیتون اور انار ہیں (اس بارے میں اسی سورت کی ۱۴۱ ویں آیت میں بھی اسی بات کا ذکر ہے) "غیرمتشابہ" مزے اور خاصیت میں ایک دوسرے سے جدا جدا۔ یا اس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ ایک دوسرے سے اس بات میں مشابہ ہیں کہ ایک ہی آب و خاک سے ہیں۔ اور غیرمتشابہ میووں اور درختوں میں ہیں۔ بعض پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور "ینع" کا معنی ہے پھل کے پکنے کی طرز۔

اس آیت میں اور اس سے پہلے کی دو آیات میں تین پے درپے تعبیریں بیان ہوئی ہیں۔ " ﴿لقوم یعلمون ﴾ "، "لقوم یفقھون" اور "لقوم یومنون" اس قسم کی تعبیرات لانے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب آپ کو ذیل کے پیام میں ملے گا۔

پیام:

۱۔ تمام سبزہ جات اور نباتات کا منبع بارش کا پانی ہے ﴿من السماء ماء فاخر جنابه نبات کل شیٔ ﴾

۲۔ بارش کا نازل کرنا ہو یا دانے کا شگافتہ کرنا اور اس سے درختوں اور پھل میووں کا اگانا، سب خدا کے ہاتھ میں ہے ﴿انزل، فالق، نخرج ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ مطلب کو بیان کرنے میں اولویت کو پیش نظر رکھا جائے (زراعت اور گندم، خرما، انگور، زیتون، اور انار)

۴۔ پھل میووں سے تمہارا تعلق صرف مادی اور کھانے کی حد تک ہی نہیں ہونا چاہئے، ان سے فکری اور توحیدی تعلق بھی ہونا چاہئے ﴿انظروا﴾

۵۔ ستاروں سے بہرہ مندی کے علم اور واقفیت کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا فرمایا ہے " ﴿لقوم یعلمون﴾ " (آیت ۹۷) اس بات کا ادراک کہ کاروان بشریت کو ایک نفس سے پیدا کیا ہے اور یہ کاروان پائیدار اور ناپائیدار صورت میں رواں دواں ہے، اس بات کو سمجھنے کے لئے گہرے ادراک کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا فرمایا ہے "لقوم یفقھون" (آیت ۹۸) نباتات، بارش اور پھل میووں سے معنوی طور پر بھی استفادہ کیا جانا چاہئے، اور اس بات سے غافل نہیں رہنا چاہئے کہ ان سب کا پیدا کرنے والا اور انہیں ہستی کی نعمت سے نوازنے والا خداوند عالم ہے، اس کے لئے ایمان کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا فرماتا ہے ﴿لقوم یو ٔمنون﴾

آیت ۱۰۰

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَه بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍم بِغَيْرِ عِلْمٍط سُبْحٰنَه وَ تَعٰالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور ان لوگوں نے جنات کو خدا کا شریک بنایا ہے جبکہ جن خدا کی مخلوق ہیں۔ اور بغیر سوچے سمجھے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑلی ہیں۔ خداوند عالم ان صفات سے منزہ اور برتر ہے جو وہ خدا کے لئے بیان کرتے ہیں۔

دونکات:

"خلق" کا معنی ہے کسی چیز کو باقاعدہ حساب کے تحت وجود میں لانا، اور "خرق" کسی چیز کو بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی حساب کے پارہ پارہ کردینا اور "اختراق" بے انتہا اور بغیر سوچے سمجھے جھوٹ بنانا۔ پس "خرقوا" کے جملے کا معنی ہو گا بغیر کسی سوچ سمجھ کے اور اطراف و جوانب کو پیش نظر رکھے بغیر کسی بات کا اظہار کرنا، باتیں بنانا اور دعوے کرنا۔ (تفسیر نمونہ)

بقول قرآن مجید، عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو اور یہودی حضرت عزیر علیہ اسلام کو خدا کا بیٹا جانتے تھے۔ اور سورہ زخرف کی آیت ۱۹ کے بقول: کئی لوگ ملائکہ کو خدا کی اولاد سمجھتے تھے۔ زردشتی بھی "اھریمن" کو جو جنات میں سے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تھا خدا کا شریک قرار دیتے تھے اور تمام برائیاں اسی کی طرف منسوب کرتے تھے۔ کچھ عرب تو خدا اور جنوں کے درمیان رشتہ داری کے قائل تھے۔ بقول قرآن "وجعلوا بینہ و بین الجنۃ نسبا" یعنی ان لوگوں نے خدا اور جنات کے درمیان رشتہ قرار دیا ہے (صافات/۱۵۸)

پیام:

۱۔ جہالت، خرافات گھڑنے کی بنیاد ہے ﴿خرقوا... بغیر علم﴾

۲۔ مخلوق، خالق کیونکر بن سکتی ہے؟ ﴿وخلقھم﴾

۳۔ ازدواج اور اولاد کا پیدا کرنا ایک کمی کو پورا کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور خداوند متعال اس قسم کے نقائص اور عیوب سے پاک و مبرا ہے ﴿سبحٰنہ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۰۱۔ ۱۰۲

﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِط اَنّٰى يَكُوْنُ لَه وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّه صَاحِبَةٌ ط وَخَلَقَ كُلَّ شَيْئٍج وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ-

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْج لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَج خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ ۔

ترجمہ۔ (وہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے لئے بیٹا کیسے ہو جبکہ اس کے بیوی ہی نہیں ہے۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔

وہی ہے خدا جو تمہارا پروردگار ہے، اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا نگہبان اور مدبر ہے۔

ایک نکتہ:

جس نے کسی کی دیکھا دیکھی اور پہلے سے تیار شدہ نقشہ کے بغیر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اسے اولاد اور بیوی کی کیا ضرورت ہے؟ وہ تو ایک ہی ارادے کے ساتھ جو چاہے پیدا کرے۔

پیام:

۱۔ خالق کائنات، قادر و توانا ہے اسے اولاد اور بیوی کی کوئی ضرورت نہیں ہے (پہلی آیت کے آخری حصے اور اس آیت کے پہلے حصہ کے پیش نظر)

۲۔ جس خدا کا قرآن تعارف کرا رہا ہے اس کا اور جن خداؤں کے متعلق دوسرے لوگ عقیدہ رکھتے ہیں ان کا، آپس میں تقابل کرو ﴿ذلکم اللہ﴾

۳۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق پیدا کرنے والا (خالق) اور پروردگار (رب) ایک ہی ہے ﴿ربکم... خالق﴾ لیکن مشرکین خالق تو اللہ کو ہی جانتے تھے لیکن رب، دوسری کئی چیزوں کو سمجھتے تھے۔

۴۔ خدا کی خالقیت مطلقہ اس کی توحید کی دلیل ہے ﴿لاالہ الا ھو خالق کل شیٔ﴾

۵۔ جس طرح تخلیق خدا کے ہاتھ میں ہے اسی طرح ہر چیز کی بقا اور ثبات بھی اسی کے ارادے کے تحت ہے ﴿خالق- وکیل﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ خدا کی ربوبیت اور خالقیت ہی ہماری عبادت کا فلسفہ ہے ﴿خالق کل شیٔ فاعبدوہ﴾

آیت ۱۰۳

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ ۔

ترجمہ۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں، لیکن وہ آنکھوں کا ادراک رکھتا ہے، وہ نہ دیکھا جانے والا باریک بین اور آگاہ ہے۔

دو نکات:

خداوند عالم ہرگز نہیں دیکھا جا سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے سوال رویت کے جواب میں فرمایا "﴿لن ترانی﴾ "یعنی اے موسیٰ! تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے (اعراف/۱۴۳) لیکن اہلسنت اس بات کے قائل ہیں کہ خداوند عالم کو قیامت کے دن دیکھا جا سکے گا اور وہ قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ" ﴿الی ربھا ناظرۃ﴾ "یعنی قیامت کے دن چہرے خدا کی طرف دیکھ رہے ہوں گے (قیامت/۲۳) (اشاعرہ اور تفسیر المنار) لیکن وہ اس بات سے غافل ہیں کہ خدا جسم اور مادہ نہیں ہے۔ اور خدا کو دیکھنے سے مراد ظاہر آنکھوں سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ مثلاً ایک اور آیت ہے: ﴿ولقدراہ نزلۃاخریٰ" ﴾ یعنی پیغمبر نے خدا کو ایک اور بار دیکھا (نجم/۱۳) یعنی اس کے آثار و الطاف کا مشاہدہ کیا۔ کیونکہ ظاہری آنکھوں سے تو اس چیز کو دیکھا جاتا ہے جو جسم و مکان اور محدودیت اور رنگ وغیرہ کی حامل ہو جبکہ خداوند تعالیٰ ان چیزوں سے پاک، منزہ اور مبرا ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں اگر ہمارے ظاہری حواس اس کے ادراک سے عاجز ہیں اس سے یہی سمجھ لیا جائے کہ وہ مخلوق سے علاوہ ذات ہے۔ نہ یہ کہ ہم اس کے منکر ہو جائیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ "آیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ پیغمبر خدا کی طرف خدا کو دیکھنے کی نسبت دیتے ہو جبکہ خدا خود فرماتا ہے:" ﴿لیس کمثلہ شیٔ﴾ "یعنی اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ (شوریٰ/۱۱) یا ایک اور جگہ پر فرماتا:" ﴿لایحیطون بہ﴾ "یعنی لوگ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے، (طہ/۱۱۰) از تفسیر نورالثقلین)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"لطیف" کے چند ایک معانی ہیں، ۱۔ جو اپنی عطا کو کم اور بندوں کی اطاعت زیادہ سمجھے۔ ۲۔ نہایت باریک۔ ۳۔ امور پر مخفی نگاہ رکھنے والا، باریک بیں اور ظریف اور نایاب چیزوں کا خالق۔ ۴۔ خاطر و مدارات کرنے والا، دوستی کے لائق۔ ۵۔ وفاشعاروں کو جزا دینے والا اور خطاکاروں کو معاف کر دینے والا۔

پیام:

۱۔ خداوند عالم نہ جسم ہے اور نہ ہی مادہ سے بنی مخلوق۔ ﴿لاتدركه الابصار ﴾

۲۔ کوئی بھی اس کی ذات سے آگاہ نہیں ہے ﴿هواللطيف ﴾ ۳۰

۳۔ خدا بشری فکر کے احاطہ سے باہر ہے۔ ﴿هواللطيف ﴾ ۳۱

۴۔ پردہ یا اور کوئی چیز خدا کے علم کو نہیں روک سکتی ﴿هواللطيف الخبير ﴾

۵۔ خداوند عالم کائنات کے تمام لطائف و رموز خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی سب سے آگاہ ہے ﴿هواللطيف الخبير ﴾

۶۔ خدا کا ادراک، خدا کا وہی علم ہی تو ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ ذہن و فکر یا مغزی خلیوں وغیرہ سے کام لے کر علم و ادراک حاصل کرتا ہے، جیسے سمیع و بصیر ہے یعنی وہ دیکھنے اور سننے میں آنکھ اور کان کا محتاج نہیں ہے۔

آیت ۱۰۴

﴿قَدْ جَآءَ كُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُم فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِج وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَاط وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴾ ۔

ترجمہ۔ یقیناً (آیات الٰہی اور آسمانی کتابیں اور) روشن دلائل جو تمہاری بصیرت کا سبب ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس آچکی ہیں۔ پس جس شخص نے بصیرت حاصل کرلی تو یہ اس کے اپنے فائدہ کے لئے ہے۔ اور جو ان چیزوں سے اندھا رہا تو یہ اس کے نقصان میں ہے۔ اور میں (زبردستی طریقہ پر) تمہاری حفاظت کا ضامن اور نگہبان نہیں ہوں۔

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اسی سورت کی آیت ۹۵ سے یہاں تک، خدا کے تعارف اور شرک پر تنقید کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ اور یہ آیت گویا گزشتہ ایات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

اس قسم کی آیتیں قرآن مجید میں بہت زیادہ ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ ایمان و کفر، اچھائی اور برائی اور بصیرت اور کور باطنی کا نتیجہ خود انسان ہی کو حاصل ہوتا ہے، منجملہ ان آیات کے چند ایک نمونے یہ بھی ہیں، ۱۔ ﴿لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت ﴾ (بقرہ/۲۸۶) جس نے اچھا کام کیا تو اس کا نفع اسی کے لئے اور برا کام کیا تو اس کا وبال اسی کے لئے۔ ۲۔ ﴿من عمل صالحا فلنفسه و من اساء فعلیها ﴾ ۔(فصلت/۴۶) جو نیک کام کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے اور جو برا کام کرتا ہے اس کا اسی کو نقصان ہو گا۔

۳۔ ﴿ان احسنتم احسنتم لا نفسکم و ان اساتم فلها ﴾ (بنی اسرائیل/۷) اگر نیکی کرو گے تو اپنے آپ سے بھلائی کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے برائی کرو گے۔

اندھاپن یا نابینائی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ یعنی یا تو طبعی ہوتی ہے جو والدین یا خود انسان کی اپنی وجہ سے وجود میں آتی ہے اور وہ یوں کہ حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ یا پھر تقدیر کی طرف سے ہوتی ہے جو انسان کی آزمائش کے لئے ہوتی ہے اور یا پھر انتخابی ہوتی ہے اور وہ یوں کہ انسان عمداً حقیقت کو دیکھنے سے آنکھیں بند کئے رکھتا ہے۔

پیام:

۱۔ کفر کے لئے عذر کی کوئی راہ باقی نہیں رہ گئی تاکہ ہر شخص کی ہلاکت یا نجات بطور آگاہانہ ہو ﴿قد جاء کم بصائر ﴾

۲۔ لوگ، راہ کے انتخاب کرنے میں آزاد ہیں ﴿من ابصر...من عمی ﴾

۳۔ پیغمبر کا کام صرف تبلیغ ہوتا ہے کسی کو مجبور کرنا نہیں۔ ﴿ما انا علیکم بحفیظ ﴾

۴۔ لوگوں کے کفر و ایمان کا نقصان یا فائدہ خود لوگوں ہی کو ملے گا خدا کو نہیں ﴿فلنفسنا – فعلیها ﴾

۵۔ اے پیغمبر! آپ کے پیغام میں کسی قسم کا نقص نہیں ہے ساری خرابی ان کے اندھے دلوں کی ہے۔ ﴿ومن عمی ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۰۵

﴿وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَه لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور اس طرح ہم اپنی آیات کو (مختلف طریقوں سے) بیان کرتے ہیں تاکہ کہیں (یہ نہ) کہیں کہ تم نے (کسی کے پاس) کوئی درس پڑھا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں،

پیام:

۱۔ بیان و استدلال اور تعلیمی ذرائع میں گوناگوں تبدیلیاں، انسان کے لئے قبول کرنے کی راہیں زیادہ کھولتی ہیں، ﴿نصرف الایات ﴾۔

۲۔ لوگوں کے تحقیر و توہین کرنے کا ایک راستہ یہ بھی ہے کہ وہ کسی کے استقلال کی نفی کر دیتے ہیں اور یہی بات کفار نے اپنائی ہوئی تھی وہ کہا کرتے تھے: پیغمبر کی باتیں اپنی نہیں ہیں، اس نے کسی سے پڑھ کر ہی سب کچھ یاد کیا ہوا ہے (درست) ۳۳

۳۔ آیات الٰہی کے مقابلے میں کچھ لوگ تو وہ ہیں جو ڈٹ جاتے اور انکار پر اڑے رہتے ہیں (درست) اور جن میں جوہر قابل ہوتا ہے وہ ہدایت پا جاتے ہیں (لقوم یعلمون) گویا قرآن پاک اہل دین کے لئے شفا اور ظالموں کے لئے خسارہ ہے۔ (بقول سعدی)

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

درباغ لالہ روید و درشور زار خس

یعنی بارش کی لطیف طبع میں کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ بارش قبول کرنے والے کا ظرف ہوتا ہے کہ باغ میں تو گل لالہ اگتا ہے اور شورہ زار زمین میں خس و خاشاک۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ توہین و تحقیر کا جواب بھی اسی انداز میں دینا چاہیئے، کفار و مشرکین پیغمبر اسلام پر درس پڑھنے اور لوگوں سے سیکھنے کی تہمت لگایا کرتے تھے تو قرآن نے بھی ضمنی طور پر ان لوگوں کو جاہل کہا ہے اور بیان قرآن کو اہل علم و فہم کے لئے مخصوص قرار دیا ہے۔ ﴿لقوم یعلمون﴾

آیت ۱۰۶

﴿اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَج وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) تم اس چیز کی پیروی کرو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور مشرکین سے منہ پھیر لو۔

ایک نکتہ:

اس سے پہلی آیت میں مشرکین کے پیغمبر اسلام پر اتہامات اور الزامات کی بات ہوئی جو کہا کرتے تھے: "تمہارا کلام وحی نہیں ہے بلکہ دوسروں سے سیکھی ہوئی باتیں ہیں" اور اس آیت میں آنجناب کو تسلی دی جا رہی ہے کہ: آپ اپنا کام کریں اور دشمنوں کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دیں"

پیام:

۱۔ الٰہی رہبروں کو دشمن کی تہمتوں، حقارتوں اور غلط قسم کی تاویلوں سے گھبرا کر پریشان نہیں ہو جانا چاہیئے بلکہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے آگے بڑھتے رہنا چاہیئے ﴿اتبع﴾

۲۔ خداوند عالم خود ہی رسالت کے کاموں کا حامی اور مددگار ہے ﴿ربک﴾

۳۔ دین کی راہ میں خود کو حد سے زیادہ مشقت میں نہیں ڈالنا چاہیئے ﴿اعرض﴾

۴۔ بے اعتنائی، دشمن کے پروپیگنڈوں کا ایک اہم توڑ ہے، ﴿اعرض﴾ ۳۴

آیت ۱۰۷

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْاط وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًاج وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اگر خدا چاہتا تو (زبردستی طور پر تمام لوگ ایمان لے آتے اور) مشرک نہ ہوتے (لیکن خدا کا طریقہ کار یہ نہیں ہے) اور ہم نے تجھے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا اور تو ان کے (ایمان لانے) کا ذمہ دار نہیں ہے۔

پیام:

۱۔ خداوند عالم کا طریقہ کار ابتدا ہی سے یہی چلا آرہا ہے کہ لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور شرک و مشرکین کا وجود اس آزادی کی علامت ہے ﴿ولو شاء الله ما اشركوا ﴾

۲۔ پیغمبر اسلام نہ تو مشرکین سے بلائیں دور کرنے کے ذمہ دار ہیں اور نہ ہی ان کے لئے فوائد و منافع حاصل کرنے کے ﴿حفیظا...وکیل ﴾

۳۔ انبیاء الٰہی لوگوں کے معلم اور مربی ہیں داروغہ جیل نہیں ہیں کہ کسی پر زبردستی حکم چلائیں، ﴿ماجعلناک علیھم حفیظا ﴾

۴۔ چند لوگوں کی گمراہی کی وجہ سے اپنی طراوت و شادابی کو ضائع نہ کرو (آیت کا مفہوم)

۵۔ انبیاء کرام کی بھی تمام آرزوئیں پوری نہیں ہوئیں، اس قدر سعی و کوشش کے باوجود بہت سے لوگ شرک پر باقی رہے۔

آیت ۱۰۸

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوااللّٰهَ عَدْوًام بِغَيْرِ عِلْمٍط كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْص ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ خدا کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں ان (کے معبودوں) کو گالیاں مت دو جس کے نتیجہ میں وہ بھی جہالت اور دشمنی کی وجہ سے خداوند متعال کو ناسزا کہیں گے۔ ہم نے اسی طرح ہر امت کے عمل کو مزین کیا ہے، پھر ان سب کی بازگشت ان کے رب کی طرف ہے، پس اللہ انہیں ان کے کرتوتوں سے آگاہ کرے گا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

ہر عمل کی ایک تاثیر ہوتی ہے، خدا نے انسان کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ گناہ اور خلاف ورزی آہستہ آہستہ اس کی روح میں موثر ہو جاتی ہے اور وہ اس کی عادت بنا لیتا ہے، اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ برائیوں کو بھی اچھائیاں سمجھنے لگتا ہے، اور یہ تاثیر کبھی تو لوگوں کے سمجھانے کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی شیطانی وسوسوں کی بنا پر اور بعض اوقات اعمال کا طبعی رد عمل ہوتا ہے، اسی لئے "برے کاموں کو مزین کرنے" کی نسبت خدا کی طرف بھی دی گئی ہے (زینا) کیونکہ وہ روح میں گناہ کی تاثیر کا خالق ہے، اور شیطان کی طرف بھی اس کی نسبت دی گئی ہے کیونکہ وہ وسوسوں اور وعدوں کے ذریعہ برے کاموں کو اچھا کرکے پیش کرتا ہے، جیسے ارشاد ہوتا ہے "﴿زين لهم الشيطان ﴾ ۔۔۔۔، (انعام۴۳ ۔انفال۴۸۔ نحل۶۳۔ نمل ۲۴۔ عنکبوت۳۸)

پیام:

۱۔ گالیاں دینے اور ناسزا کہنے سے کسی کو اس کی غلط راہ سے نہیں ہٹایا جا سکتا ﴿لا تسبوا ﴾۳۵

۲۔ ہر گروہ اپنے عقائد کے لحاظ سے متعصب ہے ﴿فيسبوا الله عدوا ﴾

۳۔ گالی دینا یا تو منطق کے فقدان کی علامت ہے یا پھر بے ادبی اور بے صبری کی۔ مسلمان کو چاہیئے کہ ناسزا کہنے سے پرہیز کر کے یہ ثابت کر دے کہ اس میں صبر، منطق اور ادب جیسی خوبیاں پائی جاتی ہیں، ﴿لا تسبوا ﴾

۴۔ جو کام بھی ہمارے مقدسات کی توہین کا سبب بنے حرام ہے ﴿فيسبوا الله ﴾

۵۔ تبلیغ، مناظرہ اور نہی عن المنکر کے انجام دینے کے وقت دشنام طرازی کے حربہ سے کام لینا ممنوع ہے (تفسیر فخر رازی)

۶۔ ایسا کام جس کی وجہ سے دوسرے لوگ گناہ کے مرتکب ہوں، حرام ہے (تفسیر مجمع البیان)

۷۔ بعض اوقات انسان لاشعوری طور پر دوسرے لوگوں کے گناہ میں شریک ہو جاتا ہے اور وہ اس وقت دوسروں کے لئے گناہ کے مقدمات فراہم کرتا ہے۔

۸۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ولی خدا کو گالی دینا خود خدا کو گالی دینا ہے۔ (تفسیر المیزان)

۹۔ مشرکین سے تبرا کا مقصدا نہیں گالی دینا نہیں ہے، اسی طرح لعنت اور نفرین بھی گالی نہیں ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۰۔ ناجائز باتیں اور گالیاں دینا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اور قیامت کے دن اس کا غلط انجام ظاہر ہو گا۔﴿فینبئهم بما کا نوا یعملون﴾

آیت ۱۰۹

﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآءَتْھُمْ اٰیَۃٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِھَا ط قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَاللّٰہِ وَمَا یُشْعِرُکُمْ اَنَّھَآ اِذَا جَآءَ تْ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾۔

ترجمہ۔ اور انہوں نے خدا کی بڑی سخت قسمیں کھائیں کہ اگر ان کے لئے کوئی معجزہ ظاہر ہو تو وہ یقینا ایمان لائیں گے۔ (اے پیغمبر!) کہ دو کہ معجزات تو صرف خدا ہی کے پاس (اور اسی کے ہاتھ میں) ہیں اور تمہیں کیا معلوم کہ اگر معجزہ آ بھی جائے تو بھی وہ ایمان نہیں لائے گے۔

ایک نکتہ:

کفار قریش کا ایک طولہ حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا! "آپ بھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی مانند معجزات دکھایئے تا کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں!" آپ نے پوچھا: "میں کونسا معجزہ دکھاؤں؟ انہوں نے کہا: "کوہ صفا کو (جو مکہ میں ہے) سونے میں تبدیل کر دیجئے، ہمارے مردوں کو زندہ کیجئے اور خدا اور اس کے فرشتے ہمیں دکھلایئے۔۔۔۔!،، اور ساتھ ہی قسم کھا کر کہا کہ ایسی صورت میں ایمان لے آئیں گے، اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے کہا کہ: "معجزہ خدا کے ہاتھ میں ہے، ان لوگوں کی خواہشات کے مطابق نہیں دکھایا جا سکتا،، (تفسیر مجمع البیان اور تفسیر نمونہ)

بعض مطالبے ایسے بھی ہوتے ہیں جو خلاف عقل ہوتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ اس دنیا کو نمایشگاہ بنا دیا جائے اور نظام کائنات مشرکین کی خواہشات کا بازی گھر بن جائے۔

پیام:

۱۔ کفار اور دشمنان دین کے نعروں اور جھوٹی قسموں کے فریب میں نہیں آجانا چاہئے۔﴿واقسموا باللہ جھد ایمانھم﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ دلیل پیش کرنا قبول! لیکن مشرکین کی ناز برداری نفسانی خواہشات کی تکمیل نا قابل قبول! ﴿انما الایات عند اللہ﴾

۳۔ انبیاء کرام کے معجزات، خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ ﴿انما الایات عند اللہ﴾

۴۔ ہٹ دھرمی لا علاج مرض ہے، کیونکہ ضدی مزاج اور ہٹ دھرم لوگ ہر قسم کے معجزات دیکھنے کے باوجود بھی ایمان نہیں لاتے ﴿لایؤ منون﴾

آیت ۱۱۰

﴿وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور (کفار کے بے جا تعصب اور ان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے) ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو دگرگوں کر دیتے ہیں جس طرح کہ وہ آغاز ہی میں ایمان نہیں لائے۔ اور انہیں ان کی سرکشی میں رہنے دیتے ہیں تا کہ وہ اسی حالت میں دل کے اندھے بن کر سرگرداں رہیں۔

پیام:

۱۔ گناہ اور ہٹ دھرمی انسان کی بصیرت اور بصارت دونوں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ (ونقلب ا فئدتھم۔۔۔)

۲۔ اگرچہ خدا ہی "مقلب القلوب" (دلوں کو بدلنے والا) ہے، لیکن یہ انسان ہی ہے جو کفر یا ایمان کا انتخاب کر کے اس کی دگرگونی کے اسباب فراہم کرتا ہے۔ ﴿نقلب ---- کما لم یو منوا﴾

۳۔ طغیان اور سرکشی، کفر کی بنیاد ہے ﴿لم یو منوا --طغیانھم﴾

۴۔ جسے خدا چھوڑ دے وہ ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہے ﴿نذرھم --یعمھون﴾

آیت ۱۱۱

﴿وَلَوْاَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَيْهِمُ الْمَلٰۤئِكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلاً مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور اگر ہم فرشتے (بھی) ان کی طرف نازل کرتے اور مردے (بھی) ان سے باتیں کرتے اور (صدق و اعجاز کی گواہی کے لئے) تمام چیزوں کو گروہ در گروہ ان کے سامنے اکٹھا کر دیتے پھر بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ مگر یہ کہ خدا چاہے ۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ جہالت سے کام لیتے ہیں۔

چند نکات:

"قبل"کا معنی یا تو"مقابل "ہے یا "قبیل"کی جمع ہے یعنی گروہ اور دستے ۔

اس سے پہلے کی دو آیتوں میں مشرکین کے جھوٹے دعوے کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر معجزہ ظاہر ہو تو ہم ایمان لے آئیں گے ، اس آیت میں ان معجزات کے نمونے بیان کئے گئے ہیں۔

خدا چاہے تو جبر کے طور پر سب کو مومن بنا دے لیکن یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے۔

پیام:

۱۔ ضدی اور ہٹ دھرم دلوں کے لئے کوئی بھی آیت اور نشانی ایمان کی راہ ہموار نہیں کر سکتی ﴿ما کانوا لیومنوا ﴾۳۶

۲۔ جہالت ، آیات الٰہی پر ایمان نہ لانے کا موجب ہوتی ہے ﴿اکثر هم یجهلون ﴾

اس سے ملتی جلتی ایک اور آیت سورہ حجر میں ہے ارشاد ہوتا ہے" ﴿ولو فتحنا علیهم با با من السماء فظلوا فیه یعرجون ﴾ ۔﴿لقالو انما سکرت ابصار نابل نحن قوم مسحورون﴾یعنی اگر آسمان کا دروازہ کھل جائے اور کفار اس سے آسمان پرچڑھ جائیں پھر بھی وہ کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا گیا ہے (آیت ۱۴)

آیت ۱۱۲

﴿وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًاط وَلَوْشَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر!) یہ لوگ صرف تمہارے سامنے ہی ہٹ دھرمی سے کام نہیں لیتے ہم نے ہر پیغمبر کے لئے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں سے ایک دشمن قرار دیا ہے (جن کا کام یہ تھا کہ) اپنی دلچسپ اور فریب دہندہ باتیں مخفیانہ طور پر ایک دوسرے تک پہنچاتے تھے تاکہ اس طرح سے وہ فریب دے سکیں۔ اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ (لیکن خدا کا طریقہ کار تو یہ ہے کہ انسان کو آزاد رہنے دیا جائے) پس تم انہیں ان کی تہمتوں کے ساتھ اپنے حال پر رہنے دو۔

ایک نکتہ:

اس سے دو آیات پہلے گذر چکا ہے کہ "ہم نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے" اور اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ: "اے پیغمبر! تم بھی انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو" ﴿فذر هم ﴾

پیام:

۱۔ روح کی تسکین کے عوامل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دوسروں کی تاریخ اور مشکلات سے آگاہی حاصل کی جائے۔ ﴿وكذٰلک ﴾

۲۔ حق اور باطل کی آویزش ازل سے چلی آرہی ہے ﴿و كذٰلک ﴾

(بقول علامہ اقبال: ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز۔ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی)

۳۔ تضاد اور آویزش اختیاری ارتقاء کا ذریعہ ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس جہان کو تضادات کی دنیا بنایا ہے ﴿و كذٰلک ﴾

۴۔ ہر رہبر اپنے آپ کو مخالفین کی ناروا اور ناگوار باتیں سننے کے لئے ہمیشہ تیار رکھے اور مخالفین اور مخالفتوں کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ رہے ﴿و كذٰلک ﴾

۵۔ دشمنوں اور مخالفوں کی بیخ کنی کی امیدیں نہ رکھو ﴿وكذٰلک جعلنا ﴾

۶۔ ہر موذی انسان، شیطان ہوتا ہے، جس طرح تبلیغ کبھی ظاہری ہوتی ہے اور کبھی مخفی اسی طرح دشمن بھی کبھی ظاہری ہوتے ہیں اور کبھی چھپے ہوئے۔ ﴿شياطين الانس والجن ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ انبیاء علیہم السلام کے دشمن اپنے اندرونی پروپیگنڈے میں مصروف رہتے ہیں۔ ﴿یوحی بعضھم الی بعض ﴾

۸۔ فتنہ پرور لوگوں کی چکنی چپڑی باتیں اور مخفیانہ کاروائیاں کا عوام الناس کو فریب دینے کے لئے ہوتی ہیں۔ ﴿یوحی- -زخرف القول ﴾

۹۔ اللہ نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے اور دنیا ستیزہ کاری کا میدان ہے ﴿ولوشاء ربک مافعلوا ﴾

۱۰۔ کائنات کا نظام چلانے کے لئے صرف ایک ہی خدا کا ارادہ کارفرما ہے دو طاقتیں اسے نہیں چلا رہیں۔ یعنی اہریمن اوریزورن آپس میں نہیں ٹکرا رہے۔ لوگوں کی گمراہ کن کوششیں خدا کی قدرت اور اس کے تسلط سے باہر نہیں ہیں۔ ﴿ولوشاء ربک مافعلوہ ﴾

۱۱۔ انسان کے سقوط کے مراحل کا آغاز شیطانی وسوسوں کے قبول کرنے ہی سے ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے " ﴿یوسوس فی صدور الناس ﴾ "یعنی لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے (الناس ۵) پھر جس کے دل میں وسوسہ اثر کر گیا وہ شیطان کے دوستوں میں شمار ہونے لگا۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿اخوان الشیاطین ﴾ "یعنی شیطان کے بھائی ہیں (بنی اسرائیل ۲۷) آخر میں انسان خود ہی شیطان بن جاتا ہے: جیسا کہ یہی زیر بحث آیت ہے، " ﴿شیاطین الانس ﴾ " یعنی انسانی شیطان۔

آیت ۱۱۳

﴿وَلِتَصْغٰى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور (شیطان صفت لوگوں کے نعروں اور وسوسوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے) کہ ان کے دلوں کے کان جو کہ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے ان لوگوں کی باتوں کے سپرد ہو جاتے ہیں اور وہ انہیں پسند کرتے اور اپنی خلاف ورزیوں کے مرتکب ہونے لگتے ہیں۔ جن کے وہ اس سے پہلے مرتکب ہوا کرتے تھے۔ (جس کے نتیجہ میں وہ بھی تاریخ کے خلاف ورزی کرنے والوں کے انجام سے دوچار ہو جاتے ہیں)

دو نکات:

"تصغیٰ" کا کلمہ "صغو" سے ہے جس کا معنی ہے تمایل پیدا کرنا ایسا تمایل جو کانوں کے ذریعہ سننے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔

" ﴿اقتراف ﴾ "کا معنی ہے کمانا اور حاصل کرنا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ صرف نعرے، وسوسے اور پروپیگنڈے ہی گمراہی کا عامل نہیں ہوتے بلکہ کان لگا کر سننا، دل لگا کر قبول کرنا، جذب ہو جانا اور راضی ہونا بھی موثر ہوتا ہے۔ ﴿لتصخی --لیرضوہ ﴾

۲۔ انسان کی گمراہی کا راستہ عام طور پر یوں ہوتا ہے۔ سننا، راضی ہونا پسند کرنا اور وارد عمل ہونا۔ ﴿لتصخی، لیر ضوہ- لیقترفوا ﴾

۳۔ شیطان اور اس کے وسوسے صرف ان لوگوں کے دلوں میں اثر کرتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ﴿لایو ٔمنون بالاخرۃ ﴾معاد اور آخرت پر ایمان دوسروں میں جذب ہو جانے سے مانع ہوتا ہے۔

آیت ۱۱۴

﴿اَفَغَيْرَ اللهِ اَبْتَغِیْ حَکَمًاوَّھُوَالَّذِیْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًاط وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّه مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ آیا (دین کے تمام دلائل کے ہوتے ہوئے بھی) خدا کے علاوہ کسی اور کو اپنا داور اور حاکم مان لوں؟ جبکہ اسی نے ہی تو تفصیل کے ساتھ تمہاری طرف کتاب کو نازل کیا ہے۔ اور جن (یہود و نصاری) کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ کتاب حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ پس تو شک اور تردید کرنے والوں میں سے نہ ہو جا۔

چند نکات:

"حکم" کو بعض مفسرین نے "حاکم" کے ہم معنی مراد لیا ہے۔ لیکن بعض دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ "حکم" وہ ہوتا ہے جسے مقدمہ کے دونوں فریق اپنے فیصلہ کے لئے منتخب کریں۔ لیکن "حاکم" ہر طرح فیصلہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ منقول از تفسیر المنار)

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ "حکم" وہ ہوتا ہے جو برحق فیصلے کرے جبکہ "حاکم" ہر قاضی کو کہتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند آیات پہلے یہ بات ہوئی تھی کہ اگر ان لوگوں کے پاس فرشتے بھی آجائیں اور مردے بھی باتیں کرنے لگیں پھر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور یہ آیت کہتی ہے کہ "اہل کتاب "قرآن کو وحی سمجھتے تھے نصاریٰ کی طرف سے دوسرے معجزات کا مطالبہ صرف ایک بہانہ تھا۔

پیغمبر اکرم کو اپنے مشن میں ذرہ بھر شک وتردید نہیں تھی، لاتکونن"کا خطاب مسلمانوں کو متنبہ کرنے کے لئے ہے کہ ہرگز اپنے دل میں شک کا گزر نہ ہونے دیں۔

پیام:

۱۔ خدا کے علاوہ کسی کو نہ تو قانون بنانے کا حق ہے اور نہ ہی فیصلہ کرنے کا ﴿افغیراللہ ابتغی حکما ﴾

۲۔ اسلام کے قوانین و احکام میں ابہام نہیں ہے ﴿مفصلا ﴾

۳۔ اسلام کی حقانیت کے دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سابقہ انبیاء توریت اور انجیل نے بھی اس بارے میں بشارتیں دی ہیں ﴿یعلمون انہ منزل من ربک ﴾

۴۔ اہل کتاب پیغمبر اسلام کو بھی اور قرآن مجید کو بھی بڑی گہری نظر سے پہچانتے تھے ﴿یعلمون انہ منزل ﴾۳۷

۵۔ رہبر کو چاہیئے کہ دل میں کسی قسم کا شبہ پیدا کئے بغیرڈٹ کراپنے سلسلہ دعوت و تبلیغ کو جاری رکھے ﴿فلا تکونن- ﴾

آیت ۱۱۵

﴿وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور تیرے پروردگار کا کلام صداقت اور عدالت کی تمام وکمال حد تک پہنچ گیا، اس کے کلمات کو کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

ایک نکتہ:

قرآن مجید میں "کلمہ" کئی معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ۔ ۱۔ حتمی وعدہ: مثلاً ﴿وتمت کلمت ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا ﴾ "یعنی بنی اسرائیل نے چونکہ صبر کیا تھا اس لئے تیرے رب کا نیک وعدہ ان کے لئے پورا ہوگیا (اعراف ۱۳۷)یہاں بنی اسرائیل کے صبر کی وجہ سے وعدہ الٰہی کے پورا ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ دین۔ جیسے "کلمتہ اللہ "یعنی خدا کا دین اور کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ۔

۳۔ خدا کا نبی۔ یا اولیاء اللہ۔ کیلئے بھی استعمال ہوا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتاہے۔۔۔ ﴿کلمتہ القھاالی مریم ﴾ "یعنی حضرت عیسیٰ خدا کے رسول اور اسی کے کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم کی طرف القافرمایا۔(نساء ۱۷۰) نیز روایات میں ائمہ اطہار علیہم السلام کی زبانی یہ ارشادات موجود ہیں کہ:"نحن الکلمات التامات "یعنی ہم خدا کے کلمات تامہ ہیں۔

پیام:

۱۔ دین اسلام میں قرآن مجید کامل اور تمام ہے۔﴿تمت کلمت ربک ﴾

۲۔ الٰہی دین کی تمام خبریں سچ اور تمام احکام عدل پر مبنی ہیں ﴿صدقاوعدلا ﴾۳۸

۳۔ خدا کے وعدے اور طریقہ کار نہیں بدل سکتے ﴿لا مبدل لکلماتہ ﴾

۴۔ قرآن مجید میں تحریف نہیں ہو سکتی ﴿لا مبدل لکلماتہ ﴾

آیت ۱۱۶

﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِطِانْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلاَّ الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور اگر تم روئے زمین کے بہت سے افراد کی پیروی کروگے تو تمہیں راہ خدا سے منحرف اور گمراہ کردیں گے۔ کیونکہ وہ بھی گمان کے علاوہ کسی چیز کی پیروی نہیں کرتے اور اپنے گمان اور تخمینے ہی سے کام لیتے رہتے ہیں،

ایک نکتہ:

"خرص" کا معنی ہے تخمینہ لگانا اور حدس و گمان سے کام لینا، پہلے تو اس کا استعمال درخت پر موجود پھل کی مقدار کا تخمینہ لگانے کے لئے ہوتا تھا بعد میں ہر طرح کے تخمینے کے لئے استعمال ہونے لگا، چونکہ بعض تخمینے غلط بھی ثابت ہوتے ہیں لہذا جھوٹ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے (تفسیر نمونہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ جھوٹ کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے عوام الناس کی اکثریت کا کاروبار برہان اور منطق کی بنیاد پر نہیں ہوتا جبکہ حق او ربرہان کے بازار میں ہمیشہ مندی رہتی ہے او روہ ہر وقت کساد بازاری کا شکار رہتے ہیں۔ ﴿اکثر من فی الارض یضلوک ﴾

۲۔ گمراہیوں کی بنیاد حدس وگمان پر اعتماد کرنے پر استوار ہوتی ہے ﴿یضلوک--ان یتبحون الا الظن ﴾

۳۔ اکثریت کو خوش کرنے کی خاطر ان کی پیروی کیلئے کسی قسم کا اقدام بھی انسان کی تباہی اور گمراہی کا موجب ہو سکتا ہے، ﴿ان تطع --یضلوک ﴾

۴۔ اکثریت ، حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ معیار حق ہے تعداد نہیں ، کیفیت کمیت پر مقدم ہوتی ہے۔ (بندوں کو گنا نہیں تولا کرتے ہیں۔ از مترجم)

۵۔ اکثریت بعض اوقات اس حد تک جلوہ گر ہوتی ہے کہ پیغمبر کو بھی اس کی طرف متوجہ کرانا پڑتا ہے۔

۶۔ جس اکثریت کی بنیادیں حق او ربرہان کی بجائے تخمین او رہوس پر استوار ہوں وہ قابل مذمت ہے۔ ﴿ان ھم الا یخرصون ﴾

۷۔ راستہ اختیار کرنے کے لئے دلیل وبرہان لازم ہوتی ہے حدس وقیاس اور استحسان نہیں۔ ﴿ان یتبعون الا الظن---یخرصون ﴾

آیت ۱۱۷

﴿اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهِ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ یقینا تمہارا پروردگار ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں سے (بھی) اچھی طرح واقف ہے۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"مھدی"اور "مھتدی ''میں فرق ؟ فرق یہ ہے کہ مھدی جیسے امام معصوم ہوتے ہیں ۔ جو روز اول ہی سے خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں ۔ جبکہ مھتدی وہ ہوتا ہے جو پہلے گمراہی کا شکار رہا ہو پھر ہدایت حاصل کرے (از تفسیر اطیب البیان)

پیام:

۱۔ انسان کو عقل، تجربہ اور مشورہ سے پہچاننے سے محدود نتیجہ حاصل ہوتا ہے، اور خدا حقیقی انسان شناس ہے۔ انسان ہزار طرح کے ذریعے اختیار کر کے صرف "عالم" بن سکتا ہے جبکہ خداوند عالم کسی بھی ذریعہ کو اختیار کئے بغیر "اعلم" ہے۔

۲۔ ریا کاری ' ظاہر سازی اورچاپلوسی سے نہ تو خود کو دھوکہ دو اور نہ ہی دوسروں کو کیونکہ خدا ہر ایک کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ﴿هوا علم من يضل---- ﴾

آیت ۱۱۸

﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَاسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِه مُؤْمِنِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ پس اگر خدا کی آیات پر ایمان رکھتے ہو تو ان (جانوروں کے گوشت) سے کھاؤ جن پر (ذبح کے وقت) خدا کا نام لیا گیاہے۔

دو نکات:

جانور کو ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا، مادیات کو ایک طرح کا بچاؤ دینا اور ایمان کا اظہار کرنا ہے ویسے تو ہر کام میں خدا کو یاد کرنا اچھی بات ہے لیکن جانور کو ذبح کرتے وقت جبکہ اس کی جان لینے کا موقع ہوتا ہے اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے

ذبح جو ایک جزوی امر ہے، اس کے لئے بھی بہت سی شرائط کا لحاظ رکھا گیا ہے (مثلاً صرف خدا کا نام لیا جائے کسی اور کا نہیں ذبح کرنے والا مسلمان ہو نہ کہ کافر، رخ قبلہ کی طرف ہو کسی اور سمت کو نہیں، لوہے کے ساتھ ذبح کیا جائے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کسی اور چیز کے ساتھ نہیں، ذبح کیا جائے گلہ نہ دبایا جائے وغیرہ) اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ملت اسلامیہ کے لئے تمام امور میں خدا کی بتائی ہوئی جہت اور دیا ہوا دین پیش نظر رہنا چاہئیے۔

پیام:

۱۔ مومن کی خوراک اور غذا کو جچا تلا ہونا چاہیئے۔﴿ذکر اسم اللہ﴾

۲۔ خدا کا نام گوشت کے استعمال کیلئے جائز ہونے کی مہر اور مصرف کا اجازت نامہ ہوتا ہے﴿کلو امما--﴾

۳۔ توحید کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے ہر فرصت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، حتی کہ غذا کے طور پر استعمال کرنے کے لئے گوشت حاصل کرنے کے موقع پر جانور کو ذبح کرتے وقت بھی توحید کو ہی پیش نظر رکھا جائے۔ کیونکہ توحید صرف ایک ذہنی مسئلہ نہیں ہے،

۴۔ حلال غذا کا استعمال، ایمان کی شرط اور علامت ہے﴿ان کنتم بایاتہ موٴمنین﴾

۵۔ اسلام ایک ایسا جامع دین ہے جس نے ذبح جیسے ایک جزوی مسئلہ کے لئے بھی تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھا ہے۔ دین کہ خدا کا نام لیا جائے۔ ذبح کے آلہ کو کہ لوہا ہو، ذبح کے انداز کو، چار رگوں کو کاٹا جائے، امت کو، کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو، اور سمت کو، کہ قبلہ کی طرف ہو۔

آیت ۱۱۹

﴿وَمَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَقَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْ تُمْ اِلَیْھِط وَاِنَّ کَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ بَاَھْوَآئِھِمْ بِغَیْرِ عِلْمِط اِنَّ رَبَّکَ ھُوَاَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِیْنَ﴾ ۔

ترجمہ۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس ذبح سے تم نہیں کھاتے جس پر خدا کا نام لیا گیا ہے؟ (اور ہمارے حلال کردہ کو بغیر کسی وجہ کے حرام کرتے ہو) حالانکہ خداوند عالم نے خود ہی تفصیل کے ساتھ تمہارے لئے ان چیزوں کو بیان کر دیا ہے جو حرام ہیں، (اور تمہارے حرام کرنے کی ضرورت نہیں ہے) جہاں تم مجبور ہو جاؤ تو پھر حرام چیزوں کا استعمال تمہارے لئے جائز ہے، اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ بہت سے لوگ جہالت کی بنا پر اپنی خواہشات کے مطابق دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔ یقین جانو کہ تمہارا پروردگار حد سے تجاوز کرنے والوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

کچھ لوگ ایسے تھے اور ہیں جو ذبح کئے ہوئے اور مردہ جانور کے درمیان تقابل کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کہتے ہیں: "آخر کیا وجہ ہے کہ جو جانور ہم ذبح کریں وہ حلال ہے اور جسے خدا موت دے وہ حرام ہے؟ ﴿لیضلون باھوائھم ﴾

پیام:

۱۔ بے بنیاد طریقہ پر کسی چیز کو حرام کرنا قابل مذمت ہے، جس طرح حرام کو حلال کرنا ممنوع ہے اسی طرح حلال کو حرام کرنا بھی ممنوع اور ناجائز ہے ﴿وما لکم ﴾

آیت ۱۲۰

﴿وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴾

ترجمہ۔ اور آشکار اور پنہائی گناہ کو ترک کر دو (جسم اور فکر کے گناہ کو) یقینا جو لوگ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ بہت جلد اپنے گناہ کے ارتکاب کی سزا پائیں گے۔

دو نکات:

۔ زمانہ جاہلیت ہو یا دور حاضر زمانے کے بتھرے لوگ آشکارا اور ظاہری گناہوں سے ڈرتے چلے آرہے ہیں۔

۔ ظاہری اور باطنی گناہوں کے بہت سے مصداق بتائے گئے ہیں۔ مثلاً ظاہری گناہ وہ ہوتے ہیں جن کے خطرناک نتائج فوراً اور فوراً اور ہر شخص کے لئے واضح ہو جاتے ہیں اور باطنی گناہ وہ ہوتے ہیں جو اس کے برعکس ہیں۔ مثلاً وہ غذائیں جو سنگدلی کا باعث بنتی ہیں۔

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ گناہ میں ایک طرح کی جاذبیت اور کشش ہوتی ہے جس کو ایک محکم اور قطعی ارادے کے ساتھ دل سے نکال دینا چاہیے۔ ﴿ذورا﴾

۲۔ خدا کی طرف سے سزا صرف ان گناہوں پر ملتی ہے جو جان بوجھ کر اور علم و ارادے سے کئے جائیں۔ ﴿یکسبون﴾

۳۔ اسلام کی توجہ ظاہری تربیت اور طہارت پر بھی ہے اور باطنی پر بھی۔ چنانچہ پاک دل کے لوگ ہوں یا منافق لوگ جو ظاہر کی پابندی نہیں کرتے اسلان ان پر کڑی تنقید کرتا ہے۔ ﴿ظاهرالاثم و باطنه﴾

۴۔ انسان گناہ کے ارتکاب میں آزاد ہے۔ ﴿یکسبون﴾

۵۔ قیامت اور آخرت کی سزا زیادہ دور نہیں۔ ﴿سیجزون﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۲۱

﴿وَلاَتَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴾

ترجمہ۔ اور (ذبح یا نحر کے وقت) جن چیزوں پر خدا کا نام نہیں لیا گیا اسے نہ کھاؤ۔ کیونکہ یقینی بات ہے کہ یہ فسق (مدار بندگی سے نکل جاتا) ہے۔ بے شک شیطان اپنے (وسوسہ پذیر) دوستوں کو القا کرتے ہیں تاکہ وہ تمہارے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں (کہ مردہ یا ذبیحہ میں کیا فرق ہے؟) اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو یقینا تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

چند نکات:

چونکہ حرام خواری دل کی سختی یا سنگدلی کا باعث ہوتی ہے۔ اور دوسرے بڑے گناہوں کے لئے زمین ہموار کرتی ہے۔ لہٰذا اسلام نے اس سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔

سورہ مائدہ کی پانچویں آیت میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے۔ اور یہ آیت کہتی ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت خدا کا نام نہ لیا جائے اس کا گوشت حرام ہے۔ چونکہ اہلِ کتاب اس شرط کی پابندی نہیں کرتے لہٰذا ان کے جانوروں کا گوشت ہمارے لئے حرام ہوگا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آیت میں طعام سے مراد غلہا ور اس کی مانند دوسری خشک چیزیں ہیں نہ کہ گوشت۔ (تفسیر المیزان)

۔ جن و انس کے شیطانوں کا وسوسہ اس طرح ہوتا ہے کہ "مردہ جانور کو خدا نے موت دی ہے۔ لہٰذا خدا کا مارا ہوا انسان کے مارے ہوئے سے بہتر ہے۔ لیکن وہ اس نکتہ سے غافل ہیں کہ مردہ جانور کے بدن سے کثیف اور غلیظ خون باہر نہ نکلنے کی وجہ سے عام طور پر کئی طرح کی بیماریاں اس کے ہمراہ ہوتی ہے۔

پیام:

۱۔ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ خوراک کے مسائل اور طعام کے ایک لقمہ کی حد تک بھی دینی پابندی اور اعتقادی اور عملی حدود کو پیش نظر رکھے۔ ﴿لا تا کا کلوا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ ذبح کے وقت خدا کا نام لینا صرف تکلف کی حد تک نہیں ہے بلکہ ایک ایسا حکم ہے جس کی تکمیل واجب اور جس کی خلاف ورزی جرم ہے۔ ﴿انه لفسق﴾

۳۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان صرف ایک ناجائز لقمے کی وجہ سے فاسق ہو جاتا ہے۔ ﴿انه فسق﴾

۴۔ شیاطین میں الہام اور القاء کی قدرت موجود ہے۔ ﴿لیوحون﴾

۵۔ شیطانی وسوسہ صرف ان کے اولیاء (دوستوں) پر اثر کرتا ہے۔ اولیاء اللہ پہ اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ﴿اولیائهم﴾

۶۔ احکام الٰہی میں لڑنا جھگڑنا اور کج بحثی کرنا ایک شیطانی حربہ ہے۔ ﴿لیجادلوکم﴾

۷۔ انسان "آزادانہ استعمال" کے نتیجہ میں شیطانی القاء کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ ﴿لیوجون﴾

۸۔ جزوی مسائل میں جدال اور بحث و مباحثہ انسان کو شرک کی حدود تک پہنچاتا ہے۔ ﴿لمشرکون﴾

۹۔ لڑائی جھگڑے اور بحث مباحثہ کا موجب وسوسے اور خواہشات ہوتی ہیں۔ ﴿الیوحون- لیجادلوکم﴾

۱۰۔ خداپرست بھی اگر عمل کی راہ میں غیر اللہ کی اطاعت کریں گے، مشرک ہو جائیں گے۔ ﴿انکم لمشرکون﴾

آیت ۱۲۲

﴿أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

ترجمہ۔ آیا جا شخص (جہالت اور شرک کی موت) مرچکا تھا اور ہم نے اسے (اپنی ہدایت کی بدولت) زندہ کردیا۔ اور اُس کے لئے ایک نور قرار دے دیا جس کے ساتھ وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے۔ اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جو (جہالت اور شرک کی) تاریکیوں میں (ڈوبا ہوا) ہے۔ اور اس سے نکل ہی نہیں سکتا ہے۔ کافروں کے لئے اسی طرح ان کے اعمال مزین کر دیئے گئے ہیں۔

ایک نکتہ:

۔ یہ آیت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کے ایمان لانے کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب حضرت حمزہ کو معلوم ہوا کہ ابوجہل نے حضرت رسول کو سخت اذیت پہنچائی ہے تو فوراً اس کے پیچھے گیا ورجب وہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

مل گیا تو انہوں نے ابوجہل کے سر پر ایک زوردار مکال رسید کر دیا۔ پھر فرمانے لگے ۔ "میں آج سے محمدؐ پر ایمان لا رہا ہوں" چنانچہ اس وقت سے آخر عمر تک اسلام کے ایک مومن اور جری فوجی سردار بن کر رہے۔

پیام:

۱۔ کفر، موت ہے اور ایمان زندگی۔ ایمان مردہ انسانوں اور معاشروں کو زندہ کرتا ہے، انسان کی حقیقی زندگی اور موت۔ ایمان اور کفر ہے۔ ﴿میتا - فاحیناہ﴾ ۴۰

۲۔ ہدایت اور رہنمائی خدا کا کام ہے۔ ہر چند کے خود انسان ہدایت کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ ﴿احیناہ﴾

۳۔ مومن کی راہ میں ہرگز رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ ﴿نورایمشی﴾

۴۔ جب روشنی نہ ہو تو طرح طرح کی تاریکیاں انسان کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہیں۔ ﴿فی الظلمات﴾

۵۔ حق ایک ہے و رباطل ڈھیروں ہیں۔ ("نور" مفرد ہے اور "ظلمات" جمع)

۶۔ روایات ہیں کہ امامت اور الٰہی رہبری "نور" کا ایک مکمل مصداق ہے۔ ۱

۷۔ نور ایمان اور الٰہی ہدایت کے بغیر انسان کے لئے کوئی اور چیز حیات بخش نہیں ہے۔ ﴿لیس نجارج منها﴾

۸۔ انسان کے کارنامے اس کی نگاہا ورفکر میں موثر ہوتے ہیں۔ ﴿زین -- کانو ایعملون﴾

۹۔ کفار کے پرکشش کارنامے مثلاً نئی ایجادات، انکشافات، ٹیکنالوجی، تمدن وغیرہ ان کے لئے اس قدر خوبصورت اور مزین ہو چکے ہیں کہ انہیں اپنی گمراہی اور اپنی انسانیت کے انحطاط و سقوط کا بھی احساس نہیں رہا۔ ﴿زین للکافرین ما کانوا یعملون -﴾

آیت ۱۲۳

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر بستی (آبادی) میں بڑے مجرم مقرر کئے ہیں جو وہاں پر مکر و حیلوں سے کام لیتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے علاوہ کسی اور کے ساتھ مکاری نہیں کرتے اور اس بات کو سمجھتے بھی نہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات:

اس سے پہلی آیت کے شان نزول میں ابوجہل کی اسلام کے ساتھ شیزہ کاری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور اس آیت میں خدا یہ بتانا چاہتا ہے کہ "ابوجہلوں" کا وجود کوئی نئی بات نہیں۔ ہمیشہ اور ہر جگہ دعوتِ حق کے مقابلے میں ایسے فاسد مہرے موجود چلے آرہے ہیں۔ ﴿کذالک ﴾

۔ حق اور باطل اور ان کے طرفداروں کی آویزشیں ازل سے چلی آرہی ہیں۔ اور یہ ایک طرقہ کار قدرت ہے جو ان کے اختیار کے منافی بھی نہیں ہے۔ اسی لیے سابقہ آیت میں انسان کی نورخدا کی روشنی میں حرکت کرنے کو اپنی طرف نسبت دی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ "وجعلنا" اور اس آیت میں بزرگ مومنین کے وجود کو اپنی طرف نسبت دے کر کہا۔ ﴿وجعلنا فی کل قریة اکابرمجرمیها ﴾گویا "نور" اور "مجرم" کا وجود دونوں ہی قدرت خداوندی کے مدار میں ہیں۔

پیام:

۱۔ نیک اور بد لوگوں کی تمام سرگرمیاں مدار قدرت خداوندی سے باہر نہیں۔ ﴿جعلنا ﴾

۲۔ فاسد اور مفسد سردار ہی حق شرہ میں فساد کی جڑیں ہین۔ (یعنی مالی، فوجی، فکری اور سیاسی مراکز میں یہی "رکابر" ہی تمام برائیوں، بدبختیوں اور تباہیوں کا سرچشمہ ہیں۔)

۳۔ شاطرانہ چالیں اور طرح طرح کی زیرنگیاں انہی مفسد سرداروں کا حربہ ہیں۔ ﴿لیمکروا ﴾

۴۔ صدق و صفا جیسے جوہر کو ضائع کرکے خدائی قہر و غضب کا شکار ہو جاتے ہیں۔یہی ایک بہت بڑی ضرب ہے جو یہ مکار لوگ اپنے آپ لگاتے ہیں۔

۵۔ ہر بیماری سے بدتر بیماری کو نہ جاننا ہے اور مکر و فریب سے بدتر اس بات کو نہ سمجھنا ہے کہ اس مضر اثرات خود مکار اور فریبی ہی کی طرح پلٹ جاتے ہیں۔ ﴿وما یشعرون ﴾

آیت ۱۲۴

﴿وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللهِ اللهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: اور جب (خدا کی طرف سے ان کی ہدایت کیلئے) کوئی آیت اور نشانی نازل ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہمیں بھی وہی کچھ عطا نہ کیا جائے جو خدا کے رسولوں کو (وحی کا شرف یا اجتماعی رتبہ) دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں (اور کس میں) مقرر کرے۔ جن لوگوں نے (مکر و فریب جیسے) جرم کئے ہیں بہت جلد ہی انہیں ان کے حیلوں فریبوں کی سزا ذلت و خوایر اور سخت عذاب (کی صورت) میں ملے گی۔

ایک نکتہ:

اس آیت کے شانِ نزول میں بتایا گیا ہے کہ کفار کا نام نہاد بڑا سمجھدار اور باشعور شخص ولید بن مغیرہ کہا کرتا تھا "چونکہ میری عمر اور دولت محمد سے زیادہ ہے لہٰذا مجھ پر بھی وحی آنی چاہیے۔" اور اس قسم کی باتیں ابوجہل سے بھی منقول ہیں۔

پیام:

۱۔ صاحبان مال و اقتدار میں سے بڑے بڑے افراد کسی منطقی دلیل کے بغیر صرف اپنی "چودھراہٹ" کی وجہ سے دعوت اسلام کو ٹھکرا دیا کرتے ہیں۔ ﴿قالوا لن موٴمن ﴾

۲۔ مجرمین ہی غرور و تکبر کا شکار ہوتے ہیں۔ (سابقہ آیت میں " ﴿اکابرمجرمیها ﴾ " ہے اور اس آیت میں " ﴿لن موٴمن ﴾ " ہے۔) ۴۱

۳۔ خدا کا کسی منصوب اور مقرر کرنا، اس امر کی حکمت کے تحت ہوتا ہے۔ ﴿الله اعلم حیث یجعل رسالته ﴾

۴۔ خداوند اعلم کے انتخاب کا معیار کسی کی لیاقت اور شائستگی کے بارے میں اس کا علم ہے۔ ﴿الله اعلم ﴾

۵۔ استکبار کا نتیجہ ذلت ہی ہے۔ ﴿لن موٴمن- صغار ﴾

۶۔ کفار کے کچھ سردار "بدر" میں مارے گئے جس سے خدائی وعدہ کی تعمیل ہوگئی اور وہ ذلت کا شکار ہوگئے۔

آیت ۱۲۵

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿فَمَنْ يُرِدِ اللهُ أَنْ يَهدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلاَمِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِی السَّمَاءِ كَذَلِکَ يَجْعَلُ اللهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لاَيُؤْمِنُونَ ﴾ ۔

ترجمہ: پس خدا جس کو ہدایت کرنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ اور روح کو اسلام (کی قبولیت) کیلئے کشادہ کر دیتا ہے۔ اور جس کو (اس کے ناشائستہ اعمال اور خصلتوں کی وجہ سے) گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو تنگ اور قبول نہ کرنے والا دشوار گزار بنا دیتا ہے۔ گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہو (کہ زمین کو اپنے پیروں سے نکلتا ہوا اور راہ کو دور دیکھتا ہے اور کافی حدتک آکسیجن بھی اپنے پاس نہیں رکھتا) اللہ تعالیٰ اسی طرح پلیدی کو ان لوگوں کے لئے قرار دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ ۴۲

دو نکات:

۔ خدا کی ہدایت اور گمراہی سے مراد شائستہ اور اہل لوگوں کے لئے اسبابِ ہدایت کا فراہم کرنا اور ناشائستہ اور نا اہل افراد کے لئے اسباب ہدایت کا سلب کرنا ہے۔

۔ "صدر" (سینہ) سے مراد روح اور دل ہے۔ اور "شرح صدر" سے مراد حق اور ہدایت کو قبول کرنے کے لئے تحصل و فکر کے افق کی وسعت اور روح کی بلندی ہے۔ اور اس کے لئے نفسانی خواہشات اور دلی آرزوؤں کی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو شرح صدر کا حامل نہیں ہوتا وہ ہمیشہ ایک ہی خول میں پڑا رہتا ہے۔ اور اس سے باہر نہیں نکل سکتا۔ شرح صدر کا نتیجہ ایک تو بصیرت اور نورانیت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے نرم دلی اور حق کو قبول کرنے کی صورت میں۔

پیام:

۱۔ حق کو قبول کرنے کے لیے وسعت ظرفی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور دوسرے تہہ دل سے اس کے لئے راہ ہموار کرنا پڑتی ہے۔﴿نشرح صدره ﴾

۲۔ جو حق کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا وہ آسمان کی طرف پرواز نہیں کرسکتا۔﴿یصعد فی اسماء ﴾

۳۔ فطرت، عقل اور طبع امور کے مدار سے نکل جانے کا نتیجہ سینے کی تنگی اور گھٹن ہوتا ہے۔﴿یصعد فی اسماء ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ گمراہ لوگ ہر چند کے بظاہر اپنے آپ کو کشادہ حالی اور ترقی کی صورت میں دیکھیں در حقیقت وہ ذہنی دباؤ اور قلبی تنگی کا شکار ہوتے ہیں۔ ﴿فیقا حرجا﴾

۵۔ بے حوصلہ اور کم ظرف ہونا ایک طرح کی روحانی نجاست اور غلاظت ہوتی ہے۔ ﴿یجعل الرجس﴾

۶۔ جو حق پر ایمان نہیں لاتا وہ تدریجی طور پر غلیظ اور آلودہ ہوجاتا ہے۔ ﴿کذالک یجعل الرجس﴾

آیت ۱۲۶

﴿وَهَذَا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسْتَقِيمًا قَدْ فَصَّلْنَا الآيَاتِ﴾ ﴿لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ﴾

ترجمہ: اور یہ ہے تیرے رب کا سیدھا راستہ۔ یقینا ہم نے اپنی آیات کو ان لوگوں کے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کردیا ہے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

دو نکات:

۔ خاوند عالم کا قدیم سے یہی طریقہ کار چلا آرہا ہے کہ حق کو قبول کرنے والے پاک دل لوگوں کے سینے کو کشادہ کردیتا ہے اور ایمان سے گریز کرنے والے ہٹ دھرم لوگوں کو سلب توفیق اور رجس جیسی مصیبتوں میں بتلا کردیتا ہے۔

۔ ممکن ہے کہ "ھذا" کا اشارہ "اسلام" کے لفظ کی طرف ہو۔ (جو اس سے پہلے آیت میں ذکر ہو چکا ہے۔ "للاسلام")

پیام:

۱۔ خدا کے رستے کے علاوہ باقی تمام راستے یا منزل مقصود تک نہیں لے جاتے یا پھر آگے جا کر بند ہو جاتے ہیں۔ ﴿وھذا صراط ربک﴾

۲۔ یاددہانی اور نصیحت کے لئے تنوع، تفصیل اور تکرار ضروری ہوتا ہے۔ ﴿فصلنا﴾

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پر اپنی حجت تمام کردی ہے اگر کوئی اہل توجہ ہو۔ حق کی تمام آیات اور نشانیاں مختلف انداز میں بیان کرکے واضح کردی گئی ہیں۔ ﴿لقوم یذکرون﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۲۷

﴿لَهُمْ دَارُ السَّلاَمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

ترجمہ: ان کے لئے رب کے نزدیک امن اور آسودگی کا گھر ہوگا، اور وہ ان کا سرپرست اور حامی ہوگا کیونکہ وہ (نیک) اعمال انجام دیتے رہے۔

پیام:

۱۔ بہشت میں کسی دشمنی، رقابت، ضدبازی، تہمت، حسد، کینہ، جھوٹ، غم، اندوہ کسی قسم کی بے چینی، موت، بیماری، غربت اور ناداری وغیرہ نہیں ہے۔ (دارالسلام)

۲۔ امن و سلامتی کی نعمت سے بھی بالاتر ایک اور نعمت ہے اور وہ پروردگار کے مخصوص سایہ الطاف میں رہنا۔ ﴿عندربھم ﴾

۳۔ الٰہی ولایت اور امان تک رسائی، عمل کے زیر سایہ حاصل ہوتی ہے۔ ﴿بما کانوا یعملون ﴾

آیت ۱۲۸

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَامَعْشَرَ الْجِنِّ قَدْ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنْ الْإِنسِ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُمْ مِنْ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلاَّ مَا شَاءَ اللهُ إِنَّ رَبَّكَ ﴾ ﴿حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴾

ترجمہ: اور اس دن (کو یاد رکو) جب کہ خداوندعالم سب کو محشور کرے گا (پھر شیاطین جو کہ جنات کو مخاطب کرکے فرمائے گا۔) اے شیطانوں اور جنوں کے گروہ! تم نے بہت سے انسانوں کو اپنا پیروکار پایا۔ ان کے طرفدار انسان کہیں گے۔ پروردگارا! اہم انسانوں اور جنوں نے ایکدوسرے فائدہ اٹھایا اور اپنے اس انجام کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔ خدا فرمائے گا۔ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے جس مین تم ہمیشہ رہو گے، مگر یہ کہ خدا چاہے (کہ تم میں سے کچھ افراد کے گروہ کو بخش دے) یقینا تیرا پروردگار حکیم و دانا ہے۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۔ سابقہ آیات (مثلاً ۱۱۲۔ ۱۲۱) میں شیطانی کارستانیوں اور وسوسوں کی طرف اشارہ موجود ہے، اس آیت میں شیطانی وسوسوں کو قبول کرنے کا انجام جو کہ جہنم ہے، بیان کیا جارہا ہے۔ ضمنا یہ بات بھی یاد رہے کہ قرآن مجید کے بقول شیطان۔ جنات میں سے ہے، جس جن نے لوگوں کی بڑی تعداد کو گمراہ کیا وہی شیطان ہے۔

پیام:

۱۔ شیطان، جنوں میں سے ہے اور جن بھی مکلف اور مختار ہوئے ہیں انہیں بھی سزا اور جزا سے واسطی بڑھے گا۔ ﴿یامعشرالجن ﴾

۲۔ شیطان لوگوں کے کم گروہوں کو گمراہ کرنے پر راضی نہیں ہے اس نے انسانوں کے بہت سے گروہوں کو گمراہ کیا ہے۔ (قد استرکثرتم من الانس ۴۳

۳۔ قیامت کے دن خدا کی عدالت اور سزا و تنبیہ کھلم کھلا ہوگی۔ ﴿نحشرھم---- یامعشرالجن ﴾

۴۔ اپنے اعمال کے انجام کے بارے میں بھی سوچو! ﴿ویوم ﴾

۵۔ قیامت کے دن تمام انسان اور شیاطین یکجا اکٹھے اور محشور ہوں گے۔ ﴿جمعیا ﴾

۶۔ شیطانی وسوسوں کی اتباع سے انسان میں آہستہ آہستہ شیطان سے انس اور اس کی حکومت کو تسلیم کرنے کی عادت پیدا ہوجاتی ہے۔ ﴿اولیاء ھم ﴾

۷۔ شیطان کی پیروی کو موجب، بہرہ مندی ہے۔ ﴿استمتع ﴾

۸۔ انسان آزاد ہے اور اس کو اختیار حاصل ہے کہ کسی کا اثر قبول نہ کرے اور کسی فریب میں نہ آئے۔ ﴿بعضنا ﴾

۹۔ تمام گمراہ ایک جیسی سزا کے مستحق نہیں ہوں گے اور نہ ہی جہنم میں ہمیشہ رہنے کے ﴿الا ماشاء اللہ ﴾

۱۰۔ خدائی عدالت کے فیصلے علم و حکمت کی بنا پر ہیں۔ ﴿علیم حکیم ﴾

آیت ۱۲۹

﴿وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾

ترجمہ: اور اسی طرح (کہ تمہاری خواہش تھی کہ کامیابی حاصل کرو تو) ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کردیں گے تاکہ انہیں ان کے کیئے کی سزا مل جائے۔)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

۔ روایات کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ترک کرنے، خمس و زکوٰۃ اور دیگر شرعی اور واجبات کو ادا نہ کرنے اور ظالموں کی امداد کرنے والوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر ظالموں کا تسلط کر دیا جاتا ہے۔ (تفسیر اطیب البیان)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے راضی ہوتا ہے تو ان کے امور نیک لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور اگر ناراض ہوتا ہے تو بُرے لوگوں کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ (کشف الاسرار)

پیام:

۱۔ عیاشی اور لذت کام و دین۔ باطل حکومتوں کے اثرورسوخ اور ظالموں کے مسلط ہو جانے کا موجب ہوتی ہے۔ (استمتع۔۔۔نولی) جبکہ ظالموں سے نجات کا راستہ لذتوں اور عیاشیوں کو ترک کردینے میں ہوتا ہے۔

۲۔ صرف حاکم ہی ظالم نہیں ہوتے، بزدل، ڈرپوک، خاموش اور عیاش محکوم بھی ظالم ہیں۔ ﴿بعض الظالمین بعضا﴾

۳۔ ظالموں کے تسلط کا سبب خود لوگوں کا اپنا کردار ہوتا ہے۔ ﴿بما کانوایکسبون﴾۴۴

آیت نمبر ۱۳۰

﴿یَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ یَأْتِکُمْ رُسُلٌ مِنکُمْ یَقُصُّونَ عَلَیْکُمْ آیَاتِی وَیُنذِرُونَکُمْ لِقَاءَ یَوْمِکُمْ ھَذَا قَالُوا شَھِدْنَا عَلَی أَنفُسِنَا وَغَرَّتْھُمُ الْحَیَاةُ الدُّنْیَا وَشَھِدُوا عَلَی أَنفُسِھِمْ أَنَّھُمْ کَانُوا کَافِرِینَ ﴾ ۔

ترجمہ: (قیامت ے دن ان سے کہیں گے) اے جن و انس کے گروہ! آیا تمہارے پاس تم میں پیغمبر نہیں آئے تاکہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھیں اور تمہیں آج کے اس دن کی ملاقات کے بارے میں ڈرائیں تو وہ کہیں گے: ہم اپنے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ اور دنیوی زندگی نے انہیں فریب دیا تھا اور (اب) خود ہی اپنے خلاف گواہی دیر ہے ہیں کہ بے شک وہ کافر تھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

۔ آیات قرآنی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت محمد اور قرآن مجید جنات کے لئے بھی بھیجے گئے ہیں۔ اور وہ قرآن کو بھی سمجھتے ہیں۔ ان میں سے کچھ مومن بھی ہیں۔ (ملاحظہ قرطبی، طبرسی، مفسرِ الفرقان اور مغرفی ظلال القرآن) کہتے ہیں کہ جنوں کے رسول، انسانوں کے رسولوں سے وحٰ دریافت کرکے اپنی جس کے افراد تک پہنچاتے ہیں۔ (یہ حدیث ابن عباس سے منقول ہے)

"رسول" کا لفظ انسان کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے "﴿ان اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ﴾ " یعنی خداوندعالم ملائکہ میں سے بھی رسولوں کا انتخاب کرتا ہے۔ (حج/ ۷۰)

۔ اس آیت میں جن و انس کے دو تلخ اقراروں کا تذکرہ ہے، ایک تو یہ کہ وہ اپنی طرف رسولوں کے آنے ک گواہی دیں گے۔ اور دوسرے یہ کہ اپنے کفر کا اعتراف کریں گے۔

۔ قیامت کے مختلف مراحل ہیں۔ اور سب سے پہلے مرحلہ میں وہ اپنے کفر و شرک کا انکار کریں گے۔ اور کہیں گے " ﴿واللہ ماکنا مشرکین ﴾ "یعنی خدا کی قسم ہم مشرک نہیں تھے۔ (انعام/ ۲۳) لیکن جب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ انکار ناممکن ہے تو پھر اعتراف کرلیں گے۔

پیام:

جن و انس دونوں، انبیاء کی دعوت کو قبول کرنے کے پابند ہیں اور دونوں قوموں کیلئے رسول آئے ہیں۔ ﴿الجن والانس ﴾

۲۔ "انذار" (ڈرانا) انسانوں کی تربیت کیلئے طاقتور ترین اور موثر ترین ہتھیار ہے۔ ﴿وینذرونکم ﴾

۳۔ فرد اور اجتماع (معاشرے) کی اصلاح کیلئے، احکام الٰہی کے اجرا کا طاقتور ترین ضامن معاد اور آخرت پر ایمان ہے۔ ﴿الم یاتکم ----ینذرونکم ﴾

۴۔ قیامت کے دن کسی بھی بات کو چھپایا نہیں جا سکے گا، اس دن انسان اپنے خلاف بھی گواہی دیں گے۔ ﴿شھدواعلیٰ انفسھم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ عیاشی، آسائش طلبی اور دنیا پرستی، انبیاء کی دعوت سے بے اعتنائی کا موجب ہیں۔ ﴿عزتھم الحیاۃ الدنیا ﴾

۶۔ دنیا ہر فریفتگی، آخرت کی فراموشی کا موجب ہاتی ہے۔ ﴿عزتھم -- یمکم ھذا ﴾

۷۔ دنیا کے ساتھ محبت انسان کو کفر تک لے جا سکتی ہے۔ ﴿عزتھم -- کافرین ﴾

آیت ۱۳۱

﴿ذَلِکَ أَنْ لَمْ یَکُنْ رَبُّکَ مُهْلِکَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَافِلُونَ ﴾

ترجمہ۔ یہ (تمام حجت اور تنبیہ) اس لئے ہے کہ تمہارا پروردگار ظلم کی بناء پر ایسی آبادیوں کو ہرگز ہلاک نہیں کرتا جن کے رہنے والے غافل ہوں۔ (اللہ تعالیٰ پہلے تو لوگوں کو غفلت اور جہالت سے باہر نکلتا ہے اور اپنے پیغمبروں کے ذریعے انہیں خبردار کرتا ہے اگر وہ پھر بھی قبول نہیں نہ کریں تو ہلاک کر دیتا ہے۔

ایک نکتہ:

۔ خداوندعالم کا ایک طریقہ کار یہ ہے کہ انبیاء بھیج کر لوگوں کو خبردار کرتا ہے۔ انہیں "راہ" اور "چاہ" کے درمیان فرق بتاتا ہے۔ حقائق کو اُن پر واضح کرتا ہے اور اپنی حجت ان پر تمام کر دیتا ہے۔ (اگر پھر بھی وہ نہ سمجھیں اور بے اعتنائی کا ثبوت دیں تو پھر انہیں سزا دیتا ہے۔ خدا کا یہ دیرینہ قانون اور طریقہ کار قرآن کی متعدد آیات میں بیان ہوا ہے۔ منجملہ ان کے سورہ شعرأ/۲۰۸ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے " ﴿وما اھلکنا من قریة الاولھا منذرون ﴾ "یعنی ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ وہاں کے لوگوں کے پاس ڈرانے والے موجود تھے۔ اسی طرح سورہ بنی اسرائیل/۱۵ میں ہے کہ "وما کنا معتدبین حتی نبعث رسولا" یعنی جب تک کوئی رسول نہ بھیج لیں اس وقت تک عذاب نہیں کرتے۔

پیام:

۱۔ خدا کی سزائیں، اس کے رب ہونے کی وجہ سے ہیں۔ ﴿ربک ﴾

۲۔ بیان کئے اور خبردار کئے بغیر عذاب اور سزا دینا ظلم ہے اور بُری بات ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۳۲

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ﴾

ترجمہ۔ اور تمام انسانوں کیلئے اس بنیاد پر درجات ہیں جو انہوں نے انجام دیئے ہیں اور تیرا پروردگار اس بات سے غافل نہیں ہے جو وہ انجام دیتے ہیں۔

ایک نکتہ:

۔ اس آیت میں "درجہ" سے مراد صرف اس کی بلندی ہی نہیں، بلکہ درکات اور سقوط کے مراحل کو بھی شامل ہے۔

پیام:

۱۔ خداوند عالم عادل ہے اور ہر شخص کو اس کے کارناموں کی وجہ سے رتبہ اور درجہ عطا کرتا ہے۔﴿مما عملوا﴾

۲۔ انسان ک سعادت (خوشبختی) اور شقاوت (بدبختی) ایسی کے اعمال سے وابستہ ہیں۔﴿مما عملوا﴾۴۵

۳۔ انسان کو اپنے ہوش و حواس ٹھکانے رکھنے چاہئیں کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔﴿وما ربک بغافل﴾

آیت ۱۳۳، ۱۳۴

﴿وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ﴾

ترجمہ: اور تیرا پروردگار بے نیاز اور رحمت والا ہے۔ (لہٰذا اسے ظلم کرنے کی ضرورت نہیں ہے) اگر چاہے تو تم سب کو لے جائے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہارا جانشین بنائے۔ جس طرح تمہیں ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے۔

یقینا تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا گیا ہے وہ البتہ ضرور آنے والا ہے وار تم (خدا کو) ناتواں نہیں بنا سکتے (اور اس کی سزا اور عدل سے گریز نہیں کر سکتے۔)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

۔ سابقہ آیات میں خدا کے عدل و انصاف پر مبنی سزا کی بات ہو رہی تھی اوریہاں پر اس کی بے نیازی اور رحمت کا ذکر ہے اوریہی دونوں اس کی عدالت کی دلیل ہیں۔

لفظ "الغنی" میں ایک نکتہ پوشیدہ ہے جو "غنی" میں نہیں ہے۔ اور وہ یہ کہ "الغنی" کے ذرکعہ بتایا جا رہا ہے بے نیازی صرف اور صرف خدا ہی کے لئے ہے۔

پیام:

۱۔ بے نیازی صرف خدا ہی کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا تم کبھی بھی خود کو بے نیاز نہ سمجھو۔﴿ربک الغنی ﴾[36]

۲۔ گناہگاروں کو اسی دنیا میں بھی خدا سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ ان کا مٹانا خدا کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔﴿یذھبکم ﴾

۔ ظلم (کہ جس کا ذکر دو آیت پہلے ہو چکا ہے) یا تو ضرورت کی بنا پر کہا جاتا ہے یا سنگدلی کی وجہ سے اور خدا ان دونوں ضرورتوں سے بے نیاز ہے۔﴿الغنی ذوالرحمة ﴾

۔ ایک اچھے مربی کی خصوصیت یہ ہے کہ بے نیاز اور مہربان ہو۔ البتہ کبھی قدرت اور تہدید کو بھی کام میں لانا پڑتا ہے۔﴿ربک الغنی ذوالرحمة ﴾

۵۔ بشری معاشروں کی بقا مشیعت ایزدی سے وابستہ ہے۔﴿ان یشاء یذھبکم ﴾

۶۔ خدا کو ہماری عباداتوں کی کوئی ضرورت نہیں وہ اس سے بے نیاز ہے اس کے عبادت کے فرامین ہماری ہی رشدوہدایت اور ترقی کا عامل ہیں۔﴿الغنی ﴾

۷۔ رحمت خدا کا خاص مواقع سے تعلق ہے۔ اور کبھی اپنی حکمت کے تقاضوں کے پیش نظر اپنے قہر و غضب کو کام میں لائے ہوئے سب کو نابود کرسکتا ہے۔﴿ذوالرحمة---- یذھبکم ﴾

۸۔ الٰہی وعدے قطعی ہوتے ہیں مذاق نہیں۔﴿لات﴾[47]

۹۔ قیامت کے دن مجرم، قدرت خداوندی سے نہیں ٹکرا سکے گا۔﴿ماانتم بمعجزین ﴾

آیت نمبر ۱۳۵

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿قُلْ يَاقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لاَيُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴾

ترجمہ۔ کہہ دو کہ اے میری قوم جو کچھ تم عمل کرسکتے ہو کرو۔ (تمہاری ہٹ دھرمی میرے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتی) میں بھی اپنے فریضہ پر عمل کرتا رہونگا (جو کہ تبلیغ اور صبر ہے) پس بہت جلد جان لوگے کہ نیک انجام (اور عزت کا مقام) کس کیلئے ہے؟ یقینا ظالم کامیاب نہیں ہونگے۔

پیام:

۱۔ پیغمبر اکرم کو چونکہ اپنے موقف پر یقین ہے لہٰذا اس پر پورے اطمینان سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ ﴿اعملوا علی مکانتکم ﴾

۲۔ لوگوں کا انجام خود ان کے اپنے کارناموں سے وابستہ ہے۔ ﴿اعملوا -- فسوف تعلمون ﴾

۳۔ لوگوں کی سرکشی، انبیاء کے فرائض کو نہیں بدل سکتی۔ ﴿انی عامل ﴾

۴۔ کامیابی کا دارومدار اچھے انجام پر ہے، نا کہ دنیا کی ظاہری زرق وبرق اور بھاگ دوڑ پر۔ ﴿عاقبة الله ﴾

۵۔ ظالم، کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ﴿لا یفلح ﴾

۶۔ خدا اور انبیاء کے رستے سے روگردانی ظلم ہے۔ ﴿الظالمون ﴾

آیت ۱۳۶

﴿وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنْ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلاَيَصِلُ إِلَى اللهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴾

ترجمہ: اور ان (بت پرست) لوگوں نے جو خدا نے کھیتی اور جانور پیدا کئے ہیں ان میں سے اپنے باطل گمان کے مطابق ایک حصہ خدا کیلئے (بھی) مقرر کردیا اور کہا: یہ حصہ خدا کیلئے ہے اور یہ حصہ ہمارے شریکوں (بتوں) کیلئے ہے (جو کہ خدا کے بھی شریک ہیں اور مال کے بھی) پس جو حصہ ان شریکوں (بتوں) کا تھا وہ خدا تک نہیں پہنچتا تھا لیکن جو خدا کا حصہ تھا ہو شریکوں تک پہنچ جاتا تھا۔ یہ کیسا برُا فیصلہ کرتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

۔جو لوگ انبیاء کی ترتیب کے مدار سے نکل کر وادی خیال میں جا پہنچتے ہیں ان کی باتیں اور فیصلے بھی خیالی او بے منطق ہوتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ہر چیز کا مالک سمجھنے لگتے ہیں۔ اور اپنی مرضی کی تقسیم شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی تو لڑکوں کو اپنا حصہ لڑکیوں کو خدا کا حصہ سمجھتے ہیں۔ "﴿الکم الذکرو له الانثی ﴾ "(نجم/۲۱) اور کبھی غلہ اور جانوروں کو تقسیم کرتے ہیں۔

۔مشرکین سمجھتے تھے کہ بتوں کا حصہ تبدیل نہیں ہو سکتا لہٰذا اسے بت خانوں اور ان کے پجاریوں پر خرچ کر دیا کرتے تھے اور جو خدا کا حصہ ہوتا تو اس بناء پر کہ آسمانوں کا مالک خدا تو بے نیاز ہے لہٰذا جب بت خانوں اور ان کے پجاریوں کا خرچہ کم ہونے لگتا تو خدا کے حصے سے اُٹھا کر وہیں پر لگا دیتے اور غریبوں اور ضرورت مندوں پر خرچ نہیں کرتے تھے۔

پیام:

۱۔ زراعت اور پرورش حیوانات کے ساتھ اگرچہ انسان کا تعلق ہے لیکن زراعت اور جانوروں کا اصل خالق تو خدا ہی ہے۔﴿مماذی أ ﴾

۲۔ زکواۃ کی نوعیت اور آمدنی اور منافع کی تقسیم تمام انسانوں کے عقائد میں شامل رہی ہے یہ اور بات ہے کہ خرافاتی انداز میں رہی ہے۔﴿هذالله ------ هذا لشرکائنا ﴾

۳۔ انبیاء کے فرائض میں شامل ہے کہ خرافات کے خلاف علم بلند کرنا ﴿ساء مایحکون ﴾

۴۔ مشرکین اگرچہ بتوں کو خدا کا شریک سمجھتے تھے لیکن خدا کے لئے خصوصی عظمت کے قائل بھی تھے اور عزت اور بے نیازی خدا کے لئے خاص سمجھتے تھے۔ اور کمی کو خدا کے حصے سے پورا کرتے تھے۔

آیت ۱۳۷

﴿وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: اور اسی طرح بتوں (کے ساتھ عشق و محبت) نے بہت سے مشرکین کے لئے ان کی اولاد کے (بتوں کی قربانی کے طور پر) قتل کو مزین کردیا تھا کہ انہیں ہلاکت اور بربادی تک لے گئے اور ان کے دین کو ان کے لیے دگرگوں کر ڈالا۔ اور اگر خدا (زبردستی کرنا) چاہتا تو وہ ایسا نہ کرسکتے لہذا تو بھی انہیں ان کی افتراپردازیوں کی حالت میں چھوڑ دے۔

دو نکات:

۔ جس طرح زراعت اور جانوروں کی خدا اور بتوں کے درمیان تقسیم اگرچہ ایک فضول خیال تھا لیکن ان کی نظروں میں ایک بہت اچھا کام تھا، اسی طرح بتوں کے ساتھ محبت اور بتوں کے آگے قربانی کے طور پر اولاد کا قتل بھی شیطانی وسوسوں کی وجہ سے ان کی نگاہوں میں بہت اچھی ریت تھی۔

۔ "یردوھم" کا لفظ "ارداء" سے ہے جس کا معنی ہے ہلاکت اور بربادی۔

پیام:

۱۔ جس معاشرے کی انہی خطوط پر تربیت نہ ہوئی ہو۔ اس کے افراد اپنی اولاد تک کو پتھر اور لکڑی کے تراشے بتوں کے آگے قربان کردیتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں اور اسے عبادت بھی سمجھتے ہیں۔ ﴿زین ----- قتل اولادھم ﴾

۲۔ مجرم لوگ اپنی اولاد کشی تک کی (بزعم خویش) صحیح توجیہ کرتے ہیں۔ (زین) ۴۸

۳۔ گناہ کی توجیہ اور برائیوں کو اچھائیوں کی صورت میں پیش کرنا انسان ہی نہیں انسانیت کے بھی سقوط و تباہی کا موجب ہے۔ ﴿لیردوھم ﴾

۴۔ گناہوں کو آراستہ کرکے پیش کرنا، دین کو شبہات کے ساتھ مخلوط کرنے کا سبب ہوتا ہے۔ ﴿ولیلبسوا ﴾

۵۔ انسان، آزاد ہے۔ ﴿ولوشاء اللہ مافعلوہ ﴾

۶۔ پیغمبر پر تو صرف تبلیغ کا فریضہ عائد ہوتا ہے، اگر لوگ ان کی بات کو نہیں سنیں گے تو انہیں چھوڑ کر ان سے زیادہ آمادہ دل رکھنے والوں کے پاس چلے جاتے ہیں۔ ﴿فذرھم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ گمراہ لوگوں کے افکار اور ان کا رویہ، حق کی دعوت دینے والوں کے لئے پریشانی کا سبب نہیں بننا چاہیئے۔ ﴿فذرهم وما يفترون ﴾

آیت ۱۳۸

﴿وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لاَيَطْعَمُهَا إِلاَّ مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ لاَيَطْعَمُهَا إِلاَّ مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لاَيَذْكُرُونَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴾

ترجمہ: اور (مشرکین نے) کہا! یہ حیوانات اور کھتیاں ممنوع ہیں، ان کے گمان کے مطابق کسی کو ان کے مصرف اور ان سے کھانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ مگر (بت خانے کے پجاریوں کے) جنہیں ہم چاہیں اور چوپائے کہ جن کی پشت (پر سواری) حرام ہے۔ اور چوپایوں کو بغیر خدا کے نام کے ذبح کیا کرتے تھے۔ (ان احکام کو) خدا کی طرف جھوٹ کے ساتھ منسوب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد انہیں ان کی افتراپردازی کی سزا دے گا۔

چند نکات:

۔ "حجر" کا معنی ہے رکاوٹ۔ اور "حجارہ" اور "تحجیر" کا معنی بھی رکاوٹ ہے۔ یعنی کسی علاقے کے گرد پتھر رکھ کر لوگوں کو وہاں پر آمدورفت اور قبضہ کرنے سے روکنا۔ "حجر اسماعیل" وہی جگہ ہے جو پتھروں کی دیوار کے ذریعے مسجد الحرام سے علیحدہ کی گئی ہے۔ "عقل" کو بھی "حجر" کہتے ہیں کیونکہ یہ انسان کو بُری چیزوں سے باز رکھتی ہے۔ جب کہ قرآن میں ہے " ﴿هل فی ذٰلک قسم لذی حجر ﴾ " (الفجر/ ۵) یعنی کیا اس میں صاحبان عقل کے لئے بڑی قسم نہیں ہے؟

۔ اس سے دو آیات قبل زراعت اور جانوروں میں خدا اور بتوں کے حصوں کے بارے میں مشرکین کے خرافاتی عقائد کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اس آیت میں بتوں کے حصے کی تقسیم کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ بت خانے اور بتوں کے پجاریوں کے علاوہ کسی کو اس سے استفادہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے اور وہ بھی جنہیں ہم چاہیں۔

۔ چوپایوں اور جانوروں سے بہرہ برداری کو حرام قرار دینا، زمانہ جاہلیت کی بدعتوں میں سے ایک ہے۔ اس سلسلے میں سورہ مائدہ / ۱۰۳ میں بھی اس کا بیان گزر چکا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ خرافات اور گمراہ کُن عقائد سے نبردآزمائی انبیاء کرام کے اصل فرائض میں سے ایک ہے۔ ﴿افتراءً علیه ﴾

۲۔ دین کو خدائی اور خدا کی طرف ہی منسوب ہونا چاہیئے۔ نا کہ انسان کے اپنے خیال، گمان، قیاس اور استحسان کی بنیاد پر۔ ﴿زعمهم ﴾

۳۔ بدعت اور حلال کو حرام کر دینا یا حرام کو حلال کر دینا خدا پر تہمت لگانا ہے۔ ﴿افتراء ﴾)۴۹

۴۔ اسلام ایک ایسا جامع دین ہے کہ جانوروں تک کے بارے میں بھی انحراف و گمراہی کو برداشت نہیں کرتا۔ جب قرآن مجید کسی جانور کو بغیر مصرف کے رکھنے اور اس پر سواری کو حرام جاننے کی مذمت کرتا ہے تو انسانوں، قدرتی وسائل، سرمائے اور استعداد اور لیاقتوں کو بغیر مصرف کے رکھنے یا ضائع کر دینے کو تو اور بھی زیادہ قابل مذمت جانتا ہے۔

۵۔ بدعت ایجاد کرنے والوں کو اپنے موہیوماتی قوانین کی اختراع کے سزا کا منتظر رہنا چاہیے۔ ﴿سيجزيهم ﴾

آیت ۱۳۹

﴿وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَى أَزْوَاجِنَا وَإِنْ يَكُنْ مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴾

ترجمہ۔ اور (مشرکین دوسرے خرافاتی عقائد مین یہ بات شامل تھی کہ وہ) کہتے: جو بچہ ان چوپایوں کے شکم میں ہے ہمارے مردوں کے لئے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے۔ اور اگر حیوان کوئی بچہ مردہ پیدا ہو تو سب (زن و مرد) اس میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس قسم کے توصیف (غلط احکام) کی سزا انہیں دے گا کہ وہ حکمت والا دانا ہے۔

پیام:

۱۔ زن و مرد کے درمیان بے جا تفریق جاہلیت کی ایک رسم ہے۔ ﴿خالصة الذكورز ـ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ عورت کو اس قدر حقیر بنا دیا گیا تھا کہ ایک پورا مردہ جانور تک بھی اسے نہ دیا جاتا، بلکہ اسے اس کا کچھ حصہ دیا جاتا۔ ﴿شرکاء﴾

۳۔ زمانہ جاہلیت کی خرافات سے آگہی، انسان کو پیغمبرِ اسلام کی زحمتوں اور رکاوٹوں سے آشنا کرتی ہے اور قدر شناسی کی روح کو زندہ کرکے اسے پروان چڑھاتی ہے۔

۴۔ قیامت کے دن خدا کی طرف سے ملنے والی سزا یا جزا انسان کے وہی اوصاف، نفسانی حالات اور اختیار کئے ہوئے عادات ہوں گے جو جسمانی صورت اختیار کر لیں گے۔ ﴿سیجزیھم وصفھم﴾

۵۔ خدا کی طرف سے ملنے والی سزا یا جزا اس کے علم و حکمت کی بنیاد پر ہوگی۔ ﴿سیجزیھم – حکیم علیم﴾

آیت نمبر ۱۴۰

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللهُ افْتِرَاءً عَلَى اللهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾

ترجمہ: یقیناً ان لوگوں نے خسارہ اُٹھایا جنہوں نے اپنی اولاد کو بیوقوفی اور جہالت کی بنا پر قتل کیا۔ اور خدا نے ان کے لئے جو روزی مقرر کی تھی انہوں نے خدا پر جھوٹ باندھ کر اُن پر حرام کر دی، وہ یقیناً گمراہ ہوگئے اور ہدایت پانے والے نہیں تھے۔

چند نکات:

۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں جو شخص زمانہ جاہلیت کی اقوام کی کا اندازہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ سورہ انعام کی انہی چند آیات کو پڑھ لے۔ (از تفسیر نمونہ)

۔ دورِ جاہلیت کے عرب، بتوں کا قرب حاصل کرنے یا اپنی آبرو بچانے کے خیال سے اپنی لڑکیوں کو یا تو بتوں کی قربانی کر دیا کرتے یا پھر انہیں زندہ درگور کر دیتے تھے۔

۔ ایک شخص نے اپنی پریشانی کا سبب پیغمبرِ خدا سے ان الفاظ میں کہا: "خدا نے زمانہ جاہلیت میں مجھے ایک بیٹی عطا کی، میں چاہتا تھا کہ اسے قتل کر دوں لیکن میری بیوی اس سے مانع ہوئی۔ لڑکی جوان ہوگئی، اس کی خواستگاری کیلئے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

لوگ آنے لگے، میری غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی، اور اُس کا غیر شادی شُدہ رہنا بھی مناسب نہیں تھا، آخر اسے ایک دِن جنگل میں لے گیا اور کنویں میں جا کر پھینک دیا۔ وہ جتنا چیختی چلاتی رہی میں نے ذرہ بھر پرواہ نہیں کی" یہ سُن کر رسول خدا رو دیئے اور فرمایا "اگر گذشتہ خطائیں معاف نہ کردی ہوتیں تو تجھے سخت سزا دیتا۔"

پیام:

۱۔ خرافات کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرنی چاہیے۔ ﴿قد خروا، سفها، بغير علم، افتراءً ، ضلوا، ماكانو ا مهتدين﴾

۲۔ جہالت اور حماقت، خسارے کا موجب ہیں۔ (خسارے مثلاً اولاد کو ضائع کردینا، محبت اور نرم دلی کو دل سے نکال دینا، حلال نعمتوں کا فقدان، جہنم خرید کرنا، اور خدائی عذاب کا مستحق ہونا۔)

۳۔ بہت بڑا خسارہ یہ ہے کہ انسان باطل کی راہ میں قربان ہو جائے۔ (خواہ بتوں کی قربانی کی صورت میں ہو یا خیالات اور بے جا غیرت کیلئے)

۴۔ کسی چیز کا حرام قرار دینا یا شرعی دلیل کی وجہ سے ہوتا ہے یا عقلی دلیل کی وجہ سے ﴿بغير علم- افتراءً على الله﴾

۵۔ حلال چیزوں کو بے مقصد حرام کردینا خدا پر تہمت لگانے کے مترادف ہے۔ ممنون ہے۔ ﴿وحرموا مارزقهم الله﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۴۱

﴿وَهُوَ الَّذِی أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَیْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُکُلُهُ وَالزَّیْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَیْرَ مُتَشَابِهٍ کُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ یَوْمَ حَصَادِهِ وَلاَتُسْرِفُوا إِنَّهُ لاَیُحِبُّ الْمُسْرِفِینَ ﴾

ترجمہ۔ اور وہ وہی ہے جس نے باغات اور بوستانوں کو پیدا کیا جو مچانوں کے ساتھ بھی ہیں اور مچانوں کے بغیر بھی ہیں۔ اور کھجور کے درخت، کھیتی کہ جن کی مختلف خوراکیں ہیں۔ اور زیتون و انار کو بھی پیدا کیا۔ کچھ تو ان پھلوں میں سے ایکدوسرے کے مشابہ ہیں اور کچھ آپس میں نہیں ملتے، جب باغات پھل دینے لگیں تو ان کے پھلوں میں سے کھاؤ، اور فصلات کو کاٹنے کے وقت اور پھلوں کو چننے کے وقت (غریبوں کو) ان کا حق دو۔ اور اسراف نہ کرو کیونکہ خدا اسراف کرنے والوں کو اچھا نہیں سمجھتا۔

دو نکات:

۔ "جنات" درختوں سے بھرے باغات اور کھیتی سے ڈھکی زمینوں کو کہتے ہیں۔ "معروش" ایسے درختوں یا باالفاظ دیگر ایسی بیلوں کو کہتے ہیں جن کے لئے مچان کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے انگور وغیرہ۔ اور "کل" کا معنی ہے کھائی جانے والی چیزیں۔

۔ اسی سورت کی ۹۹ویں آیت میں آیا ہے۔ " ﴿انظروا الیٰ ثمرہ اذا اثمر ﴾ " یعنی جونہی کوئی درخت پھل لے آئے اسے غور سے دیکھو اور اس آیت میں بھی ہم پڑھتے ہیں۔ ﴿کلوامن ثمرہ اذا اثمر﴾ یعنی جب درخت پھل دے تو کھاؤ، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمہارا کھانا غور و فکر اور اچھی طرح دیکھ بھال کر ہونا چاہیے، غفلت برت کر نہیں کھانا چاہیئے۔

پیام:

۱۔ اس آیت سے ہمیں چند چیزوں کا درس ملتا ہے۔ ۱۔ خداشناسی، ۲۔ استعمال کی اجازت، ۳۔ غریبوں اور معاشرہ کے محروم لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا، ۴۔ راہ خدا میں خرچ کرنا اور ۵۔ اسراف سے کام نہ لینا ﴿انشاء- کلوا، اتو- لاتسرفوا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ اسلام ایک معتدل اور میانہ رو دین ہے۔ جہاں وہ حلال چیزوں کو بے جا طور پر حرام کرنے سے منع کرتا ہے۔ وہاں پر بے رویہ استعمال سے بھی روکتا ہے۔ ﴿لاتسرفوا﴾ جبکہ اس سے پہلی آیت میں فرمایا۔ "حرموا مارزقھم اللہ"

۳۔ استعمال کی شرط یہ ہے کہ غریبوں کا حق دیا جائے۔ ﴿کلوا- اتواحقه﴾

۴۔ کس قدر کھایا جائے؟ جب تک اسراف کی حد تک نہ جا پہنچے۔ ﴿کلوا- لاتسرفوا﴾

۵۔ اناج اور پھل کے محصولات اٹھانے کے دن غریبوں کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ ﴿یوم حصاده﴾

۶۔ فصلات کو دن کے وقت اٹھایا کرو تاکہ دوسرے بھی ان سے محروم نہ رہ جائیں۔ ﴿یوم حصاده﴾

۷۔ محصولات اور فصلات کو اُٹھانے کے دن راہ خدا میں خرچ کرنے کیلئے بہتر آمادگی ہوتی ہے۔ لہٰذا فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا کرو۔ ﴿یوم حصاده﴾

۸۔ کچے پھل نہ کھایا کرو۔ ﴿اذا اثمر﴾ تازہ پھل کھایا کرو۔ ﴿اذا اثمر﴾ پھل طبعی طور پر پکنے چاہئیں انہیں مصنوعی طور پر نہ پکایا کرو۔ ﴿اذااثمر﴾

۹۔ اسراف کرنے والے پر خدا ناراض ہوتا ہے۔ ﴿لایحب﴾

آیت نمبر۱۴۲

﴿وَمِنْ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللهُ وَلاَتَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾

ترجمہ: اور چوپاؤں میں سے بعض تو وہ ہیں جو بوجھ اُٹھاتے ہیں اور بعض (بوجھ نہیں اُٹھاتے اور) چھوٹے چھوٹے اور فرش کی مانند (ان کے بدن زمین سے نزدیک ہوتے ہیں) اس سے کھاؤ جو خدا نے تمہارے لئے روزی مقرر کی ہے۔ اور شیطان کے نقشِ قدم (اور اس کے وسوسوں) کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ یقینا وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

چند نکات:

بعض چوپاؤں میں سے فرش کے کلمہ سے مراد گوسفند جیسے جانور ہیں جن کے بدن زمین سے نزدیک ہونے کی وجہ سے فرش کی مانند ہوتے ہیں، یا یہ کہ ان جانوروں کے اون، پشم اور بالوں سے زمین پر بچھانے کے لئے فرش بنائے جاتے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہیں۔ چنانچہ سورہ نحل / ۸۰ میں بھی جانوروں کی پشم، بالوں اور چمڑے سے بہرہ گیری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ " ﴿وجعل لکم من جلودالانعام بیوتا-- ومن اصوافھا واوبارھا واشعارھا اثاثاومتاعا ﴾ "

سابقہ آیت مین چند پھلوں کا نام لیا گیا تھا اور یہاں پر جانوروں کی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ لہٰذا "حمولہ اور فرش کو پھلوں اور باغات پر عطف کیا گیا ہے جو گذشتہ آیت میں مذکور ہوئے ہیں۔

بیشتر مفسرین نے "حمولہ" سے مراد بوجھ اُٹھانے والے اور "فرش" سے بوجھ نہ اُٹھانے والے جانور مراد لئے ہیں۔ اس لیے پہلی آیت آیت میں کاشتکاری کی ضرورت پر اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہاں پر جانور رکھنے کی طرف۔

پیام:

۱۔ یہ جہان اور اس میں موجود تمام مخلوق کسی مقصد اور حکمت کے تحت پیدا کی گئی ہے۔ اور انسان کے لئے مسخر کردی گئی ہے۔ ﴿حمولة وفرشا ﴾

۲۔ حیوانات کے بارے میں اصول اور کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ ان کا مصرف اور استعمال حلال ہے۔ بشرطیکہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ ﴿کلوا ﴾

۳۔ حلال گوشت جانور صرف چوپاؤں ہی میں منحصر نہیں اسی لئے "کلوا من الانعام" نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے۔ ﴿خلوا ممارزقکم اللہ ﴾

۴۔ حلال جانوروں کو بے جا اور بغیر کسی دلیل کے حرام کر دینا شیطانی قدم ہے۔ ﴿کلوا ---- ولا تتبعوا ﴾

۵۔ شکم پُری سے انسان بھٹک سکتا ہے لہٰذا تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ ﴿کلوا ----- ولا تتبعوا ﴾

۶۔ دینی عنوان کے ساتھ خام خواری، بدعت اور ممنوع ہے۔ ﴿کلوا مما رزقکم اللہ ﴾

۷۔ گمراہ کرنے کے لئے شیطان کا سب سے پہلا حربہ خوراک تھا (شجر ممنوعہ کا ماجرا) لہٰذا کھانے کے معاملے میں احتیاط برتنی چاہیے۔ ﴿کلوا----ولا تتبعوا ﴾

۸۔ خدائی دسترخوان پر بیٹھ کر اس کے دشمن کا اتباع نہ کرو۔ ﴿رزقکم اللہ----الشیطان ﴾

۹۔ خدائی نعمتوں سے صحیح طریقے سے استفادہ کرو۔ نہ تو حرص سے کام لو اور نہ ہی دوسروں کے مال کو ہتھیانے کی سوچو۔ ﴿رزقکم اللہ ---- لاتتبعوا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۰۔ شیطان جن رستوں کے ذریعہ اپنے اثرات قائم کرتا ہے ان میں سے ایک شکم پرستی اور حرام خوری بھی ہے۔ ﴿کلوا---- ولا تتبعوا ﴾

۱۱۔ شیطانی سیاست یہ ہوتی ہے کہ قدم بقدم گمراہ کیا جائے نا کہ ایک ہی دفعہ میں۔ ﴿خطوات الشیطان ﴾

آیت ۱۴۳

﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴾

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جانوروں میں سے حلال کیا ہے) آٹھ جوروں کو، دو تو ہیں بھیڑیں (ایک نر اور ایک مادہ) اور دو ہیں بکریاں (ایک نر ایک مادہ) جو لوگ اپنی طرف سے بعض چوپاؤں کو حرام قرار دیتے ہیں ان سے) کہہ دو کہ آیا خدا نے گوسفندوں اور بکریوں میں سے دونوں نر کو حرام کیا ہے یا دنوں مادہ کو یا اس بچے کو جو ان دونوں مادہ کے پیٹ میں ہے؟ اگر تم سچ کہتے ہو تو علم و دانش کی رو سے مجھے باخبر کرو۔

چند نکات:

۔ "زوج" کا لفظ نر اور مادہ دونوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کے لئے بھی۔ اس آیت میں ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ کیلئے زوج کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور آٹھ جوڑوں سے مراد آٹھ عدد ہیں۔ جن میں سے چار نر اور چار مادہ ہیں۔ جن میں سے چار تو اسی آیت میں اور چار اگلی آیت مذکور میں ہیں۔ سورہ نجم کی ۴۵ ویں آیت "خلق الزوجین الذکر و الانثی" نے ابھی "زوج" کا لفظ "فرد" کے لئے استعمال کیا ہے نا کہ جوڑے کے لئے۔

بعض روایات میں آٹھ جوڑے (جو سولہ عدد بنتے ہیں) یوں بیان ہوئے ہیں کہ ان چاروں نسلوں (گوسفند، بکری، اونٹ اور گائے) میں سے ایک پالتو ہے اور ایک جنگل ہے، ایک نر ہے اور ایک مادہ ہے۔

سورہ زمر کی پانچویں آیت مین آٹھ نر اور مادہ کو انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "خلقکم من نفس واحدۃ ثم جعل منہازوجھا وانزل لکم من الانعام ثمنیۃ ازواج" اور یہ شاید جانوروں کی تخلیق اور انسانوں کی پیدائش اکٹھا ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ خرافات کو ختم کرنے اور ذہن میں بیٹھے ہوئے غلط نظریات کو اصلاح کرنے کے لئے عقائد حقہ کو اچھی طرح اور زیادہ سے زیادہ اور واضح طور پر بیان کرنا چاہیئے۔ جس طرح قرآن نے اس آیت میں مشرکین کے خرافاتی عقائد کے لئے بیان کیا ہے۔

۲۔ فتویٰ دینے کے لئے یا کسی چیز کے حلال یا حرام کا عقیدہ رکھنے کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے۔ ﴿بنئونی بعلم﴾

آیت ۱۴۴

﴿وَمِنْ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنْ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ أَالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمْ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمْ اللهُ بِهَذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللهَ لاَيَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

ترجمہ: اور اونٹ سے دو عدد (نر اور مادہ) اور گائے سے دو عدد (نر اور مادہ) کو (تمہارے لئے حلال کیا ہے) کہہ دو: آیا اللہ نے ان دونوں کے نر جانوروں کو حرام کیا ہے یا مادہ جانوروں کو یا ان کے ان بچوں کو دونوں مادہ کے شکم میں ہیں۔ یا تم گواہ تھے کہ خدا نے ان کے گوشت کے حرام ہونے کی تمہیں سفارش کی ہے؟ پس اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جس نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے تاکہ لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرے؟ یقینا خداوند تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

ایک نکتہ:

احتمال یہ ہے کہ ان چار جانوروں (بھیڑ، بکری، اونٹ، اور گائے) کا بالترتیب نام لینے کی وجہ ان کے گوشت کے استعمال میں برتری کی طرف اشارہ ہے۔

پیام:

۱۔ خدا پر بہتان طرازی بہت بڑا ظلم ہے۔ ﴿فمن اظلم﴾

۲۔ خدا پر جھوٹ باندھنا، لوگوں کے گمراہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ﴿لیضل الناس﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ ظلم اور افتراپردازی، انسان کو ہدایت کو قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔﴿لا یھدی ﴾

آیت ۱۴۵

﴿قُلْ لاَأَجِدُ فِی مَا أُوحِیَ إِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلَی طَاعِمٍ یَطْعَمُهُ إِلاَّ أَنْ یَکُونَ مَیْتَةً إِلاَّ أَنْ یَکُونَ مَیْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِیرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَیْرِ اللهِ بِهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَلاَعَادٍ فَإِنَّ رَبَّکَ غَفُورٌ رَحِیمٌ ﴾

ترجمہ۔ کہہ دو کہ جو مجھ پر وحی ہوئی ہے اس میں کسی کھانے والے کے لئے جو وہ غذا کھاتا ہے کسی حرام کو نہیں پاتا۔ مگر یہ کہ مردار، یا بہہ جانے والا خون یا کنزیر کا گوشت ہو کہ حتما وہ نجاست ہیں۔ یا (پھر) یہ کہ فسق اور نافرمانی کی بنا پر خدا کا نام لئے بغیر ذبح کیا جائے۔ پس جو شخص ان کے کھانے کے لئے مضطر اور ناچار ہو بشرطیکہ سرکشی اور ضرورت کی حد سے زیادہ نہ ہو (تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے) یقینا تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

چند نکات:

مردار صرف وہی حرام نہیں ہوتا جو خود بخود مر جائے، بلکہ اگر الٰہی اصولوں کے مطابق بھی اُسے ذبح نہ کیا جائے پھر بھی مردار کے حکم میں اور حرام ہے۔

مردار اور خوں کے حرام ہونے کا تذکرہ قرآن مجید میں چار مقامات پر ہوا ہے دو مرتبہ مکی سورتوں میں اور دو مرتبہ مدنی سورتوں میں۔ اور یہ اس سلسلے کی پہلی آیت ہے۔

۔ "اُھل" کا لفظ "اھلال" مصدر سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے پہلی رات کا چاند دیکھنے کے موقع پر آواز کو بلند کرنا۔ پھر اس کا پھر اس کا استعمال پر بلند آواز کے لئے ہونے لگا۔ جانوروں کو ذبح کرتے وقت بھی بلند آواز کے ساتھ بتوں کا نام لیا جاتا تھا۔ اس لئے "اُھل" کہا گیا ہے۔

۔ " ﴿لااجد" -- الا ان یکون میتة ﴾ "کا جملہ در حقیقت مشرکین کے جاہلانہ انداز میں حرام کرنے کے مقابلے میں ہے۔ ورنہ بعض پرندے اور درندے بھی حرام ہیں۔ اور اصولی اصطلاح میں اس حصر کو " حصر اضافی" کہتے ہیں۔ یعنی یہ "حصر اضافی" ہے۔ "حصر حقیقی" نہیں ہے۔ ۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۔ تفسیر مراغی میں اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ "حرام جانور فقط یہی چار طرح کے ہیں۔ باقی جانوروں کی حرمت کی روایات کراہت پر محمول ہیں۔" ان سے پوچھنا چاہیئے کہ آیا کتنے کا گوشت بھی مکروہ ہے؟

پیام:

۱۔ اصولی طور پر قانون اولیہ کے مطابق سب جانور حلال ہیں۔ ﴿لا اجد ﴾

۲۔ ہم، ظاہر کے پابند ہیں اور اسی پر عمل کرنے کا ہمیں حکم ہے۔ اور آیات میں جن محرمات کو بیان کیا گیا ہے ان پر عمل پابند ہیں۔ اگر ہم تلاش کرتے ہیں لیکن اچھی خاصی تگ و دو کے بعد ہمیں کسی جانور کی حرمت کا حکم نہیں ملتا تو وہ ہمارے لئے حرام ہے۔ (البتہ پیغمبر کے لئے: "عدم الوجدان" دلیل ہے۔ "عدم الوجود" پر لا اجد)

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے فقط وہی چند چیزیں حرام تھیں، لہٰذا بعض دوسرے جانوروں کا حرام ہونا اس آیت کے منافی نہیں ہے، کیونکہ ان کی حرمت بعد میں یا تو قرآن کے ذریعے یا پھر پیغمبرِ اکرم اور ان کی پاک آل کے ذریعہ بیان ہوئی۔

۳۔ جب کسی چیز کے کھانے یا نہ کھانے کے متعلق خود پیغمبر اکرم بھی وحی کے ذریعے حکم کے محتاج ہیں کہ ادھر سے حکم ملے اور لوگوں کو بتائیں، تو عام لوگ کیونکر کسی چیز کو اپنی طرف سے حرام کر سکتے ہیں؟

۴۔ غذا کا قانون زن و مرد کے لئے یکساں ہے، ﴿طاعم یطعمه ﴾ یہ قانون اس بے ہودہ عقیدہ کے مقابل میں ہے جس کے تحت مشرکین ان جانوروں کا گوشت مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ "خالصة لذکورنا ومحرم علی ازورجنا"

۵۔ قانون میں "اہم" اور "اہم تر" کے قاعدہ کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ جان کی حفاظت مردار کھانے سے زیادہ اہم ہے۔ ﴿فمن اضطر ﴾

۶۔ دین اسلام میں کہیں پر بھی رکاوٹ نہیں ہے۔ جب مجبوری کا سوال پیدا ہوتا ہے تو حرام بھی حلال ہو جاتا ہے۔ ﴿فمن اضطر ﴾

۷۔ قانون اور استثنائی صورتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانا ممنوع ہے۔ صرف مجبوری ہی کی حد تک اکتفا کرنا چاہیئے۔ ﴿غیر باغ والاعاد ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۸۔ جو خون شرعی ذبح کرنے کے بعد گوشت کے اندر یا رگوں میں باقی رہ جاتا ہے وہ حرام نہیں ہے۔ ذبح کے وقت بہنے والا خون حرام ہے۔ ﴿دمامسفوحا ﴾

۹۔ حرام ہونے کا سبب یا تو مادی اثرات ہیں (رجس) یا معنوی بُرے اثرات ہیں جیسے خدا کے نام سے غفلت یا شرک کے جلوے ہیں کہ اُن کا شمار بُرے معنوی اثرات میں ہوتا ہے۔ ﴿فسقا ﴾

۱۰۔ جہاں پر جبری طور پر اضطرار اور مجبوری پیش آجائے وہاں رحرام گوشت کو کھایا جاسکتا ہے لیکن اگر ہم خود اپنے ہاتھوں سے کوئی ایسا کام کریں مجبور اور مضطر ہو جائیں تو پھر ایسی حالت میں اس کی حرمت بحال رہے گی اور کھانا حلال نہیں ہوگا (کیونکہ "اُضطر" کا لفظ ہے "اِضطَرَ" کا نہیں۔)

آیت ۱۴۶

﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِى ظُفُرٍ وَمِنْ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلاَّ مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوْ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذَلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴾

ترجمہ۔ اور ہم نے یہودیوں پر ہر ناخن والے جانور کو حرام کر دیا اور گائے اور گوسفند سے ان دونوں کی چربی کو اُن پر حرام کیا مگر وہ چربی جو گائے اور گوسفند کی پُشت پر ہو یا انتڑیوں کے ساتھ ہو یا ہڈیوں سے ملی ہوئی ہو۔ یہ (حرمت) ان کے اس ظلم کی وجہ سے ہے جس کے وہ مرتکب ہوئے ہیں اور ہم یقینا سچے ہیں۔

چند نکات:

اس سے پہلی آیت میں ان چیزوں کو بیان کیا گیا ہے جو اسلام میں حرام ہیں اور اس آیت میں وہ چیزیں بتائی گئی ہیں جو یہودیوں پر حرام تھیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ مشرکین کے بیہودہ عقائد کسی بھی آسمانی دین کے ساتھ میل نہیں کھاتے۔ (تفسیر نمونہ)

"ظُفر" کا معنی ناخن ہے، لیکن اس کا اطلاق جانوروں کے ان سموں پر بھی ہوتا ہے جو چیرے ہوئے نہیں ہوتے (مثلاً گھوڑے کے سُم یا اونٹ کے پاؤں کی نوک) بنا بریں اونٹ اور ہر وہ جانور جس کے سُم چیرے ہوئے نہیں ہوتے خواہ چوپائے ہوں یا پرندے، یہودیوں پر حرام ہیں۔ (ملاحظہ وہ تورات، سفر لاویان فصل ۱۱)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"حوایا" جمع ہے "حاویہ" کی جو شکم کے مجموعی حصے پر بولا جاتا ہے۔ (تفسیر نمونہ)

اس آیت کا مضمون توریت، سفر لاویان فصل ۷ آیت ۲۴ میں بھی مذکور ہے۔

سورہ نساء / ۱۶۰ میں ہے "﴿فبظلم من الذین ھادواحرمنا علیھم---- ﴾ "یعنی بعض پاکیزہ چیزیں یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ان پر حرام کر دی گئی تھیں۔

اور یہ اس کے علاوہ ہے جو یہودیوں نے مشرکین کی مانند کچھ چیزیں اپنے اور خود حرام کر دی تھیں۔ ۵۰

پیام:

۱۔ یہودیوں پر یہ چیزیں وقتی اور عارضی طور پر حرام تھیں جو بعد میں حضرت عیسیٰ کے ذریعہ حلال کر دی گئیں۔ ۵۱

۲۔ احکام خداوندی تین طرح کے ہیں۔ الف: جن میں واقعاً کوئی بھلائی یا بُرائی ہوتی ہے جیسے اکثر دینی احکام۔ ب: جو امتحان اور آزمائش کیلیئے ہوتے ہیں جیسے حضرت اسماعیل کے ذبح کرنے کا حکم۔ ج: جو سزا کے طور پر ہوتے ہیں جیسے یہی زیرِ بحث آیت ہے۔ خدائی سزاؤں مُں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی کی مشیعت تنگ کر دی جائے۔

۳۔ خلاف ورزی کرنے والوں، باغیوں اور قیدیوں کے خوراک کے لئۓ پروگرام کو محدود کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ خدائی سزائیں صرف آخرت ہی میں نہیں ملیں گی، دنیا میں بھی ملتی ہیں۔ (جزیناھم ببغیھم)

آیت ۱۴۷

﴿فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلاَيُرَدُّ بَأْسُهُ عَنْ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر!) اس پر بھی اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو تم (ان سے) کہہ دو کہ تمہارا پروردگار وسیع رحمت کا مالک ہے (اور اگر تم توبہ نہیں کروگے اور اپنی تکذیب کے سلسلے کو جاری رکھو گے تو) اس کا قہر و عذاب مجرم لوگوں سے پلٹایا نہیں جائے گا۔

پیام:

۱۔ رہبر کو لوگوں کی طرف سے تکذیب و تہمت سننے کے لئۓ تیار رہنا چاہیئے۔ ﴿کذبوک ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ جھٹلانے والوں کے ساتھ بھی خیر خواہانہ رویہ اختیار کرنا چاہیئے، لیکن اگر اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے تو پھر ڈانٹ ڈپٹ سے بھی کام لینا چاہیے۔﴿ذو رحمة ---- لا یردباسه ﴾

۳۔ مربی کو رحمت کا موجیں مارنے والا سمندر ہونا چاہیے۔﴿ذورحمة ﴾

۴۔ خوف اور اُمید ساتھ ساتھ ہوں تو کام بنتا ہے۔﴿رحمة ---- باسه ﴾

۵۔ خدا کی رحمت کے دروازے تو انبیاء کے مخالفین کے لئے بھی بند نہیں ہیں۔﴿کذبوک - ذ ورحمة ﴾

آیت ۱۴۸

﴿سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلاَآبَاؤُنَا وَلاَحَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّى ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلاَّ الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلاَّ تَخْرُصُونَ ﴾

ترجمہ: عنقریب مشرکین کہیں گے: اگر خدا چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا مشرک ہوتے اور نہ ہی کسی چیز کو حرام کرتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے ان (انبیاء ماسلف) کو بھی جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے۔یہاں تک کہ ہمارے قہر و عذاب کا ذائقہ چکھا۔ کہہ دو کہ آیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جسے ہمارے لئے ظاہر کرو؟ تم تو صرف خیال اور گمان کی پیروی کرتے ہو اور بے جا تخمینے لگاتے ہو۔

دو نکات:

مشرکین کا یہ بہانہ کہ "اگر خدا چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا مشرک نہ ہوتے" قرآن میں بار رہا بیان ہوا ہے ا۔ منجملہ ان کے سورہ نحل کی ۳۰ویں آیت اور سورہ زخرف کی ۲۰ویں آیت میں بھی ہے اس آیت میں ہے کہ در عنقریب مشرکین کہیں گے جب کہ سورہ نحل میں ہے۔﴿قال الذین اشر کوا ﴾ ۔)یعنی انہوں نے کہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیب کی خبر ہے

پیام۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ یہ بات اچھی طرح معلوم ہونی چاہے کہ انبیاء اور آسمانی کتابوں کا بھیجنا اور توحید کی دعوت دینا صرف اس لئے ہے تاکہ لوگ اپنے ارادے، اختیار اور پوری آزادی کے ساتھ توحید پرست بنیں لہذا مشرکین کی یہ منطق کے ِ اگر خدا چاہتا ۔۔۔۔غلط ہے ﴿ولوشاء اللہ ماشرکنا ﴾

۲۔ دین کے رہبر اور دانشوروں کو مستقبل میں پیش آنے والے شبہات اور بہانوں کا جواب دینے کے لئے آمادہ رہنا چاہئے ﴿سیقول ﴾۵۲

۳۔ عذرگناہ، بدتر ازگناہ کے مصداق مشرکین اپنے ترکو خدا کی منشا اور مشیت سمجھتے تھے۔ ﴿لوشاء اللہ ﴾

۴۔ جبر کا عقیدہ گمراہ لوگوں کی بے بنیاد توجیہ ہے، شیطان نے بھی جو گمراہوں کا سردار ہے۔ اپنی گمراہی کو خدا کی طرف منسوب کیا تھا۔ ۵۳

۵۔ خدا چاہتا ہے کہ لوگ مومن بنیں، نا کہ انہیں زبردستی مومن بنایا جائے۔ قرآن مجید میں بارہا آیا ہے کہ: "اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت کرتا" لیکن زبردستی کے ایمان میں نہ تو تربیت کا عنصر ہوتا ہے اور نہ ارتقاء کا۔ اور پیغمبر کو بھی زبردستی یا کسی کو مجبور کرنے کا حق حاصل نہیں ہے اور نہ ہی وہ لوگوں پر جبار ہے اور نہ ہی ان کا وکیل۔

۶۔ قرآن، مخالفین سے بھی دلیل اور ثبوت طلب کرتا ہے۔ ﴿هل عندكم من علم ﴾

۷۔ جبر کے معتقدین کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے صرف باتیں کرتے ہیں ﴿الا الظن ﴾

۸۔ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائیت و معلومہ ہوگا کہ لوگ جبر کا سہارا لے کر انبیاء کو جھٹلاتے رہے۔ ﴿كذب الذين من قبلهم ﴾

۹۔ اگر کسی بھی بہانے کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں سے فرار کریں گے تو پھر انہیں خدا کا قہر و غضب چکھنے کے لئے منتظر رہنا چاہیے۔ ﴿ذاقوالينا ﴾

۱۰۔ اگر علم و یقین کی بجائے ظن اور گمان کی پیروی کریں گے تو گمراہ ہو جائیں گے۔ ﴿ان انتم الا تخرصون ﴾

آیت ۱۴۹

﴿قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: (اے پیغمبرؐ) کہہ دو کہ صرف خدا ہی کے لئے (روشن اور مقصد تک پہنچانے والی دلیل) پس اگر وہ چاہتا تو یقینا تم سب کو (زبردستی) ہدایت کرتا۔

چند نکات:

خداوندعالم نے "فطرت توحیدی" جو انسان کے اندر قراردی ہے اور انبیاء و عقل کی ہدایت کے ذریعہ اپنی حجت تمام لوگوں پر تمام کردی ہے۔ اور خیر و شرکی راہیں اور ہر ایک کا نیک و بد انجام بھی بیان کردیا ہے۔ خطاکاروں کے لئے توبہ اور تلافی کے دروازے بھی کھلے رکھے ہیں۔ انبیاء کے روشن معجزے، ان کی دعوت کا احسن طریقہ کار اور فطرت و عقل کے ساتھ دین کی مطابقت اور سازگاری کے محکم دلائل غرض ہر قسم کی حجت کو تمام کردیا ہے۔ تمام گمراہ کن رستوں کا سدباب بھی کردیا ہے۔ خدائی راستے کے علاوہ دوسرے تمام راستے اختیار کرنے کے خطرات سے بھی آگاہ کردیا ہے۔ اب کسی کیل ئے کسی قسم کے جواب کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

اب مشرکین کے پاس بے بنیاد گمان کے علاوہ ان کے شرک کی کوئی اور دلیل باقی نہیں رہ گئی۔ اور اگر وہ خدا کے بتائے ہوئے رستے کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کریں گے تو اوہام و خیال اور علمی اور فکری محدودیت اور ہوار و ہوس کی پیروی کریں گے۔

تفسیر نور الثقلین میں ہے کہ: خداوندعالم قیامت کے دن انسان سے فرمائے گا: "آیا تو جانتا تھا یا نہیں جانتا تھا؟" اگر وہ جواب دے گا کہ "میں جانتا تھا!" تو خدا پوچھے گا کہ "تو اس پر عمل کیوں نہیں کیا؟" اور اگر وہ کہے گا کہ "میں نہیں جانتا تھا!" تو خدا سوال کرے گا: "اسے سیکھا کیوں نہیں؟" تو یہ ہے بندوں کے لئے خدا کی حجت بالغہ۔

پیام:

۱۔ یہ صرف خدا ہی ہے کہ جس کے پاس حجت بالغہ ہے اور ہم سب اس کے جواب کے لئے عاجز، یہی دست اور قصوروار! ﴿فللّٰہ الحجة البالغه﴾

۲۔ مخالفین کیلئے راہ خدا میں کسی قسم کا ابہام اور بہانہ نہیں ہے جس سے وہ کوئی دلیل قائم کرسکیں نہ تو استدلال میں نہ سابقہ حالات و واقعات میں نہ انبیاء کی صفات میں اور نہ ہی ان کے اندازِ تبلیغ میں۔ ﴿فللّٰہ الحجة البالغة﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ خدا کی مشیعت اور ارادہ یہ ہے کہ بندے آزاد اور خود مختار رہیں ﴿فلوشاء لھداکم ﴾

آیت ۱۵۰

﴿قُلْ هَلُمَّ شُهَدَائَكُمْ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللهَ حَرَّمَ هَذَا فَإِنْ شَهِدُوا فَلاَتَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلاَتَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لاَيُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴾

ترجمہ: (جن لوگوں نے ناجائز طور پر اپنے اوپر زراعت اور جانوروں کو حرام کر دیا ہے ان سے) کہہ دو کہ اگر تمہارے پاس اس بات کے گواہ ہیں کہ خدا نے حرام کیا ہے تو لے آؤ! پس اگر وہ (اس بات کی) گواہی دیں تو تم ان کے ساتھ (مل کر) گواہی نہ دینا۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور جو لوگ آخرت ایمان نہیں رکھتے اور خدا کا ہمسر اور شریک ٹھہراتے ہیں۔

چند نکات:

چونکہ اسلام خود منطق اور آزادی کا دین ہے لہٰذا وہ فی لفن سے بھی دلیل اور برہان کا مطالبہ کرتا ہے۔ پہلے کی دو آیات میں بھی اس نے پوچھا کہ: "آیا تمہارے پاس کسی کوئی اطلاع ہے جو ہمارے پاس نہیں؟" ﴿هل عندكم من علم ﴾ "
اور یہاں پر فرماتا ہے: "اگر تمہارے پاس گواہ ہیں تو لے آؤ!" ﴿هلم شهداء كم ﴾
اس آیت میں پہلے تو فرمایا: اگر ان کے پاس کوئی دلیل یا گواہ ہے تو لے آئیں! پھر فرمایا کہ! "اگر گواہی دیں بھی تو تم اسے قبول نہ کرو۔" (اس لئے کہ صداقت پر مبنی نہیں ہے۔)
"یعدلون" کا کلمہ "عدل" سے لیا گیا ہے جس کا معنی "ہم پلہ" پس ﴿بربھم یعدلون ﴾ کا معنی ہوگا "وہ خا کے لئے شریک، ہمسر اور مشابہ قرار دیتے ہیں۔" (تفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ اسلام، منطق اور دلیل کا دین ہے لہٰذا مخالفین سے بھی گواہی مانگ رہا ہے۔ ﴿هلم شهداء كم ﴾

۲۔ ہر شہادت اور گواہی قابل اعتبار نہیں ہوتی ﴿فان شهدوافلا تشهدمعهم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ خبردار! کہیں معاشرہ اور ماحول تمہیں دام اور اشتباہ میں ڈال دے۔ ﴿فان شهدوافلا تشهدمعهم ﴾

۴۔ آیات الٰہی کا منکر، عوام کا رہبر نہیں بن سکتا ﴿فلا تتبع-- ﴾

۵۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین چونکہ کفار کی خواہشات کے مطابق بنائے جاتے ہیں لہٰذا ناقابلِ عمل ہیں۔ ﴿لاتتبع اهوائهم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۵۱

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلاَتَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ مِنْ إِمْلاَقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلاَتَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلاَتَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر! ان سے) کہہ دو کہ آؤ میں وہ چیز تمہارے لئے پڑھوں جو تمہارے پروردگار نے تمہارے اوپر حرام کردی ہے۔ (وہ) یہ کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بناؤ، والدین کے ساتھ نیکی کرو، اپنی اولاد کو تنگدستی کی وجہ سے قتل نہ کرو۔ (اس لئے کہ) ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی اور برائیوں کے نزدیک نہ جاؤ۔ خواہ وہ ظاہری ہوں یا پوشیدہ۔ اور کسی جان کو کہ خدا نے جس کا قتل حرام قرار دیا ہے، قتل نہ کرو سوائے (قصاص یا دفاع وغیرہ جیسے) حق کے۔ یہی وہ باتیں ہیں جن کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اکہ عقل و خرد سے کام لو۔

ایک نکتہ:

زیر نظر آیت اور اس کے بعد کی آیت میں محرمات کے دہ گانہ اصول بیان ہوئے ہیں۔ جن کا آغاز توحید سے اور اختتام: اختلافات کے خاتمے پر ہوتا ہے۔ بقول تفسیر المیزان یہ آیت تمام ادیان کے مشترکات میں سے ہے۔ توریت (سفر خروج باب ۲۰) میں بھی اس سے ملتے جلتے احکام مذکور ہیں۔

مدینہ سے وہاں سے دو سردار حضرت رسول خدا کی خدمت مُں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے جب ان کے سامنے ان آیات کی تلاوت کی تو وہ مسلمان ہوگئے اور آپ سے مبلغ کی درخواست ک۔ حضور پاک نے مصعب بن عمر کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ اس طرح مدینہ کے لوگوں کے مسلمان ہونے کی راہیں ہموار ہوگئیں۔

پیام:

۱۔ لوگوں کو حرام چیزیں بتانا انبیاء کے فرائض میں شامل ہے۔ ﴿اتل ماحرم ﴾

۲۔ چونکہ ہر چیز میں اصل اس کا حلال ہونا ہے لہٰذا حلال کو شمار کرنے اور تلاوت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ حرام کو بیان کرنا چاہیئے۔ ﴿اتل ماحرم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ دین میں حرام کردہ چیزیں خدا کی طرف سے ہیں، پیغمبر اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہیں کرتے۔ ﴿حرم ربکم ﴾

۴۔ بُرے کاموں سے رکاوٹ، انسان کی تربیت اور ارتقاء کے لئے ہے۔ ﴿حرم ربکم ﴾

۵۔ چونکہ شرک بہت بڑا ظلم اور تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔ اسی لئے ممنوعات میں سرفہرست بیان کیا گیا ہے۔ ﴿الاتشرکوا ﴾

۶۔ توحید پرستی کے بعد والدین کے ساتھ نیکی اور خاندان کے نظام کی حفاظت کا حکم ہے۔ ﴿وبالوالدین ﴾

قرآن مجید میں چار مقامات پر والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ہر جگہ مسئلہ توحید اور شرک سے نہی کے بعد۔ ۵۴

۷۔ اس آیت میں تمام احکامات نہی کی صورت میں بیان ہوئے ہیں مگر والدین کے ساتھ نیکی کا امر کیا گیا ہے یعنی نہ صرف انہیں اپنی نظروں سے نہ گراؤ بلکہ ان کے ساتھ احسان (نیک سلوک) بھی کرو۔

۸۔ غربت کے ڈر سے اولاد کشی اور اسقاط حمل ایک جاہلانہ کام ہے، اگر خدا ہی روزی کا ضامن ہے تو پھر غربت کا خوف کیسا؟ ﴿نحن نرزقکم ﴾

۹۔ معاشرے کی اصلاح خرابیوں کا دور کرنا بھی ضروری اور روح کی اصلاح کے لئے اس سے رذالتوں کا دور کرنا بھی۔ ﴿ماظهرمن هاومابطن ﴾

۱۰۔ ایک گناہ سے آلودگی، دسرے گناہوں کی چابی ہوتی ہے، اسی لئے "فواحش" کہا ہے "فاحشہ" نہیں کہا۔

۱۱۔ بعض گناہ ایسے خطرناک ہیں کہ ان کے نزدیک بھی نہیں بھٹکنا چاہئے جیسے پیٹرول کے نزدیک آگ نہیں لائی جاسکتی۔ ﴿لاتقربوا ﴾

آیت ۱۵۲

﴿وَلاَتَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلاَّ بِالَّتِى هِىَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لاَنُكَلِّفُ نَفْسًا إِلاَّ وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى وَبِعَهْدِ اللهِ أَوْفُوا ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ ﴾ ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴾

ترجمہ: بہتر اور مفید تر انداز کے بغیر یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ۔ جب تک کہ وہ بلوغ اور رشد کی حد تک نہ پہنچ جائیں۔ اور (لین دین میں) پیمانے اور وزن کے حق کی عدالت کے ساتھ پورا کرو ہم کسی شخص کو اس کی وسعت کے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سوا تکلیف نہیں دیتے اور جب تم کوئی بات کرو (خواہ فیصلہ کی ہو خواہ گواہی دینے کی) تو عدالت کی بات کرو خواہ تمہارے قریبی شرتہ داروں کے بارے میں ہو، اللہ سے کئے ہوئے اپنے وعدے پورے کرو، یہ ایسے امور ہیں جن کی خدا نے تم کو حکم دیا ہے، شاید کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

ایک نکتہ:

خداوند تعالیٰ اپنے کام "احسن طریقے" سے انجام دیتا ہے۔ "احسن الخالقین" ۔ "احسن تقویم" "نزل احسن الحدیث" وغیرہ۔ وہ ہم سے بھی یہی چاہتا ہے کہ ہمارے کام بھی احسن طریقے سے انجام پائیں خواہ یتیموں کے مال میں دخل اندازی ہو یا مد مقابل کے ساتھ مباحثہ و مجادلہ۔ خواہ دوسرے لوگوں کی باتوں کو سُن کر ان میں اچھی باتوں کو قبول کرنا ہو یا لوگوں کی برائیوں کا بہترین انداز میں جواب دینا۔ کیونکہ ان تمام صورتوں میں لفظ "احسن" استعمال ہوا ہے۔

پیام:

۱۔ یتیموں کے حقوق کی حفاظت کے لئے بہترین رویہ اپنانا چاہیئے (التی ھی احسن) جو لوگ اقتصادی صلاحیت رکھتے ہیں اور کافی حد تک تقویٰ کے پابند ہیں ان کے علاوہ کسی کو ان کے مال کے نزدیک نہیں جانا چاہیئے۔ ﴿لاتقربوا ---- الا﴾

۲۔ جب یتیم اچھی طرح رشد اور سوجھ بوجھ کی حد تک پہنچ جائیں ان سے اپنا تسلط اٹھا لو۔ (حتی یبلغ اشدہ)

۳۔ اقتصادی نظام عدل اور قسط کی بنیادوں پر چلنا چاہیئے (ب ﴿القسط﴾ ۵۵

۴۔ اگر عدالت کا اجرا صحیح معنوں میں ممکن نہیں ہوسکتا تو امکان اور طاقت کی حد تک تو اس کا لحاظ ضرور رکھو۔ ﴿لاتکلف نفساالا وسعھا﴾

۵۔ قرآنی آیات میں خدا کے امر اور نہی انسانی طاقت سے زیادہ نہیں ہے ﴿لاتکلف نفسا الا وسعھا﴾

۶۔ فرائض کی بجا آوری کے لئے قدرت اور توانائی کا ہونا شرط ہے اور عروحرج کی نفی ہے۔ اوریہی چیز فقہ کے قوانین مرتب کرنے کے لئے کافی حد تک معاون اور کارساز ہے۔ ﴿الا وسعھا﴾

۷۔ اسلام میں فریضہ کی بجا آوری، قدرت اور توانائی کے مطابق ہے۔ جو جس قدر طاقتور ہوگا، فرائض کی بجاآوری اس کے لئے اسی قدر سنگین ہوگی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۸۔ گفتگو اور گواہی دینے میں مشفقانہ جذبات کا شکار ہو کر حق اور عدالت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ ﴿اذاقلتم فاعدلوا﴾

۹۔ عدالت ایک ضروری اصول ہے خواہ وہ رفتار مُس ہو یا گفتار مُن۔ ﴿اوفواالکیل ---- واذاقلتم فاعدلوا﴾ اسی طرح (قرار کرنے) گواہی دینے، وصیت کرنے، فیصلہ کرنے، حکم جاری کرنے، کسی پر تنقید کرنے یا کسی تعریف کرنے مُس عدل کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہیئے۔

۱۰۔ خدا کے کئے ہوئے عہد و پیماں کے وفادار رہو (جس مُس اورمر اور نواہی، نیز ضمیر اور فطرت سب داخل ہیں)

۱۱۔ رشتہ داری کے "رابطہ" کو حق اور عدل کے "ضابطہ" پر ترجیح نہ دو ﴿ولوکان ذاقربیٰ﴾

آیت ۱۵۳

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلاَتَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

ترجمہ: اور یقینا یہ (مذکورہ احکام) یہ سیدھا راستہ ہیں۔ پس تم اس راستے کی پیروی کرو۔ اور دوسرے کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں راہ خدا سے پراگندہ کردیں گے۔ یہ تمہیں خدا کا حکم ہے شاید کہ تم متقی بن جاؤ۔

چند نکات:

پیغمبر خدا نے اس آیت کی وضاحت کے لئے تصویر کشی سے کام لیا، چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ زمین پر ایک لکیر کھینچی اور فرمایا "یہ سیدھا راستہ ہے جو ایک سے زیادہ نہیں ہے" پھر اس لکیر کے دائیں بائیں کئی لکیریں کھنچیں اور فرمایا۔ "متعدد راستے ہیں جن میں سے ہر ایک کے لئے ایک نہ ایک شیطانی دعوت کرتا ہے۔" پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمایا۔ (تفسیر مراغی منقول از ابن عباس)

حضرت رسول اکرم انہی تین آیات کی بنیاد پر لوگوں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ (تفسیر فرقان)

ان آخری تین آیتوں میں تین مختلف تعبیریں بیان ہوئی ہیں، آیت ۱۵۱ میں شرک، قتل اور فحاشی سے روکا گیا ہے اور آخر میں کہا گیا ہے۔ " ﴿لعلکم تعقلون﴾ "یعنی ان امور کی بُرائی تھوڑے سے غور و فکر کرنے سے سب پر روشن ہوجاتی ہے۔ آیت ۱۵۲ میں یتیموں کے مال کی حفاظت، قسط و عدل کا پس، اور ایفائے عہد کا حکم دیا گیا ہے اور آخر میں کہا گیا ہے کہ " ﴿لعلکم تذکرون﴾ "یعنی عدالت کی اچھائی کو ہر شخص کی فطرت اور ضمیر قبول کرتے ہیں۔ صرف یاد دلانے کی

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ضرورت ہے۔ اور زیر بحث آیت میں خدائی احکام کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا آخر میں "﴿لعلکم تتقون﴾ " آیا ہے۔ کیونکہ تقویٰ نام ہی فرمان الٰہی کی اطاعت کی راہ میں قدم اٹھانے کا ہے۔

پیام:

۱۔ جس طرح "نور" ایک ہے اور "ظلمات" بہت زیادہ، اسی طرح راہ مستقیم بھی ایک ہے یعنی تمام صحیح حرکتیں اور سلیقے ایک ہی منزل مقصود تک جا پہنچاتے ہیں۔ لیکن گمراہ کن رشتے بہت زیادہ ہیں۔ ("صراط" مفرد ہے اور "سبل" جمع ہے۔)

۲۔ تمام خدائی ادیان کی اساس اور بنیاد خدا کی راہ پر چلنا اور دوسرے رستوں سے دوری اختیار کرنا ہے۔ ﴿صراطی، فاتبعوہ، ولا تتبعوا السبل﴾۵۶

۳۔ تقویٰ کے حصول کی راہ صرف یہی ہے کہ متعدد اور مختلف رستوں سے دوری اختیار کی جائے ﴿ولا تتبعوالسبل-- -- تتقون﴾۔

۴۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ شاید انسان کے رشدوکمال کے مراحل تعقل، تذکر اور تقویٰ سے عبارت ہیں۔ (جوان آخری تین آیتوں میں ذکر ہوتے ہیں۔ یعنی " ﴿لعلکم تعقلون- لعلکم تذکرون﴾ اور لعلکم تتقون۔" پہلے تعقل ہے پھر تذکر ہے اور آخر میں راہ حق کو اختیار کرنا اور دوسری راہوں سے بے اعتنائی برتنا ہے۔

آیت ۱۵۴

﴿ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ ﴾ ﴿رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴾

ترجمہ: اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو (آسمانی) کتاب دی تاکہ ہم اپنی نعمتیں اس شخص پر مکمل کریں جو اچھی طرح سمجھتا ہے اور اچھے اچھے کام کرتا ہے۔ اور (یہ کتاب) تمام مسائل کو تفصیل کے ساتھ بیان کرے اور لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا وسیلہ ہو۔ تاکہ لوگ (قیامت کے دن) اپنے پرودگار کی ملاقات پر ایمان لے آئیں۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

قرآن مجید اور توریت میں کئی طرح کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ جب کہ روایات میں ہے کہ: مسلمانوں کی سرنوشت بھی قوم بنی اسرائیل سے ملتی جلتی ہے۔ انجیل میں زیادہ زور وعظ و نصیحت پر دیا گیا ہے۔ زبور میں دعائیں بہت زیادہ ہیں۔ لیکن قوانین کے لحاظ سے توریت قرآن مجید سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ اسی لئے توریت کو "امام" بھی کہا گیا ہے جیسا کہ سورہ ہود/ ۱۷ میں: "ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما" اور زیر بحث آیت میں بھی توریت کا رحمت، ہدایت اور ہر چیز کا تفصیل سے بیان کرنے والی کتاب کے عنوان سے تعارف کرایا گیا ہے۔

پیام:

۱۔ ہر کتاب اپنے زمانے کے حساب سے کامل و مکمل ہے۔ ﴿تماما﴾

۲۔ صرف نیک لوگ اور نیک فکر رکھنے والے افراد ہی آسمانی کتابوں کے پیغامات کو لیتے اور انبیاء کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپناتے ہیں۔ ﴿علی الذی احسن﴾

۳۔ تمام انسانی ضروریات جو معنوی ارتقا کے لئے ضروری ہوتی ہیں آسمانی کتابوں میں مذکور ہیں۔ ﴿تفصیلا لکل شیء﴾ ۔)

۴۔ جو نقطہ ہمیشہ اور ہر نبی کے پیش نظر رہا "قیامت" ہے۔ ﴿لقاء ربھم﴾

آیت ۱۵۶، ۱۵۶

﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ﴾

ترجمہ: اور یہ کتاب (قرآن مجید) جسے ہم نے نازل کیا ہے برکت سے بھرپور ہے۔ لہٰذا تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو شاید کہ تم پر رحم کیا جائے۔

(اسے ہم نے اس لئے نازل کیا ہے) تاکہ تم یہ نہ کہو کہ کتاب تو بس دو ہی گروہوں (یہود و نصاریٰ) پر نازل ہوئی ہے جو ہم سے پہلے تھے اور ہم اس کے پڑھنے سے بے خبر تھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

"مبارک" اور "برکت" جیسے کلمات میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ۱۔طاقتور اور پائیدار بنیاد، ۲۔ہمیشہ کی ترقی، چنانچہ قرآن مجید میں بنیادی اور ناقابل تغیر و تبدل: محکم اور پائیدار مطالب بھی پائے جاتے ہیں اور زمانے کے گزرنے کے ساتھ اس کے اسرار سے پردے بھی اُٹھتے جاتے ہیں اور روز بروز اس کا جلوہ افروزن تر ہوتا جاتا ہے۔

"ان تقولوا" کا معنی ہے "لئلاتقولوا" یعنی تاکہ تم کوئی بات نہ کر سکو اور کسی قسم کا بہانہ نہ بنا سکو۔

"دراستہ" کا معنی تلاوت اور علم ہے۔

پیام:

۱۔ قرآن مجید صرف تھیوری کی کتاب نہیں ہے بلکہ عمل کی کتاب اور قابل اتباع ہے۔ ﴿فاتبعوه ﴾

۲۔ انسان کی سعادت کا راز دو چیزوں میں مضمر ہے۔ ۱۔ حق کی اطاعت اور ۲۔باطل سے دوری۔ ﴿فاتبعوه اتقو ﴾

۳۔ قرآن کی اتباع تو راہ کا صرف ایک حصہ ہے۔ جبکہ اس کا دوسرا حصہ پیغمبر اسلام کی نیت اور ان کے معصوم جانشینوں کے اسوہ عمل کی پیروی ہے۔ ﴿لعلکم ﴾

۴۔ خدا نے اپنی حجت لوگوں پر تمام کر دی ہے ﴿ان تقولوا ﴾

۵۔ مسلمانوں کی نشریاتی اور تبلیغی مشینری پر ملک، ہر ملت، اور ہر زبان کے لئے ہونی چاہیئے جس کہ ذریعہ سے صحیح پروگرام عالمی سطح پر نشر کئے جائیں تاکہ دنیا کے تمام لوگوں پر حجت تمام ہو جائے۔ ﴿ان تقولوا ﴾

آیت ۱۵۷

﴿أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَى مِنْهُمْ فَقَدْ جَائَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِى الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴾

ترجمہ: یا یہ کہو کہ: اگر آسمانی کتاب ہم پر نازل ہوتی تو ہم بھی یقینا ان سے زیادہ اور بہتر ہدایت پا جاتے۔ (اس بہانے کو ختم کرنے کے لئے) تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل، ہدایت اور رحمت آچکی ہے۔ پس اس شخص سے بڑھ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کر اور کون ظالم ہوگا جو آیات الٰہی کی تکذیب کرتا ہے اور اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ ہم بہت جلد ان لوگوں کو جو ہماری آیات سے روگردانی کرتے ہیں سخت عذاب کے ساتھ سزا دیں گے۔ اس لئے کہ حق کی راہ کی طرف پشت کرتے تھے۔

ایک نکتہ:

"صدف" کا معنی ہے بغیر سوچے سمجھے کسی چیز سے سخت روگردانی کرنا۔

پیام:

۱۔ قرآن، دلائل کی کتاب، ہدایت اور رحمت ہے۔ ﴿جاء کم بینة ---- وهدیً ورحمة ﴾

۲۔ آزمائش سے پہلے دعویٰ کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں لیکن جب امتحان ہوتا ہے تو سب کی صداقت آشکار ہوجاتی ہے۔ ﴿لکنا اهدیٰ----- وصدف عنها ﴾

۳۔ آسمانی کتابوں سے روگردانی، انسانیت پر بہت بڑا ظلم ہے۔ ﴿فمن اظلم ﴾

۴۔ دین حق سے بلاوجہ روگردانی کی سزا، عذاب شدید ہے۔ ﴿سوء العذاب بما کانوا---- ﴾

۵۔ انسان کی بدبختی اور شقاوت کا اصل عامل و اس کے اپنے کارنامے ہوتے ہیں۔ ﴿بما کانوا یصدفون ﴾

آیت ۱۵۸

﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلاَّ أَنْ تَأْتِيَهُمْ الْمَلاَئِكَةُ أَوْ يَأْتِیَ رَبُّکَ أَوْ يَأْتِیَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّکَ يَوْمَ يَأْتِی بَعْضُ آيَاتِ رَبِّکَ لاَيَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِی إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلْ انتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴾

ترجمہ: آیا (آیات، معجزات، بینات اور رحمتوں کے دیکھنے کے باوجود بھی) اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آئیں یا خود تیرا پروردگار ان کے پاس آئے یا تیرے رب کی بعض آیات (قیامت کی نشانیاں) آئیں؟ (آیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ) جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں (خدا کے قہر و غضب کی صورت میں) آئیں گی تو انہیں ان کا (مجبوری کے تحت لایا جانے والا) ایمان (اور توبہ) کسی کام نہیں آئے گا کیونکہ وہ اس سے پہلے ایمان نہیں لائے تھے اسی طرح

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ان لوگوں کا ایمان بھی بے کار ہوگا جنہوں نے نیکی کا کوئی کام نہیں کیا تھا۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ (قہر خداوندی کے) منتظر رہیں ہم بھی انتظار میں ہیں۔

ایک نکتہ:

سورہ بنی اسرائیل کی ۹۱ ویں آیت میں بھی کفار کی بے جا توقعات کو ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کہتے تھے: "ہم تمہارے اوپر ایمان نہیں لائیں گے مگر یہ کہ تم آسمان ہمارے سر پر گرا دو یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے پاس لے آؤ۔ اس آیت میں کفار کی اس قسم کی توقعات کو مسترد کر دیا گیا ہے۔

پیام:

۱۔ ضدی مزاج کافر: خدا کے معجزات دیکھنے کے باوجود بھی انہیں تسلیم نہیں کرتے۔ ﴿هل ينظرون ﴾

۲۔ ایمان کے بارے میں ٹال مٹول سے کام لینے کا نتیجہ شقاوت اور بدبختی ہے۔ ﴿لا ينفع نفسا ايمانها ﴾

۳۔ ایمان اور عمل اس وقت فائدہ مند ہوتے ہیں جب آزادانہ اور طبعی طور پر اختیار کئے جائیں۔ مجبوری اور خوف کے مارے ایمان یا عمل کا کوئی فائدہ نہیں۔ ﴿يوم ياتى بعض آيات ربک لا ينفع-- ﴾

آیت ۱۵۹

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴾

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا اور گروہ گروہ بن گئے (تو اے پیغمبر!) تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کی سزا، انجام اور معاملہ صرف خدا کے سپرد ہے۔ پھر وہ انہیں ان کے کرتوتوں اور کارناموں سے آگاہ کرے گا۔

پیام:

۱۔ دین کے معارف میں کوئی فرق نہیں ہے لہذا سب پر ایمان رکھنا اور عمل کرنا چاہیئے۔ (ف ﴿رقوادينهم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ مسلم معاشرے کا بٹوارہ عام طور پر دین میں ردوبدل کرنے کی وجہ سے وجود میں آتا ہے۔ ﴿فرقوا دینهم وکانو اشیعا﴾

۳۔ جو لوگ تمام اسلامی نظام کو نہیں مانتے ان کے ساتھ تعاون اور ہمکاری نہیں کرنی چاہیئے اور نہ ہی انہیں اپنا سمجھنا چاہیئے۔ ﴿لست منهم فی شیء﴾

۴۔ دین مُں فرقہ رستی اور تفرقہ بازی ایک قسم کا شرک ہے چنانچہ سورہ روم/۳۲ مُں ہے " ﴿ولا تکونوامن المشرکین من الذین فرقوادینهم﴾ "یعنی مشرکین سے نہ ہو جاؤ یعنی ان لوگوں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکروں میں تقسیم کر دیا اور فرقوں میں بٹ گئے۔ ۵۷

آیت ۱۶۰

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلاَيُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا وَهُمْ لاَيُظْلَمُونَ﴾

ترجمہ: جو شخص بھی کوئی نیکی لے آئے گا تو اس کے لئے (جزا کے طورپر) اس کا دس گنا ہیں۔ اور جو برائی لے آئے گا۔ اسے اسی مقدار کے علاوہ سزا نہیں ملے گی اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔

چند نکات:

" ﴿جاء﴾ " کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سزا اور جزا کا تعلق قیامت کی عدالت سے ہے، ورنہ بہت سے ایسے گناہ ہوتے ہیں جو یا تو توبہ کے ذریعہ مٹا دیئے جاتے ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے "یقبل التوبہ" توبہ/۱۰۴۔ شوریٰ/۲۰ اور یہ خدا کی ایک صفت یا پھر نیکی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ " ﴿یبدلالله میئاتهم حسنات﴾ " خدا ان کے گناہوں کو نیکیوں مُں بدل دیتا ہے۔(فرقان/ ۷۰) یا معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ "یفعواعن کثیر" خدا بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (شوریٰ/ ۳۰)

اسی طرح کئی ایسی نیکیاں بھی ہیں جو ریا، خودپسندی اور دوسرے گناہوں کی وجہ سے ضائع ہوجاتی ہیں۔ پس وہی عمل ہی ثواب وعقاب کا مستوجب بنے گا جو عرصہ محشر میں لایا جائے گا۔ ﴿جاء﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اگرچہ آیت کا تعلق نیک اور بد اعمال سے ہے لیکن روایات کے مطابق جو شخص نیکی کی نیت کرے گا اسے اس کا بھی ثواب ملے گا۔ (خواہ وہ نیکی نہ بھی بجا لائے) لیکن برائی کی نیت کو جب تک عملی جامہ نہیں پہنایا جاے گا اس وقت اس کی سزا کا مستوجب نہیں ہوگا، اور یہ ایک فضل خداوندی ہے۔

روایات میں ہے کہ جو شخص ہر مہینے تین روزے رکھے گا اس نے پورے مہینے کے روزے رکھے" اسی آیہ "عشر امثالھا" کی دلیل کے مطابق کہ اس کا ہر ایک روزہ دس روزوں کے برابر شمار ہوگا۔

پیام:

۱۔ اسلام کے طریقہ تربیت میں تنبیہ صرف ایک ہے اور تشویق دس گنا۔ ﴿عشرامثالھا ﴾

۲۔ تشویق کئی گناہ ہو تو یہ ظلم نہیں ہے لیکن حد سے زیادہ سزا ظلم ہے۔

۳۔ خداوندعالم جزا اور تواب میں اپنے فضل کا مظاہرہ کرتا ہے اور سزا اور عذاب میں عدل کا۔ ۵۸

۴۔ دس گنا جزا مٰن سے صرف ایک حصہ "مزدوری" ہے اور باقی نو حصے "فضل" جب کہ خود فرماتا ہے۔" ﴿فیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ ﴾ "یعنی انہیں ان کی اجرت بھی پوری ملے گی اور ساتھ ہی خدا کا مزید فضل بھی ہوگا۔ (مائدہ/ ۱۷۳)

۵۔ انسان کا عمل ہمیشہ اور ہر جگہ اس کے ساتھ ساتھ ہے ﴿جاء بالحسنة – جاء بالسیئة ﴾

۶۔ دس گنا تو اب تو ایک عمومی بات ہے ورنہ بعض اعمال ایسے بھی ہیں جنہیں بعض حالات میں بعض افراد سرانجام دیتے ہیں جن کی جزا اور ثواب سات سو گنا بلکہ بعض اوقات بے حساب بھی ہے۔

آیت ۱۶۱

﴿قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر) کہہ دیجیئے کہ میرے پروردگار نے مجھے راہ راست کی اور ثابت و استوار دین کی ہدایت کر دی ہے۔ اس ابراہیم کے آئین کی جو (باطل سے منہ موڑ کر) حق کی راہ پر گامزن تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

جس قدر اس سورت مین لفظ "قل" (کہہ) استعمال ہوا ہے اتنا قرآن مجید کی کسی اور سورت میں استعمال نہیں ہوا۔ اس خطاب کا ۴۴ مرتبہ تکرار شاید اس وجہ سے ہے کہ اس سورت میں گمراہ کن اور باطل عقائد کی تردید اور مشرکین کی ناروا اور بے جا توقعات کو بیان کرکے ان کو مسترد کیا جاچکا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ایسے مواقع پر دشمنانِ دین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت رسالتمآب خدا کی طرف سے مامور تھیا ور جو چلھ وحی ناز ہوا اسے من و عن بیان کردیں۔

۔ " ﴿قِیَمَ﴾ " اور " ﴿قیِمًّ﴾ " دونوں ایک ہی طرح کے کلمات ہیں جن کا معنی ہے سیدھا، پائیدار اور استوار دائمی اور جامع۔ یعنی ایسا دین جو لوگوں کے اس دنیا کے مادی مسائل پر بھی توجہ رکھتا ہے اور اُس جہان کے معنوی مسائل پر بھی۔

پیام:

۱۔ پیغمبرِ اسلام کے فرمودات اور ان کی تعلیمات، آپ کی ذاتی رائے کے مطابق نہیں تھیں بلکہ جو کچھ بھی تھا وحی خداوندی کا متن تھا۔ ﴿قل﴾

۲۔ پیغمبرِ خدا نہ صرف صراطِ مستقیم پر گامزن تھے بلکہ اس پر مسلط بھی تھے۔ (اس سے اچھی طرح آگاہ بھی تھے کیونکہ اس آیت میں "الی صراط مستقیم" ہے اور سورہ یس میں "علی صراط مستقیم" ہے۔

۳۔ ہدایت صرف خدا کا کام ہے، حضرت انبیاء کرام علیھم السلام بھی الٰہی ہدایت کے تحت راہ مستقیم پر گامزن ہیں۔ ﴿ھدنیٰ ربی﴾

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا راستہ بھی وہی توحید اور یگانہ پرستی کا راستہ تھا وہ مشرکانہ عقائد و افکار سے بالکل پاک اور منزہ تھے۔ ﴿حنیفا و مان من المشرکین﴾ مشرکین حضرت ابراہیم کی طرف عقائد باطلھا ر مشرکانہ افکار کو منسوب کرتے تھے۔

۵۔ بت شکنی اور سرک سے روگردانی کا کام صرف رسول اسلام ہی نے سرانجام نہیں دیا بلکہ ابراہیم بھی ایسا کر چکے تھے۔ ﴿حنیفا﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ تاریخی لحاظ سے تمام توحیدی ادیان کی اساس اور اصول ایک ہی چلے آرہے ہیں۔ اسلام وہی دین ہے جو ابراہیم کا آئینی اصول تھا اور شرک سے نفرت اور بیزاری تمام انبیاء کا کام رہا ہے۔

آیت ۱۶۲، ۱۶۳

﴿قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَاي وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لاَشَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾

ترجمہ: کہہ دو کہ یقینا میری نماز میری عبادت، میری زندگی اور میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی بات (سر تسلیم خم کرنے اور اس کی عبودیت کا اقرار کرنے) کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ ۵۹

دو نکات:

موت، زندگی کو، زندگی نُسک (عبادت) کو اور نُسک نماز کو اپنے احاطہ میں لئے ہوتی ہے۔ بنا بریں نماز تمام عبادات کا اندرونی مرکز ہے اور عبادت و نُسک زندگی کے متن میں واقع ہیں۔

اسلام کا معنی ہے امر خداوندی کے آگے سر جھکانا اور اس کی نسبت تمام انبیاء کی طرف دی گئی اور حضرت آدم اور حضرت نوح خود کو مسلمان کہتے تھے ملاحظہ ہو سورۃ احقاف آیت ۱۵۔ سورہ یونس/۷۲۔ حضرت ابراہیم نے خدا سے درخواست کی کہ انہیں مسلمان قرار دے۔ "واجعلنا مسلمین" تو پھر جناب پیغمبر اسلام کس معنی کے لحاظ سے سب سے پہلے مسلمان ہیں؟ یا تو اس معنی کے لحاظ سے کہ اپنے زمانے کے سب سے پہلے مسلمان ہیں یا چونکہ مقام اور رتبہ کی وجہ سے سب پر مقدم ہیں لہذا پہلے مسلمان ہیں۔

پیام:

۱۔ مخلص انسان اپنی "تکوینی راہ" (موت و حیات) اور "تشریعی راہ" (نماز و عبادت) صرف اور صرف خدا کے لئے سمجھتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ اگرچہ نماز جزو عبادات ہے لیکن نُسک (عبادات) کے ساتھ ساتھ اس کا علیحدہ ذکر اس کی اہمیت پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ باطل اور گمراہ کن رستوں کے مقابلہ میں اپنے موقف کو ڈٹ کر، صراحت اور پورے فخر کے ساتھ بیان کرو ﴿قل ﴾

۴۔ پیغمبر اسلام ہم سب کے لئے اسہ (نمونہ عمل) ہیں لہذا ہماری تمام زندگیا ور موت بھی انہی کی مانند خدا کے لئے ہونی چاہیئے۔

۵۔ موت اور زندگی اہم نہیں۔ اہم یہ ہے کہ خدا کے لئے اور خدا کی راہ میں ہوں۔ ﴿الله ﴾

۶۔ جو چیز خدا ے لئے ہو وہ پروان چڑھتی ہے ﴿الله رب العالمین ﴾

۷۔ ہم جس طرح نماز میں قصد قربت کرتے ہیں اسی طرح ہر ہر سانس میں اور موت اور زندگی کے ہر لمحے میں بھی ہمارا قصد قربت ہونا چاہیئے۔

۸۔ اگرچہ زندگی اور موت ہاتھوں میں نہیں ہیں لیکن انہیں رُخ دینا تو ہمارے اختیار میں ہے۔ ﴿لله ﴾

۹۔ تمام کاموں میں خلوص، امر الٰہی ہے۔ ﴿ا مرتُ ﴾

۱۰۔ رہبر کو چاہیئے کہ راستہ طے کرنے میں اور فرمان اور دعوت پر عمل کرنے میں پیش قدم ہو۔ ﴿اوّل المسلمین ﴾

آیت ۱۶۴

﴿قُلْ أَغَيْرَ اللهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَلاَتَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلاَّ عَلَيْهَا وَلاَتَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴾

ترجمہ: کہہ دو کہ آیا میں خدا کے علاوہ کوئی اور پروردگار تلاش کروں؟ حالانکہ وہ تمام چیزوں کا پروردگار ہے اور کوئی شخص جو کام بھی کرتا ہے، اسی کے ذمہ ہوتا ہے (اس کا نفع یا نقصان اسے ہی پہنچتا ہے) اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔ پھر تمہاری بازگشت تمہارے پروردگار کی طرف ہے پس وہ تمہیں اس چیز سے آگاہ کرے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عدل الٰہی کا موضوع اور یہ کہ "کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اُٹھاتا" نہ صرف اسلام میں بلکہ قرآنی تصریحات کے مطابق صحف اور ابراہیم و موسیٰ میں بھی مذکور ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: " ﴿ام لم ینبأمافی صحف موسیٰ- و ابراھیم الذی وفیّٰ- الائزر وارزة وزراخرض ﴾ ۔"یعنی کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور ابراہیم (کے صحیفوں میں بھی) جنھوں نے پورا پورا حق ادا کیا (یہ ہے کہ) کوئی شخص کسی دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ (نجم/ ۳۶ تا ۳۸)

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ "اگر کوئی شخص کسی وجہ کے بغیر دوسرے کے گناہوں کا ذمہ دار نہیں ہے تو پھر قرآن میں جو یہ ہے کہ "گمراہ اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے رہبر، اپنے پیروکاروں کے گناہوں کا بوجھ بھی اپنے اوپر اُٹھائیں گے، جب کہ ارشاد ہوتا ہے: " ﴿لیحملوا اوزارھم کا ملة یوم القیٰمة ومن اوزارالذین یضلونھم ﴾ " (نحل/ ۲۵) اس کا کیا جواب ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا بلاوجہ نہیں ہے، وہ یوں کہ گمراہ کن رہبر دوسروں کے گمراہ ہونے اور ان کے بھٹکنے کا موجب بنے ہیں، در حقیقت گناہ کا بوجھ ان کے گمراہ کرنے کا بوجھ ہوگا۔

پھر ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: "اگر کسی شخص کا عمل دوسروں کے لئے فائدہ مند نہیں ہے تو پھر عبادت میں نیابت کا یہ مسئلہ کیا ہے؟"

تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عمل کے وضعی آثار کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں ہوسکتے لیکن عمل کی جزا اور ثواب دوسروں کو "ہدیہ" دیا جاسکتا ہے۔

پیام:

۱۔ انسان کا بیدار ضمیر ایک ایسی بہترین عدالت ہے کہ جو اندرونی سوالات کے از خود جواب دیتی ہے۔ ﴿اغیراللہ ابغی ﴾

۲۔ خدا ہی ہر شے کا پروردگار ہے، اس کے علاوہ اور لوگ کون ہوتے ہیں؟ ﴿رب کل شی ء ﴾

۳۔ ہر شخص اپنے کئے کا ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔ ﴿لاتزروازرة وزر اخریٰ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ لوگوں کا کفر و شرک یا نیکی اور بُرائی، خدا کو نہ تو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان، بلکہ جو کوئی جو کچھ کرے گا اس کا نفع یا نقصان خود اسی کا دامنگیر ہوگا۔ ﴿لاتکسب کل نفس الا علیها﴾

آیت ۱۶۵

﴿وَهُوَ الَّذِی جَعَلَكُمْ خَلاَئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِی مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾

ترجمہ: اور وہ وہی خدا ہی تو ہے جس نے تمہیں زمین کے جانشین قرار دیا۔ اور تم میں سے بعض کے درجات کو دوسرے بعض پر برتری دی تاکہ تمہیں اس چیز میں آزمائے جو تمہیں عطا کی ہے، یقینا تمہارا پروردگار بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

دونکات:

سورہ انعام حمد الٰہی کے ساتھ شروع ہوئی اور اس آیت میں رحمت الٰہی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

"﴿خلائف الارض﴾ "سے مراد یا تو زمین میں خدا کے خلیفے اور جانشین ہیں یا پھر گذشتہ امتوں کے جانشین۔

پیام:

۱۔ انسان زمین میں خلیفہ اور اس کا امیر ہے اور کائنات پر حاکم ہے نا کہ کائنات کا اسیر۔ ﴿خلائف الارض﴾

۲۔ خدا کے عطئے، برتری کا معیار نہیں ہے بلکہ آزمائش کا ذریعہ ہے۔ ﴿لیبلوکم﴾

۳۔ جس کے جس قدر امکانات ہیں، اس کی اسی قدر آزمائش ہے۔ ﴿فیما اتاکم﴾

۴۔ خدا کے عطیات اور درجات دائمی نہیں بلکہ عارضی ہیں۔ اور وہ بھی آزمائش کے لئے کبھی کچھ دے کر آزمایا جاتا ہے اور کبھی لے کر)

۵۔ ہر امتحان اور آزمائش کے بعد جو ناکام ہوجاتے ہیں خدا ان کے لئے (سریع العقاب) ہے اور جو کامیاب ہو جاتے ہیں ان کے لئے ﴿غفور الرحیم﴾ ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سورہ انفال

﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴾

آیت ۱

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِطقُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِج فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾

ترجمہ۔ خداوند رحمان و رحیم کے نام کے ساتھ۔ (اے پیغمبر!) یہ لوگ آپ سے، جنگی غنیمتوں اور غیر مملوکہ املاک کے بارے میں سوال کرتے ہیں (کہ کس کی ملکیت ہیں؟) تو کہہ دیجئے کہ انفال خدا اور رسول کی ملکیت ہیں۔ پس تم خدا سے ڈرو اور اپنے اندرونی حالات کی اصلاح کرو اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان رکھتے ہو!

چند نکات:

قرآن مجید میں تقریباً ۱۳۰ مرتبہ لفظ "سوال" یا اس کے مشتقات استعمال ہوئے ہیں، اور ۱۵ مرتبہ "﴿یسئلونک ﴾" کا جملہ استعمال ہوا ہے۔

"انفال" جمع ہے "نفل" کی جس کے معنی ہیں "عطیہ" اور "اضافہ"۔ اور "نوفل" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو صاحب عطا و بخشش ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو فرزند کا عطیہ "نافلہ" کہلایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ووھبنالہ اسحق و یعقوب نافلۃ ﴾ ۔ (انبیاء/ ۷۲) فقہی اصطلاح میں مندرجہ ذیل اشیاء کو "انفال کہا جاتا ہے۔ قدرتی وسائل اور عمومی دولت، جنگی غنیمتیں، متروکہ املاک، لاوارث اموال، جنگلات، پہاڑی درے، بیشے، بنجر زمینیں ہر قسم کے معدنی ذرائع وغیرہ۔

تاریخی کتابوں میں ہے کہ جنگ بدر میں جو غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگی اس کے بارے میں مختلف سوالات ذہنوں میں گردش کرنے لگے کہ: مال غنیمت کا کیا کیا جائے؟ کسے دیا جائے کسے نہ دیا جائے؟ کن لوگوں کا حق اولیٰ بنتا ہے؟ چنانچہ اس موقع پر مال غنیمت کی تقسیم کا کام سرکار رسالت نے خود اپنے ذمہ لے لیا اور ہر ایک کا حصہ منصفانہ طور پر اسے دیا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تاکہ زمانہ جاہلیت کے فرضی امتیازی سلوک کو ختم کر دیا جائے اور مستضعفین کی حمایت اور پشت پناہی کی جائے۔ ہرچند کہ کئی لوگوں نے اس مساویانہ سلوک کو سخت ناپسند بھی کیا۔ (ملاحظہ ہو کتاب "فروغ ابدیت" جلد ۱ ص ۴۲۳)

چونکہ تقریباً تمام سورت جنگ بدر کے بارے میں ہے لہٰذا یہ آیت بھی زیادہ تر جنگی غنیمت پر نظر رکھے ہوئے ہے لیکن اس کے ساتھ مخصوص نہیں ہے (از تفسیر المیزان)

پیام:

۱۔ عمومی اموال: لوگوں کی مقدس ترین اور محبوب ترین ذات کے ہاتھوں میں ہونے چاہئیں ﴿لله والرسوله﴾

۲۔ انفال، اسلامی نظام کی پشت پناہ ہے اور اسلامی حکومت کو اقتصادی پشت پناہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ مسائل چاہے عمومی ہوں یا اقتصادی ان کے بیان کرنے کا اصل مرجع الٰہی رہبر ہی ہے۔ ﴿یسئلونک- قل﴾ ۱

۴۔ اسلام کے پاس تو جنگلوں اور بیابانوں تک کے لئے قانون بھی ہیں۔

۵۔ حضرت رسول خدا کے تمام مصرف، اہداف الٰہی کی روشنی میں ہوتے ہیں ﴿لله و الرسول﴾ ۲

۶۔ عمومی اموال کی حفاظت کے لئے تقویٰ اور پاکیزگی قلب کی ضرورت ہوتی ہے ﴿فاتقوا الله﴾

۷۔ اتحاد و اتفاق کی حفاظت اور لوگوں کے اندر اصلاح قائم رکھنا ہر ایک پر واجب ہے۔ ﴿اصلحوا﴾ ۳

۸۔ ایمان کا تعلق صرف دل ہی کے ساتھ نہیں ہوتا، ظاہری جلوے اور عملی اطاعت بھی ضروری ہوتی ہے ﴿اطیعوا، ان کنتم موٴمنین﴾

۹۔ مسلمان کو چاہئے کہ اخلاق، معاشرے اور سیاست میں پیش پیش ہو تاکہ کہیں بھی ناکام نہ ہو ﴿اتقوالله، اصلحوا- ذات بینکم، اطیعوا﴾

۱۰۔ صرف محاذ پر چلے جانا ہی ایمان کی نشانی نہیں ہے، جنگی غنیمت سے بے نیازی، برادری اور بھائی چارے کی حفاظت اور رہبر اور قائد کے حکم کی بجاآوری بھی لازمی شرط ہے۔ ﴿ان کنتم موٴمنین﴾

۱۱۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ محاذ پر جانے اور جان کی بازی میں تو کامیاب ہو جائیں، لیکن مال کی آزمائش، غنیمت اور انفال کی تقسیم کے موقع پر مار کھا جائیں اور ناکام ہو جائیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۲۔ محاذ جنگ میں اصل اور بنیاد ہے "حق کی باطل پر فتح" غنیمت کا تو مسئلہ ہی فرعی اور اضافی ہے۔ (انفال عفی "اضافہ" کے پیش نظر)

۱۳۔ جو معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتا ہے اسے خود بذات متقی ہونا چاہیئے۔ ﴿اتقوا اللہ واصلحوا ﴾

آیت ۲، ۳

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ صلي الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴾ ط

ترجمہ۔ صحیح بات یہ ہے کہ مومن تو درحقیقت وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل (اس کی عظمت سے) لرز جاتے ہیں، اور جب ان کے سامنے خدا کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں، اور وہ صرف اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔

وہی لوگ تو ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ کہ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (معاشرہ کے محروم لوگوں پر) خرچ کرتے ہیں،

ایک نکتہ:

جونہی عاشق کے سامنے معشوق کا نام لیا جاتا ہے تو اس کا دل تڑپ اٹھتا ہے اور اس کے غیظ و غضب کا تصور دل کو لرزا دیتا ہے اور اس کے لطف و کرم کا احساس دل کو سکون عطا کرتا ہے، یا جس طرح بچہ اپنے ماں باپ سے ڈرتا بھی ہے اور ان سے اپنا قلبی سکون بھی حاصل کرتا ہے۔

پیام:

۱۔ ایمان، عشق اور تقویٰ کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے (المومنون۔ وجلت)

۲۔ ڈرنے والا دل ہی کمالات کی بنیاد ہے، سب سے پہلے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے (وجلت) پھر ایمان میں اضافہ، نماز کے قیام اور خدا پر توکل کی باری آتی ہے ﴿ایمانا، یتوکلون، یقیمون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ ایمان کے مختلف درجات ہیں اور اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ﴿زادتھم ﴾

۴۔ قرآن پاک کی ہر ایک آیت، حجت، دلیل اور نور ہے جو ایمان کے اضافے کا موجب بن سکتی ہے ﴿زادتھم ﴾

۵۔ جس خوف کا تعلق جہالت سے ہو وہ برا ہوتا ہے، اور جس کا تعلق معرفت سے ہو قابل تحسین ہے ﴿المو ٔمنون- وجلت ﴾

۶۔ جو شخص اذان اور خدا کی آیات سننے کے باوجود بھی بے پروائی کا مظاہرہ کرے اسے اپنے ایمان کو مشکوک سمجھنا چاہیئے۔

۷۔ مومن ہمیشہ دو حالتوں کے درمیان رہتا ہے۔ خوف اور امید۔ ﴿وجلت، یتوکلون ﴾

۸۔ راہ خدا میں حلال مال اور خدا کی عطا کردہ روزی سے ہی خرچ کیا جانا چاہیئے۔ ﴿رزقناھم ﴾

۹۔ مومن اپنے مال و دولت کو خدائی عطیہ سمجھتا ہے، اپنے ہاتھوں کی کمائی نہیں جانتا۔ ﴿رزقناھم ﴾

آیت ۴

﴿أُولٰئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴾

ترجمہ۔ یہی تو حقیقی مومن ہیں، جن کے لئے ان کے پروردگار کے پاس درجات ہیں، بخشش ہے اور باعظمت اور کریمانہ روزی ہے۔

ایک نکتہ:

"کریم" رزق سے مراد ہمیشہ کی "کسی کے احسان کے بغیر" وسیع اور خالص روزی ہے۔

پیام:

۱۔ ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب اس کے ساتھ توکل، نماز، راہ خدا میں خرچ کرنا بھی جمع ہو جائیں۔ ایمان نعرے کے ساتھ نہیں عمل کے ساتھ ہوتا ہے ﴿حقا ﴾

۲۔ خداوند تعالیٰ سے درجات حاصل کرنے کا راز ایمان اور نماز میں پوشیدہ ہے ﴿لھم درجات ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ ہیں ایسے لوگ بھی جو ایک دنیوی درجے کے حصول کے لئےپوری زندگی خرچ کر دیتے ہیں لیکن الٰہی درجات سے بالکل غافل ہیں﴿درجات ﴾

۴۔ اللہ تعالیٰ کے درجے بہشت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں، اس دنیا میں بھی ہیں اور برزخ میں بھی﴿عندربھم ﴾مطلق ہے۔

۵۔ چونکہ ایمان میں کمی بیشی کا امکان ہوتا ہے لہٰذا درجات بھی گھٹتے اور بڑھتے رہتے ہیں۔

آیت ۵

﴿کَمَآ اَخۡرَجَکَ رَبُّکَ مِنۡ بَیۡتِکَ بِالۡحَقِّ وَ اِنَّ فَرِیۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لَکٰرِھُوۡنَ ﴾ لا

ترجمہ۔ جس طرح تمہارا پروردگار تمہیں (جنگ بدر کا حکم دے کر) اپنے گھر سے برحق طور پر باہر لے آیا جبکہ مومنین میں سے کچھ لوگ اس بات کو ناپسند کرتے تھے۔

ایک نکتہ:

جس طرح کہ افرادی قوت اور وسائل کی کمی کی وجہ سے محاذ جنگ پر جانا اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنا کچھ لوگوں کے لئے سخت دشوار اور بہت ہی ناگوار تھا' بدر میں جنگی غنیمتوں کی تقسیم بھی ان کے لئے ناگوار تھی اور سب کچھ ٹھیک ہو گیا، اسی طرح یہ ناگواری بھی گزر جائے گی۔ اللہ کے رسول کو تو بس اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ حقیقی مصلحت کیا ہے اور احکام خداوندی کی بجاآوری کیسے کی جاتی ہے؟ لوگوں کی ناگواری اور ناپسندیدگی تو ہمیشہ سے چلی آرہی ہے۔

پیام:

۱۔ پیغمبر اسلام کا مدینہ سے جنگ بدر کے لئے باہر نکلنا حکم خداوندی کے مطابق تھا﴿اخرجک ﴾

۲۔ محاذ جنگ میں تمام امور کا محور و مرکز قائد اور رہبر ہی ہوتا ہے، اگرچہ جہاد کے لئے کئی اور لوگ بھی باہر نکلے تھے، لیکن آیت صرف پیغمبر اکرم کے نکلنے کو بیان کر رہی ہے۔﴿اخرجک ﴾

۳۔ جنگ ترقی اور تربیت کا موجب ہوتی ہے﴿ربک ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ مدینہ، پیغمبر اکرم کا گھر ہے۔ ﴿بیتک ﴾(ہر شخص کے لئے گھر وہی ہوتا ہے جہاں وہ اپنی شخصیت کو منواتا ہے، صرف جائے پیدائش ہی گھر نہیں کہلاتی)

۵۔ مسلمانوں کے رہبر اور قائد کو اپنے فریضہ کی بجاآوری کی فکر ہونی چاہیئے، ورنہ ہر کام میں اور ہر حکم کے صادر ہونے پر کچھ نہ کچھ لوگ ناراض ہوتے ہی ہیں ﴿بالحق ﴾

۶۔ جہاد کو ناپسند کرنے سے ایمان پر کوئی اثر نہیں پڑتا بشرطیکہ اطاعت میں فرق نہ آنے پائے ﴿من المؤمنین لکارھون ﴾

۷۔ رہبر اور قائد کو اس بات کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے کہ سب لوگ اس کی بے چون وچرا اطاعت کریں گے (فریقا)

۸۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان بڑی محبت اور خلوص کے ساتھ محاذ جنگ پر جاتا ہے، لیکن آخر میں مالی مسائل اور جنگی غنائم کی وجہ سے اس کے دل میں کئی قسم کی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۹۔ جس کے پاس مال یا مالی اختیارات ہوتے ہیں، اس کے دشمن اور مخالف بھی ہوتے ہیں خواہ وہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔

آیت ۶

﴿یُجَادِ لُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَاتَبَیَّنَ کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَ هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴾ ط

ترجمہ۔ وہ لوگ حق کے بارے میں اس کے واضح ہو جانے کے بعد آپ سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں (اور اس قدر ڈر چکے ہیں) گویا یہ دیکھ رہے ہیں کہ موت کی طرف ہنکا کر لے جائے جا رہے ہیں۔

ایک نکتہ:

مسلمانوں کے ایک گروہ کا پیغمبر کے ساتھ جھگڑا جنگ بدر کے بارے میں تھا، اور وہ بھی اس بات پر کہ نہ تو کافی مقدار میں وسائل جنگ ہیں اور نہ ہی افرادی قوت۔ اور پھر یہ کہ قریش تاجروں کا مال لینے کے لئے باہر نکل رہے ہیں۔ لشکر قریش سے جنگ کرنے کے لئے نہیں۔

چنانچہ کچھ لوگ تو جنگ نہ کرنے کی باتیں کرتے تھے اور کچھ دوسرے (جیسے حضرت مقداد) کہتے تھے: "ہم حضرت موسیٰ کے اصحاب کی مانند نہیں ہیں کہ خود بیٹھ جائیں اور پیغمبر سے کہیں کہ آپ خود جا کر لڑیں۔ ہم جنگجو لوگ ہیں، آپ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جو حکم دیں گے ہم بسرو چشم بجا لائیں گے!" لیکن جو ڈرپوک لوگ جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے، حضرت رسول خدا سے لڑائی جھگڑا کرتے تھے۔

پیام:

۱۔ پیغمبر خدا کے سارے یار عادل اور آنحضرت کے مطیع امر نہیں تھے ﴿بجاد لونک ﴾

۲۔ تن پرور اور ڈرپوک لوگ جنگ سے گریز کے طور پر ہمیشہ لڑائی جھگڑے، توجیہیں، تاویلیں اور بہانے تراشا کرتے تھے۔

۳۔ اگر حوصلے پست اور دل خراب ہو جائیں تو فقط علم کافی نہیں ہوتا۔ ﴿بعد ماتبین ﴾

۴۔ حوصلہ ہار جانے والے سپاہیوں کا میدان جنگ کی طرف جانا ایسے ہے جیسے کسی تابوت کو اٹھا کر لے جایا جا رہا ہو۔ ﴿یساقون ﴾

آیت ۷

﴿وَ اِذْ یَعِدُ کُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ وَ تَوَ دُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یَّ ُحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَالْکٰفِرِیْنَ ﴾ لا

ترجمہ۔ اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب خداوند عالم تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ ان دو گروہوں (دشمن کا تجارتی قافلہ یا جنگی لشکر) میں سے ایک تمہارے لئے ہی ہو گا، اور تم اس بات کو دوست رکھتے تھے کہ غیر مسلح گروہ (تجارتی قافلہ) تمہارے قابو میں آجائے۔ جبکہ خدا چاہتا ہے کہ اپنے کلمات (اور طریقہ کار) کے ذریعہ حق کو تقویت بخشے اور کفار کی بیخ کنی کر دے۔

چند نکات:

"شوکۃ" کا لفظ "شوک" سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں کانٹے اور نیزے کی انیاں، اور "ذات الشوکۃ" سے مراد مسلح گروہ ہے جبکہ "غیر ذات الشوکۃ" سے مراد غیر مسلح تجارتی قافلہ ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ابو سفیان ایک تجارتی قافلہ لے کر سفر پر روانہ ہوا، حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی طاقت کو کمزور کرنے اور مہاجر مسلمانوں کے مال کی تلافی کے لئے جو کہ کفار مکہ نے ان سے چھین لیا تھا یا قبضہ کر لیا تھا، کچھ لوگوں کو اس تجارتی قافلے پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا، اس منصوبے کا ابو سفیان کو علم ہو گیا اور اس نے اس کی خبر مکہ والوں کو بھی پہنچا دی، چنانچہ مکہ سے تقریباً ایک ہزار کا لشکر اس ۴۰ افراد پر مشتمل تجارتی قافلے کی حفاظت کے لئے مکمل طور پر سنبھل کر اور مسلح ہو کر پہنچ گیا، مکہ اور مدینہ کے درمیان ان تینوں گروہوں (مسلمانوں، کفار کے لشکر اور تاجروں) کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے غیبی امداد کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد فرمائی، باوجودیکہ مسلمان فوجی تیاری اور جنگ کے قصد کے بغیر باہر آئے ہوئے تھے لیکن پھر بھی دشمن پر غالب آ گئے۔ مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی اور جنگ بدر ۱۷ رمضان ۲ ھ میں واقع ہوئی۔ اس جنگ میں ابوجہل اور ستر دوسرے کفار واصل جہنم ہوئے اور ستر آدمیوں کو قید کر لیا گیا، حالانکہ کفار کے لشکر کی تعداد مسلمانوں سے تین گناہ زیادہ تھی۔

پیام:

۱۔ خدائی امداد کی یادآوری، ایمان کی تقویت کا موجب ہوتی ہے ﴿واذ﴾

۲۔ حق کی باطل پر فتح، اقتصادی درآمد سے زیادہ اہم ہوتی ہے ﴿تو دون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم ... یقطع دابر الکافرین﴾

۳۔ بعض اوقات خدائی ارادے کی تکمیل مومنین کے ہاتھوں سے بھی ہوتی ہے ﴿یرید اللہ﴾

۴۔ فتح صرف افرادی قوت اور جنگی وسائل کے ذریعہ ہی حاصل نہیں ہوتی اصل اور اہم عامل ارادہ الٰہی ہے۔ ﴿یرید اللہ﴾

۵۔ انسان طبعی طور پر آرام طلب ہے۔ ﴿تودون ان غیرذات الشوکة﴾

۶۔ جہاد اسلامی کا اصل مقصد و مطلوب احقاق حق اور باطل کی بیخ کنی ہوتا ہے نہ کہ کشور کشائی اور زمینوں پر قبضہ!

۷۔ احقاق حق، اللہ اور اولیاً اللہ کے کلمات اور خدائی اوامر و قوانین کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور عزت و فتح جہاد اور فداکاری کے سایہ میں ہے، نہ کہ سیاسی مذاکرات اور مختلف سازشوں کے ذریعے۔

۸۔ کائنات میں حق کی عزت اور باطل کی ذلت کے ساتھ ہی آخری فتح حاصل ہو گی۔ ﴿یریداللہ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۸

﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ تاکہ خداوند عالم حق کو پائیدار اور باطل کو نیست و نابود کردے اگرچہ مجرمین اس بات کو ناپسند بھی کریں۔

ایک نکتہ:

یہ آیت مسلمانوں کے لئے بہترین تسلی اور دلجوئی کا باعث ہے۔

پیام:

۱۔ خداوند عالم کے وعدے کسی کے ذاتی اور مادی مفادات کے لئے نہیں بلکہ حق کے پائیدار کرنے اور باطل کی نابودی کے لئے ہوتے ہیں۔ ﴿ليحق الحق ﴾

۲۔ کافر دشمن کا اس بارے میں کیا رد عمل ہوتا ہے؟ اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے، خداوند عالم اپنے ارادے کو خود ہی عملی جامہ پہنائے گا۔ ﴿ولوكره المجرمون ﴾

آیت ۹

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴾

ترجمہ۔ اس زمانے کو یاد کرو جب تم (بدر کے میدان میں) اپنے رب سے نصرت طلبی کر رہے تھے، پس اس نے تمہاری درخواست کو قبول کیا (اور فرمایا) میں ایک دوسرے کے پیچھے آنیوالے ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد کرنے والا ہوں۔

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"مردف" کا لفظ "ارداف" سے لیا گیا ہے جو "ردیف" کے معنی میں ہے یعنی ایک دوسرے کے پیچھے ہونا گویا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی امدادیں جاری رہیں گی۔

سورہ آل عمران/ ۱۲۴ میں "ثلثة آلاف" تین ہزار فرشتوں کے ذریعہ امداد کا ذکر ہے جبکہ اس کے بعد کی آیت میں پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں کا تذکرہ ہے۔ اور شاید یہ اس لئے ہے کہ مسلمانوں کی مقاومت و پائیداری جتنا بڑھتی گئی غیبی امداد میں بھی اسی قدر اضافہ ہوتا گیا۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کفار کی تعداد کے ایک تہائی تھی، جبکہ ان کے عسکری ذرائع اور حربی وسائل بھی کفار سے بہت ہی کم تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں ذہنی آمادگی بھی نہیں تھی، اس میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اپنے رب کے حضور ان الفاظ میں دعا مانگی:

"اللهم انجزلی ما وعدتنی، اللهم ان تهلک هذه العصابة لاتعبد فی الارض" خداوندا! تو نے جو مجھ سے وعدہ فرمایا تھا اسے میرے لئے پورا فرما! بار الٰہا! اگر مسلمانوں کا یہ چھوٹا سا گروہ بھی شہید ہو گیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔

پیام:

۱۔ سختی اور مشکلات کے دنوں کو کبھی نہ بھلاؤ اور خداوند عالم کی نعمتوں کو کبھی فراموش نہ کرو۔ کیونکہ خداوند عالم کی نعمتوں کی یاد انسان کے شکر اس کے حوصلے کو پروان چڑھاتی ہے۔ ﴿اذ﴾

۲۔ محاذ جنگ میں موجود مجاہدین کی دعا اور ان کا استغاثہ موثر ہوتا ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں ﴿تستغيثون - فاستجاب﴾

۳۔ انسانی زندگی میں فرشتے بہت ہی موثر ہوتے ہیں۔ ﴿ممدكم﴾

۴۔ دعا، قبولیت کی کنجی ہے ﴿تستغيثون... فاستجاب﴾

۵۔ اللہ اگر چاہے تو دعا مانگے بغیر بھی عطا کر سکتا ہے، لیکن دعا، الٰہی تربیت کا ایک راستہ ہے ﴿ربكم﴾

۶۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے غیبی امداد اس وقت آتی ہے جب ہم بھی ان اسباب کو کام میں لائیں جو اللہ نے ہمیں ظاہری طور پر عطا فرمائے ہیں۔ ﴿ممد كم﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۰

﴿وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَ لِتَطْمَئِنَّ بِه قُلُوْبُكُمْ ط وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِاللّٰهِط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس (فتح اور فرشتوں کے نزول) کو اور کچھ بھی قرار نہیں دیا سوائے اس کے کہ تمہارے لئے خوشخبری ہو اور یہ کہ تمہارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو جائے۔ اور نصرت وکامیابی خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف سے نہیں ہوتی، یقیناً خداوند عالم غالب (اور) حکمت والا ہے۔

چند نکات:

قرآن مجید میں مومنین کے لئے امداد کرنے والے فرشتوں کا بارہا تذکرہ ہوا ہے۔ حتی کہ جب مومن کی روح قبض ہو رہی ہوتی ہے اور جان نکل رہی ہوتی ہے تو اس وقت بھی خداوند کریم فرشتے کو بھیجتا ہے تاکہ وہ مومن کے دل کی ڈھارس بن سکے اور حق کے کلمات اس کی زبان پر جاری کرائے اور اسے شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھے۔

خداوند عالم کی تخلیق و آفرینش میں القاٗ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو خدا کے فرشتوں کی طرف سے جو مومن لوگوں کے دلوں میں سکون و اطمینان کا القاٗ کرتے ہیں۔ جب کہ خداوند عالم فرماتا ہے: "﴿اذیوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب﴾ " خداوند عالم فرشتوں کی طرف وحی کرتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس تم مومنین کو ثابت قدم رکھو، میں کفار کے دلوں میں خوف اور وحشت ڈال دوں گا (انفال/۱۲)۔ اور ایک القاٗ شیطان کی طرف سے خوف اور وحشت کی صورت میں ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: "﴿ذٰلکم الشیطان یخوف اولیائہ﴾ " یہ تو شیطان ہی ہے جو اپنے پیروکاروں کو ڈراتا ہے (آل عمران/۱۷۴)

پیام:

۱۔ امداد کرنے والے فرشتے، مومنین کا حوصلہ بڑھانے کے لئے آئے تھے، کفار کو ہلاک کرنے کے لئے نہیں آئے تھے۔ (کیونکہ تاریخی نکتہ نظر سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جنگ بدر میں کون کافر کس مسلمان مجاہد کی تیغ کا لقمہ بنا ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ جنگ بدر کے مقتولین کی زیادہ تعداد علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھوں فی النار ہوئی۔﴿وما جعله الله الابشرىٰ﴾

۲۔ اگر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی تو اس میں نہ تو ان کی جنگی چالوں اور وسائل حرب کی وجہ سے ہوئی اور نہ ہی فرشتوں کی وجہ سے بلکہ صرف اور صرف خداوند متعال کی جانب سے ہی ہوئی﴿وما النصر الامن عندالله...﴾

۳۔ فتح و کامرانی نہ تو افرادی قوت سے حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی جنگی سازو سامان سے، بلکہ اس کا دارومدار رب العزت کی مرضی اور منشا پر ہے ۴﴿وما النصر الامن عند الله﴾

۴۔ خدا کی امداد اس کی حکمت کی بنیادوں پر ہوتی ہے﴿حکیم﴾

آیت ۱۱

﴿اِذْيُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَ كُمْ بِه وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ﴾ ط

ترجمہ۔ اس زمانے کو یاد کرو جب خداوند عالم نے اپنی طرف سے امن و سکون کی خاطر تم پر مختصر سی نیند مسلط کردی اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ اس سے تمہیں پاک کردے اور تم سے شیطان (کے وسوسوں) کی پلیدی کو دور کر دے، تمہارے دلوں کو محکم کرے اور تمہیں ثابت قدم رکھے۔

ایک نکتہ:

جنگ بدر میں ابتدا میں پانی کے تمام کنویں دشمن کے قبضے میں تھے، جس کی وجہ سے مسلمان سخت تزلزل کا شکار ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے مینہ برسایا جس سے وہ نہال نہال ہوگئے، ان کے پاؤں کی ریت بھی جم کر سخت ہو گئی کہ لڑائی کے موقع پر ان کے پاؤں پھسلنے سے بچ گئے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ثبات قدم سے استقامت، ثابت قدمی اور پائیداری مراد ہو۔ نہ کہ بارش والی زمین پر ان کے پاؤں کا استحکام۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ جنگ میں ہلکی سی نیند بھی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے کہ اس سے ایک تو تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی دشمن کو شب خون مارنے کا موقع بھی نہیں مل پاتا ﴿النعاس امنۃ ﴾

۲۔ اگر خدا چاہے تو انسان کثیر تعداد میں مسلح دشمن کی موجودگی میں بھی سکون کی نیند سو سکتا ہے۔ اگر وہ نہ چاہے تو بہترین باغات میں بھی نیند نہ آئے اور اگر آئے بھی تو سکون کی نہ ہو ﴿النعاس امنۃ ﴾

۳۔ اگر مومن اور صابر رہو تو خداوند عالم تمام عوامل فطرت اور اسباب طبیعت تمہارے اختیار میں دے دے اور تمہارے مفاد میں چلا دے ﴿ینزل علیکم... ﴾

۴۔ محاذ جنگ میں طبعی عوامل مثلاً ہوا، بارش، نیند وغیرہ کو اتفاقی امور نہیں سمجھنا چاہیئے۔

۵۔ مسلمان مجاہد کو صاف ستھرا اور پاک و پاکیزہ ہونا چاہیئے اور اس کے حوصلے بھی بلند ہونے چاہئیں۔ ﴿لیطھرکم... لیربط علی قلوبکم ﴾

آیت ۱۲

﴿اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْاط سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ بَنَانٍ ﴾ ط

ترجمہ۔ اس زمانے کو بھی خاطر میں لے آؤ کہ جب تمہارے رب نے فرشتوں کی طرف وحی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس تم مومن لوگوں کو ثابت قدم رکھو، اور میں بہت جلد کفار کے دلوں میں رعب اور ڈر ڈال دوں گا پس تم ان کی گردنوں کے اوپر کو مارو اور ان کی انگلیوں کو کاٹ ڈالو (تاکہ ہتھیار نہ اٹھا سکیں)

دو نکات:

"بنان" جمع ہے "بنانہ" کی، جس کے معنی ہیں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے سرے یا خود انگلیاں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ بھی ممکن ہے کہ "﴿فوق الاعناق﴾ " سے مراد کفار کے سرکردہ اور معروف سردار اور سربراہوں جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ھوتا ہے: " ﴿فقاتلو ائمة الکفر﴾ "کفر کے سربراہوں کے ساتھ جنگ کرو (توبہ/۱۲) یعنی دشمن کے سرداروں اور سربراہوں کو ٹھکانے لگانا چاہئے۔ (از تفسیر فرقان)

پیام:

۱۔ خداوند عالم اہل ایمان پر سکون و اطمینان نازل فرماتا ہے جبکہ کفار کے دلوں میں رعب ڈال کر انہیں وحشت زدہ کر دیتا ہے۔ ﴿فثبتوا... سالقی﴾

۲۔ دل خدا کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور ان کا سکون یا اضطراب بھی اسی کی طرف سے ہوتا ہے ﴿سالقی﴾

۳۔ خداوند عالم، مومنین کی حمایت اور ہدایت کا کام بعض اوقات فرشتوں سے بھی لیتا ہے۔ ﴿الی الملائکة﴾

۴۔ خدا نے استقامت اور پائیداری کے لئے تشویق و ترغیب کا کام فرشتوں کے ذریعہ قرار دیا ہے، لیکن کافروں کے دلوں میں رعب و وحشت کا کام اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ ﴿فثبتوا... سالقی﴾

۵۔ فرشتے از خود کسی قسم کی قدرت و طاقت کے حامل نہیں ہیں، ان کے پاس جو بھی قدرت و طاقت ہے وہ سب لطف و حمایت پروردگار کی مرہون منت ہے۔ ﴿انی معکم فثبتوا﴾۔

۶۔ میدان جنگ میں اپنی رزمی توانائیوں سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ، اور حساس مقامات پر ضربیں لگاؤ ﴿فوق الاعناق... کل بنان﴾

۷۔ فقط وسائل اور توانائی آرام و سکون کا موجب نہیں ہیں، اس لئے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کو عددی قلت کے باوجود آرام و سکون نصیب ہوا (اور وہ بھی ایک مختصر سی نیند کے ساتھ) جبکہ دشمن کثیر تعداد میں اور ہر طرح سے منظم ہونے کے باوجود ہیبناک اور مرعوب ہو گیا ﴿امنة... الرعب﴾

آیت ۱۳، ۱۴

﴿ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْهُ وَ اَنَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

(دشمن کے سروں اور انگلیوں کے پوروں پر مارنے کا) یہ حکم اس لئے تھا کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کے مقابلے میں سرکشی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کے ساتھ الجھتا اور ان کی مخالفت کرتا ہے تو یقینا خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ تمہی تو ہو، پس اسے چکھو اور کافروں کے لئے (بہت سخت سزا) جہنم کا عذاب ہے۔

پیام:

۱۔ رسول خدا کی مخالفت، خدا کی مخالفت ہے ﴿شاقوا الله و رسوله﴾

۲۔ خداوند عالم کا ازل سے یہی شیوہ چلا آرہا ہے کہ جو بھی حق کے ساتھ الجھے گا، نیست و نابود ہوجائے گا ﴿ومن يشاقق﴾

۳۔ خدا کا قہر و غضب، سرکش عناصر کی سرکشی کا نتیجہ ہوتا ہے کسی پر بے وجہ عذاب نازل نہیں ہوتا۔ ﴿ذالک بانهم...﴾

۴۔ کفار دنیا میں بھی خدائی انتقام اور ہلاکت کا شکار ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی میں جکڑے جائیں گے (عذاب النار)" ﴿فوق الاعناق﴾

آیت ۱۵

﴿يَا يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذْا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَ لُّوْ هُمُ الْاَدْبَارَ﴾

ترجمہ۔ اے ایماندارو! جب کافروں کے ساتھ تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے کہ وہ میدان جنگ میں انبوہ کی صورت میں تم پر حملہ آور ہو جائیں تو تم انہیں پیٹھ دکھا کر بھاگ نہ جانا۔

ایک نکتہ:

"زحف" کے معنی ہیں گھٹنوں یا سرین کے بل زمین پر گھسٹنا، ایک انبوہ اور جرار لشکر کی حرکت کو اس لئے "زحف" کہتے ہیں کہ وہ دور سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر گھستا چلا آرہا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام

۱۔ جنگ سے فرار حرام ہے۔ ﴿لاتولو هم ﴾

۲۔ میدان جنگ میں دشمن کی عددی کثرت، میدان سے فرار کرنے کو جائز نہیں بنا دیتی (﴿زحفا-لاتولو هم ﴾

۳۔ اس وقت فرار حرام ہے جب میدان میں دونوں فریق تیار ہو کر آئیں اور جنگ میں ایک دوسرے کے ساتھ مصروف ہو جائیں۔ لیکن اگر دشمن مسلح ہو کر شب خون مارے اور مسلمان اس وقت نہتے اور بے خبر ہوں تو پھر ایسی صورت میں ان کے لئے عقب نشینی اختیار کر لینے میں کوئی حرج نہیں ۵ ﴿لقیتم ﴾

۴۔ اسلامی جنگیں مکتب اور مذہب کے لئے لڑی جاتی ہیں جن کا استعمار و استثمار اور ہوا و ہوس وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ﴿الذین امنوا – الذین کفروا ﴾

۵۔ دین اور اس کے رہبر و رہنما پر ہزاروں جانیں قربان! ایک روایت کے مطابق حضرت امام رضا علیہ السلام نے میدان جنگ سے فرار کی حرمت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ: "فرار، رہبر برحق کی توہین، دشمن کے جری ہونے اور مذہب کے مٹنے کا موجب ہوتا ہے" ۵- (تفسیر نورالثقلین)

۶۔ میدان جنگ سے فرار نامردی پر دلالت کرتا ہے، قرآن مجید نے بھی "دبر' اور "ادبار" کے جیسے الفاظ استعمال کرکے دشمن کو پیٹھ دکھانے کو توہین آمیز انداز میں ذکر کیا ہے ﴿الادبار ﴾

آیت ۱۶

﴿وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْ وٰهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴾

ترجمہ۔ اور ان لوگوں کے علاوہ جو جنگی ساز و سامان کے لئے دوبارہ واپس جاتے ہیں یا جو لوگ دوسرے گروہ کی مدد کو جاتے ہیں کوئی اور شخص جنگ کے دن دشمن کو پیٹھ دکھائے گا تو وہ خداوند عالم کے غیظ و غضب کا شکار ہو جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور جہنم بہت بری جگہ ہے۔

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت میں بتایا گیا ہے کہ میدان جنگ سے بھاگ جانا حرام ہے سوائے دو موقعوں کے۔ ایک تو جنگی تکنیک کے تحت ایک جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ پر جاگزین ہونا اور دوسرے اپنی جگہ سے فرار کرکے مسلمانوں کے دوسرے گروہ سے جا ملنا اور وہاں سے دشمن پریکبارگی حملہ کرنا۔ البتہ تفسیر کی بعض دوسری کتابوں میں کچھ اور مواقع بھی ذکر ہوئے ہیں مثلاً مسلمانوں تک اطلاع پہنچانے کے لئے فرار کرنا یا موجودہ مورچے سے زیادہ اہم کسی اور مورچے کی حفاظت کرنے کے لئے دوڑ لگانا، (تفسیر فی ظلال القرآن) لیکن یہ سب اسی مذکورہ پہلی قسم کا مصداق ہیں۔

"متحرفا" کے معنی ہیں تکنیکی بنیادوں پر دشمن کو زچ کرکے اور دھوکہ دے کر پھر اس کو کاری ضرب لگانے کے لئے خود کو ایک طرف کر لینا۔

"متحیزا" جب مجاہد کو تنہائی اور دشمن سے مقابلے کی ناتوانی کا احساس ہونے لگے تو اس وقت دوسرے مجاہد گروہ کے ساتھ جا ملنا اور اس کے پہلو بہ پہلو دشمن کی طرف آگے بڑھنا۔

پیام:

۱۔ میدان جنگ سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور خدا نے اس پر اپنے قہر و غضب اور عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ ٦ (باء لغضب)

۲۔ تکنیکی بنیادوں پر پیچھے ہٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ﴿متحرفا﴾

۳۔ جنگ میں دشمن کو دھوکہ دینا جائز ہے ﴿متحرفا﴾

۴۔ صرف محاذ جنگ پر چلے جانا ہی اہم نہیں ہے وہاں سے فرار نہ کرنا بھی اہم ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ میدان جنگ میں تو تشریف لے جاتے ہیں لیکن وہاں علم چھوڑ کر واپسی پر جہنم کا پروانہ اپنے ساتھ لے آتے ہیں۔

۵۔ یقیناً فتح و نصرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن فوجی فنون اور تکنیک اور جنگی سیاست بھی ضروری ہوتی ہے، (متحرفا لقتال اور متحیزا)

۶۔ تبصرہ کرتے اور نتیجہ نکالتے وقت سب کو متہم نہ کرو اور نہ ہی جلدی میں فیصلہ دے دیا کرو، ہو سکتا ہے کہ کسی کے عمل کی تبدیلی کسی خاص نقشے اور تکنیک کے ماتحت ہو ﴿متحرفا﴾

۷۔ جنگ کے میدان سے فرار دنیا میں ذلت کا اور آخرت میں عذاب کا موجب ہے ﴿بغضب --جهنم﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۸۔ محاذ جنگ سے بھاگ جانے والوں کی پناہ گاہ سیدھی، جہنم ہے ﴿ماواہ جھنم ﴾

۹۔ میدان جنگ کے بھگوڑے اللہ کے ایسے غضب شدہ لوگ ہوتے ہیں جن سے ہم ہر نماز میں برائت طلب کرتے ہیں۔ یا بہ الفاظ دیگر ان سے تبرا کرتے ہیں (بغضب) سورہ فاتحہ میں ہے "﴿غیرالمغضوب علیھم ﴾"۔

۱۰۔ نامراد بھگوڑوں کا انجام بہت ہی برا ہوتا ہے ﴿بئس المصیر ﴾

آیت ۱۷

﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْ هُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰيج وَ لِيُبْلِىَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًاط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

ترجمہ۔ تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا ہے۔ (اے پیغمبر!) جب تم تیر پھینک رہے تھے، تم نہیں پھینک رہے تھے بلکہ خدا نے پھینکا تھا (تاکہ کافروں کو مرعوب کرے) اور تاکہ مومنین کو اپنی طرف سے اچھے طریقے سے آزمائے۔ کیونکہ اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

پیام:

۱۔ تگ و دو اور سعی و کوشش تو انسان کی طرف سے ہوتی ہے لیکن اسے اثر خداوند متعال عطا فرماتا ہے ﴿قتلھم ولکن اللہ قتلھم ﴾

۲۔ غرور و تکبر، کامیابی کی آفات ہیں جس سے بچنا انتہائی ضروری ہے ﴿ولکن اللہ قتلھم ﴾

۳۔ کام چونکہ انسان کے اپنے اختیار کے ساتھ اسی سے سرزد ہوتا ہے لہٰذا اسی کی طرف اسے نسبت دی جاتی ہے لیکن چونکہ کام اس کی طاقت اور اثر خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور وہی اس کا حوصلہ اور قوت عطا کرتا ہے اسی لئے خدا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ ﴿مارمیت...ولکن اللہ رمیٰ ﴾

۴۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کو ملنے والی فتح و نصرت خداوند عالم کے ارادہ اور امداد سے تھی اور وہ بھی صرف مادی طاقت اور فوجی فارمولوں کے ساتھ نہیں، ورنہ دو گھوڑوں پر مشتمل مختصر سا لشکر ایک منظم اور آراستہ فوج پر جو سو گھوڑوں پر مشتمل ہو کیونکر غالب آسکتا تھا؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ جنگیں اللہ تعالیٰ کی آزمائش و امتحان کے وسائل میں سے ایک ہوتی ہیں، جن سے ایمانداروں اور بے ایمانوں کی لیاقت، آمادگی، استعداد اور پائیداری کا پتہ چل جاتا ہے۔ ﴿بلآء حسنا ﴾

آیت ۱۸

﴿ذٰلِكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِالْكٰفِرِيْنَ ﴾

ترجمہ۔ یہ (جنگ بدر میں تم پر خدا کی مہربانی تھی) اور اللہ تعالیٰ یقیناً کافروں کی چالوں کو ناکام کر دینے والا ہے۔

ایک نکتہ:

"ذالکم" کے ساتھ جنگ میں مسلمانوں کی کیفیت اور آسمان و زمین سے الٰہی امداد، پیغمبر اکرم کے نیزہ پھینکنے اور اس قسم کی دوسری مہربانیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، گویا یوں کہا جا رہا ہے " ﴿ذالکم لطف اللہ علیکم ﴾ "

پیام:

۱۔ اگر تم محاذ جنگ میں اپنے فریضہ پر عمل کرو گے اور الٰہی رہبر کی اطاعت کرو گے تو خداوند عالم بھی تمہارے خلاف دشمن کے ہر قسم کے نقشوں کو ناکام بنا دے گا۔ ﴿موھن کید الکٰفرین ﴾

(معلوم ہونا چاہئے کہ دشمن کے دل میں رعب پڑنا، ان کے رازوں کا فاش ہونا، ان کے درمیان تفرقہ کا پیدا ہو جانا، طوفان اور رعد و برق کا انہیں اپنی لپیٹ میں لے لینا دشمن کے نقشوں کی ناکامی ہی ہے)

آیت ۱۹

﴿اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْج وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْج وَ لَنْ تُغْنِىَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

ترجمہ۔ اگر تم (اے کفار) اسلام کی فتح و کامرانی کے انتظار میں تھے تو وہ فتح و کامرانی تمہارے پاس آچکی (اور اسلام کی حقانیت آشکار ہو چکی) ہے۔ اور اگر تم گمراہی اور باطل سے باز آجاؤ تو یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر (اپنے کفر و

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عناد کی طرف) پلٹ جاؤ تو ہم بھی (تمہارے بارے اپنے قہر و غضب کی حالت میں) پلٹ جائیں گے۔ اور تمہارا گروہ خواہ کتنا ہی کثیر تعداد میں ہو تمہارے کچھ کام نہیں آئے گا۔ کیونکہ یقینی طور پر اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

ایک نکتہ:

یہ بھی ممکن ہے کہ اس آیت کا خطاب جنگ بدر میں شکست خوردہ کفار کے ساتھ بھی ہو اور ان مسلمانوں کے ساتھ بھی جو مال غنیمت کی تقسیم پر اختلاف رکھتے تھے۔ پہلے نظریئے کی تائید سابقہ آیت سے ہوتی ہے جس کا اسی آیت کے ساتھ تعلق ہے۔ " ﴿موھن کیدالکافرین- ان تستفتحوا--- ﴾ "

اسی طرح مشرکین کے سردار ابوجہل کی وہ باتیں بھی اس کی موید ہیں جب اس نے جنگ کے لئے مکہ سے باہر آتے ہوئے خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر کہا تھا: "خدایا! ان دونوں گروہوں میں سے جو زیادہ ہدایت یافتہ ہے تو اس کو فتح و کامرانی عطا فرما! "اس لئے کہ اسے اپنی فتح پر یقین تھا لیکن شکست کھا گیا۔

اگر مسلمانوں سے خطاب ہو تو اس فتح کے بعد یہ ان کے لئے بہت بڑی تنبیہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات سے باز رہیں۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ ایسی گستاخی کی تو خداوند عالم کا فضل و کرم ان سے پلٹا لیا جائے گا۔ دشمن کے مقابلے میں ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی اور وہ شکست سے دوچار ہوتے رہیں گے۔ (البتہ پہلا معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے)

پیام:

۱۔ اللہ کا قہر و غضب یا لطف و کرم ہمارے اپنے انتخاب اور کارناموں سے وابستہ ہے ﴿ان تفتھوا- ان تعودوا ﴾

۲۔ خداوند عالم نے اتمام حجت کردی ہے اور ہر قسم کے حیلے بہانوں کے رستے بند کر دیئے ہیں۔ ﴿فقد جاء کم الفتح ﴾

۳۔ تشویق و ترغیب اور تنبیہ و انتباہ کو ساتھ ساتھ ہونا چاہیئے ﴿خیر لکم- ان تعودوا نعد ﴾

۴۔ خلاف ورزیوں کا تدارک کرنا چاہیئے اور بات دوٹوک کرنی چاہیئے ﴿ان تعودوا نعد ﴾

۵۔ خدا کے قہر و غضب کے آگے عددی برتری افرادی کثرت کا کوئی بس نہیں چل سکتا ﴿لن تغنی ﴾

۶۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے ﴿مع المؤمنین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۰، ۲۱

﴿یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ صلي وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو! اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرو اور اب جبکہ اس کی باتوں کو سنتے ہو تو اس سے روگردانی نہ کرو۔

اور ان لوگوں کی مانند نہ بنو جو کہتے ہیں کہ "ہم نے سن لیا" درحقیقت وہ نہیں سن رہے ہوتے۔

ایک نکتہ:

پورے قرآن میں جہاں اللہ تعالٰی کی اطاعت کا حکم ہو وہاں اس کے رسول کی اطاعت کا حکم بھی مذکور ہے اور گیارہ مقامات پر "اتقوا اللہ" کے بعد "اطیعون" کا جملہ مذکور ہے۔ اور اس آیت میں اگرچہ خدا اور رسول "دونوں کی اطاعت کا ذکر ہے لیکن صرف رسول پاک کے فرمان کی سرپیچی سے منع کیا گیا ہے نہ کہ خدا اور رسول کے فرمان کی سرپیچی سے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے (خدا کی نہیں) رسول کی اطاعت مشکل تھی اور وہ بھی خصوصی طور پر جنگ بدر میں اور فوجی مسائل کے بارے میں آنحضرت کے فرامین کی اتباع اور بھی مشکل تھی۔

پیام:

۱۔ نظام برحق کو بحال رکھنے کے لئے لوگوں کو ہمیشہ خدائی رہبری کی اطاعت کی تاکید کرتے رہنا چاہیئے ﴿اطیعوا اللہ و رسولہ ﴾

۲۔ پیغمبر کی عدم اطاعت یا ان کی نافرمانی درحقیقت خدا کی نافرمانی ہے ﴿ولا تولوا عنہ ﴾ ہے "عنھما" نہیں ہے۔

۳۔ سننا اور سمجھنا، ذمہ داری کا موجب بن جاتا ہے ﴿تسمعون ﴾

۴۔ دور سابق میں خلاف ورزی کرنے والوں کے حالات سننا اور ان سے آگاہ ہونا عبرت کا موجب ہوتا ہے ﴿ولاتکونوا کالذین... ﴾

۵۔ قائد اور رہبر کی اطاعت صدق دل سے کرو، صرف "ہم نے سن لیا ہے" کہہ کر جان نہ چھڑاؤ ﴿ولاتکونوا... ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۲

﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَاللهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ یقیناً اللہ کے نزدیک بدترین چلنے والے وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

دو نکات:

"صم" جمع ہے "اصم" کی جس کے معنی ہیں بہرا اور "بکم" جمع ہے "ابکم" کی جس کے معنی ہیں گونگا۔

جو لوگ انبیاء علیھم اسلام کی الٰہی تربیت کو قبول نہیں کرتے اور نہ ہی حق کے آگے اپنے دل و جان کو جھکاتے ہیں، قرآن کی تعبیرات میں انہیں کہیں تو:

الف: مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے جیسے: "﴿انا لاتسمع الموتي ﴾" آپ یقینا مردوں کو نہیں سنواتے۔ (روم/۵۲)

ب: چوپایوں سے تشبیہ دی گئی ہے جیسے: "﴿يا كل كماتا كل الانعام ﴾ " ایسے کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھائیں (محمد/۱۲)

ج: چوپایوں سے بھی بدتر کہا گیا ہے، جیسے: "﴿كالانعام بل هم اضل ﴾ "چوپایوں جیسے بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں (اعراف/۱۷۹)

د: روئے زمین پر چلنے والوں میں سے بدتر بھی کہا گیا ہے جیسے: "﴿شرالدواب ﴾ "بدترین چلنے والے (انفال/۲۲)

پیام:

۱۔ انسان کی قدر و قیمت اس وجہ سے ہے کہ وہ عقل سے کام لیتا ہے، اگر ایسا نہیں کرتا تو ہر چلنے والے سے بدتر ہے ﴿شرالدواب ﴾

۲۔ کان اور زبان کا حامل ہونا اہم نہیں۔ اہم یہ ہے کہ ان اعضاً سے صحیح کام لیا جائے جس شخص کی زبان سے امر بالمعروف یا نہیں عن المنکر کا کلمہ نہیں نکلتا وہ گویا گونگا ہے۔

۳۔ دینی تعلیمات سے رخ موڑنے والے بے عقل ہیں ﴿لا يعقلون ﴾۸

آیت ۲۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَ سْمَعَهُمط وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور اگر اللہ کو ان میں کوئی اچھائی نظر آتی تو انہیں ضرور سننے والا بنا دیتا (حق بات ان کے دلوں تک پہنچاتا) اور اگر انہیں سنواتا تو بھی وہ سرکشی کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے۔

ایک نکتہ:

ضدی اور ہٹ دھرم لوگوں کی چند قسمیں ہیں۔

۱۔ کچھ تو وہ ہیں جو قرآن مجید کو سننے کے لئے تیار نہیں ہیں: "﴿لاتسمعوا لھذا القرآن ﴾ " اس قرآن کو نہ سنو۔ (فصلت/۲۶)

۲۔ کچھ وہ ہیں جو سنتے اور سمجھتے تو ہیں لیکن اس میں تحریف کرتے ہیں۔

۳۔ اور کچھ وہ ہیں جو اپنے شدید تعصب، حسد اور سنگدلی کی وجہ سے اپنے اندر تشخیص دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

پیام:

۱۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے اسباب خود اپنے اندر تلاش کرنے چاہئیں۔ ﴿فیھم ﴾

۲۔ صرف آیات قرآنی کا یاد کر لینا، نور نہیں، حق کو قبول کر لینے کا نام نور ہے ﴿ولواسمعھم لتولوا ﴾

۳۔ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی ہدایت سے کوئی مضائقہ نہیں، ضدی لوگ اپنا منہ پھیر لیتے ہیں ﴿ولوعلم...لاسمعھم ﴾

۴۔ انسان آزاد ہے اور حق کی ہر آواز کے سننے سے روگردانی کر سکتا ہے ﴿لو اسمعھم لتولوا ﴾

آیت ۲۴

﴿يٰۤاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْ اللّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْج وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِه وَ اَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اے ایماندارو! تمہیں جب بھی اللہ اور اس کا رسول اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہاری زندگی کا سبب ہے تو فوراً اس کا جواب دو۔ اور جانے رہو کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، اور یہ کہ تم کو اسی کی طرف محشور ہونا ہے۔

چند نکات:

حیات (زندگی) کی مختلف قسمیں ہیں۔

١۔ نباتاتی حیات: جیسے "﴿یحی الارض بعد موتھا﴾ " اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ (روم/١٩)

٢۔ حیوانی حیات: جیسے "﴿لمحی الموتی﴾ " اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ (روم/٥٠ فصلت/٣٩)

٣۔ فکری حیات: جیسے "﴿من کان میتا فاحییناہ﴾ "مردہ تھا ہم نے اسے زندہ کردیا (انعام/١٢٢)

۴۔ ابدی حیات: جیسے "﴿قدمت لحیاتی﴾ "کاش میں اپنی زندگی کے لئے پہلے سے کچھ بھیجتا (فجر/١۴)

جو حیات (زندگی) انبیاء کی دعوت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے وہ "حیوانی زندگی" نہیں ہے، کیونکہ وہ تو ان کی دعوت کے بغیر بھی حاصل ہے، بلکہ مراد فکری، عقلی اور معنوی زندگی ہے۔

خدا کا انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ہر جگہ پر حاضر ناظر ہے اور وہ ہر چیز کو اپنے قبضہ قدرت میں لئے ہوئے ہے۔ تمام توفیقات اسی کی طرف سے ہیں، وہ ہم سے ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ عقل اور روح کی کارکردگی بھی اسی کے دست قدرت میں ہے۔

پیام:

١۔ پیغمبر اسلام کی دعوت کی قبولیت درحقیقت خدا کی دعوت کی پذیرائی ہے (دعاکم) فرمایا ہے، "﴿دعواکم﴾ " نہیں۔

٢۔ انسان کی حقیقی حیات وزندگی تو ایمان اور عمل صالح ہی میں ہے اور انبیاء بھی اسی کی دعوت دیتے ہیں ٩ ﴿لما یحییکم﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ احکام اسلام معنوی حیات عطا کرتے ہیں، جس طرح کہ دوا یا عمل جراحی (آپریشن) زندگی دیتے ہیں۔

۴۔ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے رستوں پر چلنے سے حقیقی زندگی ملتی ہے اور ان سے ہٹ کر چلنے سے انسانیت کی موت ہے۔

۵۔ زندگی بہت قیمتی چیز ہے اور انبیاء کا راستہ انمول نعمت ہے۔

۶۔ شیعہ، سنی روایات کے مطابق "حیات طیبہ" کے مصداقوں میں سے ایک مصداق علی اور اولاد علی علیہم السلام کی ولایت کے بارے میں پیغمبر اسلام کی آواز کو سننا اور قبول کرنا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر فرقان، منقول از مناقب ترمذی)

۷۔ جس شخص کا اس بات پر ایمان ہوتا ہے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور وہ ہر چیز پر محیط ہے تو وہ انبیاء کی دعوت کو قبول کرنے سے روگردانی نہیں کرتا۔ ﴿یحول بین المرٔ و قلبه – استجیبوا﴾

۸۔ جب تک اس دنیا سے رخصت نہیں ہوئے اور تمہارے پاس فرصت بھی ہے تو حق کو قبول کر لو (اس تفسیر کی بنا پر خدا کا بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہونا، موت سے کنایہ ہے)

۹۔ خدا کا انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہونے کا ایک مصداق "محو و اثبات" کا مسئلہ بھی ہے یعنی کفر کا محو کرنا اور ایمان کا اثبات کرنا، شک اور غفلت کا محو کرنا اور یاد اور یقین کا اثبات کرنا۔ (تفسیر فرقان، اسی آیت کے ذیل میں حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام کا فرمان)

۱۰۔ مومن کو اپنے ایمان پر مغرور اور کافر کو اپنے کفر سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ دلوں کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور وہ "مقلب القلوب" (دلوں کو پھیرنے والا) ہے۔ ﴿یحول بین المرٔ و قلبه﴾

۱۱۔ تم سب کو قیامت کے دن محشور ہونا ہے، لہٰذا انبیاء الٰہی کو ان کی دعوت پر مثبت جواب دو۔ ﴿استجیبوا...الیه تحشرون﴾

آیت ۲۵

﴿وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ج وَ اعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

ترجمہ۔ اور اس فتنے سے ڈرو جو صرف تم میں سے ظالم لوگوں ہی کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا، اور جانے رہو کہ خداوند سخت عذاب دینے والا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

سابقہ آیت میں پیغمبر اسلام کی طرف سے "حیات طیبہ" کی دعوت قبول کرنے کا حکم تھا اور اس آیت میں فرماتا ہے:
"اگر تم نے اس دعوت کو قبول نہ کیا تو یاد رکھو ایسے فتنے میں گرفتار کر لئے جاؤ گے جس کی آگ سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

"فتنہ" کے کئی معنی ہیں مثلاً شرک، کفر، آزمائش، شکنجہ وغیرہ۔

سابقہ آیت میں پیغمبر اکرم کی اطاعت کا حکم تھا، اور اس آیت میں فتنے سے ڈرنے کا حکم ہے، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فتنہ: پیغمبر اسلام کی اطاعت نہ کرنے کا نام ہے۔ اور آیت کا مفہوم وہی " ﴿واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا﴾ " ہے۔ (تفسیر المیزان)

فساد اور فحاشی ایک نظام کی چھت کو گرا دیتے ہیں جس کا نقصان سب کو پہنچتا ہے جیسے بنی امیہ کے حکام کا فساد ہے، کیونکہ جب لوگوں نے پیشوائے حق کی ولایت کا انکار کر دیا تو بنی امیہ کے فساد کی زنجیروں میں صدیوں تک ذلیل و خوار ہو کر جکڑے رہے۔ ۱۰

پیام:

۱۔ معاشرہ کے افراد اپنے کاموں کے علاوہ دوسروں کے کاموں پر بھی نظر رکھیں، کیونکہ خلاف ورزی کے مضر اثرات سب کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں۔ جس طرح کہ کشتی کے پیندے میں سوراخ کر دینے سے اس میں سوار تمام لوگ ڈوب سکتے ہیں۔ ﴿لاتصيبن﴾

۲۔ نہ تو خود فتنہ برپا کرو، نہ دوسرے فتنہ پرور لوگوں کی ہاں میں ہاں ملاؤ اور نہ ہی ان کی فتنہ پردازیوں پر خاموشی اختیار کرو۔ ﴿واتقوا فتنة﴾

۳۔ فتنے سے بچنے کا مقصد اس سے ہوشیار رہنا ہے نہ کہ معاشرہ سے کٹ جانا ہے۔

۴۔ زمانے میں پیدا ہونے والے آشوب اور فتنوں میں ہوشیار رہنا چاہئے کہ کہیں تمہیں اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔ ۱۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۶

﴿وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب تم (تعداد میں) کم تھے اور (مکہ کی) زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے، تمہیں ہر وقت یہ ڈر رہتا تھا کہ (دشمن) لوگ تمہیں جلدی اچک لیں گے، پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں (مدینہ میں) پناہ دی اور اپنی مدد کے ساتھ تمہاری تائید کی اور تمہیں ہر قسم کی پاکیزہ روزی عطا فرمائی، شاید کہ تم شکرگزار بن جاؤ۔

پیام:

۱۔ ناتوانی اور کمزوری کے دنوں اور خدائی امداد کی یادآوری، خدا کے شکر، اس کے ساتھ عشق و محبت اور اس پر توکل کا سبب ہوتا ہے ﴿لعلکم تشکرون ﴾

۲۔ ناتوانی اور امداد الٰہی کے ایام کی یاد، فتنوں سے دور رہنے کا موجب ہوتی ہے ﴿واتقوا فتنة– واذکروا ﴾

۳۔ راہ حق میں افرادی قلت، کمزوری و ناتوانی اور جلاوطنی سے نہیں گھبرانا چاہیئے کیونکہ تمام باوقار انقلابی اسی راہ سے گزر چکے ہیں۔

آیت ۲۷

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور (نہ ہی) اپنی امانتوں کے ساتھ خیانت کرو، جبکہ تم جانتے ہو کہ اللہ، رسول اور امانتوں کے ساتھ خیانت نہیں کی جاتی۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس آیت کے شان نزول میں شیعہ اور سنی تفسیروں میں مذکور ہے کہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق بنی قریظہ کے یہودیوں کا محاصرہ کیا گیا تو اس دوران انہوں نے صلح کی پیشکش کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر شام چلے جائیں گے۔ لیکن آنحضرت نے ان کی اس پیشکش کو قبول نہ فرمایا بلکہ اس بارے میں مذاکرات کے لئے سعد بن معاذ کو مامور فرمایا۔

اس وقت "ابو لبابہ" نامی ایک مسلمان موجود تھا، اس کی یہودیوں کے ساتھ پرانی دوستی تھی، اس دوران اس نے اپنے گلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ سعد بن معاذ کو قبول کرنے کی صورت میں سب تہ تیغ کر دیئے جاؤ گے۔ جبرائیل علیہ اسلام نے ابو لبابہ کے اس اشارے کی حضرت رسول خدا کو خبر دی۔ ابو لبابہ بہت شرمندہ ہوا کہ اس نے تو بہت بڑی خیانت کی ہے۔ اس نے اس کے پاداش کے طور پر اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا اور سات رات دن تک کچھ نہ کھایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول فرمایا ﴿---﴾ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر صافی، تفسیر نمونہ اور دوسری تفاسیر)

اس کا ایک اور شان نزول بھی بتایا گیا ہے وہ یہ کہ جنگ بدر میں ایک مسلمان شخص نے ابو سفیان کو خط لکھا جس میں اس نے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ وآلہ وسلم کے منصوبوں سے اسے آگاہ کیا، جس کی وجہ سے ابوسفیان نے اہل مکہ سے مدد طلب کی اور ایک ہزار آدمی اس کی مدد کے لئے بدر کی جانب چل دیا۔ (تفسیر المیزان۔ تفسیر مجمع البیان)

پیام:

۱۔ بعض اوقات دشمن کے حق میں ایک اشارہ بھی خیانت میں شمار ہوتا ہے (ابو لبابہ کا واقعہ اور آیت کا شان نزول)

۲۔ خیانت فطری طور پر بھی بری اور قابل مذمت عادت ہے ﴿وانتم تعلمون﴾

۳۔ جان بوجھ کر خیانت کرنا تو اور بھی خطرناک بات ہے ﴿وانتم تعلمون﴾

۴۔ فوجی رازوں کا فاش کرنا بدترین خیانت ہے (آیت کے دوسرے شان نزول کے مطابق)

البتہ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ انفال، زکوٰۃ، خمس اور دوسرے لوگوں کے باقی اموال تمہارے ہاتھوں میں امانت ہیں۔ اسی طرح مذہب و مکتب، رہبر و قائد، قرآن مجید، اولاد، وطن کی آب و خاک سب خدائی امانتیں ہیں)

۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت اطہار علیہم السلام بھی اللہ کی طرف سے امانت ہیں۔ ۱۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ اہل، لائق، افضل اور صالح افراد کے ہوتے ہوئے نا اہل، نالائق، "مفضول" اور غیر صالح افراد کو آگے لانا اور انہیں معاشرتی اجتماعی، حکومتی اور سرکاری ذمہ داریاں سونپنا خدا، رسول اور مسلمانوں کے ساتھ بہت بڑی خیانت اور بددیانتی ہے۔

۷۔ ایک تو ہم خود بھی اپنے لئے امانت ہیں اور اس کے ساتھ یہ معاشرہ بھی ہمارے لئے امانت ہے۔ (ایک اور آیت میں ہے "تختانون انفسکم" اپنے آپ کے ساتھ خیانت کرتے ہو (بقرہ/۱۷۸)

۸۔ اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت دراصل تمہاری اپنے ساتھ خیانت ہے اور اس کا نقصان خود تمہیں پہنچے گا۔ ۱۳ (ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رہے کہ جب تک ہمیں اپنی توبہ کی قبولیت کا یقین نہ ہو جائے، اس وقت تک اپنے آپ کو مطمئن نہ سمجھیں۔) ۱۴

آیت ۲۸

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾

ترجمہ۔ جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد تمہاری آزمائش کا ذریعہ ہیں اور خدا کے نزدیک یقینا بہت بڑا اجر ہے۔

ایک نکتہ:

مال اور اولاد کے ساتھ انسان کی محبت، انسان کے لئے بہت سی لغزشوں کا سبب بن سکتی ہے، حرام کا کاروبار، دروغ گوئی، ذخیرہ اندوزی، کم فروشی، راہ خدا میں خرچ نہ کرنا، خمس و زکوٰۃ کی عدم ادائیگی، حرص و لالچ، تخریب کاری، جھوٹی قسمیں، حقوق الناس کا ضیاع غرض اس قسم کی کئی دوسری خرابیوں کی اصل جڑ مال کے ساتھ بے تحاشا محبت ہے، اسی طرح میدان جنگ سے فرار، افراد خاندان سے جدا نہ ہونا، اسی طرح کی دوسری خامیوں کا اصل سبب اولاد کے ساتھ محبت ہے۔

پس یہ سب امتحان کے اسباب و عوامل ہیں، جس طرح (سابقہ آیت کی رو سے) ابولبابہ ایک لغزش کا شکار ہو گیا تھا، تو اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ اپنے مال اور اولاد کو بچانے کے لئے دشمن کے ساتھ ہمکاری پر آمادہ ہو گیا تھا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ مال اور اولاد کے ساتھ حد سے زیادہ محبت انسان کو خیانت پر آمادہ کر دیتی ہے ﴿لاتخونوا...واعلموا---﴾ سابقہ آیت کے شان نزول کے پیش نظر ۱۵

۲۔ مال اور اولاد دو ایسے جال ہیں جو انسان کو فریب دینے کے لئے اس کی راہوں میں بچھے ہوئے ہیں جن کے بارے میں قرآن پاک نے مختلف تعبیرات کے ساتھ ان سے خبردار رہنے کو کہا ہے (فتنۃ) ۱۶

۳۔ خداوند عالم کے اجر عظیم کی طرف توجہ ہی سے انسان کے دل سے دنیا کی محبت اور خیانت جیسی لعنت سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے ﴿اجر عظیم﴾

آیت ۲۹

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّ یُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْط وَاللّٰہُ ذُوْالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾

ترجمہ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو! اگر خدا سے ڈرتے رہو گے اور اس کا تقویٰ اختیار کئے رہو گے تو خداوند عالم تمہارے لئے فرقان (حق اور باطل کی شناخت کی قوت) قرار دے گا اور تمہارے گناہوں کو چھپا دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تو بہت بڑے فضل اور بخشش والا ہے۔

چند نکات:

حق اور باطل کی شناخت کے معیار مختلف ہیں۔ مثلاً:

الف: "انبیاء اور اولیاء اللہ۔" جب کہ حدیث پیغمبر ہے"" ﴿من فارق علیا فقد فارق اللہ﴾ "جس نے علی کو چھوڑ دیا (گویا) اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔ (ملحقات احقاق الحق جلد ۴ ص ۲۶)

ب: "آسمانی کتاب" اس کی طرف رجوع کرکے حق کو باطل سے پہچانا جا سکتا ہے۔

ج: "تقویٰ" کیونکہ بے تقوائی کے ساتھ چونکہ خواہشات کے اور حب و بغض کے طوفانوں میں حقائق کا ادراک نہیں ہو سکتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

فرقان یا حق و باطل کی تشخیص، ایک خداداد حکمت اور بینش ہوتی ہے جس کا تعلق پڑھنے لکھنے اور معلومات کی فراوانی کے ساتھ نہیں ہوتا۔

"تکفیر سی ﴿ٔ﴾ ات" یا گناہوں کی پردہ پوشی اور "مغفرت" کے درمیان کیا فرق ہے؟ اس بارے میں حضرت فخر رازی فرماتے ہیں: "گناہوں کی پردہ پوشی دنیا میں ہوتی ہے اور مغفرت یعنی قہر خداوندی سے چھٹکارا آخرت میں ہوتا ہے" لیکن "تفسیر نمونہ" کے بقول: "تکفیر، گناہ کے اجتماعی، معاشرتی اور نفسیاتی آثار کے مٹانے کو کہا جاتا ہے جبکہ "مغفرت" جہنم سے نجات اور بخشش کا نام ہے"

پیام:

۱۔ تقویٰ، صحیح معرفت کا عامل (فرقان) ہے اور اسی سے انسان کی معاشرتی حیثیت اور آبرو قائم رہتی ہے۔ اور آخرت میں مغفرت نصیب ہوتی ہے ﴿یغفر لکم ﴾

۲۔ جو لوگ نفسانی خواہشات سے بچے رہتے ہیں وہ صحیح معنوں میں حق کو پہچان سکتے ہیں اور تقویٰ صحیح پہچان کا سبب ہوتا ہے۔ ۱۷

آیت ۳۰

﴿وَ اِذْیَمْکُرُبِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَط وَیَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُاللّٰهُطوَ اللّٰهُ خَیْرُالْمَاکِرِیْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر!) اس وقت کو یاد کرو جب کافر لوگ تمہارے بارے میں منصوبے بنا رہے تھے کہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر دیں یا بے گھر کر دیں، وہ تدبیریں سوچ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی تدبیریں بنا رہا تھا اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیریں بنانے والا ہے۔

دو نکات:

اس آیت میں "شب ہجرت" اور کفار کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے شیطانی منصوبوں کی طرف اشارہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرائیل علیہ اسلام کے ذریعہ اس منصوبے کا علم ہو گیا اور آپ نے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود راتوں رات غار ثور کی طرف چل دیئے اور وہاں سے مدینہ کی جانب ہجرت فرما گئے۔

آیت کے مطابق آنحضرت کے متعلق تین طرح کے منصوبے کفار کے پیش نظر تھے اور یہ مشرکین کے "دارالندوہ" میں ان کے مشترکہ اجلاس میں پیش ہوئے۔ بالآخر دوسری تجویز پاس ہوئی اور طے پایا کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک آدمی لیا جائے اور تمام افراد مل کر آپ پر حملہ کرکے آپ کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔ تاکہ اس طرح سے پیغمبر اسلام کے لواحقین کسی سے آپ کے خون کا بدلہ نہ لے سکیں۔

پیام:

۱۔ جو خطرات اللہ نے تم سے دور کئے ہیں انہیں خاطر میں لاؤ تاکہ دل کو قوت اور قلب کو سکون حاصل ہو ﴿واذیمکر ﴾

۲۔ انبیاء کی مشکلات صرف مشرکین کی دشمنی یا ہٹ دھرمی ہی نہیں ہوتی تھیں، ان کی طرف سے دھمکیاں اور شیطانی منصوبے بھی ہوا کرتے تھے۔ ﴿واذیمکربک--- ﴾

۳۔ قید، قتل اور جلاوطنی تو جباران تاریخ کا قدیم سے شیوہ چلا آرہا ہے کہ وہ حق کا مقابلہ کرنے کے لئے ایسے حربے ہی اختیار کیا کرتے تھے ﴿یثتبوک او یقتلوک--- ﴾

۴۔ انسان کے تمام افکار، خدا کے سامنے ہوتے ہیں ﴿یمکرون ویمکراللہ ﴾

۵۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب اور اپنے دوستوں کا حامی ہوتا ہے اور مکڑی کے جالے سے اشرف المخلوقات کی حفاظت کرتا ہے، تاریخ کی عظیم ترین سازش کو ناکام بناتا ہے اور تاریخ کے دھارے موڑ دیتا ہے۔

۶۔ جہاں ضروری ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو سازشوں سے آگاہ کردیتا ہے۔ جس سازش کے بارے میں دشمن چاہتا ہے کسی کو اس کا علم نہ ہونے پائے اسے ساری دنیا صدیوں تک جانتی سمجھتی رہتی ہے۔

۷۔ جو حق کے طرفداروں کے خلاف سازشیں کرتا ہے در حقیقت وہ خدا کے مقابلے میں آن کھڑا ہوتا ہے۔ ﴿یمکرون و یمکراللہ ﴾

۸۔ ضروری نہیں ہے کہ سپر طاقتیں ہمیشہ اپنے مقاصد میں کامیاب رہیں ﴿--- ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹۔ دشمن کا منصوبہ جس قدر مضبوط ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسی قدر کمزور مخلوق کے ذریعے اسے ناکام بنا دے گا ﴿---﴾ بلقیس کو ایک ہدہد کے ذریعہ دعوت پہنچتی ہے ۔ فرزند آدم ایک کوے سے سبق سیکھتا ہے ابرہہ کے اور اس کے ہاتھی سوار لشکری ابابیل کے ذریعہ نابود ہوتے ہیں، نمرود کا ایک مچھر کے ذریعہ ستیاناس ہوتا ہے، اور کفار مکہ کی سازشیں، ایک مکڑی کے ذریعہ ناکام ہوتی ہیں۔

البتہ اس بارے میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ جب شب ہجرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنی جان خوشی خوشی پیغمبر اکرم پر فدا کرنے کے لئے تیار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

"﴿ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد ﴾ " (بقرہ/۲۰۷)

آیت ۳۱

﴿وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور جب ان پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا ہے، اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس قرآن کی طرح کہہ سکتے ہیں، یہ تو پہلے لوگوں کے افسانوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔

چند نکات:

سابقہ آیت میں پیغمبر اکرم کو قتل کرنے کے بارے میں دشمن کے قتل کے منصوبے کی بات ہو رہی تھی اور اس آیت میں دشمن کی طرف سے ان کے مکتب اور قرآن کو سبک کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے۔

"اساطیر" جمع ہے "اسطورہ" کی جس کے معنی ہیں خرافاتی اور خیالی قصے کہانیاں،

بعثت سے پہلے "نضربن حارث" ایران آیا تھا اور یہاں سے اس نے رستم اور اسفندیار کے قصے یاد کر لئے تھے، جب حجاز واپس گیا تو لوگوں سے کہنے لگا: "میں بھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرح قصے کہانیاں بیان کر سکتا ہوں" (تفسیر آلوسی، مجمع البیان، فی ظلال القرآن)

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ عوام فریبی، حقارت اور سبک سمجھنا دشمن کے حربوں میں شامل ہیں۔ ﴿لو نشأ لقلنا مثل هذا ﴾

۲۔ دشمن ڈھول کا پول ہوتے ہیں وہ بلند بانگ دعوتے کرتے ہیں ﴿لقلنا مثل هذا ﴾ لیکن عملی میدان میں قرآن جیسی کتاب لانے سے عاجز ہیں۔

۳۔ قدیم الایام سے مومنین کو "قدامت پرستی" کی تہمتوں سے متہم کیا جاتا رہا ہے۔ ﴿اساطير الاولين ﴾

آیت ۳۲

﴿وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَالْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾

ترجمہ۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب انہوں نے (مخالفین نے دعا کے ہاتھ اٹھا کر) کہا: خداوندا! اگر یہ (اسلام اور قرآن) حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو پھر ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا دردناک عذاب ہم پر نازل کر،

چند نکات:

اس قسم کی نفرین یا تو ان کے شدید تعصب اور سخت ہٹ دھرمی کی بنا پر ہوتی ہے جو کہ اپنی راہوں کو حق اور اسلام کو باطل سمجھتے تھے۔ یا پھر عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کہ اپنے لئے بددعا کریں تاکہ سادہ لوح عوام کو اس بات کا احساس دلائیں کہ اسلام (نعوذباللہ) باطل ہے۔

جب میدان غدیر خم میں پیغمبر خدا نے اللہ کے حکم سے علی بن ابی طالب کو امامت کے لئے منصوب کرکے "من کنت مولاہ کے ذریعہ اس کا اعلان فرمایا تو نعمان بن حارث جو کہ ایک منافق شخص تھا، آنحصرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آکر گستاخانہ لہجے میں کہنے لگا: تونے ہمیں توحید، نبوت، جہاد، حج، روزے۔ نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہم نے قبول کیا، اب اس جوان کو بھی ہمارے لئے امام مقرر کردیا؟ اس پر آنحضرت نے فرمایا: "یہ خدا کے حکم سے تھا" اس نے غصے میں پاگل ہوکر اپنے لئے بددعا کی اور اسی آیت کے الفاظ سے اقتباس کیا۔ (الغدیر جلد اول ص ۲۳۹ تا ص ۲۶۶۔ منقول از ۳۰ علمائے اہلسنت)

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ دشمن اپنے آپ کو اہلِ حق منوانے کے لئے ہو سکتا ہے کہ اپنے اوپر لعنتیں بھی بھیجنا شروع کر دے۔

آیت ۳۳

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾

ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر!) جب تک تم ان لوگوں کے درمیان موجود ہو خدا انہیں عذاب نہیں دے گا اور جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے پھر بھی اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں ہے۔

دو نکات:

عذاب کی نفی سے مراد پیغمبر گرامی اسلام کے وجود مبارک کی وجہ سے مسلمانوں سے اس طرح کے عمومی عذاب اٹھا لئے گئے جن سے سابقہ اقوام ان سے دوچار ہوا کرتی تھیں، ورنہ انفرادی طور پر بہت سے افراد خصوصی مواقع پر عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے ہیں۔

احادیث شریفہ میں ہے کہ خداوند عالم بعض پاک دل افراد اور علمائے ربانی کی وجہ سے بھی لوگوں کے سروں سے عذاب کو ٹال دیتا ہے۔

پیام:

۱۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود گرامی اہل زمین کے لئے امان ہے ﴿وانت فيهم﴾ ۱۸

۲۔ استغفار، بلاؤں کو روک دیتی ہے۔ ﴿وهم يستغفرون﴾ ۱۸ - A

آیت ۳۴

﴿وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْآ اَوْلِيَآءَهٗ ط اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور کیوں نہ خدا انہیں عذاب میں مبتلا کرے حالانکہ وہ لوگوں کو مسجد الحرام سے روکتے ہیں جبکہ وہ اس جگہ کے سرپرست بھی نہیں ہیں، متقی اور پرہیزگار لوگوں کے علاوہ کسی اور کو وہاں کی تولیت اور سرپرستی کا حق حاصل نہیں ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

ایک نکتہ:

سابقہ آیت میں یہ بات ہو رہی تھی کہ لوگوں کے درمیان پیغمبر اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک اور ان کی استغفار کی وجہ سے قوم عاد و ثمود پر نازل ہونے والے عذابوں جیسے آسمانی عذاب اٹھا لئے گئے ہیں۔ اور اس آیت میں ان کو ملنے والے عذاب کی بات ہو رہی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہو سکتا ہے کہ اس عذاب سے مراد دنیوی عذاب اور زمین پر جنگ ہو۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایسے لوگ عذاب کے مستحق تو ہیں لیکن یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر کی وجہ سے انہیں عذاب نہیں کرتا۔ یا یہ کہ انہیں دنیا میں عذاب نہیں دیا جاتا لیکن آخرت کا عذاب ان سے کبھی نہیں ٹل سکے گا۔ (از تفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ جو لوگوں کو مسجد الحرام میں جانے سے روکتے ہیں انہیں عذاب الٰہی کا منتظر ہونا چاہیئے۔ ﴿وما لھم الا یعذبھم...
۱۹﴾

۲۔ جس گھر کی تولیت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں میں رہی ہو اور جس کی بنیادیں تقویٰ پر رکھی گئی ہوں اس کی تولیت غیر متقی افراد کے ہاتھوں میں نہیں ہونی چاہیئے۔ ﴿ان اولیائه الا المتقون ﴾

آیت ۳۵

﴿وَ مَا كَانَ صَلاَ تُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةًط فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کے پاس ان کی (دعا اور) نماز سیٹیوں اور تالیوں کے علاوہ کچھ اور نہیں تھی۔ پس تم اپنے کفر کی وجہ سے عذاب کو چکھو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

"مکاء" کے معنی ہیں سیٹی بجانا اور "تصدیہ" کے معنی ہیں تالی بجانا۔ مشرکین اس لئے سیٹیاں بجاتے تھے تاکہ خانہ کعبہ کے اندر رکھے ہوئے بتوں کو باور کرا سکیں کہ یاترا کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

پیام:

۱۔ تاریخی طور پر مذہبی مراسم، تحریف سے دوچار چلی آرہی ہیں ﴿صلوتھم...مکاء ﴾

۲۔ بعض اوقات مقدس ترین مرکز، خرافات کا بالاترین محور بن جاتا ہے۔

۳۔ اس آیت میں عذاب کا مصداق، مشرکین کی جنگ بدر میں شکست ہے۔ ﴿فذوقواالعذاب ﴾۲۰

(یاد رہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں اجلاسوں اور میٹنگوں میں صلوات پڑھنے کی بجائے تالیاں بجانا اسی دور جاہلیت کی ایک تبدیل شدہ صورت ہے جبکہ لوگ دعا و نماز کی بجائے سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے۔)

آیت ۳۶

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰھِط فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ط۵ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اِلٰی جَھَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ یقیناً جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ اپنے اموال کو اس لئے خرچ کرتے ہیں تاکہ خدا کی راہ سے (لوگوں کو) روکیں، پس وہ آئندہ بھی اس قسم کے خرچ کرتے رہیں گے (پھر ان کا یہ خرچ شدہ مال) ان کے لئے حسرت کا سبب بن جائے گا اور وہ شکست کھا جائیں گے۔ اور جو لوگ کافر ہو چکے ہیں وہ جہنم کی طرف جمع کرکے لائے جائیں گے۔

ایک نکتہ:

منقول ہے کہ یہ آیت کفار مکہ کی جنگ بدر کے لئے سرمایہ کاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے تحت انہوں نے ایک عظیم بجٹ جنگ کے لئے مخصوص کر دیا تھا، لیکن آیت کی عمومیت ان ہر قسم کی سرمایہ کاریوں کو اپنے دامن

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

میں لئے ہوئے ہے جو دین اسلام سے مقابلہ اور نبرد آزمائی کے لئے مخصوص کی جاتی ہیں۔ (جیسا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے شیطان بزرگ امریکہ نے ایران کے اسلامی انقلاب کو ختم کرنے کے لئے کئی ملین ڈالر کا بجٹ مخصوص کر لیا ہے۔ از مترجم)

پیام:

۱۔ کفار تو اپنے ناپاک مقاصد کے لئے اپنا سرمایہ خرچ کریں لیکن مسلمان اپنے مقدس دین کے مقاصد کے لئے خرچ نہ کریں اور بخل سے کام لیں، کیا تعجب کی بات نہیں ہے؟

۲۔ جو مال و دولت، باطل کی راہ میں خرچ ہو گا وہ موجب حسرت بنے گا اور جو اس قدر خرچ کر کے مومنین کے مقابلے میں آئیں گے شکست سے دوچار ہوں گے۔

۳۔ وحی کے ذریعہ پیغمبر اکرم غیب کی خبر دے رہے ہیں کہ آئندہ بھی ایسے لوگ اسلام کے خلاف سرمایہ کاری کریں گے ﴿فسينفقونها ﴾

(از مترجم۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے دور حاضر کی شیطانی سپر طاقت امریکہ "نیو ورلڈ آرڈر" کے تحت عالم اسلام کو زک پہنچانے کی غرض سے کئی ملین ڈالر خرچ کر رہی ہے، یہ اسی شیطانی منصوبے کا تسلسل ہے جس کی پیشین گوئی اس آیت میں کی گئی ہے)

۴۔ کفار کی کوششوں کی سزا صرف دنیوی شکست ہی نہیں، انہیں آخرت میں عذاب بھی ہو گا ﴿يغلبون... جهنم ﴾

۵۔ کفر، سقوط و پستی اور جہنم میں جانے کا موجب ہوتا ہے۔

۶۔ مومن چونکہ خدا کی رضا کے لئے کام کرتا ہے اور اس کی خوشنودی کی خاطر سرمایہ خرچ کرتا ہے اگر اسے بظاہر کوئی نتیجہ نہ بھی ملے پھر بھی اس پر حسرت نہیں کرتا کیونکہ خداوند عالم اسے اس کا اجر ضرور عطا کرے گا۔

۷۔ "الذین کفروا" کے جملے کا تکرار شاید اس لئے ہے کہ سرمایہ کاری کرنے والے بعض کفار بعد میں مسلمان ہو جاتے ہیں جو اپنے خرچ شدہ مال پر حسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جبکہ بعض دوسرے کافر اپنے کفر پر باقی رہتے ہیں اور جہنم کا ایندھن بنتے ہیں اور جہنم ایسے کافروں کے لئے ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۳۷

﴿لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَه عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَه جَمِيْعًا فَيَجْعَلَه فِىْ جَهَنَّمَط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ (یہ حسرت اور شکست) اس لئے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ (اس جہان اور اس جہان میں) ناپاک لوگوں کو پاک و پاکیزہ لوگوں سے جدا کردے اور ناپاک اور پلید لوگوں کو آپس میں ملادے، اور باہم یکجا کرکے انہیں جہنم میں بھیج دے، یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

ایک نکتہ:

"یرکمہ" کا کلمہ "رکم" سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں کئی چیزوں کو ایک دوسرے کے اوپر تہ بہ تہ رکھنا۔

پیام:

۱۔ باہمی تضادات، حدگیری اور حق و باطل کی جنگ کا نتیجہ ہوتا ہے کہ اس سے حوصلوں کا، مقاصد کا، اعمال کا پائیداری کا اور سازشوں کا پتہ چلتا ہے اور انسان کے جوہر کھلتے ہیں۔ ﴿ليميز الله ﴾

۲۔ حق اور باطل کے طرفداروں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا ابتدا ہی سے خدا کا کام چلا آرہا ہے ﴿ليميز الله ﴾

۳۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام ناپاک لوگوں کو جمع کرے گا اور سب کو اکٹھا واصل جہنم کرے گا ﴿فيركمه جميعا ﴾

۴۔ جگہ کی تنگی، دباؤ اور ایک دوسرے پر گرے پڑنا، جہنمیوں کی خصوصیات میں شامل ہے، اگرچہ دوزخ بہت وسیع ہے جو بھرنے میں بھی نہیں آئے گی بلکہ مسلسل "ھل من مزید" کی رٹ لگاتی رہے گی۔ اور زیادہ سے زیادہ خوراک کی طالب ہوگی لیکن دوزخی ہمیشہ دباؤ اور جگہ کی کمی کی شکایت کریں گے۔ بالکل ویسے جیسے ایک بہت بڑی دیوار ہو جس میں بہت سی میخوں کی گنجائش ہو، لیکن ہر ایک میخ تنگی میں گھٹی ہوئی ہوتی ہے۔

آیت ۳۸

﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَج وَ اِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کفار سے کہہ دیجئے کہ اگر (گمراہی اور ناشائستہ افعال سے) باز آجائیں تو ان کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اگر (اپنی سابق کارستانیوں کی طرف) پلٹ جائیں تو خدائی طریقہ کار جو گزشتہ لوگوں کے ساتھ چلا آرہا ہے ان کے بارے میں بھی جاری ہوگا۔

پیام:

۱۔ مسلمان ہونا، سابقہ گناہوں اور خلاف ورزیوں کو مٹا دیتا ہے ﴿ان ینتھوایغفِرلھم ما قد سلف ﴾۲۱

۲۔ اسلام میں ہمیشہ توبہ اور اصلاح کی راہیں کھلی ہیں اور اسلام کبھی بند گلی میں محدود نہیں ہوتا۔ ﴿ان ینتھوا ﴾

۳۔ فیصلہ کرتے وقت یہ دیکھا جائے کہ افراد کی موجودہ حالت کیا ہے؟ سابقہ حالت کو نہیں دیکھا جائے گا ﴿ان ینتھوا۔ ﴾

۴۔ تشویق کے ساتھ ساتھ دھمکی بھی ہوتی ہے ﴿ان ینتھوا، ان یعودوا ﴾

۵۔ امید کا دروازہ کھلا رکھنے سے کسی کو یہ احساس نہیں ہونا چاہیئے کہ کسی قسم کی کمزوری کی وجہ سے مجرمین کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔ ﴿ان ینتھوا ان یعودوا ﴾

۶۔ لوگوں کو سوچنے کا موقع، توبہ اور نظر ثانی کی مہلت دینی چاہیئے ﴿ان ینتھوا-- ﴾

۷۔ پہلے تشویق وترغیب اور اتمام حجت پھر دھمکی، سختی اور دباؤ ﴿ان ینتھوا، ان یعودوا ﴾

۸۔ کافر اور زندیق کی توبہ بھی قابل قبول ہے۔ ﴿قل للذین کفروا ان ینتھوا ﴾

۹۔ اسلام جنگ کا خواہاں نہیں بلکہ اصلاح طلب دین ہے ﴿ان ینتھوا یغفرلھم ﴾

۱۰۔ اللہ کے عادلانہ اور حکیمانہ قوانین ہر دور میں ہر ایک کے لئے یکساں اور ناقابل تبدیلی ہیں ﴿مضت سنت الاولین ﴾

۱۱ سابقہ امتوں میں خدائی طریقہ کار یہ رہا ہے کہ خدا نے انبیاء کو ہی غلبہ عطا فرمایا ہے۔ ۲۲

آیت ۳۹

﴿وَقَاتِلُو هُمْ حَتّٰی لَاتَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہ لِلّٰھِج فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور ان (دشمنوں) کے ساتھ اتنی جنگ کرو کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہ جائے، اور دین سارے کا سارا اللہ کا ہو جائے، پس اگر ان لوگوں نے (اپنے کفر سے) دست کشی اختیار کر لی تو خداوند بھی ان کے کارناموں کو جانتا ہے۔

دونکات:

۔ اسلام میں جنگ کشور کشائی کے لیے نہیں بلکہ دین اسلام کی وسعت وہمہ گیری اور فتنوں سے مقابلے کے لیے ہے۔

۔ "فتنہ" کے وسیع معنی ہیں اور دباؤ پر مبنی ہر طرح کے اعمال کو بھی شامل ہے۔ اور قرآن مجید میں "شرک" کے معنی میں بھی آیا ہے۔ اور یہ شاید اس لیے ہے کہ مشرکین کی طرف سے انسانی افکار، معاشرے اور حق طلب افراد پر مختلف قسم کی حدبندیاں اور طرح طرح کے دباؤ ڈالے جاتے ہیں۔ یا پھر اس لئے کہ شرک چونکہ ابدی عذاب کا موجب ہوتا ہے اسی لئے مومنین اور پاک فطرت لوگوں پر اس کا مسلط کرنا بھی ایک فتنہ ہے۔ (از تفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ اسلام میں جنگ کا مقصد حق کی دعوت کے لئے فتنے اور کفار کے تسلط کا خاتمہ اور صاف ستھری فضا قائم کرے۔

۲۳

۲۔ تاریخی طور پر جب تک کفار فتنہ پردازی میں مشغول رہیں گے، فتنے کے قلع قمع کرنے کا حکم بھی موجود رہے گا۔ ﴿وقا تلوھم حتی لا تکون فتنھتہ﴾

۳۔ یہ آیت دین میں آزادی اور "لا اکرہ فی الدین" کے منافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ طاغوت اور فتنے کو جڑ سے اکھیڑ پھینکا جائے تا کہ آزادی کے ساتھ اسلام کی اختیار کرنے کی فضا ساز گار ہو۔

۴۔ جب بھی دشمن جنگ سے ہاتھ اٹھا لے اس کے اسی وقت کو مطابق مناسب سلوک کیا جائے۔

آیت ۴۰

﴿وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْط نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾

ترجمہ۔ اور اگر (پھر بھی) وہ روگردانی اور سرپیچی کریں تو معلوم کر لو کہ خدا تمہارا مولا اور سرپرست ہے کس قدر بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ اگر دشمن، فتنہ پردازی سے باز نہ آئے تو تم مومنوں کو ہرگز گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ تمہارا مددگار اللہ ہے۔

۲۔ فوجی مسائل پر عملدر آور کراتے اور سیاسی منصوبہ کرتے وقت تمام اطراف پر نگاہ ہونی چاہئیے ﴿فان تولوا ﴾ اور درفان انتہوا"

۳۔ تم اپنے فرائض ادا کرتے جاؤ اگر دوسرے اس پر عمل نہیں کرتے یا روگردانی کرتے ہیں تو نہ گھبراؤ خدا تمہارا یارو یاور ہے۔

۴۔ خدا کی ولدیت، سرپرستی اور مدد و نصرت سے کبھی غفلت نہ برتو۔ ﴿فاعلموا ﴾

۵۔ اللہ تعالی اور اس کے لطف و کرم کی یاد مومنین کے دلوں کو مشکل وقت اور ہر سازش کے موقع پر تقویت عطا کرتی اور سکون بخشتی ہے۔

۶۔ خداوند عالم بہترین مولا ہے کیونکہ نہ تو ہمیں دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑتا ہے اور نہ ہی فراموش کرتا ہے۔ نہ ہمیں اپنے کسی ذاتی مفاد کے لئے چاہتا ہے اور نہ ہی کسی کا حق ضائع کرتا ہے۔ ﴿نعم المولی ﴾ (ؕ)

۷۔ ہر یارو یاور سے خدا کی مدد و نصرت بالاتر ہے ﴿نعم النصیر ﴾

آیت ۴۱

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَه وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾

ترجمہ۔ اور جان لو کہ جو بھی غنیمت حاصل کرو تو یقینا اس کا خمس (پانچواں حصہ) خدا، رسول خدا اس کے قرابتداروں (اہلبیت) یتیموں، بے نواؤں اور مسافروں کے لئے ہے، اگر تم خدا اور اس چیز پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر حق اور باطل کی جدائی کے دن نازل کی، جس (جنگ بدر کے) دن دو گروہ ایماندار اور بے ایمان آپس میں گھتم گتھا ہو گئے۔ اور اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات :

۔ شیعی نقطہ نظر اور روایات کی رو سے اس آیت میں "غنیمت" جنگی غنائم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ۔ بلکہ ہر طرح کی آمدنی کو شامل ہے خواہ وہ معدنیات ہوں ، غوطہ زنی ہو، تجارت ہو یا کوئی اور ذریعہ آمدنی۔ اور جنگ بدر کے موقع پر آیت کا نزول اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس سے مراد صرف جنگی غنیمتیں ہیں۔

۔ اس سورت کی سب سے پہلی آیت میں "انفال کو خدا اور رسول کا مال بتایا گیا ہے او راس آیت میں مال غنیمت کے صرف پانچویں حصے کو اللہ اور رسول اللہ کا مال بتایا گیا ہے۔

۔ اگر غنیمت سے مراد "جنگی غنیمت "ہی لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خمس کا ایک موقع اور محل اسی آیت میں ہے اور دیگر موارد روایات میں بیان ہوئے ہیں ۔

۔"ذوی القربیٰ "سے مراد بہت سی شیعی روایات اور بعض اہلسنت روایات کے مطابق پیغمبر اسلام کے تمام رشتہ دار نہیں ہیں بلکہ صرف ائمہ اہلبیت ہی ہیں جن کے پاس امت اسلامیہ کی قیادت اور رہبری ہے ۔ اور خمس اسلامی حکومت اور اس کے رہبر سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ پیغمبر کے سارے رشتہ داروں سے۔

۔ خمس کا ایک اور مصرف سادات بنی ہاشم میں سے غریب و مسکین او رمسافر افرادہیں۔کیونکہ غریب سادات پر غیر سیدوں کی زکوۃ حرام ہے لہذا خمس کے ذریعہ ان کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔

۔ روایات جو کہ ۔۔۔ذوی القربی" سے مراد معصوم امام سمجھتی ہیں ان کے علاوہ ان کا اللہ اور رسول کے ساتھ ہی ساتھ ذکر ہونا اور خاص طور پرحرف "لام" کے ساتھ آنا اس بات کی دلیل ہے کہ ذوی القربے سے مراد ائمہ اطہارہیں جو خدا اور اسکے رسول کے ساتھ ساتھ مذکورہیں۔

پیام:

۱۔ اب جب کہ تم جنگ بدر میں خدا کی مدد او رنصرت سے کامیاب ہوگئے ہو لہذا غنیمت کے مال سے خمس کی ادائیگی کے لئے ٹال مٹول سے کام نہ لو۔ ﴿ان کنتم آمنتم ــ قدیر ﴾

۲۔ مال غنیمت کا خمس رسالت اور مقام حکومت کے لئے ہے۔

۳۔ حکومت او رسربراہ حکومت راہبر اور قائد کو تبلیغ اور رسالت کے لئے اموال کی ضرورت ہوتی ہے ﴿للہ وللرسول ﴾

۴۔ خمس واجب ہے خواہ آمدنی او رغنیمت کم ہی کیوں نہ ہوں ، ﴿من شیئ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ ایمان ' ایثار کا موجب ہوتا ہے۔﴿لله خمسه-- ان کنتم آمنتم ﴾

۶۔ مالی قربانی اس حدتک مشکل ہوتی ہے کہ بعض موقعوں پر مجاہدین کیلئے بھی دشوار ہو جاتی ہے﴿ان کنتم - ﴾

۷۔ غریب طبقہ اور حکومت، لوگوں کے ۲۰ فیصد اموال کے مالک ہیں ۔﴿لله خمسه و -- ﴾

۸۔ خداوند عالم کو مال کی ضرورت نہیں، آیت میں خدا کے سہم (حصے) کا ذکر خدا اور رسول کی حاکمیت اور ولایت کے لئے ہے۔

۹۔ خدا کا حصہ کلمہء حق کی بلندی، خانہ کعبہ، دینی تبلیغات اور قانون الٰہی کی حاکمیت اور سربلندی کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔

۱۰۔ فقرو فاقہ اور محرومیت کو دور کرنا اسلام کے پروگراموں میں شامل ہے لہذا جہاد اور غنیمت کے ثمرات سے فقراء اور مساکین کو بہرہ ور کیا جانا چاہئیے ۔

۱۱۔ ایمان کامل کی نشانی یہ ہے کہ خدا کے تمام قوانین کے آگے سر تسلیم خم کردیا جائے، صرف عبادات اور جنگ ہی میں سر کو نہ جھکایا جائے۔﴿ان کنتم---- ﴾

۱۲۔ جنگ کا دن، سچوں کا جھوٹوں سے جدا ہونے کا دن ہوتا ہے﴿یوم الفرقان ﴾

۱۳۔ جنگ بدر میں خدائی امدادوں نے حقانیت اسلام کو روشن کردیا۔

۱۴۔ جس طرح "غرامت" ہر قسم کے نقصان کو کہا جاتا ہے صرف جنگی نقصان ہی کو نہیں کہا جاتا ۔ ۲۴ اسی طرح "غنیمت" بھی ہر گونہ منافع اور فائدوں کو کہا جاتا ہے صرف جنگی مال کو نہیں ۔

۱۵۔ خدا کا سہم (حصہ) رسول خدا کے پاس ہوتا ہے اور رسول خدا کا سہم (حصہ) امام علیہ اسلام کے اختیار میں ہوتا ہے ۔ (روایات کی رو سے ۔ تفسیر صافی)

۔ آیت میں مذکور سہم میں فیصلہ کرنا امام کا کام ہوتا ہے (حضرت امام رضا علیہ السلام کا تفسیر صافی)

۔ معاشرہ کے غریب اور محروم لوگوں کی شان بلند کرنے کے لئے ان کا نام اللہ اور رسول اللہ کے ناموں کے ساتھ ہی مذکور ہوا ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۴۲

﴿اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْط وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْم بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَىَّ عَنْم بَيِّنَةٍط وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ لا

ترجمہ ۔ (وہ وقت یاد کرو)جب تم نچلی جانب تھے اور وہ (دشمن) اوپر کی طرف (اور تم پر برتری رکھتے) تھے اور (ابو سفیان)کا لشکر تم سے بہت نیچے تھا۔ اگر تم جنگ کے لئے پہلے کوئی وعدہ کر لیتے تو یقینا اس میں اختلاف کرتے(کیونکہ ایک دشمن تو تمہارے اوپر تھا اورایک نشیب میں اور تم دو مخالف صفوں کے درمیان ہوتے اور ہر گز ایسی جنگ میں شرکت نہ کرتے) لیکن خدا ہونے والے امر کا فیصلہ کرنا چاہتا تھا تا کہ جو ہلاک ہو تو وہ بھی دلیل اور آگاہی کے ساتھ ہلاک ہو اور جو حقیقی زندگی چاہتا ہے تو وہ بھی دلیل اور حجت کے ساتھ زندہ رہے اور خدا یقینا سننے اور جاننے والا ہے۔

دو نکات:

۔"عدوہ" کا لفظ "عدو" سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں حد سے بڑھ جانا ۔ ہر چیز کے حاشیہ اور اطراف کو جو درمیانی حد سے بڑھ چکی ہو اسے بھی "عدوہ" کہتے ہیں ۔ اور اس آیت میں "عدوہ" سے مراد اطراف و جوانب ہے۔ "دنیا" کا لفظ "دنو " سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں نیچے اور نزدیک تر۔ جبکہ "قصویٰ" اور اقصیٰ " کے معنی ہیں "دور تر"۔

۔ جنگ بدر میں کفار کو صرف اسلحے ، افرادی قوت اور آمادگی کے لحاظ ہی سے برتری حاصل نہیں تھی ، بلکہ لشکر کے پڑاؤ کے اعتبار سے بھی علاقائی فوقیت رکھتے تھے۔ اور اس طرح جگہ کا انتخاب کیا ہوا تھا کہ بوقت ضرورت بحیرہ احمر کی طرف بھاگ کر جا سکتے تھے ۔ لیکن خداوند عالم نے کفار اور ان کے اموال ان کے قبضہ میں دینے کے لئے ، مسلمانوں کو کفار کے مقابل لا کھڑا کیا۔ اور جنگ کے سوا چارہ کار نہ رہا۔ اور خدا کے لطف و کرم نے انہیں سرفراز اور کامیاب و کامران کر دیا۔

سورت کی ابتدا سے ایک مرتبہ پھر جنگ بدر پر ایک نگاہ

امداد الٰہی کی بہتر پہچان

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ اے مسلمانو! تم جنگ کے لئے نہیں مال ہتھیانے کی فکر میں تھے" ﴿تودون ان غیرذات الشوکة تکون لکم﴾ " (آیت ۷)

۲۔ جب جنگ شروع ہوئی تو تم پریشان ہو گئے۔ " ﴿فریقامن المومنین لکارھون﴾ " (آیت ۵)

۳۔ موت سے ڈر رہے تھے۔ " ﴿کانمایساقون الی الموت﴾ " (آیت ۶)

۴۔ پریشان ہو کر نصرت طلبی کر رہے تھے" ﴿تستغیثون ربکم﴾ " (آیت ۹)

۵۔ حملے کی رات شیطان نے تم پر اپنی پلیدی (جنابت) مسلط کردی " ﴿رجز الشیطان﴾ " (آیت ۱۱)

۶۔ فرمانروائے لشکر کی مکمل اطاعت نہیں کی " ﴿قالو ا سمعنا و ھم لا یسمعون﴾ " (آیت ۲۱)

۷۔ تعداد میں کم تھے اور دشمن کا شکار ہونے سے پریشان تھے۔ " ﴿انتم قلیل تخافوان یتخطفکم﴾ " (آیت ۲۶)

۸۔ تم میں سے بعض لوگوں نے تو ابتداء ہی سے خیانت کا ارتکاب کیا تھا " ﴿ابولبابہ کا ماجرا﴾ " (آیت ۲۷)

۹۔ تمہارا قائد اور رہبر دشمن کی سازشوں اور دھمکیوں سے دوچار ہو چکا تھا" ﴿یمکر بک﴾ " (آیت ۳۰)

۱۰۔ تم پیاسے تھے اور پھر ساتھ ہی جنب بھی ہو گئے، تمہارے پاؤں کے نیچے کی ریت بھی نرم تھی۔ ہم نے بارش برسائی۔

پیام: (آیت ۴۲)

۱۔ اگر جنگ کا مسئلہ تمہارے اختیار میں ہوتا تو ان مشکلات کی وجہ سے کسی بات پر اتفاق نہ کر پاتے ﴿لا ختلفتم﴾

۲۔ جب خدا چاہتا ہے تو کمزوری کے تمام اسباب برطرف کر دیتا ہے۔ ﴿لیقضی اللہ﴾

۳۔ ایسی ہر طرح کی امداد آجانے کے باوجود بھی جو ایمان نہیں لایا وہ بطور آگاہ ہلاک ہو گیا اور جو ایمان لے آیا وہ سوچ سمجھ کر اور آگاہ ہو کر ایمان لے آیا ﴿لیھلک----عن بینتہ﴾

۴۔ جلدی میں فیصلہ نہ کر دیا کرو، ابتدا میں تو جنگ تمہیں پسند نہیں تھی لیکن بعد میں اس کی بہتری سے باخبر ہوئے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ تمام منصوبے ناکام بنا دیتا ہے اور کیفیت کو تبدیل کر دیتا ہے، اور یہیں سے خدا کو پہچانا جا سکتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہی وجہ ہے کہ جنگ بدر کے دن کو۔۔ گزشتہ آیت میں۔۔۔ "فرقان کا دن" کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس دن اس قدر غیبی امدادیں نازل ہوئیں کہ سب لوگوں پر حق واضح ہو گیا ، لیکن اس کے باوجود جس نے بے توجہی سے کام لیا اور راس پر ایمان نہیں لایا تو یہ اس کی ہٹ دھرمی ، عناد اور ضد کا نتیجہ تھا۔﴿لیہلک من ھلک عن بینته ﴾۔

آیت ۴۳

﴿اِذْ یُرِیْکَھُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِکَ قَلِیْلًاط وَلَوْ اَرٰکَھُمْ کَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَط اِنَّه عَلِیْمٌم بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾

ترجمہ۔ اے پیغمبر! اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں دشمن کی تعداد کم کرکے دکھلائی ، اور اگر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تمہیں زیادہ دکھلاتا تو تم سست ہو جاتے اور جنگ کے معاملہ میں لڑائی جھگڑا کرتے لیکن اللہ تعالی نے (تمہیں اس سے) محفوظ رکھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سینے کے اندر کی چیزوں کو جانتا ہے

چند نکات:

۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر اپنے لطف و کرم اور امداد و نصرت کے سلسلے میں مسلمانوں کی نگاہوں میں کفار کی تعداد کم کر کے دکھانے کی بات کر رہا ہے۔ کہ ایک نہیں کئی مرحلوں پر ایسا ہوا ہے ۔ ایک تو خود پیغمبر اکرم نے خواب میں ان کی تعداد کو بہت ہی کم دیکھا، اور یہ خواب مسلمانوں کو بتایا جس سے ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔

دوسری صورت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی نگاہوں میں مسلمانوں کی تعداد کو کم کرکے دکھایا۔

تاکہ اس طرح سے وہ مکہ سے تازہ دم لشکر نہ منگوائیں۔ (یہ بعد کی آیت میں ہے)

۔ حضرت رسول خدا کی عمہ محترمہ جناب عاتکہ نے جنگ بدر سے تین دن پہلے مکہ میں خواب دیکھا کہ:

کوئی شخص بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ اے مکہ والو! اپنی مقتل کی طرف جانے میں جلدی کرو ، اتنے میں ایک پتھر کے ٹکڑے کو ہلایا جس سے اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے اور ایک ایک ٹکڑا ہر ایک گھر میں جا گرا جس سے پورے شہر سے خون جاری ہو گیا"۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چنانچہ یہ خواب ہر ایک کی زبان پر جاری ہو گیا جس سے کفار کے دل پر وحشت طاری ہو گئی، اور اسطرح سے اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ (تفسیر نمونہ)

۔ اگرچہ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی کا پرتو ہوا کرتا ہے، لیکن پیغمبر اسلام نے خواب میں کفار کی بھاری تعداد کو بہت کم تعداد میں ملاحظہ فرمایا تو یہ ان کفار کی باطنی کیفیت تھی جو ان کی ناتوانی اور کمزوری پر دلالت کر رہی تھی جو تعداد کی صورت میں مجسم ہو کر دکھائی دی، ارشاد رب العزت ہے" ﴿تحسبهم جميعا و قلوبهم شى ﴾ "(حشر ۱۴)

پیام:

۱۔ خواب اللہ تعالیٰ سے امداد حاصل کرنے، حوصلہ پانے اور اس کی ذات کے ساتھ ربط پیدا کرنے کا ایک راستہ ہے ﴿فى مناماک﴾ ۲۵

۲۔ خواب کی محیر العقول دنیا کی زبان اور نشانی ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ دشمن کی کمزوری اور شکست، افرادی تعداد کی کمی کی صورت میں نظر آئی اگرچہ ان کی تعداد بہت ہی زیادہ تھی۔

۳۔ اطلاعات، اعداد و شمار وغیرہ یا جس سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جائے یا ان کے حوصلے پست ہو جائیں ایسی چیزوں کو ظاہر کرنا، خصوصاً محاذ جنگ میں ایسی چیزوں کا فاش کرنا ممنوع ہے ﴿ولوا راكهم كثيرالفشلتم ﴾

۴۔ خداوند عالم سخت ترین بحرانی لمحات میں بھی مومنین کی حفاظت فرماتا ہے۔ ۲۶

آیت ۴۴

﴿وَ اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِالْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًاط وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴾

ترجمہ۔ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب تم دشمن سے دوبدو ہوئے، اس وقت خدا نے دشمن کو تمہاری نگاہ میں کم کر کے دکھایا (تاکہ تم پوری جرأت کے ساتھ ان پر حملہ کرو) اور تمہیں بھی ان کی نظروں میں کم کر کے دکھایا (تاکہ کفار مکہ سے کمک کی درخواست نہ کریں) یہ اس لئے تھا تاکہ جو کام ہونا تھا اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے۔ اور تمام امور خدا کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے (اور اس کا ارادہ پورا ہو کر رہے گا)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

جب کفار کی نگاہ مسلمانوں پر پڑی تو انہیں اس قدر کم نظر آئے کہ کہنے لگے "ان کے ساتھ لڑنے کے لئے تو ہم اپنے نوکر غلام ہی بھیجیں گے جو ان کا مقابلہ کریں گے، ہمیں لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (تفسیر صافی) لیکن جونہی جنگ شروع ہوئی تو دوران جنگ ہی انہیں مسلمانوں کی تعداد دوگنی نظر آئی اس پر وہ سخت مرعوب ہو گئے (تفسیر صافی، نمونہ اور المیزان)" ﴿یرونھم مثلیھم رأی العین ﴾ "(آل عمران/۱۳)

پیام:

۱۔ اللہ کی مدد جنگ سے پہلے بھی مسلمانوں کے شامل حال ہوئی "فی منامک" اور جنگ کے دوران بھی ﴿اذا لقیتم ﴾

۲۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی امداد کے لئے ولایت تکوینی اور نگاہوں میں تصرف سے کام لیتا ہے ﴿فی اعینکم قلیلا ﴾

۳۔ ظاہری حواس سے بہرہ برداری بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔

۴۔ اگر کسی کام میں ارادہ خداوندی کارفرما ہو تو تمام رکاوٹیں برطرف ہو جاتی ہیں، ﴿لیقضی اللہ--- ﴾

یہ کلمہ ایک مرتبہ تو ۴۲ ویں آیت اور ایک مرتبہ یہاں پر ذکر ہوا ہے۔

۵۔ کامیابی اور فتح کا دارومدار افرادی قوت اور عددی برتری پر نہیں ہے، مجاہدین کے ایمان و حوصلے اور ارادہ الٰہی پر منحصر ہے۔

آیت ۴۵

﴿یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اے ایماندارو! جب بھی میدان جنگ میں (دشمن سے) دوبدو ہونے لگو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ذکر خدا سے مراد صرف، زبان اور لبوں کے ساتھ ذکر نہیں ہے، بلکہ اس کے لطف و کرم، احسان و مہربانی اور غیبی امدادوں اور وعدوں، عزت و عظمت اور اس کے احکام و فرامین کی یاد بھی مراد ہے۔

پیام:

۱۔ میدان جنگ میں ثبات قدمی، پائیداری اور خدا کی یاد ہی جنگ میں کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے۔

۲۔ میدان جنگ میں ہمیں حکم ہے کہ ثابت قدم رہیں، لیکن اس بات کی درخواست بھی خدا ہی سے کرنی چاہیئے۔ ۲۷ ﴿فاثبتوا﴾

۳۔ ثابت قدمی، ایمان کا جزو لازم ہے) ﴿امنوا، فاثبتوا﴾

۴۔ مسلمانوں کے محاذ جنگ کی فضا کو یاد الٰہی سے معمور ہونا چاہیئے، اور مشکلات جس قدر زیادہ ہوں گی نیاز اور یاد خدا اسی قدر زیادہ ہوگی۔

۵۔ جنگ کے بحران اور محاذ جنگ کے حوادثات میں اگر خدا کی یاد نہ ہو تو اہداف و مقاصد میں انحراف اور اعمال و افعال میں گمراہی کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۶۔ محاذ جنگ میں زن و فرزند اور مال و دولت کی یادوں کی بجائے خدا کی یاد کو جاگزین ہونا چاہیئے ۲۸ ﴿واذکروا اللہ﴾

۷۔ محاذ جنگ ان مقامات میں سے ہے جہاں انسان کو فلاح اور کامیابی کی سند ملتی ہے ﴿تفلحون﴾

آیت ۴۶

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَ اصْبِرُوْاط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾

ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور نزاع مت کرو کیونکہ اس سے سست ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہیبت اور قوت جاتی رہے گی اور صبر کرو کہ اللہ تعالیٰ یقینی طور پر صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

دو نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سابقہ آیت میں فتح اور کامیابی کے دو اہم عوامل "پائیداری" اور "خدا کی یاد" کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس آیت میں دو عوامل "اطاعت" اور "وحدت" کی بات ہو رہی ہے۔

"﴿ریح ﴾ " (ہوا) قدرت اور شان و شوکت سے کنایہ ہے۔ جیسا کہ ہوا، کشتی کو متحرک رکھتی ہے اور اس کے پرچم کو لہرائے رکھتی ہے جو کہ تمہاری کامیابی و کامرانی اور عزت و عظمت کی علامت ہے، اگر تمہارے اختلاف و انتشار اور لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے یہ ہوا خالی ہو جائے تو تم ذلیل و خوار اور حقیر ہو جاؤ۔

پیام:

۱۔ قانون اور رہبر وحدت کا محور و مرکز ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کا جہاد مسلمانوں کے رہبر کی قیادت میں اور خدا و رسول (اور رسول کے برحق جانشینوں) کے حکم کے مطابق ہونا چاہئے۔

۳۔ محاذ جنگ میں اطاعت اور وحدت کے سلسلے میں ثابت قدم اور پائیدار رہو، اگر کوئی چیز تمہاری مرضی کے خلاف ہو یا تمہاری مرضی کے خلاف کوئی کام ہو تو صبر سے کام لو۔

۴۔ عقائد کا اختلاف، تمہارے اعمال و کردار کو کمزور کر دے گا ﴿فتفشلوا ﴾

۵۔ باہمی نزاع تمہیں اندر سے کھوکھلا اور باہر سے بے عزت و بے آبرو کر دے گا۔ ﴿تفشلوا و تذهب ریحکم ﴾

آیت ۴۷

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِط وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴾

ترجمہ۔ اور ان لوگوں کے مانند نہ بنو جو لوگ سر مستی، خودنمائی، غرور اور ریا کی بنا پر اپنے گھروں سے (محاذ جنگ کی طرف) نکلے ہیں اور خدا کا راستہ لوگوں کے لئے بند کر دیتے ہیں حالانکہ جو کچھ وہ کرتے ہیں خداوند عالم اسے جانتا ہے۔

دو نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جب ابو سفیان کا تجارتی قافلہ مسلمانوں سے بچ کر صحیح سالم مکہ پہنچ گیا تو ابو سفیان نے ابو جہل کو پیغام بھیجا کہ "ہم خیر و عافیت کے ساتھ مکہ پہنچ گئے ہیں، تم لوگ جو کہ ہماری امداد کے لئے گئے ہوئے تھے واپس آجاؤ!"

ابو جہل نے نہایت مغرورانہ انداز میں کہا: "جب تک ہم مسلمانوں کو سرکوب نہیں کر لیں گے اور اس خوشی میں جام شراب نہیں پی لیں گے اور اپنی قدرت انہیں نہیں دکھا دیں گے واپس نہیں پلٹیں گے" لیکن اللہ کے فضل و کرم سے شکست سے دوچار ہوئے اور خیر سے ﴿---﴾ گھر کو آئے۔

اس آیت میں اور اس سے پہلے کی دو آیات میں محاذ جنگ میں کامیابی کے عوامل کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ "ثبات قدم، یاد خدا، رہبر کی اطاعت، اختلافات سے دوری، صبر کی پابندی، غرور، ریا اور دنیا طلبی سے پرہیز" ﴿بطراو رئاء الناس ﴾

پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ یہ سورت زیادہ تر جنگ بدر کے بارے میں ہے اور اس میں فوجی اصول، عسکری تجربے، جنگی غنائم اور فتح و شکست کے اسباب کو بیان کیا گیا ہے۔

پیام:

۱۔ غرور اور ریاکاری، قدرت و طاقت، محاذ جنگ اور لشکر کشی کی آفتیں ہیں ﴿بطرا ﴾

۲۔ محاذ جنگ پر روانہ ہوتے وقت اپنی نیت کو خالص کر لیا کرو۔ ﴿رئاء الناس ﴾۲۹

۳۔ اسلامی محاذ جنگ کو زیب و زینت اور دکھاوے اور آرائش کی آلودگی سے پاک ہونا چاہئے۔ (تفسیر المیزان)

۴۔ اسلامی اور غیر اسلامی جنگوں کا اصولی فرق ان کے اہداف اور مقاصد میں ہوتا ہے، کیونکہ مسلمانوں کا ہدف عالم سے فتنہ کی بیخ کنی ہے (انفال/۳۸) جبکہ دوسروں کا مقصد استعمار، سامراج اور تسلط و اظہار قدرت ہوتا ہے۔ ﴿بطرا و رئاء الناس ﴾

آیت ۴۸

﴿وَ اِذْزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّيْ جَارٌلَّكُمج فَلَمَّا تَرَآءَ تِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّي بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَط وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور اس زمانے کو یاد کرو جب شیطان نے ان (مشرکین) کے کارناموں کو ان کی نظروں میں مزین کرکے دکھایا، اور کہا: آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی شخص تم پر غالب آنے والا نہیں۔ اور میں بھی تمہارے لئے پناہ ہوں۔ لیکن جونہی دونوں لشکر آپس میں گتھم گتھا ہوئے (اور سپاہ اسلام کی امداد کے لئے فرشتے آپہنچے) تو شیطان پیچھے ہٹ کر کہنے لگا: میں تم سے بیزار ہوں میں ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، میں خدا سے ڈرتا ہوں اور خدا بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

دو نکات:

اس آیت میں بیان ہونے والی شیطان کی اپنے دوستوں سے گفتگو، ہوسکتا ہے کہ وہی شیطانی وسوسے ہوں جو ان کے دلوں میں پیدا ہوئے یا چونکہ شیطان انسانی قالب میں ڈھل کر اپنے ناپاک مقاصد کو پورا کرتا رہتا ہے لہذا اس موقع پر بھی اس نے انسانی شکل میں ان کے دلوں میں وسوسے ڈالے ہوں۔ (اور روایات بھی اس بارے میں موجود ہیں)

روایات کے مطابق جنگ بدر میں شیطان، قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص "سراقہ بن مالک" کی صورت میں مشرکین کے پاس آیا، اور اپنی شکست کے بعد جب کفار و مشرکین مکہ واپس آئے تو اسے کہنے لگے "تو ہماری شکست کا سبب بنا" جبکہ اس نے قسمیں کھائیں کہ " وہ تو مکہ سے باہر گیا ہی نہیں تھا" بعد میں معلوم ہوا کہ شیطان، سراقہ کی شکل میں ان کے پاس آیا انہیں فتح و نصرت کے وعدے دیئے، پھر بھاگ گیا۔

پیام:

۱۔ شیطانی فریب کاری کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ برائیوں کو اچھائی کی صورت میں پیش کرتا ہے۔

۲۔ شیطان، انسانی شکل و صورت میں ظاہر ہوتا ہے (روایات کی رو سے)

۳۔ شیطان اور شیطان صفت لوگ، دوسرے لوگوں کو فساد برپا کرنے کے لئے مختلف توجیہات کے ذریعے انہیں برائیوں پر اکساتے ہیں۔

۴۔ شیطان بے وفا ہے ﴿جارلکم - بریٔ منکم﴾

۵۔ شیاطین فتنے کی آگ تو بھڑکاتے ہیں لیکن خود وارد معرکہ نہیں ہوتے ﴿انی بریٔ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ خدائی راہوں سے ہٹ کر مراسم اور روابط ہمیشہ ناپائیدار اور ابن الوقتی ہوا کرتے ہیں ﴿انی جار لکم انی بری ٔ﴾

۷۔ ایمان، فرشتوں کی حمایت کو اور کفر، شیطان کی حمایت کو اپنی طرف مبذول کراتا ہے۔ ﴿جارلکم﴾

۸۔ غیر اللہ پر توکل، انسان کو مشکلات میں پھنسا دیتا ہے۔ ﴿انی بری ٔ، انی جارلکم﴾

۹۔ شیطان، فرشتوں کی قدرت سے آگاہ ہے ﴿انی اریٰ مالاترون﴾

آیت ۴۹

﴿اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّهٰٓؤُ لَآءِ دِيْنُهُمْط وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

ترجمہ۔ اس وقت کو یاد کرو جب منافق اور دلوں کے بیمار لوگ کہتے تھے: "ان (مسلمانوں) کو ان کے دین نے دھوکہ دیا ہے" حالانکہ جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو خدا بھی یقیناً ناقابل شکست اور صاحب حکمت ہے۔

دو نکات:

نصرت الٰہی پر عقیدہ نہ رکھنے والے منافقین کو تو یہ تصور تک نہیں تھا کہ مسلمان اپنے تھوڑے سے ہتھیاروں سے فتح حاصل کر لیں گے، اسی لئے وہ کہتے تھے "دین نے ان لوگوں کو دھوکہ دیا ہے"

ہو سکتا ہے "منافقین" سے مراد، مدینہ کے کچھ مسلمان نما افراد ہوں اور "فی قلوبھم مرض" سے مراد، مکہ کے ضعیف الایمان افراد ہوں (تفسیر فخر رازی) اور ممکن ہے منافقین سے مراد مدینہ کے وہ لوگ ہوں جو بظاہر ایمان کا دعویٰ کرتے تھے یا وہ لوگ مراد ہوں جو مکہ میں مسلمان تو ہوئے تھے لیکن پیغمبر کی حمایت اور مسلمانوں کے ساتھ ہجرت سے دست کش ہو گئے تھے۔

پیام:

۱۔ منافق لوگ مسلمانوں کو فریب خوردہ سمجھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ آیا ممکن ہے کہ خالی "اللہ اکبر" کے نعرے کے ساتھ ہر قسم کے جدید اسلحہ کا مقابلہ کیا جائے؟ آیا فقط نعرہ تکبیر سے غیر اسلامی طاقتوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے؟ دین نے انہیں دھوکہ دیا ہے) ﴿غرھو ٔ لآء دینھم﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ خدا پر توکل اور ہے اور غرور کی بات اور ہے۔

۳۔ اس قدرت اور طاقت پر بھروسہ کیا جانا چاہیئے جسے کوئی شکست نہیں دے سکتا اور اس کی حمایت بھی حکمت پر مبنی ہے۔ ﴿عزيز حكيم ﴾

۴۔ جن کے حوصلے پست ہوتے ہیں وہ منافقین کے ہم نوا ہو جاتے ہیں ﴿المنافقون والذين في قلوبهم مرض ﴾

۵۔ ایک ہی عمل کے متعلق مختلف نظریئے قائم کئے جا سکتے ہیں کوئی اسے "توکل" سمجھتا ہے اور کوئی "غرور" اور کوئی فریب۔

آیت ۵۰، ۵۱

﴿وَلَوْتَرٰی اِذْیَتَو فّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْج وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ذٰلِکَ بِمَا قَدَّ مَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴾

ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر!) اس وقت دیکھو جب فرشتے، کافروں کی جانوں کو لے رہے ہوتے ہیں کہ ان کے چہروں پر اور پشت پر ضربیں لگا رہے ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) جلانے والے عذاب کو چکھو۔ یہ تمہارے اس کئے کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھ انجام دے چکے ہیں، ورنہ خدا تو اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔

ایک نکتہ:

قرآن مجید میں کئی بار کفار کی سخت جانکنی کا تذکرہ آیا ہے جن میں سے سورہ محمد/۲۷، اور سورہ انعام ۹۳ میں بھی یہی چیز مذکور ہے۔

پیام:

۱۔ کافروں پر قہر الٰہی کا آغاز، ان کی جانکنی کے لمحہ ہی سے ہو جاتا ہے۔ ﴿يضربون . . . ﴾

۲۔ برزخ میں بھی عذاب ہے، ﴿ذوقوا عذاب الحريق ﴾

۳۔ خدا کی سزائیں، عدل کی بنیاد پر ہوتی ہیں ﴿بما قدمت . . . ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۲

﴿کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْط کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْط اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴾

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) تمہارے زمانے کے کافرں کی عادت بھی) فرعون والوں اور ان سے پہلے کے کفار جیسی عادت ہے کہ جنہوں نے (عناد اور دشمنی کی بنا پر) آیات خداوندی کا کفر کیا، تو اللہ نے بھی انہیں ان کے گناہوں کی سزا میں اپنی گرفت میں لے لیا، یقیناً اللہ تعالیٰ طاقتور اور سخت عذاب دینے والا ہے۔

پیام:

۱۔ بعض اوقات کفر اور ہٹ دھرمی بعض لوگوں کی عادت اور خصلت ہو جاتی ہے۔ ﴿کدأب ﴾

۲۔ تمام اقوام خدا کے نزدیک یکساں ہیں اگر گمراہی اور کفر کی راہیں اختیار کریں گی تو سزا پائیں گی ﴿والذین من قبلهم ﴾

۳۔ اللہ تعالیٰ کا تو قدیم سے یہی طریقہ چلا آ رہا ہے کہ کفار کو ضرور سزا دے (جنگ بدر میں مشرکین کو سزا کوئی نئی بات نہیں تھی)

۴۔ گناہ قہر خداوندی کا سبب ہے۔ ﴿بذنوبهم ﴾

۵۔ خدا قطعاً عاجز نہیں ہے۔ بلکہ تمام اقوام (خواہ فرعون ور فرعونیوں جیسی طاقتور ہوں یا مشرکین جیسی کمزور ہوں) قہر الٰہی کے آگے عاجز ہیں۔ ﴿قوی، شدید العقاب ﴾

۶۔ جب خدا کا عذاب کسی قوم پر نازل ہوتا ہے تو گناہ اور کفر ان کی عادت اور خصلت بن جاتے ہیں (کداب)

آیت ۵۳

﴿ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴾ لا

ترجمہ۔ یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ جب خداوند عالم کسی قوم کو کسی نعمت سے نوازتا ہے تو اسے تبدیل نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ خود اپنے آپ کو تبدیل کر دیں، یقیناً خدا سننے اور جاننے والا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

احادیث میں ہے کہ بعض عوامل مثلاً ظلم اور گناہ ایسے ہیں جو نعمتوں کے تبدیل ہو جانے کا موجب بنتے ہیں، اسی طرح اقوام و ملل کا گناہوں سے توبہ تائب ہو جانا اور گمراہی کو چھوڑ کر راہ حق کو اپنا لینا اللہ کی نعمتوں کے نزول کا موجب بن جاتا ہے۔ (تفسیر فرقان) گناہ اور ظلم انسان کو خدائی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے سے دور کر دیتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ظلم سے بڑھ کر اور کوئی چیز خدائی نعمتوں کے تبدیل ہونے کا موجب نہیں ہوتی۔ کیونکہ خداوند عالم مظلوم کی آہ و فریاد کو جلد شرف پذیرائی بخشتا ہے (تفسیر فرقان)

پیام:

۱۔ نعمتوں کا زوال خود ہماری اپنی طرف سے ہوتا ہے۔

۲۔ معاشرے کی تقدیر خود افراد کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

(بقول علامہ اقبال نئی سطر افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر۔ ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ۔ از مترجم)

۳۔ خدا کی طرف سے نعمتوں کی عطا اور گرفت اس کے حکیمانہ قانون کے تحت ہوتی ہے۔

۴۔ اسلام میں شخصی سزاؤں کے علاوہ اجتماعی اور معاشرتی سزائیں بھی ہیں اور معاشروں کی تبدیلی کے لئے بھی قوانین موجود ہیں۔

۵۔ انسان ہی تاریخ کو بناتا ہے نہ کہ اقتصاد، تاریخی جبر اور ماحول!

۶۔ انسان بھی آزاد ہے اور اپنی راہیں تبدیل کرنے میں آزاد ہے اور معاشرہ بھی انقلابی بن کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔

۷۔ اقوام و ملل کی سعادت و شقاوت ان کی اندرونی تبدیلیوں کی مرہون ہوتی ہیں۔ قدرت اور ثروت سعادت یا بدبختی پیدا نہیں کر سکتیں۔

۸۔ سیاسی، اقتصادی اور فوجی تبصروں میں محور و مرکز افراد کی روحانی کیفیت ہوتی ہے نہ کہ اتفاق اور چانس، خرافات، حکمفرما نظام (سسٹم) اور تاریخی جبر وغیرہ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹۔ افراد کے اندر کی تبدیلی معاشرے کے اندر تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ اور معاشرے کی یہی اندرونی تبدیلی نعمتوں میں تبدیلی اور انقلاب کی راہیں ہموار کرتی ہے۔

۱۰۔ تم سب خدا کی نگرانی میں ہو اور خدا تمہیں دیکھ رہا ہے ﴿سمیع علیم ﴾

آیت ۵۴

﴿کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ طکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَج وَکُلٌّ کَانُوْاظٰلِمِیْنَ ﴾

ترجمہ۔ (تمہارے زمانے کے کافر لوگوں کی اندرونی کیفیت) فرعون والوں اور ان سے پہلے کے لوگوں کی جیسی ہے۔ انہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو جھٹلایا۔ پس ہم نے بھی انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور یہ سب لوگ ظالم تھے۔

ایک نکتہ:

اس سے دو آیات پہلے بھی "کدأب آل فرعون ﴿ ﴾ کا جملہ گزر چکا ہے، چونکہ ہر ایک جملے کی نوعیت علیحدہ تھی لہٰذا اس جگہ پر اسے دوبارہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس جگہ پر ظالم کو سزا دینے کی بات ہو رہی تھی اور یہاں لوگوں حالات کی تبدیلی کی بنا پر نعمتوں کی تبدیلی کا ذکر ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلی آیت میں آخرت کا عذاب مراد ہو اور اس آیت میں دنیوی عذاب مقصود ہو۔

پیام:

۱۔ گزشتہ لوگوں کے حالات سے درس حاصل کرو۔

۲۔ ظلم اور گناہ قہر خداوندی کا موجب ہوتے ہیں خواہ اپنے نفس پر ظلم ہو یا لوگوں پر یا انبیاء اور دین پر ﴿اھلکنا ھم بذبوبھم ﴾

۳۔ آیات خداوندی کا جھٹلانا، ظلم ہے، ﴿کذبوا... کانوا ظالمین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۵

﴿اِنَّ شَرَّالدَّوَآبِّ عِنْدَاللهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ یقینا اللہ کے نزدیک چلنے والوں میں سے بدترین وہ لوگ ہیں جو کافر ہو گئے ہیں، پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

چند نکات:

اسی سورت کی ۲۲ ویں آیت میں "شرالدوآب" (چلنے والوں میں سے بدترین) ان لوگوں کو قرار دیا گیا ہے جو سوچ و بچار اور عقل و فکر سے کام نہیں لیتے۔ اور اس آیت میں ان لوگوں کو قرار دیا گیا ہے جو ایمان نہیں لاتے اور کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر کا سرچشمہ، صحیح معنوں میں عقل سے کام نہ لینا ہے۔

قرآن مجید انسان کی تصویر کشی عقل اور ایمان میں کرتا ہے یعنی اگر کوئی شخص عقل سے کام نہیں لیتا یا کفر کا ارتکاب کرتا ہے وہ مدار انسانیت سے خارج ہے۔ پس حقیقی انسان عاقل اور مومن ہی ہے۔

ممکن ہے کہ کافر، لوگوں کے نزدیک کسی عزت و احترام کا حامل ہو لیکن خدا کے نزدیک وہ بدترین جانور ہے۔

تفسیروں میں اس آیت کا مصداق یہودیوں کو بتایا گیا ہے: لیکن اس کے مفہوم کے کلی ہونے سے بھی کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

پیام:

۱۔ عقل سے کام نہ لینا، کفر کی جڑ ہے۔ (اسی آیت اور اسی سورت کی ۲۲ ویں آیت کے پیش نظر)

۲۔ جو لوگ انبیاء کی آواز کو سنتے ہیں لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دیتے وہ روئے زمین پر چلنے والوں میں سے بدترین مخلوق ہیں۔

۳۔ بعض اوقات، بعض لوگوں کے لئے کفر ملکہ بن جاتا ہے اور ان کے مستقبل کو تاریک کر دیتا ہے (کفرو۔لایومنون)

آیت ۵۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ یہ وہی لوگ تو ہیں کہ جن سے تم نے عہد و پیمان لیا ہے لیکن پھر وہ ہر مرتبہ اسے توڑ دیتے ہیں اور (اپنے عہد و پیمان کے حفظ کرنے میں) تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔

ایک نکتہ:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہودیوں کا یہ معاہدہ تھا کہ وہ مشرکین کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کریں گے اور مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔ لیکن بدعہد یہودیوں نے اپنے اس معاہدے پر عمل درآمد نہ کرکے اپنی روایتی عہد شکنی کا ثبوت دیا اور جنگ خندق میں مشرکین کی کمک کرتے ہوئے انہیں اسلحہ بھی فروخت کیا۔

پیام:

۱۔ عہد شکنی، انسانیت سے سازگار نہیں ہے۔ ﴿شر الدواب... ینقضون عھدھم ﴾

۲۔ عہد شکنی کافروں کا وطیرہ ہے۔ "کفروا" گزشتہ آیت میں ﴿ینقضون ﴾ اسی آیت میں۔

۳۔ وفاشعاری اور جوانمردی تقویٰ کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ ﴿ینقضون، لایتقون ﴾

۴۔ عہد شکنی کرنے والا، جھوٹا بھی ہے اور خیانت کار بددیانت بھی۔ ۳۰

۵۔ زیادہ خطرہ ان لوگوں سے ہوتا ہے، پیمان شکنی اور بدعہدی جن کا شیوہ اور خصلت بن چکی ہوتی ہے اور انہیں اس بات کی کوئی پروا تک بھی نہیں ہوتی۔ ﴿ینقضون – فی کل مرة، لایتقون ﴾

آیت ۵۷

﴿فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِى الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) جب تم ان کے ساتھ جنگ کرو تو (دشمن کو سزا دے کر) ان کے بعد والوں کو وحشت میں ڈال کر انہیں منتشر کردو شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں (اور سازشوں سے باز آجائیں)۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات:

" ﴿تثقفنهم ﴾ "کا جملہ "ثقف" سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں خوب غور و خوض اور بڑی تیزی کے ساتھ کسی چیز کا درک کرنا، یعنی کفار کے ساتھ جنگ کے موقع پر مکمل ہوشیاری کے ساتھ ان کا سامنا کرو تاکہ غفلت کا شکار نہ ہو جاؤ۔

"تشرید" کے معنی ہیں بدامنی اور بے چینی پیدا کر کے منتشر کر دینا، یعنی دشمن پر اس طرح حملہ کرو اور ایسے جنگی منصوبے کے ساتھ ان سے لڑو کہ ان کے پس پردہ حامی اور مددگار نیز محاذ کے پیچھے چھپے ہوئے ان کے ساتھی اس حد تک گھبرا جائیں اور وحشتناک ہو جائیں کہ تم پر حملے کا سوچ بھی نہ سکیں۔

پیام

۱۔ جو عہد شکن، قوم اور معاشرے کے امن و امان کو درہم برہم کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ خود وحشت ناک اور غیر مطمئن ہو جائیں۔

۲۔ عہد شکنوں پر تمہارا حملہ اچانک، بڑی تیزی کے ساتھ، پورے حساب و کتاب کے تحت اور تباہ کن ہونا چاہیئے ﴿تثقفنهم- شردبهم ﴾

۳۔ دشمن کو غافل کر کے مار دینا، ان میں انتشار پیدا کرنا، ان کے لشکر میں خوف اور وحشت ایجاد کرنا فوجی اصولوں میں شامل ہے۔

۴۔ عہد شکنوں سے بڑی سختی کے ساتھ پیش آؤ۔ ﴿شردبهم ﴾

۵۔ اگرچہ اسلام رحمت و مہربانی کا دین ہے لیکن خیانت، عہد شکنی، گڑبڑ پھیلانے اور امن و امان کا مسئلہ پیدا کرنے کو برداشت نہیں کرتا۔

۶۔ مسلمانوں میں ہیبت اور شان و شوکت ہونی چاہیئے۔ ﴿فشرد بهم من خلفهم ﴾

۷۔ کفار کے حوصلے اس قدر پست کر دو کہ دوبارہ کبھی تم پر حملہ کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں، ﴿فشردبهم ﴾

۸۔ اسلام جہاں تبلیغ اور موعظے کا دین ہے وہاں قدرت و طاقت اور پیش قدمی اور حملے سے بھی بے خبر نہیں ہے۔ ﴿فشردبهم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۸، ۵۹

﴿وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِيَانَةً فَا م نۡبِذۡ اِلَيۡهِمۡ عَلٰى سَوَآءٍط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡخَآئِنِيۡنَ ع وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا سَبَقُوۡاط اِنَّهُمۡ لَا يُعۡجِزُوۡنَ﴾

ترجمہ۔ اور اگر (کچھ علامتوں کی وجہ سے) ان لوگوں سے اس بات کا خوف محسوس کرو کہ وہ عہد و پیمان میں خیانت کریں گے تو تم پیمان کو یکدم ختم کرکے انہیں بتا دو کہ ان کے ساتھ انہی کے جیسا عمل کیا جائے گا، یقیناً خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اور کفار یہ خیال نہ کریں کہ وہ (مسلمانوں سے) سبقت لے گئے ہیں، یقینا وہ (تمہیں) عاجز نہیں کر سکیں گے۔

چند نکات:

"فانبذ" کا لفظ "نبذ" سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں پھینکنا، اور یہاں پر دشمن کی طرف پیمان کے پھینکنے سے مراد یہ ہے کہ اسے ختم کر دینے کا اعلان کر دیا جائے تاکہ دشمن بھی غفلت میں نہ رہے اور تمہیں بھی یہ نہ کہا جائے کہ "انہوں نے جوانمردی کا ثبوت نہیں دیا"

"علی سواء" کے معنی یا تو "مقابلہ بہ مثل" کے ہیں یعنی جس طرح وہ دشمن سازشوں اور معاہدہ کے توڑنے کی فکر میں ہیں تم بھی انہی کی طرح معاہدہ کو ختم کر دو، یا پھر معاہدے کے خاتمے کا واضح اعلان مراد ہے۔ (تفسیر نمونہ) یا دشمن کے ساتھ عادلانہ سلوک مراد ہے (تفسیر المیزان)

یہ آیت اس موقع کے لئے ہے جہاں دشمن کی طرف سے اس بات کے قرائن پائے جائیں کہ وہ حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، تو ایسے موقع پر معاہدہ کو ختم کرنے کے لئے پہل کی جا سکتی ہے۔

پیام:

۱۔ معاہدے کی پابندی اس وقت تک ہے جب تک کسی قسم کی سازش کا خطرہ نہ ہو، ورنہ اسے ختم کر دینے کا اعلان کر دیا جائے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ اگر تمہیں دشمن کی طرف سے خطرہ بھی درپیش ہو پھر بھی بددیانتی کا مظاہرہ نہ کرو، معاہدے کے خاتمے کا کھلم کھلا اعلان کر دو۔ ﴿فانبذالیھم﴾

۳۔ دشمن کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا سلوک کرو۔ ﴿علی سواء﴾بنا بر تفسیرالمیزان " ﴿علی سوآء﴾ " کے معنی ہیں "بالعدل"

۴۔ معاہدے کا ختم کردینا، "مقابلہ بہ مثل" کے طور پر ایک عادلانہ طریقہ کار ہے۔ ﴿علی سوآء﴾

۵۔ خیانت خواہ کسی طرف سے ہو حرام اور قابل مذمت ہے، خواہ کفار کی طرف سے ہو یا مسلمین کی طرف سے ﴿لایحب الخائنین﴾

۶۔ غیر اعلانیہ جنگ خیانت ہے۔ (از تفسیر المیزان)

۷۔ اسلام، انسانی حقوق، اقرارناموں اور معاہدوں کا پابند ہے۔

۸۔ خدائی طریقہ کار سے سبقت حاصل نہیں کی جا سکتی ﴿سبقوا﴾

۹۔ کفار، خیانت کر کے کسی مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ ﴿لا یعجزون﴾

۱۰۔ ایسا زیرکانہ طریقہ کار اپناؤ کہ کفار یہ نہ سمجھیں کہ تم سے آگے بڑھ گئے ہیں۔

آیت ۶۰

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّ كُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْج اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْطوَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾

ترجمہ۔ اور ان (دشمنوں کے ساتھ مقابلے) کے لئے جتنا کر سکتے ہو طاقت اور گھوڑے تیار رکھو، تاکہ خدا کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور ان کے علاوہ ان دشمنوں کو ڈراؤ جنہیں تم نہیں جانتے لیکن خدا جانتا ہے۔ اور خدا کی راہ میں جس قدر بھی خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں ملے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ آیت مسلمانوں کو دشمن کے مقابلے میں ہر طرح سے خبردار کر رہی ہے اور ساتھ ہی انہیں ہر دور میں ہر قسم کے اسلحہ، وسائل، امکانات، تبلیغی طریقہ کار حتی کہ نعرے اور ترانے وغیرہ تیار رکھنے کے متعلق آمادہ رہنے کا حکم دے رہی ہے۔ کہ "اے مسلمانو! تم ہر وقت اس حد تک تیار رہو کہ کفار تمہاری جنگی صلاحیتوں سے گھبرا جائیں اور تم پر حملہ کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں"

حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ یمن میں جدید اسلحہ تیار کیا جا رہا ہے تو آپ نے کسی شخص کو بھیجا کہ وہاں سے وہ خرید کر لے آئے۔ اور آپ ہی سے روایت ہے کہ فرمایا: "ایک تیر کے ذریعہ تین آدمی بہشت میں جائیں گے، بنانے والا، تیار کرنے والا اور چلانے والا" (تفسیر فرقان، منقول از تفسیر در منثور) اسلام میں تیراندازی اور گھڑسواری کے مقابلوں کی تاکید کی گئی ہے اور ان مقابلوں میں لگائی جانے والی بازی کو جائز قرار دیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں میں جنگی آمادگی ہمیشہ برقرار رہے۔

" ﴿لھم ﴾ "کی ضمیر کفار اور ان لوگوں کی طرف لوٹ رہی ہے جو سابقہ آیت میں مذکور ہوئے ہیں کہ جن سے خیانت کا خطرہ ہوتا ہے۔

پیام:

۱۔ مسلمانوں کو جنگ کے لئے ہمیشہ مکمل طور پر آمادہ رہنا چاہئے، افرادی قوت کے لحاظ سے، اسلحہ کے لحاظ سے اور وسائل حمل و نقل کے لحاظ سے غرض کسی بھی لحاظ سے کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے اور اس انتظار میں نہ رہیں کہ دشمن حملہ کرے گا تو پھر تیاری کریں گے۔ ﴿اعدوا ﴾

۲۔ ہر مقام پر منطق اور مذاکرات بھی کارساز اور کافی نہیں ہوا کرتے کبھی قدرت اور طاقت کا مظاہرہ بھی ضروری ہو جاتا ہے ﴿قوۃ ﴾

۳۔ ہر دور میں جدیدترین اور ترقی یافتہ ترین اسلحہ کو اور دیگر وسائل جنگ کو اپنے دفاع کے لئے آمادہ رکھو اور کسی بھی چیز سے فروگزار نہ کرو۔ اور سیاسی اور عسکری قوت سے کبھی غفلت نہ برتو، خواہ تبلیغی وسائل ضروری ہوں تو بھی اور عسکری ذرائع کی ضرورت ہو تو بھی، غافل ہرگز نہ ہونا ﴿من قوۃ ﴾۔

۴۔ اسلام میں سب مسلمان سپاہی ہیں اور عمومی لام بندی ضروری ہے۔ ﴿اعدوا، ترھبون، تنفقوا... ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ اگر صورت تبدیل کر لینے سے دشمن کے دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے تو بھی ایسا کرو۔ اور رعب ڈالنے کا یہ انداز ایک فریضہ بن جاتا ہے ﴿من قوة ﴾۳۱

۶۔ جنگی گھوڑے وہ ہوتے ہیں جو اصطبل میں ہر وقت جنگ کے لئے تیار رکھے جاتے ہیں اور انہیں اصطبل ہی میں دانہ پانی دیا جاتا ہے نا کہ وہ جو کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔

۷۔ افرادی قوت کی آمادگی بھی لازم ہے اور جنگی وسائل کی بھی، ﴿من قوة- من رباط الخيل ﴾

۸۔ موجودہ فوجی وسائل پر ہی اکتفا نہ کرو، ان وسائل میں اضافہ بھی کرو ﴿من قوة ﴾

۹۔ وحدت اور قومی اتحاد بھی ایک طرح کی قوت ہے، جو فراہم رکھنا چاہیئے، کیونکہ قومی انتشار کی صورت میں دشمن کو نہیں ڈرایا جا سکتا۔ ﴿من قوة ﴾

۱۰۔ جنگی آمادگی کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت ہوتا ہے نہ کہ لوٹ مار، غارت گری اور استعمار و استثمار (یا بالفاظ دیگر مارشل لاء)

۱۱۔ اقدار اسلامی کی بھی حفاظت ہونی چاہیئے اور حقوق انسانی کی بھی ﴿عدواللہ وعدو کم ﴾

۱۲۔ اسلام میں دین و مذہب ہی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے ذاتی، نسلی اور قومی اغراض کو نہیں ﴿عدواللہ وعدوکم ﴾

۱۳۔ سارے دشمن بھی پہچانے ہوئے نہیں ہوتے ﴿لاتعلمونهم ﴾۳۲

۱۴۔ آمادہ رہنے کے بارے میں صرف جانے پہچانے دشمن کو مدنظر نہ رکھو، بلکہ ہر موقع محل پر ان جانے دشمن کو بھی ضرور مدنظر رکھا کرو۔ ﴿لاتعلمونهم ﴾

۱۵۔ صرف اسلحہ اور افرادی قوت ہی کافی نہیں مالی تعاون بھی ضروری ہوتا ہے ﴿وما تنفقوا ﴾

۱۶۔ مالی امداد، امت مسلمہ کی تقویت کا موجب ہوتی ہے جس کا فائدہ خود لوگوں ہی کو پہنچتا ہے اور اسلامی معاشرے کی اقتصادی حالت سدھر جاتی ہے جو مسلمانوں کی عزت و عظمت کا موجب ہوتی ہے ﴿يوف اليكم ﴾

۱۷۔ اسلام ایک نظام اور منظم حکومت کا دین ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر دشمن کو کوئی خوف و ہراس نہیں ہوتا ﴿ترهبون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۸۔ دشمن کے مقابلے میں آمادہ رہنے کے لئے تمام دفاعی بنیادوں کو خواہ وہ علمی ہوں یا ثقافتی، اقتصادی ہوں یا عقیدتی اور سیاسی اس قدر مضبوط ہونا چاہئیں کہ دشمن ہر لحاظ سے مسلمانوں سے خوف کھائے، اور ہر محاذ پر اس کے ناپاک منصوبے ناکام ہو جائیں ﴿ترهبون به ﴾بطور مطلق بیان ہوا ہے۔

۱۹۔ محاذ جنگ کی امداد صرف مالی لحاظ ہی سے نہیں کی جاتی بلکہ ہر طرح سے کی جاتی ہے خواہ مالی ہو یا جانی، عزت کی ہو یا آبرو کی، اثر و رسوخ کی ہو یا قلم کی غرض ہر طرح سے محاذ کی امداد ضروری ہے ﴿من شیٔ ﴾

۲۰۔ کمک کی بہم رسانی کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہوتی ہے خالی تقریروں اور نعروں سے کچھ نہیں بنتا۔

۲۱۔ تمہارے خرچ کرنے اور خیر و برکت کے آثار کا تمہیں اس وقت فائدہ ہو گا جب یہ انفاق خدا کی راہ میں اور خدا کی خوشنودی کے لئے ہو گا، اگر مقصود ریاکاری شہرت، خودنمائی اور شرما شرمی ہوں گے تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔﴿فی سبیل الله ﴾

۲۲۔ جنگ کا بجٹ اور محاذ جنگ کا سنبھالنا لوگوں کے ذمہ ہے اور پھر یہ کہ یہ جنگ کے دنوں کے ساتھ بھی مخصوص نہیں ﴿وما تنفقوا ﴾کا حکم ہے جو مطلق طور پر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر وقت آمادہ رہنے کے لئے رقم خرچ کریں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۱

﴿وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللهِ ط اِنَّه هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾

ترجمہ۔ اور اگر دشمن صلح کے لئے مائل ہوجائیں تو تم بھی مائل ہو جاؤ اور خدا پر توکل کرو کیونکہ وہ یقیناً سننے اور جاننے والا ہے۔

پیام:

۱۔ اسلام، جنگ کا خواہاں نہیں ہے۔

۲۔ مسلمانوں کو اس قدر طاقتور ہونا چاہئے کہ صلح کی پیشکش دشمن کی طرف سے ﴿جنجوا ﴾

۳۔ جنگ کا حکم ہو یا صلح کی پیشکش کی منظوری اس کا اختیار پیغمبر خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ رہبر کے اختیارات میں شامل ہے۔ ﴿فاجنح ﴾ کا لفظ ہے "فاجنحوا" نہیں ہے۔

۴۔ جب قدرت مند بن جاؤ تو اپنی اس قدرتمندی سے ناجائز مفاد نہ اٹھاؤ بلکہ میلان دکھاؤ ﴿فاجنح ﴾

۵۔ صلح کی پیشکش منظور کرتے ہوئے خدا پر بھروسہ کرو ﴿فاجنح لها و توکل ﴾

۶۔ صلح کی پیشکش کے وقت دشمن کی سازش کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور بعض "یار دوستوں" کی زبان کے زخم کا خطرہ بھی ہوتا ہے، لیکن ہر حالت میں خدا پر بھروسہ کیا جائے ﴿توکل علی الله ﴾۳۳

آیت ۶۲

﴿وَ اِنْ يُّرِيْدُوْآ اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُط هُوَالَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِه وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ لا

ترجمہ۔ اور اگر دشمن آپ کو دھوکہ دینا چاہیں گے بھی تو یقیناً خدا آپ کے لئے کافی ہے، خدا وہی تو ہے، جس نے اپنی اور مومنین کی نصرت کے ساتھ آپ کی تائید کی ہے۔

دو نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اگر رہبر مسلمین کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ دشمن صلح کے پردے میں دھوکہ دینا چاہتا ہے تو یہ اور بات ہے، ورنہ اگر احتمال ہو کہ دھوکہ ہے یا نیک نیتی تو ایسی صورت میں مکمل ہوشیاری کے ساتھ صلح کی پیشکش کو قبول کر لینا چاہیئے۔

بعض روایات میں "مومنین کے ذریعے پیغمبر اکرم کی تائید و حمایت" سے مراد حضرت علی علیہ اسلام کی تائید اور حمایت ہے، چنانچہ ابن عساکر اپنی کتاب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عرش الٰہی پر لکھا ہوا ہے:

"لا الہ الا انا لاشریک لی محمد عبدی و رسولی: ایدتہ بعلی" میرے سوا کوئی معبود نہیں، میرا کوئی شریک نہیں، حضرت محمد میرے بندے اور رسول ہیں اور میں نے علی کے ذریعہ ان کی تائید و نصرت کی ہے،

یہ وہی ہے جو اللہ نے قرآن کی اسی آیت میں فرمایا ہے (ھوالذی ایدک بنصرہ و بالمومنین)۔

(ملاحظہ ہو تفسیر فرقان منقول از در منثور جلد ۳ ص ۱۹۹ ، و ملحقات احقاق الحق جلد ۳ ص، ۱۹۴)

پیام:

۱۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ صلح کی پیشکش کو نہ ٹھکرائیں تاکہ دشمن کو ان کے خلاف اس پروپیگنڈے کا موقع نہ مل سکے کہ "مسلمان جنگ طلب ہوتے ہیں"، البتہ ہوشیاری ضروری ہے تاکہ دھوکہ نہ کھا جائیں۔

۲۔ اگر ہم اپنے فریضہ پر عمل پیرا رہیں تو مشکلات سے نہیں گھبرانا چاہیئے، کیونکہ مشکل کشا خدا کی ذات ہے۔﴿ایدک ﴾

۳۔ خدائی امداد بھی، عوامی حمایت کے ساتھ ساتھ ہے﴿بنصرہ و بالموٴمنین ﴾

۴۔ لوگ، رہبر کے دست و بازو اور حامی و مددگار ہوتے ہیں﴿و بالموٴمنین ﴾

۵۔ اگر خدا سے غفلت برتے بغیر اس کے بندوں سے مدد مانگی جائے تو شرک نہیں ہے۔

۶۔ اگر عوام بیدار ہوں اور لطف الٰہی شامل حال ہو تو دشمن کی تمام چالیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

۷۔ عوامی حمایت بھی اللہ کے ارادے اور منشا کے تحت حاصل ہوتی ہے۔﴿حسبک اللہ ﴾

آیت ۶۳

﴿وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمط لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْطاِنَّه عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور اللہ نے ان (مومنین) کے دلوں میں الفت پیدا کردی ہے، اگر آپ وہ سب کچھ خرچ کرتے جو کہ زمین میں ہے پھر بھی ان کے دلوں میں الفت اور محبت پیدا نہ کر سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان الفت پیدا کی ہے اور وہ یقینی طور پر غالب اور حکمت والا ہے۔

پیام:

۱۔ دل اور دلوں کے درمیان الفت خدا کے ہاتھ میں ہے (الف)

۲۔ مال و دولت اور جاہ و مقام ہر جگہ پر کارآمد نہیں ہوا کرتے۔ ﴿لوانفقت...ما الفت﴾

۳۔ لوگوں کے دیرینہ اختلافات کا حل کرنا، پیغمبر اسلام کی نبوت کا ایک معجزہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو آپس میں جوڑ دیا۔ اور ان کے درمیان الفت برقرار ہو گئی۔

۴۔ وحدت اور الفت اللہ کی نعمتیں ہیں جنہیں قرآن میں ذکر کیا گیا ہے اور ان کو لوگوں اور پیغمبر کے لئے احسان کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ۳۴

۵۔ ظاہری اتحاد سے زیادہ اہم، قلبی اور باطنی پیوند ہے ورنہ ظاہر میں تو کافر بھی متحد ہیں لیکن ان کے دل منتشر ہیں۔ ۳۵

۶۔ وحدت اور اتحاد قائم کرنے کی واحد راہ، خدا پر ایمان اور "حبل اللہ" (خدائی رسی) کو مضبوطی سے تھامنا ہے اور وہ بھی خدا کی طرف سے ہے۔

۷۔ لوگ اپنے رہبر کے لئے اس وقت زور بازو ثابت ہو سکتے ہیں جب وہ باہم متحد ہوں، ورنہ رہبر کی کمر کو توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ (گزشتہ اور موجودہ آیت کے پیش نظر)

سوال: اس آیت میں تو یہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر تمام روئے زمین کا سرمایہ بھی خرچ کر ڈالو تب بھی ان لوگوں کے دلوں میں الفت اور محبت ایجاد نہیں کر سکو گے، تو پھر زکوٰۃ کی مدد سے تالیف قلب کے لئے کیوں خرچ کرنے کا حکم ہے کہ "والمولفۃ قلوبھم"؟

جواب: لوگوں کے دلوں میں موجود کینہ اور اس کی تاریخ مختلف ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی مسکراہٹ اور مختصر سے تحفے کے ساتھ تمام رنجشیں دور ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ اس قدر گہرا اور پرانا ہوتا ہے کہ کسی بھی طرح سے اسے دور نہیں کیا جا سکتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۴

﴿یَآ یُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

ترجمہ۔ اے پیغمبر! آپ کے لئے اللہ اور مومنین میں سے وہ لوگ کافی ہیں جو آپ کی پیروی کر چکے ہیں۔

دو نکات:

بنی قریظہ اور بنی نضیر میں سے کچھ یہودیوں نے پیغمبر اسلام کو اپنی مدد کی جھوٹی یقین دہانی کرائی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ان کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے، مومنین ہی آپ کے لئے کافی ہیں۔ اور اسی آیت کے ضمن میں اگلی آیت میں بیان ہونے والا جہاد کا حکم بھی مقدمہ کے طور پر ذکر ہو گیا ہے۔

کتاب "فضائل الصحابہ" میں حافظ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ اس آیت میں مذکور "مومنین" سے مراد ذات علی بن ابی طالب علیہ اسلام ہے۔ ۳٦

پیام:

۱۔ اسلامی نظام کا دارومدار خدا، رسول اور مومنین پر ہے۔ اسلامی معاشرے میں رہبر کا تعین خدا کی طرف سے ہوتا ہے، جس کا قانون وحی کے ذریعہ مرتب ہوتا ہے اور لوگ اس قانون اور رہبر کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔

۲۔ اگر غیر اللہ سے استمداد اور حمایت سے دلی سکون خداوند عالم کی منشا اور اس کی مرضی کے ساتھ ہو تو یہ توحید کے منافی نہیں ہے۔ شرک تو وہاں ہوتا ہے جہاں خدا کی قدرت اور مرضی کے خلاف غیر اللہ پر ہی سارا تکیہ کیا جائے۔ لیکن جب تک قلوب، افکار، نظریات اور حمایتیں خدائی ارادہ کے تحت اور اس کے نور کی روشنی میں باقی رہیں گے توحید کے مدار سے باہر نہیں نکل پائیں گے۔

۳۔ ایمان کے ساتھ ہی اطاعت سودمند ہوتی ہے نہ کہ ایمان کے بغیر اطاعت یا اطاعت کے بغیر ایمان، ﴿من اتبعک من المو ٔمنین﴾

۴۔ کچھ لوگ پیغمبر کے اطاعت گزار نہیں تھے۔ ﴿من المو ٔمنین﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۵

﴿يَآ يُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِط اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِج وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْآ اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ﴾

ترجمہ۔ اے پیغمبر! مومنین کو جنگ کے لئے آمادہ کرو، اگر تم میں سے بیس آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں اور اگر تم میں سے سو (صابر) لوگ ہوں تو وہ کفار کے ہزار افراد پر کامیابی حاصل کر لیں، کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔

دو نکات:

یہ آیت تعداد کے لحاظ سے افرادی طاقت کی نفی کر رہی ہے اور ایمان، صبر اور حوصلے ہی کو معیار قرار دے رہی ہے، آیت اس تاثر کو ختم کرنے کے لئے کہ بیس آدمی دو سو پر فتح پا سکتے ہیں، اس بات کو ایک بار پھر دہراتی ہے کہ سو آدمی ہزار انسانوں پر غالب آسکتے ہیں بشرطیکہ وہ مومن اور صابر ہوں۔

زمانہ صدر اسلام کی جنگوں میں کبھی بھی اعداد و شمار کے ذریعے موازنہ نہیں کیا جاتا تھا، اور نہ کہیں پر عددی قوت کو معیار قرار دیا جاتا تھا، جنگ بدر میں ۳۱۳ مجاہد ہزار کفار کے مقابلے میں تھے، احد میں تین ہزار کفار کے مقابلے میں صرف سات سو جنگجو تھے، جنگ خندق میں تین ہزار مسلمانوں کا دس ہزار کفار سے مقابلہ تھا جبکہ جنگ موتہ میں دس ہزار مسلمان ایک لاکھ کے ساتھ نبرد آزما تھے۔

پیام:

۱۔ رہبر کے وظائف اور فرائض میں شامل ہے کہ لوگوں کو جہاد کے لئے آمادہ کرے۔ لشکر کے فرمانروا کا فرض بنتا ہے کہ جنگی کارروائی سے پہلے اپنی دلنشین باتوں سے لشکر کا دل گرما دے (حرض)

۲۔ دشوار اور مشکل کام تشویق و ترغیب اور تلقین کے ذریعہ آسان ہو جاتے ہیں اور اسی میں کامیابی کا راز ہے۔

۳۔ جنگ اور جہاد میں تبلیغات کا ہونا بہت ضروری ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ محاذ جنگ میں اصل اہمیت ایمان اور صبر کو حاصل ہے عددی قلت اور کثرت کی کوئی اہمیت نہیں۔

۵۔ ابتدائے اسلام میں دشمن کے دسویں حصے کے برابر مجاہدین کی موجودگی سے حکم جہاد صادر ہو جاتا تھا۔

۶۔ مجاہد کے لئے ان تین صفات کا حامل ہونا ضروری ہے ایمان، صبر اور معرفت و آگاہی (مومنین، صابرین) اور کفار کے بارے میں ہے "﴿لا یفقهون﴾"۔

۷۔ اسلامی لشکر کو کم از کم بیس افراد پر مشتمل ہونا چاہیئے اس سے کم پر نہیں، بلکہ بعض صورتوں میں تو ایک سو سے کم افراد پر مشتمل نہیں ہونا چاہیئے۔ (از تفسیر فرقان)

۸۔ آگاہی اور معرفت کامیابی کے عوامل میں سے ہے چنانچہ اگر گہری شناخت، آگاہی پر مبنی عقائد اور مقصد و ہدف کی معرفت نہ ہو تو شکست یقینی ہو جاتی ہے ﴿لا یفقهون﴾

آیت ۶۶

﴿اَلْئٰنَ خَفَفَّ اللهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًاط فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِج وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْآ اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِط وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

ترجمہ۔ اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے بوجھ کو ہلکا کر دیا اور جان لیا کہ تمہارے اندر کمزوری ہے، پس اگر تم میں سے سو صابر آدمی ہوں تو وہ (کفار کے) دو سو لوگوں پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار آدمی ہوں تو (ان کے) دو ہزار افراد پر خدا کے حکم سے کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

دو نکات:

آیت میں مذکور "ضعف" (کمزوری) سے مراد عقیدتی اور روحانی کمزوری ہے کیونکہ سپاہ اسلام میں جسمانی اور عددی کے اعتبار سے کمی نہیں ہوئی تھی۔

اس آیت میں اور اس سے پہلی آیت میں تین ایسے روحانی مسائل کی طرف اشارہ ہوا ہے جو کامیابی کے اصل عوامل ہیں۔ اور جن کے بغیر شکست یقینی ہے اور وہ ہیں صبر، ایمان اور معرفت۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ امور کو چلانے کے لئے بعض خصوصی احوال کی بنا پر آئین اور قوانین میں تبدیلی کرنا پڑتی ہے اور اس سے استقلال مزاجی متاثر نہیں ہوتا۔ ﴿الان خفف﴾

۲۔ فرائض کی ادائیگی کا حکم بھی استطاعت کے مطابق ہوتا ہے اور قانون سازی کے موقع پر کمزور لوگوں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ﴿فیکم ضعفا﴾

۳۔ شکست کا اصل موجب اندر سے ہی ظاہر ہوتا ہے باہر سے نہیں ﴿فیکم ضعفا﴾

۴۔ بعض اوقات ارادے کی کمزوری، جنگی توانائیوں کو دس گناہ سے دوگناہ کی حدتک یعنی اسی فیصد تنزلی پر لے آتی ہے۔

۵۔ ایک گروہ کی کمزوری دوسرے لوگوں کے حوصلے بھی پست کر دیتی ہے۔ ﴿فیکم ضعفا﴾

۶۔ فتح و کامرانی میں اصل شے خدا کا ارادہ اور حکم ہے (ورنہ جنگ حنین میں اس قدر زیادہ افرادی قوت کے باوجود مسلمان شکست کھا کر بھاگ نہ جاتے۔ " ﴿اعجبتکم کثرتکم... ثم ولیتم مدبرین﴾ "

۷۔ صابر، خدا کا محبوب اور اسی کی پناہ میں ہوتا ہے۔ ﴿واللہ مع الصابرین﴾

۸۔ سالار لشکر کو سپاہ اسلام کے حوصلوں، ارادوں اور قوت ایمانی پر توجہ رکھنی چاہیئے ﴿علم ان فیکم ضعفا﴾

۹۔ "واللہ مع الصابرین" (اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) کا نعرہ اسلام کے جنگی محاذوں پر لگنا چاہیئے۔

۱۰۔ اپنی فتح و کامرانی پر اتراؤ نہیں کیونکہ یہ اس ذات کی عطا کردہ ہے۔ ﴿باذن اللہ﴾

آیت ۶۷

﴿مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗۤ اَسۡرٰی حَتّٰی یُثۡخِنَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ تُرِیۡدُوۡنَ عَرَضَ الدُّنۡیَا ٭ۖ وَ اللّٰہُ یُرِیۡدُ الۡاٰخِرَۃَ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ﴾

ترجمہ۔ کسی پیغمبر کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو اسیر بنائے مگر اس کے بعد جب (فوجی علاقہ اور) زمین پر پوری طرح قابو پا لے۔ تم تو جلد گزر جانے والی دنیا کو چاہتے ہو لیکن اللہ (تمہارے لئے) آخرت کو چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ناقابل شکست اور صاحب حکمت ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات:

"ثخن" کے معنی ہیں ضخامت، سنگینی اور ٹھوس ہونا اور یہ کنایہ ہے کامیابی، واضح غلبہ اور اقتدار سے۔

آیت خبردار کر رہی ہے کہ قیدی بنانا، پھر فدیہ لے کر اسے آزاد کر دینا اور جنگی غنیمتوں کا سمیٹنا مسلمانوں کو اپنے اصل مقصد سے نہ ہٹا دے کہ جس سے وہ اچانک کوئی نقصان اٹھائیں۔

پیام:

۱۔ دنیا ناپائیدار اور جلد گزر جانے والی ہے۔﴿عرض ﴾

۲۔ فوجی کارروائیوں میں مرحلہ وار حکمت عملی کا اجرا کیا جاتا ہے اور حالات پر مکمل قابو پانے سے پہلے جنگی قیدی بنانے کی پالیسی صحیح نہیں ہے۔﴿ما کان...حتی یثخن ﴾

۳۔ اسلامی جنگوں کا اصل مقصد، رضائے الٰہی کا حصول، حق کی تقویت اور مستضعفین کی نجات ہے، غنیمتیں سمیٹنا، قیدی بنانا اور فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دینا اصل مقصد نہیں ہے۔

۴۔ جنگ کے بحرانی ترین لمحات میں مومنین کو بھی دنیا کی طرف رغبت و رجحان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

۵۔ مقصد میں مرکزیت اور انتشار و افتراق سے دوری ایک ضرورت ہے (جب تک میدان جنگ میں اپنی پوزیشنیں مضبوط نہ کر لو، ہرگز قیدی نہ بناؤ)

آیت ۶۸۔ ۶۹

﴿لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلاً طَيِّباً وَّاتَّقُوا اللّٰهَط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

ترجمہ۔ اگر خداوند عالم کا پہلے سے قانون نہ ہوتا (کہ اطلاع دیئے بغیر کسی امت کو ہلاک نہیں کرتا) تو تم نے جو بے جا اسیر پکڑے تھے اس کی وجہ سے تمہیں بہت بڑا عذاب آلیتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پس جو غنیمت تم نے حاصل کی ہے اس سے کھاؤ کہ یہ حلال اور پاکیزہ ہے اور خدا سے ڈرتے رہو بلاشبہ خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

چند نکات:

"کتاب من اللہ" سے مراد یا تو خداوند عالم کا وہ طریقہ کار ہے کہ کسی حکم کے بیان کرنے سے پہلے کسی کو سزا نہیں دیتا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: "﴿وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا﴾ "۔جب تک رسول نہ بھیج دیں اس وقت تک ہم عذاب دینے والے نہیں (بنی اسرائیل ۱۵) یا جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی طرف اشارہ ہے کہ اگر تقدیر الٰہی نہ ہوتی تو، پوزیشن مضبوط ہونے سے پہلے جو قیدی بنا لئے ہیں اس کی سزا میں تمہیں زبردست زک پہنچاتا۔ (تفسیر اطیب البیان)

روایات کے مطابق اس آیت میں "غنیمت" سے مراد وہ رقم ہے جو مسلمانوں نے فدیہ کے طور پر قیدی آزاد کرنے کے بدلے میں لی تھی۔ اور وہ فدیہ ہر ایک قیدی کی طرف سے ایک ہزار سے چار ہزار درہم تک تھا۔

فدیہ زبردستی نہیں لیا جاتا اور نہ ہی اسے انسان فروشی کے زمرے میں لے آئیں گے، بلکہ یہ رہبر مسلمین کی صوابدید پر منحصر ہے اور مسلمانوں کے نقصان کی تلافی کے طور پر ہے۔

پیام:

۱۔ کسی چیز کے استعمال میں لانے کی شرط اس کا حلال اور پاکیزہ ہونا ہے۔

۲۔ ہوشیار اور خبردار رہنا کہیں جنگی غنیمتیں اور قیدیوں کے فدیئے تمہیں جہاد سے اعلیٰ اور والا ترین مقصد سے نہ ہٹا دیں۔ لہذا ہمیشہ خدا کو پیش نظر رکھے رہو۔﴿اتقو اللہ ﴾

آیت ۷۰

﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ ۔ اے پیغمبر! ان اسیروں سے کہہ دیجئے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں کہ: اگر خدا کو علم ہو جائے کہ تمہارے دلوں میں خیر اور بھلائی ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا کرے گا (اور تم مسلمان ہو جاؤ گے) اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

چند نکات:

۔آیت کے شان نزول کے بارے میں منقول ہے کہ: عباس، عقیل اور نوفل جنگ بدر میں گرفتار ہو کر آئے تو حضرت رسول خدا نے ان سے فدیہ لے کر آزاد کر دیا، اس پر وہ بھی مسلمان ہو گئے ۔ ان کے فدیہ کی رقم انہیں واپس کر دی گئی۔ (تفسیر نور الثقلین، منقول از کافی) ۳۷

۔ اسلامی نظام میں جنگی قیدیوں کے بارے میں تین صورتیں ہیں ۔

۱ ۔ فدیہ لئے بغیر انہیں آزاد کر دیا جائے جیسے فتح مکہ کے موقع پر کہ کسی کو قیدی ہی نہیں بنایا گیا۔

۲ ۔ فدیہ لے کر قیدی کو آزاد کر دیا جائے ، قیدی کا قیدی سے تبادلہ کیا جائے۔

۳ ۔ قیدیوں کو مسلمانوں کے سپرد کر دیا جائے تاکہ ایک تو دشمن کے طاقت حاصل کرنے سے رکاوٹ ہو گی اور ساتھ ہی وہ بتدریج دینی تعلیم حاصل کر کے اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھ لیں گے ۔

البتہ ان تین صورتوں میں سے کسی کا بھی اختیار سربراہ کو حاصل ہے۔

پیام:

۱ ۔ قیدیوں سے ایسا سلوک کرو جس سے انہیں ہدایت اور ارشاد ملے (خیر، مغفرت وغیرہ جیسے کلمات ان لوگوں کے لئے استعمال کئے جائیں جو شکست کھانے کے بعد پشیمان ہو چکے ہیں)

۲ ۔ جنگ کا مقصد قتل و غارت اور قیدی اور فدیہ لینا نہیں ہے بلکہ اصل مقصد لوگوں کی ہدایت اور طاغوت شکنی ہے۔

۳ ۔ اسراء کو تبلیغ اور ان کی رہنمائی لازم ہے ۔ ﴿قل لمن فی ایدیکم﴾

۴ ۔ حقیقی خیر تو ایمان ہی ہے ﴿ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۷۱

﴿وَ اِنْ یُّرِیْدُ ْواخِیَانَتَکَ فَقَدْ خَانُوا اللہَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْکَنَ مِنْھُمْط وَاللہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴾

ترجمہ۔ اور اگر وہ (قیدی) آپ کے ساتھ خیانت کرنا چاہیں گے تو (کیا ہوا) وہ پہلے بھی خدا سے خیانت کر چکے ہیں ۔ پس خدا نے (آپ کو) ان پر غلبہ اور تسلط دیا ہے او ر اللہ تعالیٰ علم اور حکمت والا ہے ۔

پیام:

۱۔ دشمن طاقتوں پر نہ تو سو فیصد یقین کامل رکھو اور نہ ہی ان کے بارے میں سو فیصد بدگمانی ۔ نہ صرف سختی ا ور نہ ہی بالکل نرمی ۔ بلکہ زیرک، خبردار، ہوشیار اور مہربان بنے رہو، (سابقہ اور موجود آیات کا مجموعہ)

۲۔ دشمن کا کام تو ہے ہی خیانت کرنا ﴿خانواللہ من قبل ﴾

۳۔ خداوندعالم حق اور حق کے طرفداروں کو غلبہ عطا کرتا ہے ﴿امکن منھم ﴾

۴۔ اللہ تعالیٰ دشمن کی نیتوں سے آگاہ اور حکم فرمائی میں حکیم اور مصلحت اندیش ہے۔ ﴿علیم حکیم ﴾

آیت ۷۲

﴿اِنَّ الَّذِینَ اٰمَنُوْا وَ ھَاجَرُ ْوا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِی سَبِیْلِ اللہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍط وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَا یَتِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُھَاجِرُوْاج وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍم بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌط وَاللہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴾

ترجمہ۔ یقینا لوگ ایمان لے آئے، ہجرت کی، اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کیا ۔ اور جنہوں نے (مجاہدین اور مہاجرین کو) پناہ دی او ر ان کی مدد کی وہی تو ایک دوسرے کے دوست، حامی اور ہم پیمان ہیں ۔ اور جو لوگ ایمان لے آئے لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی تو تمہیں ان کے ساتھ دوستی اور ان کی حمایت کا حق نہیں ہے ۔ جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں ۔ او ر اگر (کفار میں دبے ہوئے مومنین اپنے دین کی حفاظت کے لئے) تم سے مدد طلب

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کریں تو تم پر لازم ہے کہ ان کی امداد کرو۔ مگر ان لوگوں کے خلاف جن کا تمہارے ساتھ (جنگ نہ کرنے کا) معاہدہ ہے۔ اور خداوند عالم جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

دو نکات:

۔ اس آیت میں چند اہم باتیں بتائی گئی ہیں مثلا مہاجرین او رانصار کا باہمی تعلق، ہجرت کی ضرورت، ہجرت سے جان بچانے والے اشرافیہ سے بے اعتنائی، مہاجرین او رکفار کے درمیان موجود معاہدے اور مسلمانوں کی نجات بشرطیکہ پہلے سے کئے ہوئے معاہدے متاثر نہ ہوں۔

۔ وحدت واتحاد کو مستحکم کرنے کے لئے اسلام نے تین منصوبے پیش کئے ہیں۔ ۱۔ لوگوں کا اپنے رہبر کی بیعت کرنا۔

۲۔ مہاجرین اور انصار کی باہمی دوستی۔ ۳۔ مسلمانوں کی باہمی اخوت

پیام:

۱۔ سعی و کوشش کے بغیر اسلام اور ایمان پروان نہیں چڑھتے۔ اوائل اسلام کے مسلمان یا مہاجر تھے یا مہاجرین کو پناہ دینے والے تھے یا مجاہد یا پھر مجاہدین کے حامی۔

۲۔ مہاجرین او رانصار کے درمیان گہرا رابطہ ہے، ہر شخص کے اپنے حالات کے مطابق ہی اس پر حکم لگایا جاتا ہے او راس پر فریضہ کی ادائیگی لازم ہوتی ہے۔ کسی پر ہجرت واجب ہوتی تو کسی پر مہاجرین کی پناہ ضروری۔

۳۔ اسلامی معاشرے کی طرف ہجرت، ولایت کی ایک شرط ہے (﴿لم یھاجروا مالکم من ولا یتھم- ﴾

۴۔ صرف عقیدہ ہی کافی نہیں ہجرت، جہاد، مہاجرین اور مجاہدین کی حمایت بھی ضروری ہے۔

۵۔ ترقی کی طرف پرواز اس وقت ممکن ہوتی ہے جب اذہان و افکار، قوت بازو، سرمایہ، طاقت اور ہجرت یکجا ہوں ﴿امنوا ، ھا جروا، جاھدوا، اموالھم ﴾

۶۔ اسلامی معاشرہ میں ہجرت کرنے والوں اور مرفہ حال یا ہجرت سے گریز کرنے والے اشرافیہ کے درمیان فرق ضرور ہونا چاہیے ﴿امنو ولم یھاجروا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ ہجرت کرنے سے ایک تو کافرانہ نظام کوزک پہنچتی ہے اور دوسرے دین کی حفاظت اور مسلمانوں کی طاقت محفوظ رہتی ہے۔ ۳۸

۸۔ کفار کے ساتھ بین الاقوامی معاہدوں اور بین الاقوامی حقوق کا احترام، مسلمانوں کی حمایت سے زیادہ اہم ہے، ﴿الاعلی قوم----﴾

۹۔ ان لوگوں کو کھلے دل سے خوش آمدید کہنا چاہیے جو بعد میں مسلمانوں سے آملتے ہیں ﴿حتی یھاجروا ﴾

۱۰۔ اگرچہ مہاجرین کافی امتیازات کے مستحق ہیں لیکن اگر رفاہ طلب اور بے حال مسلمان کفر کے دباؤ میں ہوں اور ان کے مظالم کی چکی میں پس رہے ہوں تو ان کی امداد کرنے سے بھی قطعاً گریز نہیں کرنا چاہیے ﴿ان استنصروکم فعلیکم النصر ﴾

آیت ۷۳

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍط اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴾ ط

ترجمہ۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے ہیں وہ ایک دوسرے کے یارو مددگار ہیں (تم ان سے معاہدے نہ کرو) اگر تم بھی یہ ہم بستگی نہ رکھو تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد کھڑا ہو جائے۔

ایک نکتہ:

" ﴿الا تفعلوه ﴾ " کے تین معنی بیان ہوئے ہیں۔

۱۔ اگر ہمارے حکم کے مطابق تم مومنین کے ساتھ باہمی موالات پر عمل نہیں کرو گے اور کفار کے ساتھ تعلق رکھو گے تو اس سے بہت بڑا فسادپیدا ہو جائے گا، کیونکہ وہ متحد ہیں اور تم متفرق ہو۔

۲۔ اگر ان مسلمانوں سے بے پرواہی برتو گے جنہیں تمہاری امداد کی ضرورت ہے اور وہ کفار کے سخت دباؤ میں ہیں تو یا تو ان کا قتل عام ہو جائے گا یا پھر وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں گے۔

۳۔ اگر کفار کے ساتھ بین الاقوامی معاہدوں کا پاس نہیں کرو گے اور صرف چند مسلمانوں کی حمایت کرو گے تو کفار اکٹھے ہو کر تمہارے خلاف ہو جائیں گے جس سے بہت بڑے فساد کا اندیشہ ہے،

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ دشمنوں سے محبت ۔ انہیں اپنے امور میں داخل کرنا ، ان کی ولایت و حکومت او راثر و نفوذ کو قبول کر لینا زمین میں بہت بڑا فتنہ و فساد ہے ۔

۲۔ جب کفار ایک دوسرے کے یارو مددگار ہیں تو اگر مسلمان آپس میں دوستی اور محبت کا ثبوت نہیں دیں گے تو فتنہ و فساد میں گرفتار ہو جائیں گے ۔ ﴿والاتفعلوہ ﴾(ازتفسیر اطیب البیان)

۳۔ اگر تم مسلمانوں کے درمیان دوستی او رولایت کا مستحکم رشتہ نہیں ہو گا تو کفار متحد ہو کر تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ ﴿الا تفعلوہ تکن فتنتہ ﴾

آیت ۷۴

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَجاَهَدُوْا فِيْ سَبِيْ ِلِ اللهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْآ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴾

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لے آئے اور ہجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کیا ، اور جنہوں نے پناہ دی او رامداد کی تو یہی لوگ حقیقی مومن ہیں انہی کے لئے بخشش او رشائستہ رزق و روزی ہے۔

پیام:

۱۔ ایمان ہمیشہ نیک اعمال پر مقدم ہوتا ہے۔ ﴿امنو و ھاجروا ﴾

۲۔ حقیقی ایمان ہجرت ، جہاد ، مجاہد مسلمانوں کو پناہ دینے او ران کی امداد کرنے میں مضمر ہے۔ ﴿ھم المومنون حقا ﴾

۳۔ کسی عمل کی قدرو قیمت اسی وقت ہوتی ہے جب اس پر خدائی رنگ او ررضائے الٰہی غالب ہو۔ ﴿فی سبیل اللہ ﴾

۴۔ انسان ہر مرحلے پر اور ہمیشہ جواب دہ ہے او راس پر کوئی نہ کوئی ذمہ داری عائد رہتی ہی ہے کبھی جہاد کی صورت میں کبھی ہجرت کی صورت میں او رکبھی مجاہدین کی نصرت کی صورت میں۔

۵۔ ہجرت اور جہاد بخشش اور رزق الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ اگر ہجرت او رجہاد کی خاطر معمول کے رزق ورزی سے آنکھیں بند کر لو تو خدا کے کریم اور شائستہ رزق کو ضرور حاصل کر لو گے۔

آیت ۷۵

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْم بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْط وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِط اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴾

ترجمہ۔ اور لوگ بعد میں ایمان لائے اور تمہارے ہمراہ ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا، تو وہ لوگ بھی تم میں سے ہیں، اور قرابت دار (خدائی قانون اور) کتاب خدا میں ایک دوسرے کی نسبت اولویت رکھتے ہیں۔ یقینا اللہ تعالی ہر چیز کو جانتا ہے۔

دو نکات:

۔ اسلام سے پہلے وراثت کی تقسیم خاندانی اعزہ منہ بولی اولاد اور باہمی عہدو پیمان کی بنیادوں پر ہوا کرتی تھی۔ لیکن اسلام نے اسے صرف قرابت داری کی بنیاد پر ہی مقرر فرمایا ہے۔

۔ہمارے آئمہ اطہار اور علماء اسلام نے علی بن ابی طالب اور ان کے مقدس جانشینوں کی امامت اور خلافت کے مسئلے میں بارہا اسی آیت سے استناد کیا ہے۔ البتہ علم، سبقت ایمانی جہاد اور تقوی جیسی صفات اس کے علاوہ ہیں کہ جن سے امامت کے لئے استناد کیا جاتا ہے اس آیت سے علی بن ابیطالب کی پیغمبر خدا سے قرابت داری کے ذریعہ ان کی امامت اور خلافت بلا فصل پر استدلال کیا جاتا ہے۔

پیام:

۱۔ اگر اسلامی معاشرے کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہوا ہے۔ اس نے کسی اور پر کبھی اپنا دروازہ بند نہیں کیا۔ اگرچہ اس میں بہت سے سابق الایمان اور صاحبان فضیلت لوگ رہتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ قرابت دار مومنین میں ایمانی ولایت جو کہ ہجرت اور جہاد کے سایہ میں انہیں ملی ہے اپنی قرابداری کی ولایت کے حامل بھی ہیں۔

۳۔ باہمی رشتہ داروں میں سلسلہ مراتب موجود ہے (﴿اولیٰ ببعض﴾

(صدق اللہ العلي العظیم)۔

حوالاجات ۔ فٹ نوٹس

۱ چونکہ اسلام سے پہلے مال غنیمت کو امتیازی سلوک کے تحت تقسیم کیا جاتا تھا، اور جنگ بدر میں جو کہ مسلمانوں کی پہلی جنگ تھی اور اس جنگ میں مال غنیمت بھی ہاتھ لگا تھا، لہٰذا مسلمانوں نے اس بارے میں پیغمبر خدا سے سوال کیا

۲ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "سہم خداوند بھی حضرت رسول خدا کی نگرانی میں خرچ ہوگا۔

۳ روایات میں ان لوگوں کا اجر و ثواب عام مستحبی نماز روزے سے بھی زیادہ بیان کیا گیا ہے جو لوگوں کے درمیان صلح و صفائی اور اصلاح قائم کرتے ہیں، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا: "اگر ہمارے دو پیروکاروں کے درمیان کوئی جھگڑا اٹھ کھڑا ہو جائے تو میرے ذاتی مال سے خرچ کر کے بھی ان کے درمیان صلح کرا دو"

۴ بعض اوقات ایک چھوٹا سا گروہ خدا کے حکم اور اس کی مرضی کے مطابق بہت بڑے گروہ پر غالب آجاتا اور فتح پا لیتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے "کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله" (بقرہ/ ۲۴۹)

۵ تفسیر فرقان

۵- a تفسیر نور الثقلین میں حضرت امیر علیہ السلام کے فضائل میں سے ۶۳ ویں فضیلت یہ ذکر کی ہے کہ آپ نے اپنی تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی میدان جنگ میں دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی۔

۶ البتہ یہ گناہ قابل توبہ ہے ملاحظہ ہو سورہ آل عمران/ ۱۵۵ "ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان انما استزلهم الشيطان ببعض ماكسبوا ولقد عفا الله عنهم"

۷ ایک اور جگہ پر فرماتا ہے: "ولوسمعوا لا ستجابوا" (فاطر/ ۱۴) یعنی عملی جواب، صداقت کی علامت ہے،

۸ اس بے عقلی کا وہ خود بھی اعتراف کریں گے اور کہیں گے: "لوكنا نسمع او نعقل ما كنا فى اصحاب السعير" اگر ہم سننے والے کان رکھتے ہوئے یا عقل سے کام لیتے تو جہنمی نہ ہوتے۔ (ملک/ ۱۰)

۹ ارشاد قدرت ہے: "من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مومن فلنحيينه طيبة" جو انسان نیک عمل کرتا ہے خواہ مرد ہے یا عورت اور وہ ہے بھی مومن تو ہم اسے پاک و پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں (نحل/ ۹۷)

۱۰ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور پیغمبر خدا نے فرمایا: من ظلم عليا مقعدى هذا بعد و فاتى فكا نما حجد نبوتى و نبوة الانبياء قبلى" جس نے میرے بعد علی پر میری جانشینی کے بارے میں ظلم کیا گویا اس نے میری اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کر دیا۔ (تفسیر فرقان، منقول الاشواہد التنزیل حسکانی جلد اول ص ۲۰۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۱ حضرت علی علیہ السلام نہج البلاغہ حکمت اول میں فرماتے ہیں: "کن فی الفتنۃ کابن للبون، لا ظھر فیرکب ولا ضرع فیحلب" فتنہ اور فساد کے دورانیے میں اونٹ کے اس بچے کی مانند بن جاؤ کہ جس پر نہ تو بوجھ لادا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے دودھ دوہا جا سکتا ہے۔

حضرت زبیر فرماتے ہیں: "جنگ جمل میں شریک ہونے سے پہلے میں اس آیت کے معنی کو نہیں سمجھتا تھا۔'' (تفسیر فخر رازی) حضرت پیغمبر اکرم فرماتے ہیں: "جب میری امت میں فتنے ظاہر ہونے لگ جائیں تو تمہیں علی کے ساتھ رہنا چاہیئے خواہ وہ اکیلے ہی کیوں نہ ہوں!" (تفسیر مجمع البیان)

۱۲ شواہد التنزیل حاکم حسکانی جلد اول ص ۲۰۵ منقول از ملحقات احقاق الحق جلد ۱۴ ص ۵۶۴

۱۳ اس معنی کے مطابق جو کہ آیت کے متن سے بھی مطابقت رکھتا ہے "تخونوا اماناتکم" میں "لا" نافیہ کے مقدر کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔

۱۴ ابو لبابہ کی داستان کی طرف اشارہ ہے جس نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ کر اس قدر گریہ کیا کہ خدا نے اس کی توبہ کو قبول فرما لیا،

۱۵ جن لوگوں نے مدینہ سے ابوسفیان کو اطلاع دی تھی کہ مسلمان، مشرکین کے خلاف فوجیں اکٹھی کر رہے ہیں وہ ایسے مہاجر تھے مکہ میں جن کے مال و اولاد رہ گئے تھے (تفسیر المیزان) مثلاً: الف: شیطان انسان کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا ہے "شارکھم فی الاموال و الاولاد" (بنی اسرائیل/ ۶۴) ب: مال و اولاد کی کثرت طلبی لیکن اس کے منفی اثرات "تکاثرفی الاموال و الاولاد" (حدید/ ۲۰) ج: مال و اولاد کا یاد خدا سے روک دینا "لا تلھکم اموالکم ولا اولاد کم عن ذکر اللہ" (منافقون/ ۹) د: قیامت کے دن مال اور اولاد نجات نہیں دلائیں گے: "لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم" (آل عمران/ ۱۰)

۱۷ بقول حافظ، جمال یار ندارد حاجب و پردہ ولی، غبار رہ بنشان تا نظر توانی کرد۔

یعنی جمال یار تو پردوں میں چھپا ہوا نہیں ہے، یہ غبار راہ ہے جس نے اسے چھپایا ہوا ہے، اسے بیٹھ جانے دو پھر اس کا دیدار کرو۔

حقیقت سرائی است آراستہ ہوا و ہوس گرد برخاستہ

نبینی کہ ہر جا کہ برخاست گرد بنیند نظر، گرچہ بیناست مرد

ایک اور آیت میں ہے "اتقوا اللہ ویعلملکم اللہ" خدا سے ڈرتے رہو خدا تمہیں تعلیم دے گا (بقرہ/ ۲۸۲) گویا روح کی مثال آئینے جیسی ہے۔ تقویٰ جس پر پڑے ہوئے غبار کو صاف کرتا ہے اور خورشید حق کا نور اس میں جلوہ فگن ہوتا ہے جبکہ اس کے برعکس ہوا و ہوس اور حرص و لالچ، عقل و خرد کی لغزش کا موجب بنتے ہیں، جیسا کہ حضرت امام الاولیاء علیہ السلام فرماتے ہیں: "اکثر مصارع العقول تحت بروق المطامع" (نہج البلاغہ)

۱۸ نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جناب رسالت مآب کی رحلت کے بعد فرمایا: "ہمارے درمیان دو امانتیں تھیں جن میں سے ایک تو اٹھ چکی ہے دوسری (استغفار) کی حفاظت کرو" (حکمت صبحی صالح) دعائے کمیل میں کچھ ایسے گناہوں کا تذکرہ ہے جو عذاب نازل کرتے ہیں "الذنوب التی تنزل البلاء" سورہ ہود/ ۱۱۷ میں ہے "ما کان ربک لیھلک القریٰ بظلم و اھلھا مصلحون" جب تک کسی آبادی کے لوگ اصلاح کرتے رہیں گے اور صالح رہیں گے اس وقت تک تمہارا رب کسی کو ہلاک نہیں کرے گا۔

۱۹ نہج البلاغہ میں ہے: "اللہ فی بیت ربکم فانھا ان ترکت تم تناظروا" اپنے رب کے گھر کے بارے میں خدا سے ڈرو، کہ اگر اس کا حج اور عبادت ترک کر دیئے گئے تو پھر تمہیں عذاب الٰہی مہلت دیئے بغیر اپنی لپیٹ میں لے لیگا،

۲۰ تفسیر مجمع البیان، المیزان اور فی ضلال القرآن

۲۱ حدیث شریف میں ہے: "الاسلام یمحو ما قبلہ" اسلام سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے،

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۲ "کتب اللہ لاغبن انا و رسلی" اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب ہیں۔ (مجادلہ / ۲۱)

۲۳ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں عملی جامہ پہنے گی۔

۲۴ لسان العرب، تاج العروس، قاموس، تفسیر قرطبی، تفسیر فخر رازی اور تفسیر آلوسی کو بھی لغت کی عمومیت میں شک نہیں ہے اور قرآن مجید میں بھی "غنیمت" کا لفظ جنگی غنیمت کے علاوہ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے ملاحظہ ہو سورہ نسأ / ۹۴، ارشاد ہوتا ہے "وعنداللہ مغانم کثیرۃ" نیز غنیمت کا لفظ قرآن مجید میں چھ مرتبہ استعمال ہوا ہے اسی طرح "غراست" کا لفظ بھی چھ مرتبہ ذکر ہوا ہے

۲۵ قرآن مجید میں بارہا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رویائے صادقہ (سچے خوابوں) کا تذکرہ آیا ہے۔

۲۶ گر نگہدار من آنست کہ من می دانم # شیشہ را در بغل سنگ نگہ می دارد

میرا بچانے والا تو وہ ہے جسے میں جانتا ہوں جو شیشے کو پتھرں کے درمیان بھی بچائے رکھتا ہے

۲۷ سورہ بقرہ / ۲۵۰

۲۸ حضرت امام سجاد علیہ السلام سرحدی محافظین کے بارے میں دعا فرماتے ہیں کہ: "خداوندا! مال و اولاد کی یاد مجاہدین کے دلوں سے نکال دے اور بہشت کو ان کی نگاہوں کے سامنے جلوہ گر کردے۔ (صحیفہ سجادیہ دعا ۲۷)

۲۹ اگرچہ آیت کا سیاق جنگ بدر سے تعلق رکھتا ہے، لیکن آیت کا کلی معنی ان منافقین کو بھی اپنے دامان میں لئے ہوئے ہے جو ریاکاری کے طور پر اور خودنمائی، پراپیگنڈے، افواہیں اڑانے اور حوصلے پست کرنے کے لئے محاذ جنگ پر جاتے ہیں۔ (یصدون، رئاء الناس)

۳۰ روایات میں ہے: "جو شخص عہد شکنی کرتا ہے وہ منافق ہے خواہ نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا ہو۔

۳۱ حدیث میں ہے کہ "خضاب کرکے بھی دشمن کو ڈراؤ، تاکہ وہ یہ نہ کہیں کہ اسلام کے سپاہی بوڑھے ہیں" (تفسیر فرقان، منقول از "من لا یحضرہ الفقیہ

۳۲ شاید اس سے مراد منافق لوگ ہوں اس لئے کہ اس طرح کے الفاظ انہی کے واسطے آئے ہیں مثلاً "لا تعلمھم نحن نعلمھم" یعنی آپ انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں (توبہ / ۱۰۱)

۳۳ مالک اشتر کے نام امیرالمومنین علیہ السلام کے مکتوب گرامی میں ہے: "لا تدفعن صلحا دعاک الیہ عدوک ولکن الحذر الحذر من عدوک بعد صلحہ فان العدو ربما قارب لیتغفل" دشمن کی صلح کی پیشکش کو نہ ٹھکراؤ، لیکن صلح کے بعد دشمن کے نیرنگ سے بہت زیادہ ہوشیار رہو کیونکہ بعض اوقات دشمن، غافل کرنے کے لئے بھی قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۳۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے: "القیت علیک محبۃ منی" (طہٰ / ۳۹) شادی کے بعد زن و شوہر میں باہمی محبت کے بارے میں ہے: "وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ" (روم / ۲۱)

۳۵ ارشاد ہوتا ہے: "تحسبھم جمیعا و قلوبھم شیٰ" (حشر / ۱۴)

۳۶ الغدیر جلد ۲ ص ۵۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۷ تفسیروں میں ہے: جنگ بدر میں کچھ لوگوں نے کہا: رسول خدا کے احترام کے پیش نظر ان کے چچا حضرت عباس سے فدیہ نہ لیا جائے۔ آنحضرت نے فرمایا: "واللہ لاتذرن فیہ درھما" خدا کی قسم ان کو ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔ پھر آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا: "چچا! آپ مالدار شخص ہیں اپنا بھی اور اپنے بھتیجے عقیل کا بھی فدیہ ادا کرو" عباس نے کہا: "اگر میں فدیہ دوں تو میں غریب ہو جاؤں گا" آنجناب نے فرمایا: "اس رقم سے دو جو آپ کی بیوی ام الفضل مکہ میں چھوڑ آئے ہو!" اس پر عباس نے کہا: "اس رقم کا کسی کو بھی علم نہیں ہے لہٰذا میں نے سمجھ لیا کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں، اس پر میں مسلمان ہو گیا"

۳۸ اگر تمام صاحبان عقل و خرد اور ہر علم و فن کے متخصص (سپیشلسٹ) مسلمان مغربی ممالک سے ہجرت کر کے اسلامی ملکوں میں آجائیں تو اس سے ایک تو دشمن کو زبردست دھچکا لگے گا اور دوسرے اسلامی ملکوں کو بہت زیادہ تقویت مل جائے گی، ہماری بہت سی مصیبتوں کا سبب یہ ہے کہ ہمارے لوگ دوسروں کے نظاموں میں غرق ہو چکے ہیں اور ہجرت کو ترک کر چکے ہیں کہ جس سے اسلامی ملکوں کو فائدہ پہنچتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سورہ اعراف

آیت ۱، ۲

﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴾

﴿کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِنْهُ لِتُنْذِرَ بِه وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

الف۔ لام۔ میم۔ صاد

(یہ) وہ کتاب ہے جو (اے پیغمبر) تمہاری طرف نازل کی گئی، پس اس سے تمہارے سینے میں تنگی (اور شک و شبہ) نہیں ہونا چاہیے۔ (یہ کتاب اس لئے نازل ہوئی ہے۔) تاکہ اس کے ذریعہ تم ڈراؤ اور مومنین کے لئے نصیحت ہو۔

ایک نکتہ

صاحب تفسیر المیزان کے بقول، وہ تمام موضوعات جو سورۃ "الم" اور سورۃ "ص" میں ذکر ہوئے ہیں۔ وہ سب اسی سورۃ میں بیان ہوئے ہیں۔ (کیونکہ اس کی پہلی آیت ان دونوں کا مجموعہ (یعنی "المص" ہے۔)

پیام:

۱۔ قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے مفہوم کی طرف توجہ سینے کی وسعت کا سبب ہوتی ہے۔ ﴿أنزل - فلایکن ﴾

۲۔ رسالت کی شرط وسعت قلبی ہے۔ ﴿فلایکن فی صدرک حرج منه لتنذر ﴾

۳۔ اے پیغمبر! آپکو کفار کی ہٹ دھرمی اور اکھڑپن سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کا کام تو صرف (انہیں ڈرانا) ہے۔ اجبار و زبردستی نہیں ہے۔ ﴿لتنذر ﴾

۴۔ انبیاء علیہم السلام کی تنبیہ، عمومی ہوتی ہے لیکن یاددہانی اور سبق سکھلانا صرف مومنین کے ساتھ مخصوص ہے۔ ﴿وذکرٰی للمومنین ﴾

آیت ۳

﴿اِتَّبِعُوْا مَااُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَبِّکُمْ وَلَاتَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَاءَ قَلِیْلًامَّا تَذَکَّرُوْنَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ اور اس کے علاوہ کسی اور معبود کی پیروی نہ کرو۔ تم کیا ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

سابقہ آیت پیغمبر اکرم کے فرائض کو بیان کر رہی ہے۔ اور یہ آیت امت کے فریضہ کو۔ اس آیت میں پیغمبر کو وسعت قلبی کا ثبوت دینے کے لیے کہا گیا اور اس آیت میں امت سے اطاعت کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اس آیت میں "انزل الیک" ہے۔ اور اس میں "﴿انزل الیکم ﴾"

پیام:

۱۔ آیات الٰہی کی پیروی تمہارے اپنے ارتقاء اور رشدو تربیت کا سبب ہے ﴿ربکم ﴾

۲۔ آیاتِ الٰہی کی پیروی کا نتیجہ "ولایت الٰہی" کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔ اور اس کے ترک کر دینے کا نتیجہ غیر اللہ کی ولایت کا جو گلے میں ڈالنا ہوتا ہے۔ ﴿ولا تتبعوامن دونة اولیاء ﴾

۳۔ جو خداوندیکتا وحدہ لاشریک کی ولایت اور اس کے قانون کو قبول نہیں کرتا۔ (ربکم) اسے کئی "ولیوں" کو راضی کرنا پڑتا ہے۔ ﴿اولیاء ﴾

۴۔ نصیحت حاصل کرنے والا ہمیشہ اور ہر دور میں قلیل تعداد میں ہوتے ہیں۔ ﴿قلیلا ماتذکرون ﴾

آیت ۴۔۵

﴿وَ کَمْ مِنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَ هَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ فَمَا كَانَ دَعْوٰهُمْ اِذْ جَآءَ هُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴾

اور کتنی ایسی آبادیاں ہیں کہ ہم نے وہاں کے رہنے والوں کو (ان کے اپنے کرتوتوں اور کفر کی وجہ سے) نیست و نابود کردیا۔ پس ہمارا عذاب رات کو یا دِن کو جب وہ سو رہے ہوتے تھے ان کے پاس پہنچ جاتا۔

پس جب ہمارا عذاب ان کے پاس آجاتا تو وہ اس کے سوا اور کچھ نہ کہتے کہ "ہم خود ظالم تھے"

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو "قریہ" کے معنی گاؤں یا بستی کے نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں آبادی، لوگوں کے جمع ہونے کا مرکز، خواہ شہر ہو یا گاؤں۔

دو "قائلون "کے لفظ کو" قیلولہ" سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں دوپہر کا آرام و استراحت اور اقالہ کا تعلق بھی اسی باب سے ہے جس کا معنی ہے فروخت شدہ چیز کو واپس لینا۔ کیونکہ اس طرح سے خریدار معاملے کی پریشانی سے راحت محسوس کرتا ہے۔

"بیات "کے معنی "شبانہ" یا رات کا وقت ہے۔ (ازتفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ جو علاقے خدائی قہر و غضب سے نیست و نابود ہوئے ہیں وہ بہت کم ہیں۔ ﴿وکم ﴾

۲۔ دوسروں کے تلخ تجربوں سے عبرت حاصل کرو ﴿وکم ﴾

۳۔ خدائی سزاؤں کا تعلق صرف قیامت ہی سے نہیں بلکہ دنیا میں اس کے نمونے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ﴿اھلکنا ﴾

۴۔ خدائی قہر و غضب ناگہانی اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ ﴿بیاتا او هم قائلون ﴾

۵۔ آرام کے وقت عذاب کا اپنی گرفت میں زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ﴿بیاتااوهم قائلون ﴾

۶۔ خدائی عذاب اس وقت اپنی لپیٹ میں لیتا ہے جب سوچنے سمجھنے اور چارہ جوئی کی فرصت بھی نہیں ملتی۔ ﴿بیاتا اوهم قائلون ﴾

۷۔ باحوصلہ رہبر اور کامل قانون (سابقہ دو آیات کی طرف اِشارہ ہے۔) کے آجانے کے بعد لوگوں پر حجت تمام ہوچکی ہے۔ لہٰذا اس کی نافرمانی سخت سزا کا موجب بن جائے گی۔ ﴿وکم اھلکنا ﴾

۸۔ خطرات اور حوادثات، غرور کا سرنیچا کردیتے ہیں۔ غفلت کے پردے چاک کردیتے ہیں۔ اور مردہ ضمیروں کو زندہ اور سوئے ہوئے ضمیروں کو بیدار کردیتے ہیں۔ ﴿لاان قالوا ﴾

۹۔ ہر ظالم و جابر انسان جب عذاب الٰہی کو دیکھتا ہے تو اس میں ٹھراؤ آجاتا ہے۔ اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرلیتا ہے۔ ﴿انا کنا ظالمین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۰۔ نعرے اس وقت لگائے جاتے ہیں جب آسائش کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن جب خطرہ سر پر منڈلانے لگتا ہے تو ایک حرف بھی منہ سے نہیں نکل پاتا۔ ﴿فما کان دعوٰهم﴾

۱۱۔ اگر آج اپنے ارادے اور اختیار سے سر تسلیم خم نہیں کرو گے۔ تو کل خواہ مخواہ مجبوراً کورنش بجانا پڑے گی۔ (﴿قانو انا کنا﴾ ۔)

۱۲۔ غیر اللہ کے پیچھے جانا ان کی اطاعت کرنا اور انبیاء کی اطاعت سے منہ موڑنا۔ (سابقہ دو آیات کے پیشِ نظر) ظلم ہے۔ (کنا ظالمین)

آیت ۶۔ ۷

﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَ مَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ﴾

ترجمہ: پس ہم یقینا ان لوگوں سے بازپرس کریں گے جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے۔ اور خود پیغمبروں سے بھی جواب طلبی کریں گے۔

پس ہم یقینا علم (اور پوری تحقیق) کی بناء پر ان لوگوں کو (وہ) سب کچھ بتا دیں گے (جو انہوں نے کیا ہوگا) اور ہم غائب اور بے خبر نہیں تھے۔

ایک نکتہ

سابقہ آیت میں دنیوی سزا کا تذکرہ تھا۔ اور یہ آیت اخروی سزا اور احتساب کو بیان کر رہی ہے۔ اور اس طرح تاکید کے ساتھ اس کا تذکرہ کر رہی ہے کہ قیامت کے دِن سوال و جواب ختمی ہوں گے۔ اور یہ صرف گناہگاروں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

پیام:

۱۔ قیامت کے دِن، رہبروں اور راہنماؤں سے بھی سوال ہوں گے۔ اور اُمتوں اور پیروکاروں سے بھی۔ نیک لوگوں سے بھی پوچھا جائے گا۔ اور بدکاروں سے بھی۔ علماء سے بھی بازپرس ہوگی اور مقلدین سے بھی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ قیامت کے دن سوال کرنے کا مقصد یہ نہیں ہوگا کہ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ ہے۔ اور وہ پوچھ پوچھ کر شکوک و شبہات دور کرے گا، نہیں بلکہ مقصد بندوں کی اپنے اعمال کے بارے میں شہادت، ان کا اقرار اور خدا کی ہے۔ جب کہ سورہ سبا / ۳ میں ہے۔

" ﴿ومایغرب عن ربک مثقال ذرۃ فی السمٰوات والارض ﴾ "

تفسیر:

اس آیت میں چند نکتے موجود ہیں۔

الف: کن چیزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ اِن چیزوں کے بارے میں:

۱۔ نعمتوں کے بارے میں جیسا کہ ارشاد ہے۔ " ﴿ثم لتسئلن یومئذٍ عن النعیم ﴾ ۔" (تکاثر/۷) تم سے اس دِن نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔ اور روایات میں ہے کہ یہاں ہر نعمت سے مراد "رہبری اور ولایت" ہے۔

۲۔ کردار کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ " ﴿لنسئلنھم اجمعین عما کانوا یعملون ﴾ " (حجر/۹۲) ہم ان سے ضرور سوال کریں گے ان چیزوں کے بارے میں جو وہ انجام دیتے رہے۔

۳۔ اعضاء کے بارے میں پوچھا جائے گا جیسا کہ فرماتا ہے۔" ﴿ان السمع والصبرو الفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا ﴾ " (بنی اسرائیل / ۸۳) کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال ہوگا۔

۴۔ عمر و جوانی اور مال و دولت کا حصول اور ان کے مصرف کے بارے میں سوال ہوگا۔ جیسا کہ روایات و احادیث اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں۔

ب: سوال کس انداز میں کیا جائے گا؟ اس انداز میں مثلاً

۱) " ﴿یمعشرالجن والا نس اکم یاتکم رسل منکم ﴾ ۔۔۔" (انعام / ۱۳۰) اے گروہ جن و انس! آیا دنیا میں تمہارے پاس پیغمبر نہیں آتے تھے کہ تمہیں حقائق بتاتے؟

۲) " ﴿یومِ یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم ﴾ ۔۔۔" (مائدہ / ۱۰۹) جس دن اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو اکٹھا کرے گا اور ان سے پوچھے گا کہ لوگوں نے آپ کو کس طرح جواب دیا تھا؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ج: اس آیت میں فرماتا ہے کہ یقینا انبیاء سے بھی سوال کریں گے اور لوگوں سے بھی! جبکہ سوۃ الرحمن / ۳۹ میں فرماتا ہے کہ " اس دِن کسی جن و انس سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔ " ﴿فیومئذٍلا یسئل عن ذنبه انس و الاجان ﴾ "تو کیا ان دونوں آیات کا آپس میں اختلاف ہے؟

جواب: قیامت میں صرف ایک جگہ ہی سوال نہیں کیا جائے گا، کئی مقامات پر ٹھہرایا جائے گا اور ہر مقام پر مختلف نوعیت کا سوال کیا جائے گا۔ اور ایک جگہ پر ہونٹوں پر مہر لگا دی جائے گی اور کسی کو بولنے کا یارا نہیں ہوگا۔ کہیں پر مہر سکوت توڑ دی جائے گی۔ ہر طرف سے چیخ و پکار، نصرت طلبی اور اقرار کی آوازیں گونج رہی ہوں گی۔ کسی جگہ پر سب سے پوچھا جائے گا۔ اور کہیں پر سب خاموش!

آیت ۸

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُوْلَئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾

ترجمہ: اور (قیامت کے دِن) میزان (لوگوں کے جاننے کا ذریعہ) حق ہے، پس جس شخص (کے اعمال) کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہ لوگ ہی کامیاب ہیں۔"

"میزان" کسی چیز کے وزن کرنے اور جانچنے کے ذریعہ کو کہتے ہیں اور ہر چیز کا میزان جداگانہ ہے۔ دیوار کو ساہول کے ساتھ، آب و ہوا کو تھرمامیٹر کے ساتھ، پھل و میوے کو کلو کے ساتھ اور کپڑے کو میٹر یا گز کے ساتھ جانچتے ہیں۔ عام انسانوں کی جانچ اور وزن کا ذریعہ انسان کامل ہیں جو مجسم حق ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام " ﴿ونضع الموازین القسط ﴾ " ہم عدل و انصاف کے ترازو قائم کریں گے۔ (انبیاء / ۴۷) کی تفسیر کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اور انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام میزان ہیں۔ اور حضرت امیر الم ﴿ؑ ﴾ ومنین علی علیہ السلام کی زیارت مطلقہ میں ہم پڑھتے ہیں۔ "السلام علی میزان الاعمال" اعمال کے ترازو پر ہمارا سلام۔ اس لئے کہ یہی ذوات قدسیہ بذات خود دوسروں کے اعمال و افعال کے جانچنے، پرکھنے اور تولنے کا حقیقی معیار ہیں۔

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ قیامت کے دِن حق کی حکومت ہوگی۔ " ﴿هنالک الولایة لله الحق ﴾ " (کہف/۴۴) اور وہ دن بذاتِ خود حق ہوگا۔ " ﴿ذالک الیوم الحق ﴾ " (بنا/ ۳۹) اس دِن وزن بھی حق ہوگا اور فیصلہ بھی برحق ہوگا۔ (آیت الذکر)

۲۔ قیامت کے دِن تمام بندوبست باقاعدہ منظم طریقے سے کئے جائیں گے، حساب و کتاب احکام اور فیصلوں کا صدور، سزا و جزا کا فیصلہ سب کچھ حق کی بنیادوں پر ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ " ﴿والوزن یومئذالحق ﴾ "

۳۔ ہر شخص کے لئے کسی قسم کے جانچنے اور وزن کرنے کے معیار ہوں گے۔ "و ﴿موازینه ﴾ "

۴۔ عمل کے بغیر کسی جزا کی توقع غلط ہے۔ " ﴿فمن ثقلت ---- هم المفلحون ﴾ "

آیت ۹

﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَاُ ولٰئِکَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْ ا اَنْفُسَهُمْ بِمَا کَانُوْ ا بِئَايٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور جس شخص کے (اعمال کے) پلڑے ہلکے ہوں گے (اور ان کے اعمال و افکار ناشائستہ ہوں گے) تو یہی وہ لوگ ہوں گے جو ہماری آیات پر ظلم کرنے کی وجہ سے خود کو تباہ و برباد کرکے نقصان پہنچائیں گے۔

پیام:

۱۔ ایک انسان کے جانچنے اور پرکھنے کے لئے کئی وسائل ضروری ہوتے ہیں۔ ﴿موازین ﴾

۲۔ اعمال صالح اگر کم مقدار میں ہوں تو خسارے کا موجب ہوتے ہیں، چہ جائیکہ سرے ہی سے نہ ہو۔ ﴿خفت خسروا ﴾

۳۔ آیات الٰہی کا انکار اور ان سے بے پرواہی۔ ان پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ (ب ﴿ایاتنایظلمون ﴾

۴۔ اس دنیا کو بازار کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس میں رہ کر ایمان لانا "منافع" ہے اور کفر و انکار کا خسارہ ہے۔ اور فطرات سلیم اور استدلال کو نظر انداز کردینا جو ہر انسانیت کو نابود کرنے اور اپنے اوپر ظلم کا موجب ہے۔ ﴿خسرو اانفسهم ﴾

آیت ۱۰

﴿فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَکُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: اور ہم نے یقینا تمہیں روئے زمین پر تسلط اور حکومت عطا کی (اور فطرت کو مسخر کرکے) تمہارے لئے اس زمین میں وسائل زندگی فراہم کئے۔ (لیکن) تم بہت ہی کم شکر بجا لاتے ہو۔

پیام:

۱۔ دنیا میں تمام چیزیں انسان کے اختیار میں اور اس کے لئے مسخر ہیں۔ ﴿مکناکم ﴾ ۱

۲۔ زمین کی تخلیق اور اس کے متعلقہ امور مثلاً گردش، حرارت، جاذبیت، وافعیت، پانی، نباتات، فضلات کو قبول کرکے سبزیجات و پھل میوے واپس کرنا وغیرہ ایسے امور کہ جنہیں دیکھ انسان اپنے لئے زمین کو محل سکونت کے عنوان سے منتخب کرسکتا ہے۔ " ﴿مکناکم فی الارض ﴾ "

۳۔ طبیعت و فطرات پر حکمران قوانین کچھ اس طرح سے ہیں کہ انسان ان پر تسلط قائم کرسکتا ہے اور انہیں اپنے اختیار میں لاسکتا ہے۔ اگر خداوندتعالیٰ زمین کو رام نہ کرتا۔ تو انسان کے بس کی بات نہیں تھی کہ اسے اپنے قابو میں رکھتا اور اس سے بہرہ گیری کرتا۔ " ﴿مکنا ﴾ "

۴۔ نعمتوں کو شکر بجا لانے کا سبب سمجھو نہ کہ غفلت اور عیاشی کا موجب۔ ﴿تشکرون ﴾

۵۔ قرآن مجید بار بار لوگوں کی ناشکری، غفلت اور بے ایمانی کی بات کرتا ہے۔ ﴿قلیلا مایشکرون ﴾

آیت ۱۱

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ﴾

ترجمہ: اور ہم نے یقینا تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بندی اور چہرہ نگاری کی، پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ "آدم کو سجدہ کرو" پس سب نے سجدہ کیا سوائے ! ابلیس کے۔ کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔

دو نکات:

سابقہ آیت میں انسان کو زمین پر تسلط کی بات ہو رہی تھی جو کہ اس کی مادی قدرت کی بات تھی، اور اس آیت میں اس کے "مسجود ملائکہ" ہونے کا تذکرہ جو اس کی تصویر عظمت کی دلیل ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس آیت سے لے کر بعد کی ۱۰ آیت تک حضرت آدم کی داستان سے تعلق رکھتی ہے۔ جو گذشتہ آیت یعنی انسان کی زمین پر تمکین و قدرت کی تفصیل ہیں۔

پیام:

۱۔ انسانی تخلیق چند مراحل میں عمل میںآئی۔ ﴿ثُمَّ ثم﴾

۲۔ انسان میں اس مقام پر و منزلت تک پہنچنے کی استعداد و صلاحیت ہو کہ مسجود ملائکہ بن سکتا ہو۔ ﴿اسجدو الادم﴾

۳۔ اگر فرمان خدا کے مطابق غیر خدا کو سجدہ کیا جائے تو شرک نہیں ہے۔ ﴿قلنا -السجدوا﴾

۴۔ باپ پر احسان، اولاد پر احسان ہوتا ہے (حکم خداوندی کے ملائکہ نے ابوابستہ آدم کو سجدہ کیا ہے اپنی قدرو منزلت کو خوب اچھی طرح پہچانو)

آیت ۱۲

﴿قَالَ مَا مَنَعَکَ أَلاَّ تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُکَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِى مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾

ترجمہ: اللہ نے (ابلیس سے) فرمایا جب میں نے تجھے سجدے کا حکم دیا تھا تو تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے باز رکھا؟ اس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی کے خلق کیا ہے۔

ایک نکتہ:

سجدہ کرنے کی وجہ لیاقت اور شایستگی تھی تاکہ "ذات پات" اور شرعی روایات کیمطابق سب سے پہلے جس کسی نے قیاس کیا وہ شیطان تھا ۲

پیام:

۱۔ غرور اور تکبر کے خطرہ اس حد تک ہے کہ متکبرین خدا کے فرمان کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ امر کے آگے لکڑ جاتے ہیں۔ ﴿اناخیرمنه﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ شیطان نے قیاس سے کام لیا جو گمان اور تخمین پر مبنی ہے۔ ﴿خلقنی نارو خلقته من طین ﴾

۳۔ تعصب اور بے جا حمیت نے شیطان کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ ﴿خلقتنی من نار ﴾

۴۔ کائنات کا سب سے پہلا گناہگار شیطان ہے اور اس کی تباہی و بربادی کا موجب اس کا غرور و تکبر اور دریں کہنا ہے۔

۵۔ میرے خدا کی خالقیت ہی کو قبول کر لینا۔ (تسلیم کر لینا) کافی نہیں بلکہ امر کا حکم ماننا اور امر کے آگے سر تسلیم حکم کرنا بھی ضروری ہے۔ (خراضتنی)

۶۔ شیطان، آدم کے نہیں خدا ایک ہے ڈٹ گیا۔ (اذام تک) ۳

۷۔ شیطان نے نص کے مقابلے میں اجتہاد کیا۔ اور آگ کی مٹی ہے بدتر کا سہارا لے کر خدائی حکمت کا انکار کر دیا۔ ﴿خلقتنی من نار ﴾

آیت ۱۳

﴿قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ﴾ ترجمہ: اللہ نے شیطان سے کہا: اس مرتبے اور درجے سے نیچے آجا! تجھے نہیں چاہیے تھا کہ تکبر کرتا۔ پس باہر نکل جا کیونکہ تو یقینا ذلیل اور رسواؤں سے ہے۔

پیام:

۱۔ غرور و تکبر کا نتیجہ حقارت ذلت اور رسوائی ہے۔ ﴿فاهبط - فاخرج ﴾

۲۔ تکبر صرف عام لوگوں کے لئے خطرناک نہیں ہے بلکہ ان کیلئے بھی خطرناک ہے جو ملاء اعلیٰ میں فرشتوں کا ہم نشین رہ کر ہزاروں سال کی ریکارڈ عبادت کے حاصل ہوتے ہیں۔ ﴿فاهبط فاخرج ﴾

۳۔ نہ تو شیطان کو اس کا خدا کے بارے میں علم بچا سکا اور نہ ہی لمبی چوڑی عبادت، راہ نجات صرف اور صرف اس کے آگے سر تسلیم خم کر دینے میں ہے۔ ﴿تتکبر فیها - فاخرج ﴾۴

۴۔ تکبر اعمال کی نابودی اور بربادی کا موجب ہوتا ہے۔ ﴿فاخرج ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ "میں بہتر ہوں" (انا خیر) کے نعرے کا جواب "نکل جا" ﴿فاخرج﴾ ہے۔

۶۔ بعض اوقات ایک لمحے کا تکبر، اور تباہی کا موجب بن سکتا ہے۔ ﴿تتکبر - فاخرج﴾

آیت ۱۴۔ ۱۵

﴿قَالَ أَنظِرْنِی إِلَى یَوْمِ یُبْعَثُونَ - قَالَ إِنَّکَ مِنَ الْمُنظَرِینَ﴾

ترجمہ: (شیطان نے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کی بجائے) کہا: مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن لوگ قبور سے اٹھائے جائیں گے۔ (اللہ نے) فرمایا: یقینا تو ان افراد میں سے ہے جنہیں مہلت دی جا چکی ہے۔

دو نکات:

ابلیس تو قیامت تک کی مہلت چاہتا تھا۔ لیکن اس آیت سے اور سورہ ۳۸ ویں اور سورہ ص کی ۸۱ ویں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے قیامت تک تو نہیں البتہ ایک لمبے عرصے کے لئے مہلت ملی ہے۔ کہ "درانک من المنظرین امریوم الوقت المعلوم"

تفسیر صافی میں ہے کہ ابلیس پہلے صور کے پھونکے جانے تک زندہ رہے گا پھر وہ بھی مرجائے گا۔

سوال: ابلیس کو خدا نے کس لیے مہلت دی ہے؟

جواب: اس لئے کہ مہلت دینا خدا کا ایک طریقہ کار چلا آرہا ہے۔ تاکہ خیر اور شر کے اسباب مہیا رہیں اور انسان اپنے ارادہ اور اختیارات۔ راہ کا انتخاب کرے، ابلیس، انسان کو گمرہ کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ (سورہ ابراہیم ۲۶)

پیام:

۱۔ ہر لمبی عمر بھی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ ﴿انظرنی﴾

۲۔ بعض اوقات کافر کی دلی تمنا بھی پوری ہو جاتی ہے۔ ﴿انک من المنظرین﴾

۳۔ شیطان بھی جانتا ہے کہ عمر خدا کے ہاتھ اور ارادے میں ہے۔ اسی لئے اسے خدا سے مانگا ہے۔ ﴿انظرنی﴾

۴۔ مہلت دینا خدا کا طریقہ کار ہے۔ ﴿انک من المنظرین﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ ابلیس، اپنے خالق کو بھی پہچانتا تھا کہ کہا ﴿خلقتنی ﴾ اور معاد کو بھی جانتا تھا اسی لئے قیامت کے دن تک کی مہلت مانگی (یوم یبعثون) لیکن ایسی معرفت کا کیا فایدہ جب اس کے فرمان پر عمل نہ کرے۔

آیت ۱۶۔۱۷

﴿قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ - ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴾

ترجمہ: (شیطان نے) کہا: تو چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے لہٰذا میں بھی یقینا (فریب دینے کے لئے) تیرے سیدھے راستے پر بیٹھا رہوں گا۔

پھر (تیرے) ان (بندوں) کے آگے سے یا پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے ان تک آپہنچوں گا (میرے مسلسل وسوسوں کے نتیجے میں تو ان میں سے بہترین کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

دو نکات:

شیطان نے خدا سے اس لئے مہلت نہیں مانگی تھی کہ غلطی کی تلافی کرے، بلکہ آدم کا انتقام اولاد آدم سے لینے کے لئے مہلت مانگی تاکہ انہیں گمراہ کرے۔

حدیث میں ہے کہ شیطان نے قسم کھائی کہ اولاد آدم کے چاروں طرف گھات لگائے رکھے گا تاکہ انہیں گمراہ کردے یا نیکی سے روکے رکھے۔ فرشتوں نے انسانوں کی ہمدردی میں خدا کی بارگاہ میں عرض کی۔ "پروردگا! یہ انسان کے پنجے سے کیسے چھٹکارا پا سکے گا؟ "اللہ نے فرمایا" اگر وہ چاروں اطراف سے انہیں گمراہ کرے گا تو دو راستے اوپر اور نیچے والے ان کے لئے کھلے ہوں گے جب بھی انسان دعا کے لئے ہاتھ کھڑے دے گا یا اپنی صورت خاک پر رکھ دے گا تو اس کے ستر سال کے گناہ معاف کردوں گا" (از تفسیر فخر الدین رازی)

جب آدم کو شیطان کے تسلط کا علم ہوا تو خدا کی بارگاہ میں فریاد کرنے لگ گئے۔ اللہ نے فرمایا: "گھبرانے کی ضرورت نہیں میں گناہ کو اور نیکی کو اسی گناہ کروں گا۔ اور توبہ کا دروازہ بھی کھلا رکھوں گا"

(ازتفسر نورا الثقلین)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ اپنی خلاف ورزیوں کی توجیہہ نہیں کرنی چاہیئے جب کہ عذر گناہ بلا تر از گناہ کے میدان شیطان نے اپنے تکبر کو تو نظر انداز کر دیا اور گمراہی کی نسبت خدا کی طرف دیدی۔ ﴿اغوتنی ﴾

۲۔ شیطان، انسان کا تو قسم خوردہ دشمن ہے۔ ﴿لاغوینھم ﴾۵

۳۔ راہ مستقیم پر چلنا اور اس راہ کا تلاتر کرنا بہت مشکل ہے جس کے الھی امداد کی ضروت ہے چونکہ شیطان بروقت گھات میں ہے لہذا اس کے بروقت ہوشیار اور اس کے خلاف نبر آزمانا رہنے کے لئے بروقت مسلح رہنا چاہتے (لاقعدن لھم۔۔)

۴۔ شیطان سب کچھ سے واقف ہے۔ صراط مستقیم کو بھی جانتا ہے۔ شکر گزاروں سے بھی واقف ہے وسوسے ڈالنا بھی خوب جانتا ہے اور جارحانہ انداز سے حملے کرنے سے بھی باخبر ہے۔ (تفسیر)

یاد رہے کہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے کے کئی راستے ہیں۔ اگر آپ ایک راسے کو بند کر دیں گے تو وہ دوسری راہ لے آ جائے گا۔ لہذا اچھی طرح ہوشیار اور خبردار رہنا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ اس کا آگے کی طرف سے آنے کا مقصد جاہ و مقام اور سال کے حصول کی خواہش ہو، پیچھے کی طرف یہ آنے کا مقصد اولاد اور الاتوں کی فکر ہو، دائیں طرف کا مقصد علم و عبادت کے اور سماجی خدمات کے ذریعہ وسوسے ڈالنا ہو اور بائیں جانب کے رسوخ سے مراد برائیوں اور بے حیائیوں کی طرف رغبت دلانا ہو۔ (از تفسر المیزان)

۵۔ شیطان کے گھات کی تاثیر چند چیزوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے یا گمراہ کرنے سے یا پیچھے ہٹا دینے سے یا روک دینے سے یا دل میں مختلف شکوک و شبہات اور وسوسے ڈالنے سے۔

۶۔ شیطان آگے کی طرف سے یوں آتا ہے کہ دنیا کو انسان کے لئے مزین کر کے پیش کرتا ہے پیچھے سے یوں کہ آخرت کو فراموش کرا دیتا ہے۔ دائیں طرف سے اس طرح کہ عبادتوں کو بوجھل اور سنگین ظاہر کرتا ہے۔ اور بائیں جانب سے اس طرح کہ گناہوں کو شیریں لذیذ اور خوشگوار انداز میں پیش کرتا ہے۔ (از تفسیر مجمع البیان)

آیت ۱۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْئُومًا مَدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِين ﴾

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: تو ذلیل و خوار ہو کر (اپنے مقام و منزلت سے) نکل جا، (میں قسم کھا کر کہتا ہوں) ان میں سے جو شخص تیری پیروی کرے گا تو میں یقینا تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

دو نکات:

ایک لمحہ کے لئے اظہار تکبر اور " ﴿اناخیرة ﴾ " کہنا کہ قدتباہی کا موجب بن گیا! "اھبط، اخرج" انک من الصاغرین" جیسے الفاظ انجام دے دو چار ہونا پڑا اور یہ سب حقدارتیں پستی اور ذلت، متکبر نام پرور قربان" اس لئے کہ معذرت طبی کی اور معافی مانگنے کی بجائے ڈٹ گیا اور نسل انسانی کی گمراہی پر کمر باندھ لی۔

"مذءوم" کو اصل "ذءم" ہے جس کا معنی ہے شدید عیب اور "مدحور" کی اصل "دم" ہے جبر کا معنی ہے ذلت و رسائی کے ساتھ دھکے دیکر باہر نکال دینا۔

پیام:

۱۔ انسان خود شیطان کی پیروی کرتا اور جہنم کا حقدار بنتا ہے۔

۲۔ گمراہ اور اس قدر زیادہ ہیں کہ دوزخ جب "داھل من مزید" (اور کچھ) کا نعرہ لگائے گی تو (لاملئن) کے تحت اسے بھر دیا جائے گا، جبکہ نیک اور پاک سیرت لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جب کہ خداوند عالم فرماتا ہے: " ﴿وقلیلا ماتشکرون ﴾ "

آیت ۱۹

﴿وَيَاآدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ فَكُلاَمِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلاَتَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴾

ترجمہ: اور اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں جا ٹھہرو! اور جو چیز جہاں ہے اور جب چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے نزدیک نہ جانا کہ (اپنے اوپر) ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دونکات:

اس جیسی آیت سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے ملاحظہ ۳۵ ویں آیت

آیت میں مذکور نہیں تحریمی نہیں بلکہ کرایت پر مبنی تھی۔ لیکن آدم کا بلند مقام و مرتبہ اس قدر زہر و توبیخ کا موجب بن گیا یا پھر نہی ارشادی تھی کہ جس کا خبر کی خلاف ورزی کا ضبطی نتیجہ وہی نکلا جو آگے بیان ہو رہا ہے۔ جیسے کوئی ڈاکٹر بیمار کو ایک غذا سے روکتا ہے کہ اگر اسے کھائے گا تو سخت پریشان ہو گا۔ ورنہ وہ حرام نہیں ہے۔

پیام:

۱۔ مقام رہائش میں عورت مرد کے تابع ہوتی ہے۔ (انت و زوجک)

۲۔ حلال راستہ ہو جانے کے باوجود (فکلا) حرام کے پیچھے جانا ظلم ہے۔ ﴿فتکو نامن الظلمین﴾

۳۔ پہلے حلال مصرف کی راہیں کھو لو پھرا نہیں اور ممنوعیت کے مقامات کی نشاندہی کرو ﴿کلالاتقرب﴾ ا)

۴۔ گناہ کے نزدیک جانا بھی آلودگی کا موجب بن جاتا ہے ﴿لاتقربا – فتکونا﴾

آیت ۲۰

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلاَّ أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ﴾

ترجمہ: پس شیطان نے ان دونوں (آدم اور ان کی بیوی) کو وسوسہ میں ڈال دیا تاکہ ان کے چھپائے جانے کے مقامات کو ظاہر کرے اور کہا: تمہارے پروردگار نے اس درخت سے کھانے سے نہیں روکا مگر اس لئے کہ کہیں فرشتے بن جاؤ یا حیات ابدی حاصل نہ کر لو۔

چند نکات:

شیطان ان کے دل میں یہ وسوسہ ڈال رہا تھا کہ اس درخت سے کھانے سے وہ فرشتے بن جائیں گے یا اور زندگی کے حاصل ہو جائیں گے، اور چونکہ خدا یہ نہیں چاہتا کہ تم اس مقام و منزلت تک جا پہنچو لہذا تمہیں اس سے روک دیتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

وہ درخت کونسا تھا جس کے قریب جانے سے انہیں روک دیا گیا تھا؟ اس بارے میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ گندم کا پودا تھا، اور نباتات پر بھی " شجرہ " کا لفظ بولا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "شجرۃ من لقطین" (کدو کا درخت) حالانکہ وہ تو پودا بھی نہیں ہوتا بلکہ اس کی بیل ہوتی ہے لیکن چونکہ نباتات ہے اس لئے اسے "شجرہ" کہا گیا۔

بعض حضرات نے اس درخت سے "حسد" کی خصلت مراد لی ہے۔

توریت نے شجرہ سے "علم و معرفت کا درخت" مراد لیا ہے (جو ندات اس کی تحریف کی دلیل ہے، اس لئے کہ خداوند متعال انسان کو علم و معرفت سے نہی نہیں کرتا ہے اگرچہ پورے کلام پاک میں یہ ماجرا چھ مرتبہ بیان ہوا ہے لیکن کہیں پر بھی اس درخت کی تعین نہیں کی گئی۔

پیام:

۱۔ شیطان تو انبیاء تک کو بھی نہیں چھوڑتا۔ ﴿لھما ﴾

۲۔ شیطان کا آخری حربہ وسوسے پیدا کرنا ہوتا ہے کسی کو مجبور کرنا نہیں ہو گا۔ رہنمائی کرنا ہے مداخلت نہیں۔ ﴿فوسوس ﴾

۳۔ گناہ کے ارتکاب اور خلاف ورزی کا نتیجہ رسوائی ہوتا ہے۔ ﴿لیبدی ﴾

۴۔ پردے اتارنا اور جنسی مسائل کو نمایاں کرنا انسان کی راہ پر شیطان کے بچھائے جانے والے جال اور اس کی دلی آرزو ہے۔ ﴿لیبدی ﴾

۵۔ احکام الٰہی کی خلاف ورزی کے لئے غلط توجیہات اور فلسفہ آرائی ممنوع ہے۔ ﴿مانھا کماربکما ﴾ ۔)

۶۔ انسانی آرزوؤں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بے غم، بے فکر اور سکون کی فضا میں زندگی گزارے۔ ﴿ملکین ﴾

۷۔ ہمیشہ کے لئے اور زندگی جاودانہ سے محبت پر انسان کو ہے۔ ﴿خالدین ﴾

۸۔ انسانی آرزوؤں کے راستہ ہی سے شیطان کو داخل ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔ ﴿تکونامن الخالدین ﴾

۹۔ شیطان انسان کو گناہ پر آمادہ کرنے کے لئے اس کی فکری اس کے اندر ثقافتی اور تعلیمی راہوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ ﴿تکونا من الخالدین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۱

﴿وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴾

ترجمہ: اور شیطان نے (اپنے وسوسے کو موثر بنانے کے لئے) ان دونوں کے قسم کھائی کہ یقین جانو میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

چند نکات:

سب سے پہلی جھوٹی قسم شیطان نے کھائی۔

قرآن مجید کے بقول منافقین ہی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سورہ توبہ آیات ۴۵۶ ۔ ۶۲: ۷۴۔۱۰۷)

جو ہمیشہ یا اکثر و بیشتر قسمیں کھاتا رہتا ہے وہ قیادت اور رہبری کے لائق نہیں ہے ملاحظہ اہو سورہ قلم ۱۰ اور لاتطع کل حلاف مھین"

پیام:

۱۔ جھوٹی قسمیں کھانا، شیطانی کام ہے ﴿قاسمھا ﴾

۲۔ ہر قسم پر اعتماد نہیں کر لینا چاہئے ﴿قاسمھا﴾

۳۔ دشمن ہمارے عقائد سے اپنے مفادات اٹھانے کی کوشش کرتا ہیے ﴿قاسمھما ﴾

۴۔ خیر خواہلی کے بلند بانگ دعوے اور نعرے ہی دشمن کے ہمارے اندر درآنے کے موجب ہوتے ہیں۔ ﴿لمن لناصحين﴾٦

آیت ۲۲

﴿فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: پس شیطان نے ان دونوں (آدم اور ان کی زوجہ) کو دھوکہ دیا (اور انہیں مقام و مرتبہ سے نیچے گرا دیا) پس جونہی انہوں نے (ممنوعہ) درخت سے چکھا (انکا الباس گرپڑا اور) شرمگاہیں ان کے لئے نمایاں ہو گئیں۔ اور اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے چھپانے لگے۔ اور ان کے رب نے انہیں آواز دی: آیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا تھا۔ اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارے لئے کھلم کھلا دشمن ہے؟

چند نکات:

"دلی" کا لفظ "تدلیۃ" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے "نزدیک کرنا" اور یہ ڈول اور رسی کی طرف اشارہ ہے کہ جب پانی کے حصول کے لئے اسے کنویں میں چھوڑا جاتا ہے۔ اور پھر کھینچا جاتا ہے۔ گویا شیطان نے دھوکے کی رسی سے آدم کو فریب کے کنویں کے قریب کر دیا۔

"یخیصفان" لفظ "خصف" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے سینا، ٹانکنا، جوڑ لگانا۔

آدم و حوا کے بارے میں اللہ نے "﴿ناداھما﴾" فرمایا ہے جس کا معنی ہے انیس دور سے پکارا، گویا ممنوعہ درخت سے کھانے کے بعد وہ قریب خداوندی سے دور ہو گئے۔

پیام:

۱۔ زن و مرد دونوں میں ہمیشہ شیطانی وسوسوں کے تیروں کی زد میں ہیں۔ ﴿دلاھما﴾

۲۔ شیطان کا حربہ دھوکا اور فریب ہی ہے ﴿بغرور﴾

۳۔ شیطانی چالیں ایسی ہوتی ہیں جیسے گناہ کے کنویں میں سقوط کے لئے رسی ہوتی ہے ﴿دلاھما﴾

۴۔ گناہ کے ارتکاب میں کم یا زیادہ کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ جسارت اور گستاخی کو دیکھا جاتا ہے۔ ﴿ذاقا﴾

۵۔ عریانی برائی اور چھپا رہنا شرافت ہے اور دونوں انسانی فطرت میں شامل ہیں۔ ﴿طفقا یخصفان﴾

۶۔ عریانی ایک الٰہی سزا ہے (نہ کہ فیشن وار تمدن و ترقی کی علامت)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ اور حسب حال بات کرنی چاہیئے۔ (آدم جو کہ خدا کے مخاطب تھے۔ ممنوعہ درخت سے کھا لینے کے بعد اپنا مقام گنوا بیٹھے۔ اور "خطاب" کی بجائے داندا "اے نورزے گے۔ اور "ھذہ الشجرہ" کے بجائے "تکلما الشجرۃ" کہا گیا۔

۸۔ اور ابلیس نے انسان پر سب سے پہلا جو وار کیا وہ یہی کہ اس کا پردہ اتروا دیا۔

۹۔ باوجودیکہ شیطانکی دشمنی حکم کھلا، واضح، آشکار اور الم نشرح ہے، لیکن انسان کے اس خطرات غافل ہے۔ ﴿الم اقل – عدومبین﴾

۱۰۔ ممنوع لقمہ اور بے مقصد اخراجات عریانی کا موجب ہیں اس لئے کہ عریانی اور اقتصاد کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ﴿ذاقا الشجرۃ بدتلھما، سورھتھما﴾

۱۱۔ عریانی بری شے ہے خواہ اپنے محرم اور زن و شوہر کے سامنے بھی ہو، ﴿سوئاتھما﴾

۱۲۔ چھپانا لازمی ہے جیسے بھی ہو اور جہاں بھی ہو۔ ﴿ورق الجنۃ﴾

آیات ۲۳

﴿قَالاَرَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِين﴾

ترجمہ: (آدم و حوا نے) کہا خداوندا! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اگر تو ہمیں بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو یقینا خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

ایک نکتہ:

شیطان اور آدم میں یہی فرق ہے کہ شیطان نے اپنے سجدہ نہ کرنیکی نافرمانی کے بارے میں خدا کے عدل اور کرم کی حکمت پر اعتراض کیا، تکبر کا مظاہرہ کیا، غرور کا اظہار کیا، اپنی غلطی پر ڈٹ گیا، قوم پرستی کو فروغ دیا، پشیمانی کا اظہار نہ کیا۔ لیکن آدم نے اپنی اور اپنی بیوی کی خلاف ورزی کا اعتراف کیا، اپنی بخشش کا خدا نے تقاضا کیا۔ اور یہ نہیں کہا کہ "تو ہمیں بخش دے" بلکہ کہا: اگر نہیں بخشے گا تو ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہونگے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ ہر قسم کی خلاف ورزی اپنے اور ہر ظلم ہوتا ہے ۔ (کیونکہ خدا کے فرمان کی مخالفت، حقیقی سعادت اور ارتقاء بشریت کی مخالفت ہوتی ہے)

۲۔ بخش دیا جاتا، قہر خداوندی سے نجات مل جاتا ہے۔﴿وان لمتغفرلنا و ترحمنا ﴾۔

۳۔ آدم و حوا جس طرح خلاف ورزی میں شریک تھے اسی طرح گزشتہ کی تلافی اور عزر خواہی میں بھی شریک تھے۔ ﴿ذاقا – قالاربنا ﴾

۴۔ تاریخ شریت میں سب سے پہلی خواہش غفور ورحمت الٰہی کا تقاضا ہے۔﴿وان نم تغفرلنا ﴾

۵۔ گناہگاروں کا سب سے اہم مسئلہ خدا کی مغفرت ہے اس کے بعد باقی درخواستیں۔﴿تغفرلنا و ترحمنا ﴾

۶۔ خداوند عالم کے ایک لمحہ کی رحمت اور عنایت ابدی اور دائمی خساروں کے آگے بند باندھ دیتی ہے۔﴿خاسرین ﴾

آیت ۲۴۔۲۵

﴿قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ – قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴾

ترجمہ: اللہ نے فرمایا: نیچے اتراو! تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور ایک (مقررہ) مدت تک تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ اور فائدہ اٹھانے کے ذریعہ ہو گا۔

فرمایا: اسی زمین ہی میں سے زندگی گمزرو گے اسیمیں مرو گے اور (قیامت کے دن حساب و کتاب کے لئے) اسی سے نکالے جاؤ گے۔

دو نکات:

بالکل یہی آیت سورہ بقرہ میں گزرچکی ہے، ملاحظہ ہو ۳۷ ویں آیت۔

اگرچہ خداوند نے آدم و حوا کی توبہ قبول کرلی "﴿فتاب علیه ﴾ "بقرہ ۳۷ لیکن خلاف ورزی کا ایک طبعی اثر ہوتا ہی ہے اور اس نافرمانی کا طبعی اثر بہشت سے خروج اور زمین پر نزول ہو گا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ خلاف ورزی کے طبعی اثر سے فرار نا ممکن ہے۔ ﴿اھبطوا ﴾

۲۔ بسا اوقات والدین کی خلاف ورزی کا اثر اولاد بلکہ نسلوں کے ہوط و سقوط میں بھی ہوتا ہے۔

۳۔ دنیا، تنازع، چپقلش، گیرادار اور تضاد کا گھر ہے اور اور انسان اپنے مفادات کے حصول اور غرائز کی تسکین کے لئے آپس میں دست و گریبان رہتے ہیں۔ ﴿بدضیکم بعض عدو ﴾

۴۔ دنیاوی زندگی اور اس کے فوائد و منافع ابدا نہیں ہیں۔ ﴿الی حین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۶

﴿يَابَنِى آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِى سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴾

ترجمہ: اے اولاد آدم! یقینا ہم نے تمہارے لئے ہکا سر اتارا ہے تاکہ تمہاری عریانی کی برائی کو بھی چھپائے اور تمہاری زینت بھی ہو۔ لیکن تقویٰ کا لباس بہتر ہے۔ یہ خدا کی نگاہوں میں سے ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

دو نکات:

حضرت آدم کی داستان بیان کرنے کے بعد چار مقامات (اس آیت میں اور آیت ۲۷، ۳۱، ۳۴) پر بنی آدم کو خطاب کرتے ہوئے کلی سفارشوں سے نوازا ہے جن کا تعلق عالم انسانیت سے ہے، مثلاً تدبیر تقوی کی حفاظت، شیطان کے فریب میں نہ آنا۔ اسراف نہ کرنا، کھانے، پینے، اور پہننے کی چیزوں میں سے فضول خرچہ سے بچنا اور انبیاء کی دعوت کو تسلیم کرنا وغیرہ۔

"درویش" کا ابتدائی معنی تو پرندوں کے ہر میں جو ان کے لباس کا کام بھی دیتے ہیں۔ اور ان کی زینت کا ذریعہ بھی۔ اور جو لباس انسان کی زینت و آرائش کا سبب بنے اسے "ریش" کہا جاتا ہے۔

پیام:

۱۔ نعمتوں کی طرف توجہ خدا کے ساتھ محبت اور اس کی بندگی کا موجب ہوتی ہے۔ (تمام آیت کو غور سے پڑھیں)

۲۔ مادی نعمتوں سے تمام لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں ﴿بنی آدم ﴾ لیکن معنوی نعمتوں سے صرف شائستہ پرہیزکار ہی بہرہ مند ہوتے ہیں۔ ﴿لباسا- لباس التقوى ﴾

۳۔ تمام نعمتیں خدا کے غیبی خزانوں سے انسان کے لئے آموجود ہوتی ہیں۔ ﴿انزلنا علیکم ﴾ اور ان کا خزانہ خدا کے پاس ہے۔ ۸ اور وہ اندازے اور اپنی حکمت کیمطابق نازل کرتا ہے۔ پس تمام نعمتیں مقام ربوبیت سے ہی نازل ہوتی ہیں۔ ﴿انزلنا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ لباس کا اسی وقت نعمت ہے جب بدن کو بھی چھپائے۔﴿یواری﴾

۵۔ لباس پہنانا خدا کا کام ہے﴿انزلنا علیکم لباسا﴾اور برہنہ کرنا شیطان کا کام ہوتا ہے۔﴿فوسوس – لیبدی لهما ماوری عنهما من سوا تهما﴾

۶۔ لباس پہننا نعمت ہو اور اس کا اتار لینا سزا ہے﴿فلماذا اقاالشجرة بدت لهما سوء اتهما﴾۔

۷۔ جب تک اسراف کے زمرے میں نہ آجائے اس وقت تک خوبصورت لباس سے زینت و آرائش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔﴿ریشا﴾

۸۔ تقویٰ کا بھی زینت و زیبائش کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ (ریشا و لباس و تقوی) گویا لباس تقویٰ کے ساتھ اچھا لگتا ہو اگر تقویٰ سے ہٹ کر لباس اختیار کیا جائے تو وہ اسراف تکبر، فساد، خود نمائی، فیشن، رشوت دانی، استعمار، کفار کی جیبیں بھرنے اور بے جا مصرف کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

۹۔ مادیت کے ساتھ معنویت کا ہونا بھی ضروری ہے۔﴿لباسا – لباس التقویٰ﴾۹

۱۰۔ جس طرح مادی لباس عیبوں کا چھپاتا ہے۔ سردی گرمی سے بچاتا ہے، زیبائی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح تقویٰ بھی عیبورہ کے چھپانے، گناہوں سے بچانے اور معنوی حسن عطا کرنے کا سبب ہوتا ہے۔

۱۱۔ زمین سے گھاس اگتی ہے زمین سے ہی اگنے والی گھاس کو جانور چرتا ہے اور اس سے پشم حاصل کی جاتی ہے اور کیڑے کی لعاب سے ریشم بنتی ہے یہ سب خدا کی آیات ہیں۔﴿ذلک من آیاتِ الله﴾

آیت ۲۷

﴿یَابَنِی آدَمَ لاَیَفْتِنَنَّکُمْ الشَّیْطَانُ کَمَا أَخْرَجَ أَبَوَیْکُمْ مِنْ الْجَنَّةِ یَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ یَرَاکُمْ هُوَ وَقَبِیلُهُ مِنْ حَیْثُ لاَتَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّیَاطِینَ أَوْلِیَاءَ لِلَّذِینَ لاَیُؤْمِنُونَ﴾ ۔

ترجمہ: اے فرزندانِ آدم: کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں دھوکہ دے جس طرح کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکال دیا تھا۔ (جبکہ درخت کے وسوسہ میں) ان سے لباس اتروا دیا تاکہ ان کی شرمگاہ انہیں دکھائے ۔ یقینا شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھ رہے ہیں جہاں سے تم انہیں دیکھ رہے۔ یقین جانو کہ ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا سرپرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لائے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دونکات:

اس سے پہلی آیت میں لباس کو نعمت کے عنوان سے ذکر کیا ہے اور یہاں خبردار کرتا ہے کہ ہوشیار رہنا کہ شیطان کہیں تم سے یہ لباس اور نعمت نہ طلب کر لے۔

شیطان اگرچہ اہل ایمان کے دلوں میں سے وسوسے ڈالتا ہے اور انہیں بھی گمراہ کرنے کوشش کرتا ہے، لیکن ان پر اس کا پورا تسلط اور ولایت نہیں ہے۔ اس لئے کہ مومن خدا نے توبہ کر کے اسی کے حضور پناہ لیتا ہے اور کافر کا چونکہ کوئی ایسا ٹھکانہ اور اس کے لئے جائے پناہ نہیں ۃ ے لہذا اس پر پوری طرح مسلط ہے۔

پیام:

۱۔ ہر قسم کا پروپیگنڈا جو عریانی کا سبب بنے شیطانی کام ہے۔﴿الفیتنکم ﴾

۲۔ ان کے جسم سے ضروری چھپائے جانے والاے مقامات کا کھلا رکھنا بے ایمانی اور شیطانی تسلط کی علامت ہے ﴿ینزع عنهما لباسهما- لایوٴمنون ﴾

۳۔ عریانی، قرب خداوندی سے دور کردینے کا موجب ہے ﴿اخرج ابویکم- ینزع عنهما ﴾

۴۔ حضرت آدم جو کہ مسجود الملائکہ تھے، شیطان کے پھندے ینٓا گئے نہیں تو زیادہ ہوشیار رہنا چاہیئے۔ ﴿اخرج ابویکم-- ﴾

۵۔ شیطان اکیلا نہیں ہے، اس کے ٹولے ہیں، آلہ کار ہیں، ایجنٹ ہیں جو ہر وقت آپ لوگوں کی تاک میں رہتے ہیں۔ ﴿قبیله -یراکم ﴾۔ ۱۰

۶۔ چونکہ تم شیطان کو نہی دیکھ سکتے اس لئیے تیار نہیں رہ سکتے ہو اور غفلت کا شکار ہو جاتے ہو۔ ﴿اثروهم ﴾

۷۔ شیطان اس لئے فریب میں جکڑ لیتا ہے کہ نظر نہیں آتا۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ خبردار رہو ﴿لا یفتنکم لا ترنهم ﴾

۸۔ شیطان نظر نہیں آتا لیکن اس کا دائرہ کار ہر ایک کو نظر آتا ہے۔ (مثلا غصے کا موقعہ، فیصلہ کرنے کا وقت، نامحرم عورت کے ساتھ خلوت کا موقع) ۱۱

۹۔ شیطان کا تسلط، انسان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ﴿اولیاء للذین لایوٴمنون ﴾۱۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۸

﴿وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَائَنَا وَاللّٰهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللّٰهَ لَايَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَاتَعْلَمُونَ ﴾

ترجمہ: اور جب وہ کوئی برا کام کرتے ہیں تو (اس کی توجیہ میں) کہتے ہیں: ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی حالت میں پایا ہے۔ اور خدا نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ تو (اے پیغمبر! آپ) کہہ دیجئے خدا قطعا برائی کا حکم نہیں دیتا۔ تو جس چیز کو نہی جانتے ہو اس کی نسبت خدا کی طرف دیتے ہو؟

دونکات:

یہ آیت عریانی سے متعلق ہے خصوصاً طواف کی حالت جس کا زمانہ جاہلیت میں رواج تھا۔

بدکار لوگ پیروی تو اپنے باپ دادوں کی کرتے ہیں لیکن اپنے شرک کی نسبت خدا کی طرف دیتے ہیں ۱۳

اور سمجھتے ہیں چونکہ خدا نے انہیں مہلت دی ہوئی ہے لہٰذا ان کی برائیوں اور بدکاریوں پر بھی راضی ہے، یا نہیں اس کا حکم دیا ہے۔

پیام:

۱۔ عذر گناہ بدستر از گناہ خواہ مذہبی عذر تراشا جائے (کہ خدا نے اس کا حکم دیا ہے) یا معاشرتی اور سماجی (کہ ہمارے دادے پڑدادے ایسے تھے۔)

۲۔ بعض اعمال اس قدر فاسد و ار برے ہوتے ہیں اور ان کی برائی اس قدر فطری اور روشن ہے کہ انہیں "فحشاء" کہا جاتا ہے۔

۳۔ گمراہی تو آنے والی نسلوں میں بھی منتقل ہو جاتی ہے۔﴿آبائنا ﴾

۴۔ گمراہ لوگ آئندہ نسلوں کے گناہوں کا بوجھ بھی اپنے کندھوں پر لیتے ہیں۔

۵۔ گزشتہ لوگوں کا طریقہ کار ہمیشہ قابل فخر نہیں ہوتا۔ اور سابقہ لوگوں کی تقلید ناجائز ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۹

﴿قُلْ أَمَرَ رَبِّی بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴾

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ میرے رب نے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے اور (نماز کے وقت) ہر مسجد میں اپنے چہرے اسی کی طرف سیدھے کر لو اور اپنے دین کو خالص بنتے ہوئے اسے پکارو اجر حرام اس نے تمہیں آغاز میں پیدا کیا ہے اسی طرح تم پلٹ جاوٴ گے۔ ۱۴

دو نکات:

" ﴿قسط ﴾ " "امتیازی سلوک" کے مقابلے میں ہے یعنی ہر شخص کو جو اس کا حق بنتا ہے دیا جائے نہ کہ کسی دوسرے کو۔

اس آیت میں متعدد موضوعات بیان ہوئے ہیں۔ مثلا "ترصبیت" (ربی) "عدل و انصاف" ﴿قسط ﴾"عبادت" ﴿اقیموا ﴾"جماعت" ﴿وجوهكم ﴾"وحدت" ﴿مسجد ﴾"دعوت" ﴿وادعوه ﴾"نقطہ نظر" ﴿مخلصين له ﴾ "معاد' ﴿تعودون ﴾

پیام:

۱۔ انبیاء، قسط و عدل کے لئے مامور ہیں ﴿امرربی ﴾

۲۔ مسجد، صدق و صفا اور اخلاص کا مرکز ہے ترک و ریاکار نہیں۔ ﴿اقیموا- مسجد، مخلصين ﴾

۳۔ اللہ تعالی نیک کاموں کا حکمدیتا ہے، ﴿امر ربی بالقسط ﴾اور برائیوں سے روکتا ہے، "لایامر بالفحشاء کی جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حسن اور قبائح عقلی ہیں یعنی عقلی طور پر چیزیں اچھی یا بری ہیں۔ اور ایسا نہیں ہے کہ خدا جو کام چاہے انجام دے حتی کہ اگر چاہے تو انبیاء کو دوزخ میں بھیج دے (بایزید اوریزید جیسوں کو بہشت میں۔ از مترجم)

۴۔ نماز کے ساتھ ہی ساتھ امتیازی سلوک سے روکنے کا تذکرہ ہوا ہے، گویا نماز وہی قبل قدر ہوتی ہے جو عدل و قسط کی فضا میں ہو۔ ﴿قسط اقیموا ﴾

۵۔ صحیح تربیت عادلانہ نظام ہی میں ممکن ہے۔ ﴿ربي بالقسط ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ عدل و انصاف اور قسط، خدائی راستہ ہے۔ اپنے باپ دادوں کے مشرکانہ افکار کے بجائے دل کے ساتھ اس کی بارہ میں آجاؤ۔

۷۔ قیامت کے دن خالص عبادت جو شرک دور کرکے انجام دی گئی ہو کام آئے گی۔ ﴿مخلصین - تعودون﴾

۸۔ معاد پر ایمان قسط اور عمل میں اخلاص کا باعث ہوتا ہے ﴿کمابدأکم تعودون﴾

۹۔ معاد جسمانی ہے جس طرح تمہارے اندر غذا کے راستے خاک کے والے جمع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح تمہاری گلی سڑی ہڈیاں بھی جمع ہو جائیں گی۔ ﴿کما بداکم تعودون﴾ جب اللہ نے تمہیں ایک خلئے اور ایک سپرم سے پیدا کیا ہے قیامت کے دن وہی تمہارے بقایا جات کو بھی زندہ کرے گا، وہی قدرت باقی ہے۔

آیت ۳۰

﴿فَرِيقًا هَدَى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ ۔

ترجمہ: (اللہ تعالی نے) ایک فریق کو ہدایت فرمائی اور ایک فریق کیلئے گمراہی حق بن گئی۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے بجائے شیطانوں کو اپنا سرپرست بنا لیا۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہدایت یافتہ ہیں۔

پیام:

۱۔ انسان کو آزاد ہے چاہے تو خدا کی ولایت کو تسلیم کرکے اس کا تابع فرمان بن جائے اور رہ راست پر گامزن رہے اگر چاہے تو شیطان کی سرپرستی کو قبول کرے۔

۲۔ ہدایت کرنا خدا کا کام ہے لیکن گمراہی ہمارے اپنے غلط انتخاب سے ہوتی ہے۔ ﴿اتخذوالشیطین﴾

۳۔ گمراہ لوگوں کا نظریہ حقیقت پر مبنی نہیں ہوتا۔ ﴿یحسبون انھم﴾

۴۔ شیطانی وسوسے تو قابل علاج و تلافی ہوتے ہیں۔ ۱۵

لیکن خدا سے کٹ کر شیطان کی ولایت میں چلے جانا ناقابل تلافی ہے۔ ﴿حق علیھم الضلالة﴾

۵۔ غلط سوچ اور بے جا نظریہ قائم کرنا یہ گمراہی سے بدتر ہے۔ (گمراہ ہونے کے باوجود خود کو راہ ہدایت پر سمجھنا ﴿ویسبوناھم مھتدون﴾ ۱۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۳۱

﴿يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلاَتُسْرِفُوا إِنَّهُ لاَيُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴾ ۔

ترجمہ: اے اولاد آدم! یہ مسجد کا وقت (نماز کے لئے اپنے لباس اور زینت اختیار کیا کرو۔ اور کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ بے شک خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

دو نکات:

یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جن آیات میں (پانی آدم) کے ساتھ خطاب کیا جا رہا ہے ان کے مطالب کا تعلق تمام ادیان کے اور سب کے مشترکات سے ہو۔

قرآن نے مال اور اولاد کو بھی "زینت" کہا ہے اور اس آیت کی مراد شاید یہ بھی ہو کہ مسجد جاتے وقت انہیں بھی ساتھ لے لیا کرو۔ تاکہ مال کے ذریعہ مسلمانوں کے اقتصادی مشکلات میں ہاتھ بٹا سکو اور اولاد کو مسجد میں لے جا کر آنے والی نسلوں کی تربیتی مشکلات کو حل کر سکو۔ اور یہ اشارہ بھی لیا جا سکتا ہے "اول نماز بعد طعام"

پیام:

۱۔ مسجد چونکہ مسلمانوں کا دینی مرکز ہے لہٰذا اسے آراستہ، مرتب، منظم اور پرکشش ہونا چاہئے عبادت اور خوبصورتی وزیبائی آپس مخالف نہیں ہیں۔ ﴿خذواز ینتکم ﴾

۲۔ اسلام نے باطن کو بھی پیش نظر رکھا ہوا ہے "في صلٰوتهم خاشعون" اور ظاہر بھی اس کے نظر ہے۔ ﴿زینتکم عندکل مسجد ﴾

۳۔ بہترین لباس، بہترین حکام کے لئے ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ ایسا ہی کیا کرتے تھے اور اسی آیت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ زینت کو اپنے ہمراہ مسجد میں لے جانا خدا، عبادت، وقت اور واقف کے احترام کے مترادف ہے۔ اور دوسرے لوگوں کے مسجد و عبادت گاہ کی طرف آنے کے لئے باعث کشش اور عملی طور پر رغبت دلانے کا موجب ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ زینت کی اگرچہ فراد کی نماز میں بھی بڑی اہمیت ہے لیکن اجتماعی عبادت میں تو اس کا اپنا خاص مقام ہے۔ ﴿عندکل مسجد ﴾

۶۔ اسلام آئین فطرت ہے اور انسان زینت سے لذت اٹھاتا ہے۔

۷۔ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں: "مسجد کی زینت امام عادل ہے" (از تفسیر نور اثقلین)

۸۔ زینت کو مسجد میں لے جاؤ لیکن جوتے باہر اتارو ایک اور آیت میں ہے " ﴿فاخلع نعلیک ﴾ " (طہ ۱۱)

۹۔ اخراجات محدود انداز میں ہونے چاہیئں، کفایت شعاری خدا کو پسند ہے، مال جو کہ انسان کے ہاتھوں میں اللہ کی ایک امانت ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھایا جائے لیکن اسراف کے پرہیز کیا جائے۔ (تفسیر صافی میں مذکور امام صادق کی حدیث کا ایک مضمون)۔

۱۰۔ زینت اور غذا سے بہرہ اندوزی قسط و عدل کے تقاضوں کے مطابق اور اسراف سے ہٹ کر ہولی (پہلی آیت میں رہ ہو چکا ہے)

۱۱۔ غذا میں اسراف اور پرخوری بہت بیماریوں کا سبب ہے جن میں جسمانی بیماریوں کے علاوہ سنگدلی اور عرفان کے مزے سے لطف اندوز ہونے کی محرومی بھی ہے۔ ۱۷

۱۲۔ زینت اور طعام سے استفادہ ایک طبعی اور فطری قانون ہے لیکن خاص معاشرتی حالات اور معاشرت کے ضرورت مند اور محروم طبقات کی موجودگی میں ان کی ضروریات کا بھی خاص خیال رکھا جائے اور ان کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کی جائے۔ حضرت امام جعفر صادق کا لباس ایرا المومنین کے لاس سے مختلف تھا۔ اس لئے ہر ایک معصوم کے دور کے معاشرتی حالات مختلف تھے۔ ۱۸

آیت ۳۲

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِى أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِىَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: کہہ دو کہ کس نے اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے اور دلپسند اور پاکیزہ رزق کو اپنے اوپر بغیر کی دلیل کے حرام قرار دیا ہے۔ کہہ دو کہ یہ نعمتیں دنیوی زندگی میں مونین کے لئے ہیں (اگرچہ کفار بھی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔)

اور قیامت کے دن (آخرت میں) مومنین کیلئے مخصوص ہیں۔ اسی طرح ہم رہنما آیات کو ان لوگوں کے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔

چند نکات:

یہ آیت انسان کے زینت کو حلال قرار دے رہی ہے۔ قرآن مجید نورِ آسمان کی ستاروں کے ساتھ زینت کو بھی انسانوں کے لئے بیان کر رہا ہے۔ فرماتا ہے " ﴿زيناها للناظرين ﴾ " (حجر ۱۶) ہاں البتہ انسان کی زینت کے محبت اسے ہلاکت اور تباہیوں کے گڑھوں میں نہ پھینک دے اگر زینت لے استفادہ کرنا چاہتا ہے تو آئے، صحیح اور مناسب طریقوں سے فائدہ اٹھائے۔ قرآن مجید عورت کی زینت کو سوائے اپنے شوہر کے حرام سمجھتا ہے ارشاد ہو رہا ہے:" ﴿لا يبدين زينتهن الا لبعولتهن ﴾ " (لفد ۳۱)

عثان بن مظعون حضرت رسول کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنے عزائم پیغمبر کی خدمت میں بیان کئے کہ مردانہ لزتوں کو خیر باد کہہ کہ راہب بنا چاہتا ہے اور بیوی عطریات اور معاشرہ وسماج کو چھوڑ چھاڑ کر جنگل کا رخ کرنا چاہتا ہے!

آنحضرت نے اسے اس کام سے سختی سے روکا اور ارشاد فرمایا: "اپنی شہوت پر کنٹرول کرنے کے لئے روزے رکھو، رہبانیت اختیار کرنے کی بجائے مسجد چلے جاؤ اور جنگلوں بیابانوں کی خاک چھاننے کی بجائے محاذ جہاد میں شرکت کرو اپنی عورت اور خوشبو کے فائدہ اٹھاؤ، اپنے مال میں سے غریبوں کو دو، یہ ہے میرا دین اور میری شریعت اور جو اس سے منہ موڑے گا اور توبہ نہیں کرے گا فرشتے اسے حوض کوتدبیر آنے سے روک دیں گے۔ (از تفسیر فخررازی)

عاصم بن زیاد نے بھی یہی تہہ کر لیا تھا، اس طرح سے اس نے اپنی زندگی میں تبدیل کر لینے کی ٹھان لی اور جلال اور لذت سے کنارہ کشی پر تل گیا۔ حضرت علی نے اس کے اس طرز فکر کی سخت مذمت کی، اس نے کہا تو پھر آپ یوں اس قدر سادہ ترین زندگی گزار رہے ہیں؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت نے فرمایا: "میں امام اور رہبر ہوں اور اللہ تعالی نے ائمہ اور رہبروں کے لئے لازم قرار دے دیا ہے کہ اپنی سطح زندگی ملک کے غریب بے غریب افراد کی سطح زندگی پر رکھیں اور دوسروں کے رنج و غم میں شریک رہیں۔" (نہج البلاء حکمت ۲۸۴)

پیام:

۱۔ اسلام ریاکارانہ زہد، رہبانیت اور تقدس نمائی کے مخالف ہے۔﴿من حرم ﴾

۲۔ خدا تک پہنچنے کا رستہ یہ نہیں ہے کہ انسان حلال اور پاکیزہ چیزیں بھی ترک کر دے، بلکہ ان کے ذریعہ سے گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔

۳۔ اسلام، فطری تقاضوں کے ہم آہنگ اور معتدل آئین کا ہم خوا ہے اسی کے پاس فطری تقاضوں کا مثبت جواب اور جواز موجود ہے۔ مفید کو حلال او مضر کو ناجائز اور حرام قرار دیتا ہے۔﴿من حرم- اخرج لعباده ﴾

۴۔ ہر چیز کے لئے اصل یہ ہے کہ مباح ہے مگر جب اس کی حرمت پر کوئی خاص دلیل موجود ہو۔﴿من حرم ﴾یقینا مسلمان کی ہر حالت میں جیت ہی جیت ہے کیونکہ وہ دنیا میں لذتوں اور پاکیزہ چیزوں سے اسی طرح بہرہ ور ہیں جس طرح کوئی غیر مسلم، جبکہ آخرت میں صرف مسلمان ہی بہرہ مند ہوں گے کافر محروم رہیں گے۔ اور ہار جائیں گے۔

۵۔ اپنے آپ کو لذتوں سے محروم نہ کرو، بلکہ انہیں خدائی طریقوں اور شرعی حدود میں لا کر ان سے فائدہ اٹھاؤ۔﴿من حرم ﴾

قرآن مجید میں ہے "﴿اناجعلنا ماعلی الارض زینة لها لنبلوهم ایهم احسن عملا ﴾ " جو کچھ کہ روئے زمین پر ہے ہم نے اس کی زینت قرار دیا ہے۔ تاکہ ہم اس بات کی آزمائش کریں کہ ان میں سے کس کے عمل سب سے بہترین۔ (کہف ۷)

آیت ۳۳

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِکُوا بِاللهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَی اللهِ مَا لَاتَعْلَمُونَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ صرف میرے رب ہی نے ظاہری اور باطنی برائیوں کو گناہ کو لوگوں کے حق پر ناجائز تجاوز کرنے کو حرام قرار دیا ہے اور خدا کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک قرار دینے کو جس کی حقانیت پر کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اور جو کچھ نہیں جانتے اسے خدا کیطرف نسبت دے یہ سب کچھ حرام قرار دیا ہے۔

چند نکات:

"فواحش" جمع ہے "فاحشہ" کی اور وہ ایسا گناہ ہے کہ جس کی برائی ہر ایک پر آشکار ہوتی ہے جیسے آتا ہے، چونکہ زمانہ جاہلیت میں چھپ کر زنا کرنے کو جائز سمجھتے تھے لہذا اس آیت نے اس کی حرمت کی دونوں صورتوں میں تاکید کر دی ہے۔ ﴿مابطن ﴾

" ﴿اثم ﴾ " وہ گناہ ہوتا ہے جس کے ارتکاب سے انسان پستی میں جا گرتا ہے۔

"یعنی دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کا نام ہے۔ اور اس آیت میں اعتقاد سے اور زبان سے تعلق رکھنے والے گناہوں کی ایک مختصر فہرست موجود ہے۔

پیام:

۱۔ خداوند عالم کی طرف سے حرام کردہ چیزیں انسان کو تربیت اور اسے ترقی و کمال کی منزلوں تک پہنچانے کے لئے ہوتی ہیں۔

۲۔ حلال زیادہ ہیں اور حرام کم ہیں۔

۳۔ گناہ کا قبح (برائی) ذات اور عقلی بھی ہے صرف اجتماعی ہی نہیں﴿ومابطن ﴾

۴۔ مشرکین کے افکار کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے

۵۔ تبلیغی روسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے مثبت نقاط بیان کئے جائیں پھر منکر اور ان کے منفی نقطے پیش کئے جائیں۔ اس سے پہلی آیت میں حلال چیزوں کا تذکرہ تھا یہاں پر حرام اشیاء کا)

آیت ۳۴

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لاَيَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلاَيَسْتَقْدِمُونَ ﴾

ترجمہ: اور راحت کے لئے ایک مقررہ مدت ہے، پس جب بھی ان کا مقررہ وقت آن پہنچتا ہے تو پھر نہ تو ایک لحظہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ ہی آگے بڑھ سکتے ہیں۔

ایک نکتہ:

اجل" صرف افرادی کے لئے نہیں ہے، حکومتوں، قوموں اور امتوں کے لئے بھی ہے، جو خود بھی ختم ہو گئیں اور ان کے تمدن، ثقافت، عادات و اطوار اور آثار بھی ملیا میٹ ہو گئے۔ اجل کا تعلق صرف صرف زندگی اور موت ہی سے نہیں ہوتا،عزت ، اقتدار، حکومت اور دولت سے بھی ہوتا ہے۔ جب ان میں سے کسی کی اجل آجاتی ہے تو الٹ ہو گئیں اب تدبیریں کچھ نہ دوانے کام دیا کے مصداق سب کچھ رخصت ہو جاتا ہے۔

پیام:

۔ اس کائنات میں کوئی بھی چیز، کوئی بھی تبدیلی، کوئی بھی حادثہ (اتفاقی) اور تدبیر الٰہی سے باہر نہیں ہے۔ اہم، اقوام اور ملل پر حکم فرما قوانین بھی ویسے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ افراد پر ہوتے ہیں۔ ﴿لکل امةاجل ﴾

۲۔ جو سہولیات تمہیں حاصل ہیں ختم ہو سکتی ہیں جس قدر ہو سکتے ان سے صحیح صحیح فائدہ اٹھاؤ۔

۳۔ دنیا اور امر کے دیئے ہوئے مقام و مرتبے ہر مغرور نہ ہو جانا۔ ﴿لکل امة اجل ﴾

۴۔ ظالم لوگ خدا کی مہلت کو امر کی مہربانی نہ سمجھیں، ان کا وقت بھی آیا ہی چاہتا ہے ۱۹

۵۔ ازل سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے کہ کچھ افراد برسر اقتدار آتے ہیں۔ حکومت کرتے ہیں۔ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں وقت آنے پر صفحہ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔ ﴿جاء اجلھم ﴾

۶۔ راہ خدا میں برسرپیکار لوگوں کو طاغوت کے تسلط سے مایوس نہ ہوں، کوشش جاری رکھیں، طاغوت نے آخر ایک دن مٹنا ہی ہے۔ ﴿الکل امة اجل ﴾

آیت ۳۵۔۳۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿يَابَنِى آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِى فَمَنْ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلاَخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَهُمْ يَحْزَنُونَ - وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

ترجمہ: اے اولاد آدم! جب بھی تمہارے پاس تم میں سے پیغمبر آئیں جو میری آیات تم پر پڑھتے ہوں (تو ان کی پیروی کرنا) پس جو تقویٰ اختیار کرے اور نیک کام انجام دے تو ان پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور تکبر برتتے ہوئے ان سے روگردانی کی تو وہ جہنم کے ساتھی ہیں۔ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

پیام:

خدائی طریقہ کار کے مطابق انبیاء مسلسل آتے رہے ہیں۔ اور یہ پہلے ایک طے شدہ منصوبہ تھا۔ ﴿یاتینکم﴾

۲ انبیاء علیہم السلام کے کلام کی لوگوں میں تاثیر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا تعلق وہاں کے لوگوں ہی سے ہوتا ہے۔ ﴿منکم﴾

۳ متقی کو دوسروں کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اور مثبت سرگرمیاں انجام دینی چاہئیں گوشہ نشینی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ ﴿اتقی واصلح﴾

انبیاء پر حقیقی طور پر ایمان لانے والے وہ لوگ ہی ہیں جو تقویٰ اور صلاح کے حامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ "آمن بھم" کی بجائے "﴿اتقی واصلح﴾" فرمایا ہے۔

سکون و اطمینان ایمان اور تقویٰ کے زیر سایہ ہے۔ ﴿لا خوف﴾

انبیاء کی پیروی سے منہ موڑ کر تکبر اختیار کرنے کی سزا ابدی عذاب اور جہنم ہے۔

۷ انبیاء کی تکذیب کے ساتھ ہی ساتھ تکبر ہوتا ہے۔ ﴿کذبوا - استکبروا﴾

آیت ۳۷

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِه ط اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِنَ الْكِتٰبِ ط حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ٠﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: پس اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے یا اس کی آیات کو جھٹلاتا ہے؟ وہ (اسی دنیا ہی میں) خدا کی طرف سے اپنا مقرر کردہ حصہ پا لیں گے۔ یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی روح قبض کرنے کے لئے آئیں تو ان سے پوچھیں گے کہ کہاں ہیں وہ جنہیں تم معبودِ حقیقی کی بجائے پکارا کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے وہ سب ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو کر گم ہوگئے ہیں۔ اور اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ کافر تھے۔

ایک نکتہ:

قرآنی آیات میں عام طور پر "خدا پر بہتان باندھنے" سے مراد سرکشی ہی ہوتا ہے۔ (تفسیر المیزان)

پیام:

خدا کو جھٹلانا اور خدا پر بہتان باندھنا بہت بڑا ظلم ہے۔ ﴿اظلم ﴾

۲ خداوندتعالیٰ دنیا میں مادی ذرائع، امداد، مہلت جس طرح مومنوں کو دیتا ہے اسی طرح کافروں کو بھی دیتا ہے۔ ﴿ینا لھم نصیبھم ﴾۲۰

انسان جب موت کی نشانیاں دیکھے گا تو بیدار ہوگا لیکن اب کیا فائدہ؟ ﴿یتوفونھم ﴾

انسان سے جواب طلبی کے مراحل کا آغاز ہنگام مرکزی سے شروع ہوجائے گا۔ ﴿این ماکنتم ﴾

کچھ فرشتے روح قبض کرنے پر مامور ہیں۔ ﴿رسلنا ﴾

غیر اللہ تو سراب ہیں اور بس ﴿ضلوا عنا ﴾

آیت ۳۸

﴿قَالَ ادْخُلُوْ ا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّا رِ کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّۃٌ لَّعَنَتْ اُخْتَھَاط حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَکُوْ ا فِیْھَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰ ھُمْ لِاُوْلٰھُمْ رَبَّنَا ھٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْ نَا فَاٰتِھِمْ عَذَاباً ضِعْفًا مِّنَ النَّارِط قَالَ لِکُلِّ ضِعْفٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴾ ۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: (مرنے کے وقت ان کے اعتراف کے بعد) خداوندعالم فرمائے گا۔ تم بھی (جن و انس کے ان گروہوں میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے (یہاں) پہنچ چکے ہیں۔ جب بھی کوئی گروہ جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے ہم مذہب گروہ پر نفرتیں اور لعنت کرے گا۔ تو جب سب گروہ جہنم میں اکٹھے ہو جائیں گے تو بعد میں آنے والا، پہلے آنے والے گروہ کے بارے میں کہے گا۔ "پروردگار! یہی لوگ تھے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا، پس تو انہیں جہنم کے دوہرا عذاب دے۔ (ایک تو ان کی اپنی گمراہی کا اور ایک ہمارے گمراہ کرنے کا) خدا فرمائے گا تم سب کے لئے دوہرا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے۔

ایک نکتہ:

قیامت کے لرزا دینے والے مناظر میں سے ایک یہ بھی ہوگا کہ جب جہنمی ایک دوسرے کے ساتھ خصوصاً ان سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ گفتگو کریں گے جو ان کے جہنمی ہونے کا سبب بنے تھے۔ اسی بنا پر وہاں پر یہاں کے جگری دوست، دشمن بن جائیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ " ﴿الاخلا یومئذٍ بعضهم بعض عدوالاالمتقین ﴾ " اس دن دوست ایکدوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگاروں (کہ وہ دوست ہی رہیں گے) (زخرف/۶۷) اور سورہ ص/ ۶۴ میں فرماتا ہے کہ "ان ذٰلک لحق تخاصم اھل النار" بیشک یہ بات حق اور ایک واقفیت ہے کہ دوزخی مخاصمانہ باتیں کریں گے۔

پیام:

۱۔ بہشت میں نہ کینہ ہوگا اور نہ ہی دشمنی صرف صلح و صفا ہوگی جبکہ جہنم میں افراد ایکدوسرے پر لعنت کریں گے۔ ﴿لعنت اختها﴾

۲۔ انسانوں کی طرح جنات بھی مکلف (احکام الٰہی کی پابندی کے ذمہ دار) ہیں۔ اور ایک جیسے انجام سے دوچار ہوں گے۔ ﴿الجن و انس﴾

۳۔ کفار ایک ہی دفعہ جہنم میں نہیں ڈالے جائیں گے بلکہ بالترتیب اور باری باری وارد جہنم ہوں گے۔ ﴿کلما دخلت﴾

۴۔ غیر الٰہی محبتیں، دوستیاں، حمایتیں بروز قیامت کینوں اور نفرتوں میں عناد اور دشمنی میں بدل جائیں گی۔ ﴿لعنت اختها﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ قیامت کے دِن ہر ایک کی یہی کوشش ہوگی کہ اپنا گناہ دوسروں کے سر تھوپنے یا اپنے لئے کسی ایک مجرم کو تلاش کرے۔﴿هولاء الضلونا ﴾

۶۔ اعمال کی بجا آوری کے لئے انسان آزاد ہے لیکن " ﴿اضلونا ﴾ " (انہوں نے ہمیں گمراہ کیا) کہہ کر اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ کہ اپنے گناہ دوسروں کے کھاتے میں ڈال دے۔

۷۔ بعض اوقات انسان کی ایسی سزائیں بھی ملیں گی جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہونگی۔﴿والله تعلمون ﴾

قرآن کہتا ہے "پیشواؤں کو بھی دوہری سزا ملے گی اور پیروکاروں کو بھی" پیشواؤں کو اس لئے کہ خود بھی گمراہ تھے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ پیروکاروں کو اس لئے کہ خود بھی گمراہ تھے اور باطل کے اماموں اور پیشواؤں کی دوکانوں کو خوب چمکایا۔ اگر یہ ان کی پیروی نہ کرتے تو باطل کے امام بھی اس قدر ترقی نہ کرتے۔﴿لعل ضعف ﴾

آیت ۳۹

﴿وَ قَالَتْ اُوْلٰهُمْ لِاُخْرٰهُمْ فَمَا كَا نَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوْ الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴾ ٠

ترجمہ: اور (عذاب میں) پیشگام گو (اپنے) پیروکاروں سے کہیں گے۔ "تم ہم سے برتر (اور زیادہ بے گناہ) نہیں تھے۔ پس تم اپنی کارستانیوں کا عذاب چکھو۔

ایک نکتہ:

گمراہ کرنے والوں کے لئے دوہرے عذاب کے تقاضے کے خلاف وہ لوگ اپیل دائر کریں گے کہ "یہ پیروکار ہی تھے جنہوں نے ہماری ترقی کے اسباب فراہم کئے تھے۔ اگر یہ ہماری اتباع نہ کرتے تو ہماری گمراہ کرنے کی رفتار آگے نہ بڑھتی، لہٰذا یہ خود ہی قصور وار ہیں۔"

تو کیوں ایک لقمہ نان یا چند روزہ جاہ و مقام کی خاطر اے نامراد اور نالائق پیشواؤں کی اتباع کا دم بھریں جو شفاعت تو بجائے خود ہماری فریاد کو ہی نہ پہنچیں؟!

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ بروز قیامت ہر قسم کی مدد خواہی اور امداطلبی بھی بیسود ثابت ہوگی۔ ﴿فذوقو العذاب ﴾

۲۔ حتیٰ کہ خود مجرمین کو بھی علم ہے کہ جہنم ان کے اعمال کی سزا ہوگی پھر بھی گراہی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ ﴿فماکان لکم علینا من فضل ﴾

آیت ۴۰

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْ ا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَکْبَرُوْ ا عَنْهَا لَاتُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ط وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: یقیناً جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور تکبر کے ساتھ ان سے منہ پھیرا تو آسمان (رحمت) کے دروازے ان کے لئے نہیں کھولے جائیں گے۔ اور جب تک اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گذر جائے اس وقت تک وہ بہشت میں نہیں جائیں گے۔ (یہ ان کے لئے انہونی بات ہے۔) اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

دو نکات:

اس آیت سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ آسمان سے مراد ایک عالم ہے کہ جس پر بہشت واقع ہے۔ اور بہشت کے اندر جانے کے لئے ان کے لئے دروازوں سے ہو کر جانا پڑے گا۔

اس آیت میں "جمل" سے مراد یا تو اونٹ ہے یا پھر وہ ضخیم رسہ ہے جس کے ساتھ کشتیوں اور جہازوں کو ساحل پر باندھتے ہیں۔ اور یہ معنی سوئی کے ساتھ زیادہ مناسب یا نسبت اس معنی کے کہ کیا جائے "اونٹ سوئی کے ناکے سے گذر جائے"

اللہ تعالیٰ نے چونکہ مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ کفار کا بہشت میں جانا محال ہے لہٰذا "جمل" کا معنی اونٹ اور اس سورخ سے اونٹ کا عبور کرنا اس سے زیادہ نزدیک ہے۔ اس کے علاوہ انجیل موقا (کے باب اٹھائیس آیت ۴۲) میں ہے کہ: اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا آسان ہے۔ لیکن دولتمند اور سرمایہ داروں کا ملکوت اعلیٰ تک پہنچنا مشکل ہے۔"

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ جہاں ہر مومنین باتقویٰ کے لئے خدائی رحمت کے آسمانی اور زمینی رستے کھلے ہوتے ہیں ۲۲
اس کے برخلاف کفار اور جھٹلانے والوں کے لئے آسمان کے دروازے بند رہتے ہیں۔ ﴿لاتفتح لھم ﴾
۲۔ اس آیت سے یہ استفادہ بھی ہو سکتا ہے کہ "بہشت آسمانوں میں ہے" (تفسیر فخررازی و المیزان)
۳۔ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں "آسمان کے دروازے پانچ موقع پر کھولے جاتے ہیں۔"
۱۔ جب مجاہدین اسلام راہ خدا میں جنگ کر رہے ہوتے ہیں۔
۲۔ جب بارش ہو رہی ہوتی ہے۔
۳۔ جب قرآن مجید یعنی اللہ کے کلام کی تلاوت کی جا رہی ہوتی ہے۔
۴۔ جب طلوع فجر ہو رہی ہوتی ہے اور اذان دی جا رہی ہوتی ہے۔ (تفسیر نور الثقلین)

آیت ۴۱

﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ط كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۰ ﴾

ترجمہ: ان (مجرمین) کے لئے جہنم کے بستر ہوں گے اور ان کے اوپر (آگ کی) اوڑھیاں ہوں گی اور اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔

چند نکات:

اصل "مھاد" "مھد" سے ہے۔ جس کا معنی بستر اور "غوائیں" جمع ہیں۔ "غاشیہ" کی اور اس کا معنی ہے ڈھانپ دینے والی چیز۔ اور "خیمہ" کو بھی غاشیہ کہتے ہیں۔

ہر دشمن اور روگردانی کرنے والے گروہ کو اسی سورت کی ۳۷ ویں آیت میں "کافر" اور اسی آیت میں "ظالم" گروہ کے عنوان سے کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ آیاتِ الٰہی کی تکذیب کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے شایانِ شان ہی یہی ہے کہ انہیں ایسے القاب کے ساتھ یاد کیا جائے۔ اور سورہ بقرہ کی آیت ۲۰۴ میں ہم پڑھ چکے ہیں" ﴿والکافرون ھم الظالمون ﴾ "اور کافر ہی تو ظالم ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس آیت میں "مھاد" کا لفظ جہنمیوں کے لئے ایک قسم کے استہزاء کے طورپر یعنی "اُن کی آرام گاہ" اللہ نے جہنم بنائی ہے۔ (ازتفسیر فی ظلال القرآن)

پیام:

۱۔ جہنم کفار کے سارے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اوپر سے بھی اورنیچے سے بھی۔ (مھاد و غواش) ۲۳

آیت ۴۲

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ ا وَ عَمِلُو الصّٰلِحٰتِ لَانُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اُوْلٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لے آتے اور نیک کام انجام دیتے (جس قدر بھی انجام چاہتے ہم قبول کر لیں گے کیونکہ) ہم کسی کو اتنا ہی تکلیف دیتے ہیں جتنا اس کی توانائی ہوتی ہے۔یہی لوگ ہی بہشتی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

دو نکات:

قرآن مجید عام طورپر خوشخبری اور خوف دِلانے کو ایک دوسرے کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ اس سے پہلی آیت میں بدکار متکبرین کے انجام کو ذکر کیا ہے۔یہاں پر شائستہ مومنین کے نیک انجام کا تذکرہ کر رہا ہے۔
ہوسکتا ہے کہ اس دنیا میں شاذ و نادر افراد کے لئے بہشت کی جیسی نعمتیں مہیا ہوں۔ مثلاً دودھ اور شہد کی نہریں، خوبصورت بیویاں، باغات و محلات وغیرہ، لیکن ایک تو ان میں اور بہشت کی نعمتوں میں بڑا فرق ہوگا دوسرے یہ کہ ان میں ہمیشگی اورپایئداری ناممکن ہے۔

پیام:

۱۔ بہشت امان و عمل کی جزا ہے۔ یہ قیمت کے بدلے ملتی ہے۔ بہانوں سے نہیں ملتی۔ ﴿امنواوعملوا ﴾

۲۔ اگرچہ تمام نیک اعمال مطلوب ہوتے ہیں، لیکن ہر شخص اپنی توانائی کے مطابق اپنے اعمال کے بارے میں جوابدہ ہوگا۔ ﴿الصالحات – وسعها ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ اسلام میں تکلیف مالایطاق نہیں ہے۔ ﴿وسعھا﴾ ۲۴

۴۔ اگر خداوند عالم نے ہم پر کوئی تکلیف عائد کی ہے تو یقینا ہم اس کی توانائی بھی رکھتے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہم اس توانائی سے کماحقہ استفادہ نہ کریں۔

آیت ۴۳

﴿وَنَزَعْنَا مَافِیْ صُدُوْرِ هِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُو االْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَالِهٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰنَااللّٰهُ لَقَدْ جَآئَتْ رُسُلِ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ط وَنُوْدُوْٓااَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّةُ اُوْ رِثْتُمُوْهَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: اور ہم ان کے سینوں سے بھی کینے ہوں گے نکال دیں گے۔ (تاکہ وہ صدق و صفا اور غنیمت باہم زندگی گذاریں) ان کے محلات کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اور وہ کہیں گے اس نے ہمیں اس (بہشت) کی ہدایت کی ہے۔ اور اگروہ ہمیں ہدایت نہ کرتا ہم (خودبخود) یہاں نہ پہنچ پاتے۔ خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے پیغمبر ہمارے پاس آئے (جنہوں نے ہمیں ہدایت کی) اور ان ہدایت یافتہ افراد سے خطاب ہوگا۔ یہ وہی بہشت ہے جس کے تم اپنے اعمال کی وجہ سے وارث ہوئے ہو۔

دو نکات:

"غل" کے معنی ہیں کسی چیز میں چپکے سے داخل ہوجانا۔ اسی لئے خفیانہ طور پر دل میں موجود حسد اور کینے کو "غل" کہتے ہیں۔

گذشتہ آیات میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جہنمی لوگ ایکدوسرے کو نصب اور نفرتیں کریں گے۔ جبکہ یہاں فرماتا ہے کہ اہلِ بہشت کے دلوں میں ایکدوسرے کے بارے میں کوئی کینہ اور حسد نہیں ہوگا۔ سب صلح و صفائی اور محبت بھرے ماحول میں مل جل کر رہیں گے۔ کوئی کسی کے مقام و مرتبے سے بھی حسد نہیں کرے گا۔

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ بہشت میں صفائے باطن اور صفائے ظاہر ایک جا جمع ہوں گے۔ ﴿نزعنا ﴾باطنی صفائی کا مظہر ہے۔ اور ﴿تجری ﴾ظاہر صفا کا۔

۲۔ بہشت میں اگرچہ درجات کا فرق ہوگا لیکن کسی بارے میں کسی کے دل میں حسد و کدورت نہیں ہوگی۔ ﴿نزعنا ﴾

۳۔ مومن اپنی دینوی زندگی کو بہشتی زندگی جیسا صاف و ستھرا رکھنا چاہتا ہے۔ ﴿نزعنا ﴾۲۵

۴۔ ہدایت ایک ایسی نعمت ہے جو تا ابد شکریے کی مستحق ہے۔ ﴿ھدانا لھذا ﴾

۵۔ انبیاء علیہم السلام ہدایت کا وسیلہ ہیں اور ان کی ہدایت حق کے ساتھ ہوتی ہے۔ یعنی وہ خود آپ، ان کی گفتگو، ان کے اعمال، ان کے طریقہ پائے کار اور ان کے وعدے سب حق ہوتے ہیں۔

۶۔ بہشتی لوگ ذکر الٰہی میں مصروف ہیں۔ ﴿قالو الحمدللہ ﴾

۷۔ فقط عقل اور علم ہی کافی نہیں، ہدایت کے لئے خدا کی عنایت اور مدد بھی ضروری ہے۔ ﴿مولا ان ھدانا ﴾

۸۔ اہل بہشت خدا کے لطف و کرم پر شکر ادا کریں گے۔ اور اپنے ہدایت یافتہ ہونے پر مغرور نہیں ہوں گے۔ ﴿الحمدللہ ﴾

۹۔ اور آیات کے مطابق ہر مومن اور کافر کا جنت اور دوزخ میں ایک ایک مقام ہے۔ لہذا بہشت میں کافر کا مکان وراثت میں اور کافر جہنم میں مومن کا مکان وراثت میں لے جائے گا۔ ﴿اورثتموھا ﴾(از تفسیر نورا لثقلین)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت اور جہنم کے دروازے ہر شخص کے لئے کھلے ہوتے ہیں اور کوئی بھی شخص ابتدا میں جنت یا دوزخ کے لئے خلق نہیں ہوا بلکہ اس کا رستے کا انتخاب اور اس انتخاب کی روشنی میں اس عمل ہی سے "نوری یا ناری" بناتا ہے۔ (از مترجم ۔۔ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی۔ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے۔ ۔۔ اقبال)

۱۰۔ خیالی پلاؤ پکانے اور پکا کر کھانے سے نہیں عمل سے جنت ملتی ہے۔ ﴿تعلمون ﴾

آیت ۴۴

﴿وَنَا دٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّا رِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَامَا وَعْدَنَارَبُّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَ عَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۰ قَالُوْ اَ نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنُبَيْنَهُمْ اَنْ لَّعنَةُ اللهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾ ۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: اور بہشتی، دوزخیوں کو پکار کر کہیں گے "ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اسے ہم نے حق اور سچ پایا (اور اس تک پہنچ بھی گئے) تو کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدے کو حق پایا؟ (ہم تو بہشت بریں کی نعمت کے مزے لوٹ رہے ہیں کی تم بھی جہنم کے عذاب میں مبتلا ہو۔؟) تو وہ کہیں گے "ہاں! تو اسی دوران میں ایک موذن ان کے درمیان میں بلند آواز سے کہے گا: "خدا کی لعنت ہے ظالموں پر"

ایک نکتہ:

شیعہ اور کچھ اہلسنت مثلاً حاکم حکانی وغیرہ کی روایات میں ہم پڑھتے ہیں کہ:

"جو موذن بیانگ دہل اعلان کرے گا کہ "ظالموں پر اللہ کی لعنت!" وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہوگا"

علی نے جس طرح دنیا میں سورہ برائت کے ذریعے اسے مکہ میں پڑھ کر مشرکین سے اعلان برائت کیا تھا اسی طرح آخرت میں بھی ظالموں پر لعنت کا اعلان بھی وہی کریں گے۔ گویا خدا کی طرف سے مشرکین اور ظالمین کے خلاف نازل ہونے والی قراردادوں کا پڑھنا علی کا کام ہے۔

پیام:

۱۔ آخرت میں بہشتی اور دوزخی آپس میں گفتگو کریں گے۔ ﴿نادی-- ﴾

۲۔ جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان فاصلہ ہوگا۔ جس کے لئے ندا کی ضرورت ہوگی۔ ﴿نادیٰ ﴾

۳۔ جغرافیائی لحاظ سے جنت اور جہنم کا وقوع اس طرح سے ہوگا کہ بہشتی بہشت میں پہنچ کر اہل جہنم سے حال احوال پوچھ سکیں گے۔ ﴿نادی-- ﴾

۴۔ مومن بھی اور کافر بھی اپنے ساتھ خدا کے کئے ہوئے وعدے کو حق اور عملی صورت میں دیکھیں گے۔ ﴿وجدنا-حق ﴾

۵۔ اللہ تعالیٰ بہشتی لوگوں کے ذریعہ جہنمیوں سے اعتراف لے گا ان کی شرمندگی اور عذاب میں مزید اضافہ ہو۔ (از تفسیر المیزان)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ کفار کی ہر قسم کی تکذیب، تہمت، زبان کے زخم کا ایک دن ایک اور صرف ایک جواب ہوگا جو انہیں ابد الدباد تک دُکھ اور درد میں مبتلا کئے رکھے گا وہ ہے ﴿لعنة اللہ علی الظالمین ﴾

۷۔ قیامت کی عدالت اس نعرے کے ساتھ برخواست ہوگی۔ "ظالموں پر خدا کی لعنت" (لعنۃ اللہؐ علی الظالمین)

آیت ۴۵

﴿الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْاٰ خِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: (ظالم وہیں) جو لوگوں کو خدا کی راہ سے ہٹاتے ہیں اور اس راہ کو ٹیڑھا بنانا چاہتے ہیں اور یہی لوگ آخرت کے منکر بھی ہیں۔

ایک نکتہ:

خدا کا راستہ، توحید و تسلیم، ایمان، ہجرت اور جہاد کا راستہ ہے۔ مگر ظالموں کا کام یہ ہوتا ہے کہ اس بارے میں شبہے اور وسوسے پیدا کرکے لوگوں کو اس سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا پروپیگنڈا کرکے، مومنین کے دلوں میں کمزوری پیدا کرکے یا بدعتیں اور خرافات کو اس راہ پر ڈال کر گمراہ کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں یا پھر الٰہی راہبروں کے مقابلے میں یا مایوسیاں پھیلا کر یا رخنہ اندازی کرکے یا روڑے اٹکا کر خدا کے رستے سے لوگوں کو ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں یا اس میں تبدیلی اور ایجاد کردیتے ہیں۔

پیام:

۱۔ خدا کی راہ سے جس طرح بھی ہٹایا جائے ظلم ہے۔ بلکہ اگر اس میں کجی اور انحراف پیدا کرنا بھی ستم ہے۔ اور "ثقافتی یلغار" تو ایک ایسا ظلم ہے جس کا مقابلہ کسی طرح کا ظلم بھی نہیں کرسکتا۔

۲۔ اگر دشمن کے بس میں ہو تو کھلم اور اعلانیہ طور پر جنگ کرکے راہ حق کو مکمل طور پر بند کردیتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تو پھر مختلف حیلوں بہانوں اور عیاریوں کے ساتھ راہ کو کج کرکے اس میں تبدیلیاں پیدا کرکے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ﴿یصدون ----- یغبونھا عوجا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۴۶

﴿وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَ عَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ يَطْمَعُوْنَ ٠﴾

ترجمہ: اور ان دو (جنتی اور جہنمی گروہوں) کے درمیان حجاب ہے۔ اور اعراف پر (اولیاء اللہ میں سے) کچھ لوگ ہوں گے جو تمام (بہشتوں اور دوزخیوں) کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیں گیا ور بہشتوں کو جو کہ ابھی بہشت میں نہیں پہنچے ہوں گے بلکہ اس کے امیدوار ہوں گے صدا دے کر کہیں گے "السلام علیکم" تم پر سلام ہو۔

چند نکات:

حجاب سے مراد شاید وہ دیولد ہو جس کا تذکرہ سورہ حدید کی ۱۳ ویں آیت میں ہم پڑھتے ہیں کہ "فضرب بینھم من سور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ و ظاھرہ من قبلہ العذاب" ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی۔ جس کا بیرون حصہ عذاب اور اندرونی حصہ رحمت ہے۔ (از تفسیر المیزان)

"اعراف" جمع ہے۔ "عرف" جس کا معنی ہے بلند جگہ۔ اس سورۃ کو "اعراف" کہتے ہیں۔ اورپورے قرآن مجید میں صرف اسی جگہ پر اعراف اور اہل اعراف کا تذکرہ ہے۔

اہل اعراف کون ہیں؟

اس بارے میں روایات اور تفاسیر میں مختلف آراء اور نظریات ملتے ہیں۔ کچھ تو وہ جو "اولیاء اللہ" کو اہل اعراف سمجھتے ہیں۔ جو کہ جنت اور جہنم کے درمیان بلند جگہ پر موجود ہوں گے۔ اور تمام لوگوں میں وہیں پر سے پہچان لیں گے۔ اہلِ بہشت کو سلام اور مبارک باد سے نوازیں گے۔ جبکہ جہنمیوں کے بارے میں پریشان دِکھائی دیں گے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد ضعیف اور کمزور لوگ ہیں جن کے گناہ بھی ہوں گے لیکن عبادت بھی ساتھ ہی ہوگی۔ خدا کے لطف و کرم کے منتظر ہوں گے۔ (جب کہ سورہ توبہ کی آیت ۱۰۵ بتلاتی ہے۔)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ان دونوں نظریات کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ اصل مراد تو اولیاء اللہ ہوں لیکن ان کی اطراف میں مذکورہ متوسط اور ضعیف افراد بھی ہوں جو اعراف میں گرفتار اور اپنے انجام کے منتظر ہوں۔ کیونکہ بہشتی، بہشت ہیں اور جنہمی جہنم میں چلے جائیں گے۔ اور متوسط اور ضعیف لوگ اپنے انجام کے منتظر ہوں گے۔ اور اولیاء اللہ جو اعراف پر ہوں ان کی مدد کرتے ہوئے ان کے حق میں شفاعت کریں گے۔ اور مفسرین اور روایات حدیث نے بھی اسی طرح ان نظریات کو جمع کیا ہے۔ (از مترجم: روایات اہل بیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ آئمہ اطہار ہی ہیں۔)

آیت ۴۷

﴿وَ اِذَاصُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ٠﴾

ترجمہ: اور جب ان کی نگاہیں جہنمیوں کی طرف پلٹائی جائیں گی تو وہ کہیں گے پروردگار! تو ہمیں ظالموں کے ساتھ قرار نہ دے۔

دونکات:

اہل اعراف، بہشتوں کی طرف دیکھیں گے بھی اور انہیں سلام بھی کریں گے۔ لیکن جہنمیوں کو دیکھنا گوارا نہیں کریں گے بلکہ ان کی ان پر صرف اچکتی ہوئی نگاہ پڑے گی۔ (صرفت ابصارھم)

وہ اپنی دعا میں یہ نہیں کہیں گے کہ "ہمیں اہل جہنم نہ بنا" بلکہ کہیں گے "ہمیں ظالموں کا ہم نشیں نہ بنا" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظالم کی ہم نشینی، جہنم سے بھی بدتر ہے۔ (تفسیر الوسی)

(ہماری دعا بھی ہے کہ خداوند! اگر تو ہمیں بہشت میں نہیں لے جائے گا تو ظالموں کا ہم نشین بھی نہ بنانا۔ آمین)

آیت ۴۸

﴿وَ نَا دٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْ مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ٠﴾

ترجمہ: اور اہل اعراف (وہ اولیاء اللہ جو بلند جگہ پر موجود ہوں گے، جہنم والے) لوگوں کو ان کی نشانیوں سے پہچان کر آوازدیں گے اور کہیں گے۔ تمہیں نہ تو تمہارے جمع شدہ سرمائے اور مال نے فائدہ پہنچایا اور نہ ہی اشکبار نے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ قیامت کے دن جہنمیوں کو خدائی عذاب کے علاوہ انسانوں کی جھڑکیاں اور سرزنش بھی سننا پڑیں گی۔ ﴿قالوا----﴾

۲۔ زراندوزی اور تکبر قہر خداوندی کا موجب ہے۔

۳۔ مال اور اقتدار، نجات کا موجب نہیں ہیں۔ ﴿ماأغنیٰ عنکم----﴾ ۲۶

آیت ۴۹

﴿اَهٰۤؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ط اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَاخَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَ لَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ﴾ ۰

ترجمہ: آیا یہ بہشتی دینی لوگ ہیں کہ جن کے متعلق تم قسم کھایا کرتے تھے (خدا کی) رحتم ان کے شامل حال نہیں ہوگی؟ (پھر مومنین سے خطاب ہوگا) بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ نہ تو تم پر کوئی خوف ہے اور نہ ہی غم سے دوچار ہو گے۔

ایک نکتہ:

کفار میں سے کچھ مغرور فراد ایسے بھی تھے جو مومنین کی تحقیر کرتے تھیا ورکہتے تھے کہ خدا کی رحمت ان کے شامل حال نہیں ہوگی۔ حالانکہ وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ان کا ایمان اور نیک اعمال ہی انہیں خُدائی رحمت کے شامل حال قرار دے چکے ہوں گے۔ اور "﴿ادخلواالجنة﴾ " خطاب انہیں سے ہوگا۔ رحمت خداوندی کے لیئے اندرونی لیاقت و شائستگی اور بیرونی اعمال صالحہ کا ہونا ضروری ہے۔ جاہ و مال اور مقام و منصب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کیا رحمت خداوندی کی ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے کہ جسے چاہے دیدے یا اس ذات کے قبضہ قدرت میں جو ہر شئے پر قادر ہے؟ اس لئے تو خداوند فرماتا ہے۔ " ﴿اھم لیقسمون رحمة ربک﴾ " آیایہی لوگ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟

پیام:

۱۔ کون لوگ خدائی رحمت کے مستحق ہیں؟ اس بارے میں جلد فیصلہ نہ کرلیا کرو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ دنیا میں فقر و فاقہ، تنہائی اور گمنامی، قیامت کے دن رحمت خداوندی سے محرومیت کی علامت نہیں ہے۔

آیت ۵۰

﴿وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّا رِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْ ا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ط قَالُوْٓااِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ ۰

ترجمہ۔ اور اہل جہنم بہشتوں کو پکاریں گے کہ کچھ پانی یا جو کچھ تمہیں اللہ نے عطا کیا ہے اس میں سے کچھ ہمارے اوپر بھی ڈالو۔ تو (بہشتی) کہیں گے کہ اللہ نے یہ پانی اور نعمتیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔

ایک نکتہ:

قیامت کے منجملہ ناموں میں سے ایک نام "یوم التناد" بھی ہے۔ یعنی جس دِن آوازیں بلند ہوں گے۔ اور ایکدوسرے کو مدد کے لئے پکارا جائے گا۔

پیام:

۱۔ جو دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے توشہ تیار نہیں کرتے، قیامت کے دن ان کی ضرورت اور احتیاج کا ہاتھ ہر ایک کے آگے پھیلا ہوگا۔ ﴿ونادیٰ----﴾

۔ قیامت کے دن مجرمین کی آہ و زاری کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ﴿ان اللہ حرمهما﴾

۔ آخرت کی نعمتیں، مومنین کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ﴿حرمهما على الكٰفرين﴾

۔ نہ خدا بخیل ہے۔ اور نہ ہی اہلِ بہشت! لیکن کفر، آزادانہ مصرف اور دنیا میں عیاشی کی سزا قیامت کے دن نعمتوں سے محرومی کی صورت میں ملے گی۔ ﴿حرمهما على الكٰفرين﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۱

﴿اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْ اِدِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَانَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا وَ مَا كَا نُوْ ا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: وہی لوگ تو (کافر) ہیں جو اپنے دین کو کھیل تماشہ سمجھتے ہیں اور دینوی زندگی نے انہیں مغرور بنا دیا ہے۔ پس جس طرح وہ اپنے اس دن ملاقات کو فراموش کر چکے ہیں۔ اور ہماری آیات کا انکار کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی انہیں فراموشی کے سپرد کر دیں گے۔

ایک نکتہ:

"لھو" یہ ہوتا ہے کہ انسان بنیادی کاموں سے غافل ہو جائے۔ اور "لعب" یہ ہے کہ انسان خیالی پلاؤ پکاتا ہے۔ (ازتفسیر المیزان)

پیام:

۱۔ کفار دین کو مذاق سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ایک یقینی چیز ہے۔ اور دنیا کو حقیقت سمجھتے ہیں حالانکہ کھیل تمام ہے۔ ﴿دینهم لهوا ﴾۲۷

۲۔ جب دین کی طنابیں کٹ جاتی ہیں تو دینوی گرداب انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ ﴿اتخذوا---- عرتهم ﴾

۳۔ خدا اور قیامت سے غفلت، انسان کے قیامت کے دن فراموش ہوجانے کا سبب بن بن جاتا ہے۔ ۲۸

اور ﴿افیضواعلینا ﴾گذشتہ آیت ہیں۔

۴۔ دین کا مذاق اُڑانا، دنیاوی لذتوں میں غرق ہوجانا، آخرت کو فراموش کردینا، خدا کی آیات کا للکار غرض اس قسم کی تمام باتیں کفر کی علامتیں ہیں۔ ﴿الذین---- ﴾

آیت ۵۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۰ ﴾

ترجمہ: اوریقینا ہم ان کے لئے کتاب لے آئے کہ جس میں ہر چیز کو علم کی بنیادوں پر تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا تاکہ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہو۔

پیام:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت کردی ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی دنیا کے گرداب میں غرق ہے یا آخرت کو فراموش کرچکا ہے یا آیات خداوندی کو للکارتا ہے تو یہ اس کی اپنی کوتاہی ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ﴿لقدجلناھم ﴾

صدہا چراغ دارد و بیراہہ ہی رود۔ بگزارتا بیفتد و بیند سزا سی خویش

سینکڑوں چراغوں کے باوجود بھی غلط رستے پر چل رہا ہے تو چلنے دو تاکہ گر کر مرے اور اپنی سزا کو پا لے۔

۲۔ خدا کی وحی کی اساس علم اور حقیقت ہے۔

۳۔ انسان کی ہدایت، خدا کی بہت بڑی رحمت اور مہربانی ہے۔

۴۔ دین اسے ہدایت کرتا ہے جو اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ ضدی مزاج اور ہٹ دھرم افراد کو ہدایت اور دین نصیب نہیں ہوتا۔ ﴿لقوم یومنون ﴾

آیت ۵۳

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَه ط يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُه يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآئَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَامِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَا اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْٓ ا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَا نُوْ يَفْتَرُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ: کیا کفار کتاب کی تاویل (اور قرآنی وعدوں کے پورا ہونے) کے علاوہ کسی اور چیز کے منتظر ہیں؟ جس دن کہ کتاب کی تاویلیں (خدا کا قہر و غضب اور اس کے حساب و کتاب کی نشانیاں) پہنچ جائیں گی تو جو لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) اس دن کو بھلا چکے تھے کہیں گے: اس میں شک نہیں کہ اللہ کے رسول ہمارے پاس ہی حق لے کر آئے (لیکن ہم نے ان سے منہ پھیرے رکھا) آیا ہمارے کوئی شفاعت کرنے والے ہیں جو شفاعت کریں گے؟ یا ممکن ہے کہ ہم دنیا میں

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

واپس ہٹائے جائیں تاکہ ایسے کام کریں جو نہیں کئے تھے؟ (یہ سب بے فائدہ حسرت ہے) یقیناً ان لوگوں نے اپنے آپ کو خسارہ پہنچایا اور وہ سب کچھ ختم ہو جائے گا جو وہ افتراپردازی کیا کرتے تھے (اور بتوں کو اپنا معبود سمجھتے تھے)۔

دو نکات

"تاویل" کا معنی ہے گزشتہ یا آئندہ (ماضی یا مستقبل کی طرف پلٹانا۔ اور قرآن میں اس کا معنی ہے حقیقت امر اور کسی کام کا آغاز یا انجام۔

اس سورت کی ۴۳ ویں آیت می اہل بہشت کی زبانی کہا گیا ہے "لقد جائت رسل ربنا بالحق" اور اس جگہ ہر اہلِ جہنم یہی اقرار کر رہے ہیں۔

پیام

۱۔ قیامت کے دن کفار کی داد و فریاد اور اعتراف اور آرزوئیں کسی کام نہیں آئیں گی۔ لہذا انہیں چاہیئے کہ جو کچھ کرنا ہے اسی دنیا میں ہی کر لیں۔ ﴿یوم باقی تاویل ﴾

۲۔ دین، مذہب اور قرآن کو فراموش کر دینا بہت بڑا احسان ہے ﴿نسوہ ﴾۲۹

۳۔ کفار، یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے اعمال صحیح ہیں، قیامت کے دن جب اپنی خطاؤں اور غلط کاریوں کی طرف متوجہ ہوں گے تو دنیا کی طرف واپسی کی خواہش کریں گے لیکن یہ آرزو غلط ہوگی ﴿اونرد فضل ﴾۳۰

۴۔ قیامت آگاہی اور بیداری کا دن ہے۔ ﴿جائت رسل ربنا بالحق ﴾

۵۔ شفاعت ہر ایک کے لئے نہیں ہوگی ﴿هل لنا من شفعاء ﴾

۶۔ قیامت کے دن طاغوتوں، بتوں، مال و دولت اور اقتدار کا نام و نشان اور جلوہ گری نہیں ہوگی ﴿ضل عنهم ﴾

آیت ۵۴

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُه حَثِیْثًا وَالشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِه ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ ۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: درحقیقت تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے کہ جس نے چھ دنوں (اور دورانیوں) میں آسمان اور زمین کو پیدا پھر اقتدار کی کرسی اور کائنات کی تدبیر پر مسلط ہوا۔ وہی تو ہے جو دن کو رات کے ذریعہ چھپا دیتا ہے اور رات بڑی تیزی سے دن کا پیچھا کرتی ہے اور سورج، چاند اور ستارے اس کے احکام کے فرمانبردار ہیں۔ آگاہ رہو کہ تخلیق بھی اسی کا کام ہے اور تدبیر بھی۔ نہایت ہی بابرکت ہے وہ اللہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

گزشتہ آیت میں بتایا گیا تھا کہ قیامت کے دن ہر چیز اور ہر شخص فنا ہو جائے گا بقا صرف ذات پروردگار عالم ہی کو حاصل ہے۔ ﴿ضل عنهم---﴾ اور اس آیت میں حقیقی پروردگار کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔

"یوم" کے کئی معنی ہیں۔ اور یہ "نہار" (دن) کے علاوہ ہے جو "لیل" (رات) کے مقابل میں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ "یوم" کا ایک معنی تو "دن" کا ہے ایک "دن رات" کا اور ایک "دورانئے" کا۔

"تبارک" کو "برکت" سے لیا گیا ہے جو "برک" سے ماخوذ ہے۔ جبر کا معنی ہے "اونٹ کا سینہ جب وہ زمین پر رکھتا ہے" یہ اس کے وہاں پر ٹھہرنے کی علامت ہوتی ہے۔ اور "برکت" کا معنی بھی "بقاء" اور "ٹھہرا رہنا ہے" اور "برکہ" (کنواں) اسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی ٹھہرا اور ذخیرہ بنا رہتا ہے۔

پیام

۱۔ اگرچہ خداوند عالم اس بات پر قادر ہے کہ تمام کائنات کو ایک ہی لمحہ میں خلق فرما دے، لیکن آرام اور سکون کے ساتھ کام کی بجاآوری ہی اس کا انداز کار ہے اور اسی میں لوگوں اور کائنات کی مصلحت ہے۔ (فرشتہ ایام)۳۱

۲۔ "عرش پر متمکن ہونا" یا "تخت پر بیٹھنا" "تسلط، اقتدار، تدبیر امور، ہدایت اور مکمل ارادے سے کنایہ ہے۔ دوسری زبانوں میں بھی اسی قسم کا کنایہ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ "فلاں کو عرش سے فرش پر پھینک دیا گیا" یعنی اسے اقتدار اور تسلط سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ﴿استوى على العرش﴾

۳۔ زمین گول اور متحرک ہے ﴿يطلب حثيثا﴾ شب و روز کا مسلسل ایک دوسرے کے پیچھے لگ رہنا یہ زمین کے گول اور متحرک ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۴۔ کائنات کا ایک باقاعدہ نظام ہے اور وہ بھی ارادہ الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے ﴿بامره مسخرات﴾

۵۔ کائنات کی پیدائش بھی خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا ارادہ اور تدبیر بھی۔ ﴿له الخلق والامر﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۵

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً ط اِنَّه لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور مخفی انداز میں پکارو، یقیناً وہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

دو نکات

ایک سفر میں حضرت رسول خدا نے اپنے بعض صحابیوں کو دیکھا جو زور زور سے دعا کر رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"دعا آہستہ مانگا کرو۔" (از تفسیر فخر رازی، فی ظلال القرآن اور مجمع البیان)

سابقہ آیت میں خدا کی معرفت کی بات ہوئی تھی اور اس میں خدا کی عبادت کی بات ہو گی۔

پیام

۱۔ خدا کی معرفت کے بعد اس کی عبادت ضروری ہے ﴿ادعوا ربکم ﴾

۲۔ بہتر یہی ہے کہ دعا تضرع و زاری کے ساتھ اور آہستہ سے ہونی چاہئے۔ ﴿تضرعا و خفية ﴾

۳۔ دعا میں تضرع، نالہ اور زاری کا اسی لئے حکم ہے تاکہ انسان اپنی ضروریات اور اپنے اندر ہر قسم کی کمی کو محسوس کرے اور غرور، تکبر اور خودخواہی جو اس کے اندر موجود ہے اسے باہر نکال دے (جو خود کو بے نیاز اور طاقتور سمجھتا ہے وہ آہ و زاری نہیں کرتا)

۴۔ گریہ و زاری اس وقت موثر ہے جب خلوص قلب اور تہہ دل سے ہو ﴿تضرعا و خفية ﴾ حضرت زکریا علیہ السلام بھی اپنے رب کو مخفی انداز میں اور خلوص دل سے پکارا کرتے تھے جب کہ ارشاد الٰہی ہے " ﴿اذنادی الله نداء خفيا ﴾ "

۵۔ عبادت اور دعا و نیائش میں بلند آواز ریاکاری اور دکھاوے کا موجب بن سکتی ہے ﴿خفية ﴾

۶۔ پورے وجود کے ساتھ خدا کی عبادت کرو اور اس سے دعا مانگو، تمہاری زبان تمہارے وجود کی نمائندہ ہونی چاہئے۔ ﴿لضرعا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "دعا میں ہاتھوں کو بلند کرنا ہی گڑگڑانا اور تضرع و زاری کرنا ہے" حضرت پیغمبر اکرم بھی ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت سلمان فارسی روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا:

"خداوند عالم کو ایسا ہاتھ خالی لوٹانے سے شرم آتی ہے جو دعا کے لئے اٹھایا جائے" (اس روایت کو تفسیر قرطبی اور سنن ترمذی نے بھی نقل کیا ہے)

۸۔ سرے سے دعا ہی نہ مانگی جائے، اگر مانگی جائے تو اس میں تضرع و زاری نہ ہو، یا ریاکارانہ انداز میں مانگی جائے یا مخفی طور پر نہ مانگی جائے بلکہ زور زور سے اور بلند آواز کے ساتھ مانگی جائے تو "تجاوز" کے زمرے میں آئے گی ﴿لا یحب المعتدین﴾

آیت ۵۶

﴿وَلَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَاوَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمْعًاط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴾ ﴿مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ۰

ترجمہ: زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ، اور خدا کو خوف اور امید کے ساتھ پکارو! یقیناً اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے نزدیک ہے۔

چند نکات

گزشتہ آیت میں بندے کا خدا سے تعلق بیان کیا گیا تھا اس آیت میں بندے کا بندوں کے ساتھ رابطہ کیا گیا ہے۔

اس میں اور اس سے پہلی آیت میں دو مرتبہ "ادعوا" کا حکم ہے۔ اور ان دونوں فرمانوں کے درمیان "﴿لاتفسدو فی الارض﴾ "کا حکم ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زبان کے ساتھ مانگی جانے والی دعا کے ساتھ ساتھ اجتماعی طور پر اصلاح طلبی کی سعی پیہم کو بھی ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ زبان سے تو دعا مانگی جائے لیکن عمل سے فساد اور معاشرے کی تباہی کے سامان مہیا کئے جائیں۔

اس میں اور اس سے پہلی آیت میں دعا کے شرائط، آداب اور قبولیت کے اسباب کو بیان کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ دعا گڑگڑا کر اور تضرع و زاری کے ساتھ مانگی جائے ۲۔ ریاکاری سے ہٹ کر اور مخفی انداز میں دعا کی جائے ۳۔ امید اور خوف کے درمیان رہ کر دعا مانگی جائے ۴۔ حق کی حدود سے تجاوز کئے بغیر ہونی چاہیئے ۵۔ فساد اور تباہی کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہونا چاہیئے۔

پیام

۱۔ اصلاح شدہ اور صاف ستھرے معاشرے کو بھی خطرات لاحق ہوتے ہیں﴿بعد اصلاحها ﴾

۲۔ انقلابی مصلح دعا، عرفان اور مناجات سے بے نیاز نہیں ہوتے﴿وادعوه خوف و ... ﴾

۳۔ اگر دعا، خوف اور طمع حد اعتدال پر نہ ہوں تو فساد کی حد تک جا پہنچتے ہیں۔

۴۔ انسان کو ہر وقت خوف اور امید کی حالت میں رہنا چاہیئے، اسی اعتدال کو خداوند عالم نے "احسان" کا نام دیا ہے ﴿--- ﴾ ﴿قریب من المحسنین ﴾

۵۔ احسان، خداوند عالم کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے اور اس کے بغیر رحمت کا انتظار بے جا ہے﴿قریب من المحسنین ﴾

۶۔ حق کی جانب دست نیاز دراز کرنا اور فساد سے دور رہنا ہی "احسان" ہے﴿قریب من المحسنین ﴾

آیت ۵۷

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا م بَیْنَ یَدَ یْ رَحْمَتِه حَتّٰی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِه مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ .

ترجمہ: اور وہ وہی (خدا) ہے جو اپنی (باران) رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے، حتیٰ کہ جب ہوا سنگین (اور پانی سے بھرے) بادلوں کو اٹھا کر روانہ ہوتی ہے تو ہم اسے بے جان سرزمین کی طرف روانہ کرتے ہیں پس اس ذریعے سے ہم بارش نازل کرتے ہیں، پس اس کی وجہ سے ہم ہر قسم کے میوے (زمین سے) اگاتے اور باہر نکالتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو زمین سے نکالیں گے تاکہ تم (زمین کے بے جان اور افسردہ ہونے کے بعد اس کی زندگی کو ملاحظہ کرکے) نصیحت حاصل کرو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ

گزشتہ آیات میں خدا شناسی یا معرفت الٰہی کا ذکر تھا اوریہاں ہر معاد کا تذکرہ ہے۔ اور مبداء و معاد دونوں میں فطری مسائل اور نظام تخلیق کائنات سے استدلال کیا گیا ہے۔

پیام

۱۔ طبعی اور فطری قوانین اپنی تمام پیچیدگی اور نظم و انتظام کے باوجود پروردگار عالم کے ارادہ و اختیار کے ماتحت ہیں لہذا کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان کو مبرا ہستی یا خالق کائنات سے غافل کر دے۔ ﴿هوالذی ﴾

(سائنسی او رمادی فارمولوں کے چکر میں پڑ کر مادیات کے سمندر میں غرق نہ ہو جانا ہوا کی حرکت اور اس کی ہدایت، بارش کا برسنا اور نباتات کا اگنا سب خداوند عالم کی تدبیر کے تابع ہیں ﴿هوالذی ﴾

۲۔ معاد (قیامت کے منکرین کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے صرف وہ "استبعاد" (بعید سمجھنے) سے کام لیتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ قیامت کے دن منتشر اجزاء اورپراگندہ ذرات کو یکجا کرنا بعید ہے۔ حالانکہ اس کائنات میں اس کے نمونے موجود ہیں۔ سیب، ناشپاتی اور انار کے ذرات جو کہ اس زمین میں منتشر اور اجزا جو کہ پراگندہ ہیں انہیں جمع کر کے سیب، ناشپاتی اورانار کی صورت میں پیدا کرنے والی ذات مردوں کے ذرات اور اجزا کو جمع کرنے پر قادر ہے۔ اوریہی بات اس استبعاد کے دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ ﴿كذالک مخرج الموتيٍ ﴾

۳۔ موت، عدم (نیستی) نہیں بلکہ حالت کی تبدیلی کا نام ہے جبکہ مردہ زمین، معدوم چیز کا نام نہیں ہے۔

آیت ۵۸

﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يُخْرِجُ نَبَاتُه بِاِذْنِ رَبِّه وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ط كَذٰلِک نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ﴾ ﴿لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴾.

ترجمہ: پاکیزہ (اور آمادہ) سرزمین کی نباتات اپنے پروردگار کے حکم سے (مفید اور بابرکت) باہر نکلتی ہے۔ لیکن جو زمین خبیث (شورہ زار اور معیوب) ہوتی ہے وہ تھوڑی سی بے فائدہ چیز کے علاوہ اور کچھ باہر نہیں نکالتی۔ اس طرح ہم اپنی آیات کو شکرگزار لوگوں کے لئے الٹ پھیر کر بیان کرتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ

قرآنی آیات باران رحمت کی مانند ہیں اگر آمادہ دلوں پرپڑھی جائیں تو معرفت، عشق ایمان اور سعی مسلسل میں اضافہ ہوتا ہے، جبکہ نا اہل افراد کے لئے ہٹ دھرمی اور ضد کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہیں ہوتا۔ ارشادپروردگار ہے: "

﴿وننزل من القرآن ماهوشفاء و رحمة للموٴمنين ولا يزيد الظالمين الاخسارا ﴾ "(بنی اسرائیل/۸۲)

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ زار خس

پیام

۱۔ خاندانی، شرافت، وراثت اور شخصیت کے عوامل میں سے ایک ہے۔﴿البلد الطيب ﴾

۲۔ صرف نزول رحمت ہی کافی نہیں، مکان و محل کی قابلیت اور فراخیت کے علاوہ اذن الٰہی بھی ضروری ہے ﴿باذن ربه ﴾

۳۔ اگرچہ نظام فطرت اپنے خاص قوانین کی بنیادوں پر استوار ہے لیکن سب کچھ پروردگار عالم کی زیرنگرانی اور اس کے ارادہ و اختیار کے تحت چل رہا ہے ﴿باذن ربه ﴾

۴۔ اگرچہ قرآن مجید تمام لوگوں کے لئے ہدایت اور بیان ہے لیکن اس سے صرف متقین اور شاکرین ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں ﴿لقوم يشكرون ﴾۳۲

آیت ۵۹، ۶۰

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًااِلَى قَوْمِه فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُو ا اللهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُه ط اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۰ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ ۔

ترجمہ: بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا، تو اس نے کہا: اے میری قوم! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ یقین جانو کہ میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

اس کی قوم کے سرداروں نے کہا: اس میں شک نہیں کہ ہم تجھے واضح اور آشکارا گمراہی میں دیکھ رہے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات "بلا خبیث" (جو گزشتہ آیت میں بیان ہوا ہے) کا نمونہ حضرت نوح کی قوم تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں جس قدر بھی تبلیغ کی انہوں نے اس سے کوئی اثر نہ لیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی داستان سورت احقاف، سورہ صافات، اسراً (بنی اسرائیل) احزاب، مومنون او رقمر میں مذکور ہے۔

"خوف" میں مثبت پہلو پایا جاتا ہے جبکہ "جبن" (بزدلی) منفی بھی ہے اور ناپسند میں بھی ﴿اخاف علیکم ﴾

پیام

۱۔ توحید اور خداپرستی کی دعوت تمام انبیا کی دعوت و تبلیغ کا سرنامہ ہے اور تمام ادویات کے مشترکات میں شامل ہے ﴿اعبدواللہ ﴾

۲۔ انبیاء، عالم انسانیت کے حقیقی اور دلسوز وست میں ﴿یا قوم، اخاف علیکم ﴾

(البتہ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت عالمی تھی۔ کیونکہ ان کی قوم اس دور کے تمام لوگ تھے۔ او رحضرت نوح نے اپنی بددعا میں روئے زمین کے تمام کفار کو شامل کیا تھا اور وہ غرق ہو گئے تھے۔ انہوں نے بددعا کی کہ " ﴿رب لاتعزی علی الارض من الکافرین دیارا ﴾ " (نواح/۸)

۳۔ انبیاء کے مخالف ہمیشہ بڑے لوگ، اشرافیہ، سردار، ثروتمند اور مالدار لوگ ہی ہوا کرتے تھے کہ جن کی دولت کی "چمک" لوگوں کی آنکھوں کو "پُر" کردیتی تھی۔ ﴿اعلأ من قومہ ﴾

۴۔ اگرچہ ایمان نہ لانا بری بات ہے لیکن اس سے بڑھ کر برائی یہ ہے کہ انبیاء کو (نعوذ باللہ) گمراہ سمجھا جائے۔ جب فطرت مسخ ہو جاتی ہے تو حقیقی راہنماؤں کو بھی گمراہ سمجھا جانے لگتا ہے آج بیسویں صدی میں بھی دنیا کے الحاد کو روشن فکر اور انبیاء اور مبلغین دین کو رجعت پسند، وقیانوسی اور سادہ لوح سمجھتے ہیں۔

۵۔ جو نظام توحید کے اجرا اور نظام شرک کی بیخ کنی کا داعی ہوتا ہے اسے ہر قسم کی تہمت، توہین، استہزاء اور مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ﴿لنراک فی ضلٰل مبین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۱۔۶۲

﴿قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٠ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ ﴾ ٠

ترجمہ: (حضرت نوح نے کہا! اے میری قوم! مجھ میں کسی قسم کا انحراف اور گمراہی نہیں ہے، بلکہ میں عالمین کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

میں اپنے پروردگار کے پیغامات تم تک پہنچاتا ہوں، تمہارا خیر خواہ ہوں اور خدا کی طرف وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

ایک نکتہ

"نصح" کا معنی ہے خالص اور کسی قسم کی ملاوٹ کے بغیر ہونا۔ اسی لئے خالص شہد و "ناصح العسل" کہتے ہیں۔

پیام

۱۔ تمام کائنات کا صرف اور صرف ایک ہی رب ہے جو سب کا پروردگار ہے، لہٰذا ہر ایک چیز کے لئے علیحدہ علیحدہ رب نہ بناؤ۔ ﴿رب العالمين ﴾

۲۔ جاہلوں کی توہین و استہزاء کے مقابل میں صبر سے کام لو۔ ﴿يس بى ضلالة ﴾

۳۔ سب سے پہلا اولوالعزم نبی، بدترین باتوں کے جواب میں نرم ترین روش اختیار کرتا ہے۔ اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیئے۔

۴۔ مبلغ کو ایک تو خیر خواہ اور دلسوز ہونا چاہیئے اور اس کے ساتھ ہی کافی حدتک عوام سے بہرہ ور بھی ہونا چاہیئے۔ ﴿الضح – اعلم ﴾

۵۔ انبیاء کرام، علم و معرفت کی ان حدود تک پہنچے ہوتے ہیں کہ جہاں پر عام انسان کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ ﴿لاتعلمون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۳

﴿اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآئَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَ لِتَتَّقُوْ ا وَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: کیا تم نے اس بات پر تعجب کیا ہے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم میں سے ایک شخص کے پاس نصیحت آ چکی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو اور ہو سکتا ہے کہ تم پر رحم کیا جائے۔

پیام

۱۔ وحی کا اصل مقصد انسان کی تربیت ہے۔ ﴿ربکم﴾

۲۔ "حجاب معاصرت" (کسی کا ہم عصر ہونا اس کی) برحق اور منطقی باتوں کی قبولیت سے مانع ہوتا ہے۔ حضرت نوح کی قوم بھی کہتی تھی کہ "وہ کیونکر نبی ہوئے اور ان پر کسی لئے وحی نازل ہوئی ہے جبکہ ہم اس چیز سے محروم ہیں؟ وہ وحی کی باتوں کو سمجھیں اور ہم کیوں محروم رہیں؟ آخر کس لئے نوح جیسے غریب آدمی پر وحی نازل ہو اور فلاں امیر کبیر اور سرمایہ دار پر نازل نہ ہو؟" ﴿اوعجبتم ﴾

۳۔ بعثت اور نبوت کا فلسفہ، لوگوں کو خبردار کرنا، توجہ دلانا، گناہوں سے بچانا، تقویٰ کا درس دینا اور خداوند عالم کے لطف و کرم کو حاصل کرنا ہے ﴿لینذر کم، تتقوا، ترحمون ﴾

۴۔ تقویٰ، رحمت خداوندی کے نزول کا موجب ہوتا ہے ﴿لتتقوا، لعلکم ترحمون ﴾

آیت ۶۴

﴿فَکَذَّبُوْہُ فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہ فِی الْفُلْکِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْ ا بِاٰیٰتِنَا ط اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: پس انہوں نے (اس بے جا تعجب کی وجہ سے) نوح کو جھٹلایا، تو ہم نے اسے اور جو کشتی میں اس کے ہمراہ تھے نجات بخشی اور جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی انہیں غرق کردیا کیونکہ وہ (دل کے) اندھے لوگ تھے۔

ایک نکتہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"عمین" جمع ہے "عمی (بروزن دلو) کی۔ اور عمی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی چشم بصیرت یا باطنی دید ختم ہو چکی ہو، جبکہ "اعمٰی" اس شخص کو کہتے ہیں کہ جسکے باطن کی آنکھیں بھی جواب دے چکی ہوں۔ (تفسیر نمونہ، المیزان قدر کے فرق کے ساتھ)

پیام

۱۔ ایمان، نجات کا سبب اور تکذیب موجب ہلاکت ہے۔ ﴿انجینا – اغرقنا﴾

۲۔ دل کا اندھاپن، انبیاء کی دعوت کی تکذیب کا اصل عامل ہے ﴿عمین﴾

آیت ۶۵

﴿وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوااللّٰہَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُھط اَفَلَاتَتَّقُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، اس نے (ان سے) کہا، اے میری قوم! صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرو جس کے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔ کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟

چند نکات

یہ اس سورت کی دوسری داستان ہے۔ جبکہ حضرت ہود کی داستان کی تفصیل سورہ شعرأ اور سورہ ہود میں بیان ہوئی ہے۔

قوم عاد، یمن کی سرزمین اور حجاز کے جنوبی علاقہ "احقاف" میں رہتی تھی۔ جسمانی لحاظ سے ہٹے کٹے لوگوں کی قوم تھی۔ افزائش حیوانات اور کاشتکاری کے لحاظ سے بھی مالدار قوم تھی۔ لیکن اخلاقی جرائم اور بت پرستی کی مصیبت میں گرفتار تھی، حضرت ہود علیہ السلام کا اس قوم سے رشتہ تھا۔ آپ اسے ڈرانے کے لئے مبعوث بہ نبوت ہوئے۔ اور نوح علیہ السلام کی طرح سب سے پہلے انہیں توحید کی دعوت دی۔

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ تمام انبیاء کی دعوت کا سرنامہ "توحید" ہے ﴿اعبدواللہ ﴾

۲۔ انبیاء علیہم اسلام عوامی اور عوام کے بہت بڑے ہمدرد، خیر خواہ اور دلسوز افراد تھے ﴿اخاھم ﴾

۳۔ مبلغین کو چاہیئے کہ وہ عوام الناس کے ساتھ بھائیوں کے جیسا سلوک کریں اور ان کے ساتھ محبت کا اظہار کریں ﴿اخاھم ﴾

۴۔ اگر گزشتہ کفار پر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب نازل ہوا ہے تو اس سے آئندہ اور آنے والی نسلوں کو دراصل عبرت حاصل کرنا چاہیئے اور دین کی تکذیب سے گرنا چاہیئے۔ ﴿افلاتتقون ﴾

آیت ۶۶، ۶۷

﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْ ا مِنْ قَوْمِه اِنَّا لَنَرٰکَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْكَذِبِيْنَ ۰ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: (ہود علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں) اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا، ہم تو تجھے یقینی طور پر بیوقوفی اور بے عقلی کی صورت میں دیکھ رہے ہیں اور اس میں تو شک ہی نہیں ہم تجھے جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں۔

(ہود علیہ السلام نے ان کی جسارت اور گستاخی کے جواب میں) کہا: اے میری قوم! میں بے وقوف نہیں ہوں بلکہ میں تو عالمین کے پروردگار کی طرف سے رسول بھیجا گیا) ہوں۔

ایک نکتہ

ہود کے مخالفین کی جسارت اور گستاخی، نوح علیہ السلام کے مخالفین کی گستاخی سے زیادہ تھی۔

حضرت نوح کے دشمن انہیں "فی ضلالت" گمراہ کیا کرتے تھے۔ جبکہ حضرت ہود علیہ السلام کے دشمن انہیں کم عقل اور جھوٹا کہتے تھے ﴿سفاھة، کاذبین ﴾

پیام

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ اللہ کے پیغمبروں کو بہت ہی سخت اور نہایت ہی واضح پروپیگنڈوں، مخالفتوں اور تہمتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ﴿سفاهة، كاذبين ﴾

۲۔ لوگوں کو راہ خدا میں تبلیغ و ارشاد کے سلسلہ میں کائنات کے شریف ترین اور عالم ترین لوگوں کو دنیا جہان کے پست ترین اور رذیل ترین لوگوں سے بدترین الفاظ سننے اور برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

۳۔ انبیاء کی فراخدلی، وسعت ظرفی اور اخلاقی بزرگواری کا کمال بھی دیکھئے کہ اس قدر گستاخانہ اور جسارت آمیز لہجے میں گفتگو سننے کے بعد بھی کہتے ہیں "اے میری قوم!" ﴿لقوم ﴾

۴۔ اپنی ذات پر لگنے والی تہمت کا ازالہ ضرور کریں، لیکن دوسروں کو متہم ہرگز نہ کریں۔ ﴿ليس بى سفاهة ﴾

۵۔ مبلغ کو اپنا مقصد کبھی پس پشت نہیں ڈالنا چاہیئے ﴿لكنى رسول ﴾

۶۔ جسے اپنے ہدف پر یقین ہوتا ہے اور خدائی پشت پناہی سے بھی بہرہ ور ہوتا ہے وہ صبر و سکون کے ساتھ گفتگو کرتا ہے ﴿ليس بى سفاهة ﴾

آیت ۶۸

﴿أُبَلِّغُكُمْ رِسلٰتِ رَبِّىْ وَاَ نا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴾ ۰

ترجمہ: میں تو اپنے پروردگار کے پیغامات تم تک پہنچاتا رہوں گا اور میں ہی تمہارا خیرخواہ امیں ہوں۔

پیام

۱۔ پیغمبروں کی باتیں خدائی رسالت و احکام ہوتی ہیں، اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتے۔ ﴿رسالات ربى ﴾

۲۔ مبلغین کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے ۱۔ عوام الناس کے ساتھ دلسوزی ۲۔ صداقت۔ ﴿ناصح امين ﴾

۳۔ جہاں ہر کسی کی اصلاح مقصود ہو تو وہاں پر اپنی تعریف کرنے میں جرم نہیں ﴿انا لكم ناصح امين ﴾۳۳

۴۔ اگر دلسوزی کے ساتھ دیانتداری نہ ہو تو وہ خطرناک ہو جاتی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایسی دلسوزی سے کسی کے حقوق پامال ہو جائیں یا قوانین الٰہیہ کی خلاف ورزی ہو جائے ﴿ناصح امين ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۹

﴿اَوَ اَعْجِبْتُمْ اَنْ جَآئَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٌ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ ط وَاذْکُرُوْا اِذْجَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْ م بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَ کُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً فَاذْکُرُوْ ا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: آیا تم نے اس بات سے تعجب کیا ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک شخص کے ذریعہ ہدایت پہنچی ہے؟ تاکہ وہ تمہٰں (گناہوں اور گمراہی کے انجام سے) ڈرائے۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمہیں قوم نوح کے بعد اس کا جانشین قرار دیا اور تمہاری خلقت میں اضافہ فرمایا۔ پس تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ فلاح پا جاوٴ۔

ایک نکتہ:

۱۔ قوم عاد کی جسمانی طاقت اس حدتک تھی کہ وہ خود کہا کرتے تھے: "من اشد منا فوۃ" ہم سے بڑھ کر اور کون طاقتور ہو سکتا ہے؟۔ اور اس حدتک تنومند تھے کہ جب ہلاک ہو کر زمین پر گرے تو معلوم ہوتا تھا کہ کھجور کے درخت کے تنے گرے پڑے ہیں: ﴿کا نھم اعجاز نخل خاویة ﴾ " (الحاقہ /۷)

پیام:

۱۔ آیا تم اس شخص کو تعجب کرتے ہو کہ جو خدا کا پیغمبر ہے امین بھی ہے، اس کا ماضی بھی تابناک ہے اور تم میں سے بھی ہے، لیکن اپنی بت پرستی سے تعجب نہیں کرتے ہو؟ ﴿اوعجتم ﴾

۲۔ جسمانی توانائی خدا کی ایسی نعمت ہے جسے صحیح راہ میں صرف کرنا دچاہیئے۔ ﴿زاد کم فی الخلق البطعة فاذ کروا ﴾۔

۳۔ خدا کی نعمتوں کی یاد آوری، کامیابی کی دلیل ہے۔ ﴿فاذ کروا- تفلحون ﴾ اس لئے نعمتوں کی یاد آوری سے حق و محبت پیدا ہوتی ہے، محبت کیس اتھ ساتھ اطاعت کا جذبہ پدیا ہوتا ہے اور اطاعت سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

آیت ۷۰

﴿قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَ حْدَه وَ نَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُاٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدِنَآاِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾ ۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: (قوم عاد کے افراد نے حضرت ہود سے) کیا: آیا تم ہمارے پاس آلتے آئے ہو کہ ہم خدائے یگانہ کی پرستش کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں؟ اگر تم سچوں میں سے ہو تو تم نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ لے آؤ!

پیام:

۱۔ منطق کی بجائے تعصب کا اظہار قابل مذمت ہے۔ اسی طرح جاہل کا کسی جاہل کی تقلید کرنا بھی!۔ ﴿یعبد آباؤنا﴾

۲۔ رسومات اور گزشتگان کی مقرر کی ہوئی سنتیں ہر جگہ پر قابل قدر نہیں ہوا کرتیں۔ ﴿یعبد آباؤ نا﴾

۳۔ تعصب اور اندھی تقلید، حقیقت کی معرفت کے مانع ہوتی ہے اور انسان کو عناد دشمنی کی طرف لے جاتا ہے۔ ﴿فائنبما تعدنا﴾

۴۔ بعض اوقات، عادت فطرت پر غالب آجاتی ہے جیسے گزشتہ لوگوں کی عادت حق طلبی کی فطرت پر غالب آگئی تھی۔

۵۔ انبیاء نے ناجائز رسومات اور بیہودہ سنتوں کی بیخ کنی کی ہے۔ ﴿نذرمان کان یعبد اباؤنا﴾

۶۔ انسان چاہے کل (ماضی) کا ہو یا آج (حال) کا اس پر دور میں حق کی منطق کا رستہ اختیار کرنے کی بجائے زور و جبر اور قدرت اور طاقت کی منطق کی بات کی ہے۔ اور انبیاء سے بھی یہی راستہ اختیار کرنے کی خواہش کی ہے۔ ﴿فاتنا بماتعدنا﴾

آیت ۷۱

﴿قَالَ قَدْ وَ قَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ط اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ﴾ ۰

ترجمہ: (ہود نے قوم عاد کی ضد کو دیکھ کر کہا: تمہارے پروردگار کی طرف سے پلیدی اور غلیظ و غضب او عر سزا تمہارے لئے حتمی ہو چکی ہے۔ آیا تم میرے ساتھ اپنے کاموں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو کہ جنہیں تم نے اور تمہارے آباؤ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اجداد نے موسوم کیا ہے؟ خدا نے تمہارے معبودوں کے بارے میں کوئی دلیل و برہان نازل نہیں کی ہے۔ پس تم (خدائی قہر کے) منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ اسی انتظار میں ہوں۔

پیام:

۱۔ ضد، ہٹ دھرمی اور حق کے ساتھ آویزش کا نتیجہ خدا کی منزل ننگ و عار اور ہلاکت و تباہی ہوتا ہے۔ ﴿قدروقع علیکم ﴾

۲۔ پتھر اور لکڑی کو "خدا" کا نام دینے سے خدا نہیں بن جاتے۔ ہمارے دور میں بھی بڑے بڑے بھاری بھر کم الفاظ کے بے مقصد نام ایک وبائی سورت اختیار کر چکے ہیں ﴿اسماء سمیتموھا ﴾

۳۔ مشرکین کے معبود بے مسمیٰ نام ہیں کہ جن کی نہ تو کوئی حقیقت ہے او عر نہ ہی جواز، نہ ہی خدا نے اس بارے کوئی حکم صادر فرمایا ہے۔ ﴿اسماء----- مانزل اللہ بھما من سلطٰن ﴾

۴۔ بت پرستوں سے بھی دلیل طلب کیا کرو۔ وہ جو یہ کہتے ہیں کہ "بت، خدا کے تقرب کا ذریعہ سب "ان سے پوچھو کہ ' آیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے کہ خدا نے اپنے قرب کے لئے بتوں کی پرستش کو وسیلہ قرار دیا ہے؟" ﴿مانزل اللہ بھما من سلطان ﴾

۵۔ انبیاء کو اپنے ہدگ اور کامیابی پر پورا پورا یقین ہوتا ہے اور دشمنوں کی شکست پر مکمل اطمینان۔ ﴿انتظر وا انی معکم من المتنظرین ﴾

آیت ۷۲

﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَه بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَاكَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴾ ۰

ترجمہ:

پس ہم نے ہود اور ان کے (عملی او عر فکری) ساتھیوں کو اپنے لطف و کرم سے نجات دی۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور جو لوگ بے ایمان تھے ہم نے ان کی بیخ کنی کر ڈالی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

"دابر" کا معنی ہے کسی چیز کا آخر یا پچھلا حصہ یا اختتام۔ اور "قاطع دابر" کا معنی ہے کسی چیز کی بیخ کنی کر اور آخری شخص کو ہلاک کر ڈالا۔

قوم عاد کی ہلاکت ایسے ہوائی طوفان سے ہوائی جو بانجھ، شور شرابے سے بھرپور، سرد اور زہریلا تھا۔ اور مسلسل آٹھ دن تک ان پر مسلط رہا۔ جیسا کہ سورہ "الحاقہ" میں ہے کہ: "جریح موصوعاتیۃً اور مفسرین نے "ایح صرصر" کی تین خصوصیات بیان کی ہیں اس حال پر دی ہوتی ہے۔ ۲۔ شور ہوتا ہے اور ۳۔ زہر ہوتی ہے اور زہریلے سرد اور گونجتے طوفان نے ان کا ایک قلع قمع کیا کہ وہ سارے کے سارے درخت فرما کے منہ کی مانند زمین پر مرے ہوئے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے: فتری القوم فیھا صرعیٰ کا نھم اعجاز نخل خاویۃ"

پیام:

۱۔ تاریخ سے عبرت حاصل کرو ﴿قطعنا دارالذین کو بھرا ﴾

۲۔ رحمت خداوندی انبیاء کے ماننے والوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ ﴿انجنیاہ– برحمۃ منا ﴾

آیت ۷۳

﴿وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُو اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُھٗط قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْ ھَا تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ وَ لَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴾ ۰

ترجمہ: اور قوم ثمود کی طرف اس کے بھائی صالح کو (ہم نے بھیجا اور اس نے بھی نو اور ہود کی مانند لوگوں کو توحید کی دعوت دی اور) اس نے کہا: اے میری قوم (صرف ایک) خدا کی عبادت کرو کہ خبر کے بغیر کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس معجزہ اور واضح دلیل آچکی ہے۔ یہ خدا کی اونتنی سرزمین میں کھاتی (پیتی) رہے۔ اور اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچاؤ ورنہ تمہیں دردناک عذاب اپنی گرفت میں لے لے گا۔

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

قرآن مجید میں سات مرتبہ ناقہ ء صالح" اور چھبیس بار قوم ثمود" کا نام لیا گیا ہے۔ قوم ثمود کی داستان سورہ شعرأ، قمر، کسمس، اور ہود میں بیان ہوتی ہے۔ بقول صاحب۔ تفسیر "المیزان" یہ لوگ یمن میں رہتے تھے۔

بینہ اور معجزہ کا دوسرے خارق العادت انسان ی کاموں کے ساتھ چند چیزوں میں فرق ہوتا ہے،

الف: معجزہ کے لئے، مشق، کسی سے سیکھنے، حاصل کرنے اور ماضی کے ساتھ تعلق جیسی صورت نہیں ہوتی۔ جبکہ دوسرے کے خارق العادت انسانی کاموں کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ب: معجزے و معصوم اور باکردار افراد سے رونما ہوتا ہے جبکہ دوسرے کام نااہل افراد سے بھی صادر ہو سکتے ہیں۔

ج: معجزے کا مقصد لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی ہوتا ہے جبکہ دوسرے افراد کا ہدف خودنمائی شہرت، حصول زر اور کسی قسم کی دوسری سرگرمی ہوتا ہے۔

د: معجزے میں انبیاء کا کام چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے یعنی وہ ایسا دعویٰ کرتے ہیں جس کو دوسرے انجام نہیں دے سکتے۔ جبکہ نابغہ روزگار افراد، اختراع کنندگان اور ریافت کرنے والوں میں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔

پیام:

۱۔ انبیاء کا عوام کے ساتھ رابطہ بھائیوں جیسا ہوتا ہے۔ ﴿اخاھم﴾

۲۔ انبیاء عوام ہی کے درمیان میں سے ہوتے ہیں۔ ﴿یاقوم﴾

۳۔ توحیدپرستی، تمام انبیاء کی دعوت کا سرنامہ ہوتا ہے۔ ﴿اعبدواللہ﴾

۴۔ انبیاء کو خدائی معجزہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ﴿مالکم من الہ غیرہ﴾ تمام انبیاء کی دعوت تھی۔

۵۔ انبیاء کو خدائی معجزہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ﴿بنیة من ربکم﴾ البتہ بعض اوقات عوام کی درخواست کے مطابق بھی معجزات رونما ہوتے ہیں جیسے "شق القمر" اور "ناقہ صالح"۔

۶۔ مقدسات الٰہی کی توہین کی سزا۔ عذاب الٰہی ہے۔ ﴿لا تمسوھا لبو ٔ فیاخذکم﴾

۷۔ خداوند عالم کی خصوصی عنایت اور اس کا لطف و کرم جس چیز کے ساتھ بھی متعلق ہو جائے وہ چیز مقدس ہوجاتی ہو۔ ﴿ناقة اللہ﴾

۸۔ معجزہ ایسا ہونا چاہئے جو جسے پر سطح کے لوگ درک کر سکیں۔ (ناقہ۔ اور۔ اس کا پہاڑے باہر آنا)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹۔ معجزہ کی نوعیت بعض اوقات اس کا تقاضا کرنے والوں کی فکری حیثیت اور عوامی و معاشرتی نیز اقتصادی حالات کے پیش نظر بھی ہوتی ہے۔ (شاید اگر آج کے دور میں ایسی کنیت ہوتی تو وہ پہاڑے ہوائی جہاز کے باہر آنے کا تقاضا کرتے۔)

آیت ۷۴

﴿واذْكُرُوْٓا اِذْجَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ م بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَاتَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے عاد (کی ہلاکت) کے بعد تمہیں (ان کا) جانشین بنایا اور زمین میں تمہیں ٹھکانہ عطا کیا کہ جس کے نرم اور ہموار حصوں کے تم محلات تیار کر سکتے ہو اور پہاڑوں سے مکان تراش سکتے ہو۔ پس تم خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

ایک نکتہ:

" ﴿لاتعثوا ﴾ '' کے معنی ہیں "لاتفسدوا" (فساد نہ پھیلاؤ) اور "مفسدین" کا کلمہ یا تو تاکید کے لئے ہے یا پھر اس لئے کہ "فساد تمہارا شیوہ نہ بن جائے۔"

پیام:

۱۔ گزشتہ افراد کی تاریخ سے عبرت حاصل کرو۔ ﴿بعدعاد ﴾

۲۔ تمہیں ملنے والی ہر نعمت خدا کی طرف سے ہے۔ ﴿جعلکم ﴾

۳۔ ہر طبعی کیفیت سے بہرہ مند ہو سکتے ہو۔ ﴿سهدلها – الجبال ﴾

۴۔ مسکن اور مقام رہائش، خداوند عالم کی مخصوص نعمتوں میں سے ہے۔ ﴿قصور، هوت، الآء الله ﴾

۵۔ آسائش، مقام رہائش اور محلات اگر یاد خدا سے ہمت کر ہوں تو فساد کا سبب بن جاتے ہیں۔ ﴿قصوراً– هوتا– مفسدين ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ اگر نعمتوں کو خدا کی امانت سمجھو اور خود کو فانی، تو ہر قسم کے تجاوز اور فساد ہے، دوری اختیار کرو۔ ﴿واذکروا---ولاتعثبوا﴾

۷۔ اشرافیہ اور محل نشینان کے لئے یاد خداوندی کی زیادہ ضروررت ہے تکاہ فساد و تباہی کا شکار نہ ہو جائیں۔ ("قصر" کا کلمہ دو "واذکروا" کے درمیان واقع ہوا ہے)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۷۵۔۷۶

﴿قَالَ الْمَلَاُالَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِه لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًامُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّه ط قَالُوْٓااِنَّابِمَا اُرْسِلَ بِه مُؤْمِنُوْنَ ۰ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِه كٰفِرُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: حضرت صالح کی قوم کے متکبر سرداروں نے اس قوم کے مستصعف مومنین سے کہا: آیا تمہیں "سلام ہے کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجا گیا ہے؟ (مومنین نے ان کے شکوک و شبہات پیدا کرنے والے انداز گفتگو کے جواب میں) کہا: یقیناً ہم ان تمام چیزوں پر ایمان لا چکے ہیں جن کے ساتھ انہیں بھیجا گیا ہے۔ تو متکبرین نے کہا: ہم ان چیزوں کے کافر ہیں جن پر تم ایمان لا چکے ہو۔

پیام:

۱۔ اشرافیہ اور پوش علاقوں کے مکین انبیاء کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہوتے ہیں۔ ﴿الملا الذین استکبروا ﴾

۲۔ انبیاء کے بیشتر پیروکار مستضعفین ہی ہوا کرتے تھے۔ ﴿لمن آمن منهم ﴾

۳۔ انبیاء کی دعوت پر مستضعفین کے ایمان لانے کا عامل صرف مادی فقر نہیں ہوتا تھا کیونکہ بہت سے مستضعفین صاحب ایمان نہیں تھے۔ ﴿منهم ﴾

۴۔ رہبر کو کمزور کر دینا دشمن کے اصل ہداف میں شامل ہے۔ ﴿اتعلمون ان صالحامرسل ﴾

۵۔ دلوں میں شک و شبہ ایجاد کرنا ایمان کے کمزور آنے کا ایک شیوہ ہے۔ ﴿القلمون ﴾

۶۔ اگرچہ یہ ماحول اور معاشرے کا بھی اثر ہوتا ہے لیکن کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ (غریب مستضعفین نے مالدار اور تونگ متکبرین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا؛ "ہم صالح پر ایمان رکھتے ہیں۔)

۷۔ نہ تو فقری فاقہ اور استضعاف کی اہمیت ہے اور نہ ہی تونگری، قصر شکنی اور مالداری کی۔ اصل قدروقیمت منطبق، علم، ایمان، تقویٰ، ہجرت اور جہاد کو حاصل ہے۔ جیسا کہ گزشتہ آیت میں قصر سازی کو خدا کی نعمت میں شمار کیا گیا ہے بشرطیکہ موجب فساد نہ بنے اور اس جگہ پر متضعفین کے مومن گروہ کی ستائش کی گئی ہے نہ کہ سب کی۔ (امن منھم)

آیت ۷۷

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿فَعَقَرُالنَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْ يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ۰

ترجمہ: پس ان (متکبرین) نے ناقہ (صالح) کو پے کر کے قتل کر دیا اور اپنے پروردگار کے فرمان (عذاب) ہمارے لئے لے آؤ جس کا تم وعدہ کرتے ہو۔

دونکات:

"عُقر" کا معنی ہے "پے کرنا" یعنی ایسی مخصوص حکم و مضبوط رگ کو کاٹ دینا ہے جو اونٹ یا گھوڑے کے پاؤں کے پچھلے حصے میں ہوتی ہے اور ان کی حرکت کا اہم عامل ہوتی ہے۔ اگر اسے کاٹ دیا جائے تو جانور زمین پر گر پڑتا ہے اور چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہتا۔

سورہ قمر میں "عقر" مفرد کی صورت میں استعمال ہوا ہے کیونکہ قاتل ایک ہی شخص تھا۔ لیکن اس آیت میں سورہ والشمس میں "عقروا" جمع کی صورت میں آیا ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے پے کرنے کی نسبت ان سب لوگوں کو نگا طرف دی گئی ہے یہ اس لئے ہے کیونکہ ان کا اس تجاوز پر سکوت اور رضامندی انہیں امر کے جرم میں برابر کا شریک ٹھہرا رہی ہے۔

پیام:

۱۔ کسی گناہ پر خاموشی اختیار کر لینا اور اس پر راضی رہنا، خود گناہ میں شرکت حساب ہوتا ہے۔ (غور کیجئے کہ قاتل ناقہ ایک شخص تھا لیکن فعل میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔)

۲۔ اونٹ یا اونٹنی کا قتل کر دینا اتنا اہم نہیں جتنا فرمان حق سے سرپیچی اور نافرمان اہم ہے۔ ﴿عتوا عن امر ربھم﴾

۳۔ تکبر، جسارت اور گستاخی کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ ﴿امتنا بما تعدنا﴾

۴۔ جانور بذات خود مقدتر نہیں ہوتا اس کا تقدیر اس کی نسبت کی وجہ سے اور نمونہ ہونے کی بنا پر ہوتا ہے۔ ﴿فعقرواالناقة و عتوا﴾

آیت ۷۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴾ ٠

ترجمہ: پس زلزلے نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا، انہیں نے صبح کی تو ان کی کیفیت یہ تھی کہ اپنے گھروں میں منہ کے بل گرے مرے پڑے تھے۔

دونکات:

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ قوم ثمود کی ہلاکت زلزلے کی وجہ سے ہوئی۔ جبکہ سورہ فصلت ۱۴ء اور سورہ زاریات ۴۴ میں ان کی ہلاکت کا موجب بجلی کو بتایا گیا ہے جب کہ ارشاد رب العزت ہے کہ "فاخذ تھم الصاعقۃ وھم ینظرون" یعنی گرنے والی بجلی نے انہیں اس وقت تباہ کر دیا جب وہ دیکھ رہے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم بیک وقت دو قسم کے عذابوں میں گرفتار ہوئی اوپر سے گرنے ولای بجلی اور نیچے سے زلزلہ۔

"جاثم" اس کو کہتے ہیں جو زانو میں سر ڈالے ہوئے ہو اور اٹھنے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔

پیام:

۱۔ خبردار! خدائی عذاب ناگہانی آتا ہے۔ ﴿فاخذھم - فاصبحوا- ﴾

۲۔ انبیاء کا وعدہ پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے لہذا ان کی تنبیہات کو مذاق نہ سمجھو۔ (گذشتہ آیات میں تنبیہ کی گئی تھی۔ "لاتمبوھابسوء فیا خذکم عذاب الیم" اس ناقہ کو کوئی تکلیف نہ دو ورنہ تمہیں عذاب الیم اپنی گرفت میں لے لے گا۔ چنانچہ اسی زلزلہ میں "عذاب الیم" ہے۔

۳۔ بعض اوقات قدرتی آفات اور زلزلے عذاب الٰہی بن کر آتے ہیں۔ ﴿فاخذتھم الرجفۃ ﴾

آیت ۷۹

﴿فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴾ ٠

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: پس (اللہ کے) اس (پیغمبر صالح) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا اے میری قوم! یقینا میں نے قوم ثم تک اپنے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور تمہارے لئے خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو دوست نہیں رکھتے۔

ایک نکتہ:

حضرت صالح کی اس گفتگو کے بارے میں دو احتمال میں ایک تو یہ کہ ممکن ہے عذاب سے پہلے انہوں نے اپنی قوم کے ساتھ یہ باتیں کی ہوں۔ جبکہ یہ احتمال بھی ہے کہ ہو سکتا ہے ان کی ہلاکت کے بعد اس نے ایسا کہا ہو! جیسا کہ حضرت رسول خدا نے چاہ بدر کے کنارے پر کھڑے ہو کر مردہ کفار کے ساتھ باتیں کی تھیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ: "آیا لوگ سن رہے ہیں؟" فرمایا: 'ہاں سن رہے ہیں۔

پیام:

۱۔ انبیاء کا تبلیغی پروگرام دل سوزی اور خیر خواہی پر مبنی ہوتا ہے تاکہ صرف خشک اور سرکاری دفتری حکم نامہ جاری کرنے کے انداز میں۔ ﴿لصحت لكم﴾

۲۔ خدائی سزائیں اتمام حجت کے بعد ہی ملتی ہیں۔ ﴿لقد ابلغتكم﴾

۳۔ جو لوگ ہمارے ساتھ دل سوزی اور خیر خواہی کا اظہار کرتے ہیں ہمیں ان کے ساتھ محبت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص ایسے لوگوں کو دوست نہیں رکھتا وہ قہر خداوندی کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ ﴿فاخذتهم الرجفة﴾۔

۴۔ کسی کو دولت رکھنا، اس کی اتباع کرنے کی کنجی ہوتا ہے۔

آیت ۸۰۔ ۸۱

﴿وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴾ ۔

ترجمہ: اور (ہم نے) لوط کو (لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا: آیا تم ایسا برا کام کرتے ہو کہ اس سے پہلے اس جیسا دوسرا کام عالمین میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا؟

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تم شہوت کے لئے عورتوں کے بجائے مردوں کے پاس جاتے ہو! بلکہ تم تو اسراف کرنے والے لوگ ہو۔

چند نکات:

حضرت لوط جناب ابراہیم کے رشتہ دار تھے اور وہ اکیلے شخص تھے جو اُن پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ ہجرت کی "فآمن لہ لوط" (عنکبوت/۲۲) اور حضرت ابراہیم نے انہں ایسے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا جہاں یہ برائی عام تھی۔

حدیثوں میں آیا ہے کہ: حضرت لوط کی قوم کے افراد مہمانوں کے ساتھ لوط جیسا قبیح فعل سرانجام دیتے تھے تاکہ لوگ ان کا مہمان بننے سے اجتناب کریں۔ قرآن کے بقول حضرت لوط نے انہیں لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنے کی بھی پیشکش کی لیکن انہوں نے اسے مسترد کردیا۔

ازدواج اور نکاح میں چند خوبیاں ہیں جو لواط میں نہیں ہیں۔

۱۔ انس و محبت اور پیار و رحمت

۲۔ افزائش نسل

۳۔ خانوادگی نظام کی تشکیل

۴۔ انسانی اور فطری طریقہ کار۔

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پورے معاشرے نے ہم جنس بازی کے آس قبیح فعل کو برائی میں شمار نہیں کیا بلکہ بعض ملکوں میں تو اس کو باقاعدہ قانونی شکل دے دی گئی۔

حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب کے بارے میں لفظ "اخاھم" استعمال ہوا ہے لیکن حضرت لوط کے بارے میں استعمال نہیں ہوا تو اس کی وجہ شاید یہی ہو سکتی ہے کہ حضرت لوط ایک اور علاقے سے ان لوگوں کی تبلیغ کے لئے ہجرت کر آئے تھے۔

پیام:

۱۔ حضرت لوط کی تبلیغ کا عمدہ پہلو فحاشی خصوصاً جنسی برائیوں کے خلاف جہاد تھا۔ کیونکہ ان کے معاشرے بہت بڑی مشکل یہی برائی تھی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ اگر بت پرستوں کے پاس یہ بہانہ تھا کہ ان کے اباؤ اجداد ایسا کام کرتے تھے تو فحاشی اور بدکاری پیروکاروں کے پاس یہ بہانہ بھی نہیں تھا۔ اس بدکاری اور گناہ کے موجد وہ خود آپ تھے۔ ﴿ماسبقکم بھا ﴾

۳۔ جو فطری راہوں کے استعمال کو چھوڑ کر دوسرے استعمال کرتا ہے سرف ہوتا ہے۔ ﴿مسرفون ﴾

آیت ۸۲

﴿وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: اور حضرت لوط کی قوم کا جواب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ انہیں اپنی آبادی سے نکال دو (کیونکہ) یہ ایسے لوگ ہیں جو (تمہارے اس کام سے بڑے) پاکباز بنتے ہیں۔

پیام:

۱۔ گناہگاروں کے ہر کوئی منطقی جواب نہیں ہوتا۔ ﴿ماکان جواب قومه ﴾

۲۔ جب کسی معاشرے میں بے حیائی عام ہو جاتی ہے تو اس میں نیک پاک لوگوں کو گوش گمنامی اختیار کر دینے پر مجبور کر دیا جاتا ہے اور پاکیزگی جرم سمجھی جاتی ہے۔ ﴿اخرجوھم ﴾

۳۔ نہی عن المفتکر کی راہ میں جلاوطنی اور مشکلات کے گھیراؤ کے لئے بھی تیار رہنا چاہئیت۔ ﴿اجرحوھم ﴾

۴۔ مجرمین، پاکدامن لوگوں کے لئے معاشرہ میں زندہ رہنے کے بھی روادار نہیں ہیں۔ (ق ﴿ریتکم ﴾

۵۔ یہ ٹھیک ہے کہ حضرت لوط کی قوم گناہ کی عادت کر چکی تھی لیکن وہ حضرت لوط اور ان کے ساتھیوں کو پاک افراد سمجھتے تھے۔ ﴿یطھرون ﴾

آیت ۸۳

﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: پس ہم نے لوط اور اس کے خاندان کو نجات دی سوائے اس کی بیوی کے کہ وہ (خاکستر عذاب میں) باقی رہنے والی تھی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ انسان کو آزادی حاصل ہے اور خاندانی ماحول انسانی ارادے کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتا (ہو سکتا ہے کہ ایک نبی کے گھر میں رہ کر اس کی بیوی جو وحی کے ماحول میں رہ رہی ہو کفر کا راستہ اختیار کرلے اور نبی کا اس پر بس نہ چل سکے)

۲۔ اسلام میں مذہبی اور دینی رابطوں کو اہمیت حاصل ہوتی ہے رشتہ داری کو نہیں۔ ﴿الاامرأته﴾

۳۔ مقدر اور نورانی چہرہ افراد کا حساب الگ ہوتا ہے اور ان سے وابستہ لوگوں کا حساب الگ ﴿الا امراته﴾

۴۔ ہر شخص اپنے اعمال کے گروی ہے۔ ایک نبی کی بیوی تباہ و برباد ہو سکتی ہے اور فرعون جیسے ظالم اور جابر شخص کی بیوی راہی خُلد برین ہوتی ہے۔ ﴿للاامراته﴾

آیت ۸۴

﴿وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ط فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ ۰

ترجمہ: اور ہم نے ان کے اوپر (عذاب کی) بااثر برسائی، پس دیکھو کہ گنہگار مجرموں کا انجام کیسا ہوتا ہے؟

چند نکات:

قوم لوط کی ہلاکت ان کے سروں آسمانی پتھروں کی بارش سے ہوئی ایسے پتھر جو ڈھیلوں کی مانند نشان لگائے ہوئے تھے۔ یا پھر پتھر کسی خاص فرد کی ہلاکت کے لئے مخصوص تھا۔ (لفظ "مسومة" سے استفادہ کرتے ہوئے جو سورہ ہود/ ۸۳ میں ہے "واصطرنا علیھا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عندربک" یعنی ہم نے اس بستی پر ڈھیلے نما پتھر تابڑ برسائے جن پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نشان بنائے ہوئے تھے۔

قوم لوط میں صرف لواط جیسے قبیح فعل کی برائی نہیں پائی جاتی تھی وہ گور جواری بھی تھے ہرزہ گوئی بھی ان کا شیوہ تھا۔ راہ چلتے لوگوں کی توہین کرتا اور ان کی طرف کنکریاں پھینکنا ان کا دلچسپ مشغلہ بھی تھا۔ اور پھر یہ کہ عام گزرگاہوں، پر ننگے ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ (از سفینۃ البحار جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۱۷)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت امام جعفر صادق لواط کی حرمت کے فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "لواط، زن و شوہر کے درمیان ازدواجی تعلقات پر اثر انداز ہوتا ہے، نسل انسانی کو منقطع کر دیتا ہے۔ طبعی طور پر جنسی آمیز شر کی لذت کو ضائع کر دیتا ہے، اس کے علاوہ بھی اس کے دوسرے بہت سارے نقصانات ہیں۔ (وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۲۵۴)

اسلام میں لواط کی سزا، موت ہے فاعل ہو یا مفعول دونوں کے لئے حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ 'لواطت کے موقعہ پر عرش الٰہی لہذا براندام ہو جاتا ہے۔ اس کا ارتکاب کرنے والا قیامت کے دن جنب محشور ہوگا۔ اس پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے (وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۲۴۹)

حضرت رسول فرماتے ہیں۔

"خدا لعنت کرے ایسے لوگوں پر جو خود کو عورتوں کی مانند بنا کر ہوس کے پجاریوں کے اختیار میں دے دیتے ہیں"

(وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۲۰۰)

یہ حصہ تفسیر نمونہ سے خلاصہ کیا گیا ہے۔

پیام:

۱۔ فطری راہوں کو تبدیل کرنا ،مردون کے ذریعہ جنسی خواہش کی تکمیل کرنا) خدا کے مقرر کردہ راستوں میں تبدیلی کرنے کے مترادف ہوتا ہے، اسی لئے اس کی سزا بھی بارش کے پانی کی بجائے پتھروں کی بارش ہوتی ہے۔

۲۔ خدا کا قہر و غضب کسی خاص گناہگار طبقے سے مخصوص نہیں ہے عذاب ہر گنہگار کے تعاقب میں ہے اس لئے سب کو مجرمین کو ہر ترین رہنا چاہئے۔ ﴿فانظر﴾

آیت ۸۵

﴿وَ اِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا ط قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوااللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ قَدۡ جَآءَ تۡکُمۡ بَیِّنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَوۡفُو الۡکَیۡلَ وَالۡمِیۡزَنَ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآئَھُمۡ وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِھَا ط ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ﴾

ترجمہ: اور مدین (کے لوگوں) کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) اس نے کہا: اے میری قوم (صرف) ایک خدا کی پرستش کرو جس کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود نہیں۔ یقینا تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

واضح دلیل اور روشن معجزہ آچکا ہے۔ پس تم (لین دین میں) پیمانہ اور ترازو کو پورا رکھو، اور لوگوں کی اشیاء کو کم نہ کرو اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ برپا کرو۔ تمہارے لئے یہ (راہنما اصول) بہتر ہیں اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

چند نکات:

اس سورت میں یہ انبیاء کی یہ پانچیوں داستان ہے۔ حضرت شعیب جناب موسیٰ کے خُسر تھے جو مدین کے لوگوں کے لئے مبعوث ہوئے۔ (مدین، شام کا ایک شہر تھا جس کے رہنے والے تجارت پیشہ، خوشحال، بت پرست اور کم فروش تھے۔) حضرت شعیب نے انہیں راہ الات کی ہدایت لیکن انہوں نے مند اور ہٹ دھرمی بے کام لیا جس کے نتیجے میں وہ ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد 'ایکہ" کے لوگوں کے لئے بھیجے گئے انہوں نے بھی آپ کی نافرمانی کی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ "کذب اصحاب الایکۃ المرسلین اذقال لھم شعیب۔'

احتمال یہی ہے کہ "مدین" آج کے جغرافیہ میں اردن کے نزدیک ایک جگہ ہے جسے آج کل "معان" کہتے ہیج۔ اور "ایکہ" وہی مدین ہی ہو۔ کیونکہ "ایکہ" امیر جگہ کو کہتے ہیں جہاں گھنے درخت ہوں، نیزار اور نخلستان ہوں۔ گویا حضرت شعیب کے شہر کے دو نام تھے، ایک "مدین" اور ایک "ایکہ"۔

پیام:

۱۔ کم فروشی، لین دین میں جعل سازی اور اقتصادیں خلل اندازی "فساد پھیلانے" کے مصداقوں میں شمال ہے۔ ﴿ولا تفسدوا﴾

۲۔ شرک اور عقیدے کے انحراف کے بعد قوم شعیب کا اقتصاد اور انحراف بہت ہی اہممسئلہ تھا۔ ﴿اعبدواللہ- اوفواالکیل﴾

۳۔ ایمان، عدالت اجتماعی کیا اجرا کا ضامن ہے ﴿ان کنتم موٴمنین﴾

۴۔ انبیاء کرام، معاشرے کے اقتصادی مسائل کے نگران ہیں۔

۵۔ ہر دور میں لوگوں کی روحانی امراض مختلف ہوا کرتی ہیں حضرت لوط کے دور میں بواطت اور اخلاقی بگاڑ عروج پر تھا جبکہ حضرت شعیب کے زمانے میں اقتصادی بیمار اور فساد زورون پر تھا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ کم کاری بھی کم فروشی کی طرح جرم ہے۔ اسی لئے "اموالھم" کی بجائے (اشیاء ھم) فرمایا ہے تاکہ ہر چیز کو شامل ہو اجائے۔

۷۔ ایمان کامل ہو اور اقتصاد متعادل ہو تو اس سے دینا اور دنیا کی سلامتی یقینی ہو جاتی ہے۔﴿ذلکم خیر ﴾

آیت ۸۶

﴿وَلَاتَقْعُدُ وْ ابِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَ انْظُرُوْ ا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ ٠

ترجمہ: اور ہر راہ پر ڈرانے کے لئے اور انہیں خدا کے راستے سے روکنے کے لئے مت بیٹھو اور (شکوک و شابہات پیدا کرکے) اس راہ کو ٹیڑھی صورت میں تلاشی نہ کرو۔ اور اس زمانے کو یاد کرو جیسا تم تعداد میں تھوڑے تھے پس خدا نے تمہیں زیادہ کر دیا، اور دیکھو کہ فساد برپا کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟

دونکات:

ہر راہ پر بیٹھنے سے مراد ممکن ہے کہ رستوں، لڑکوں اور گلی کوچوں میں فتنہ برپا کرنے کی غرض سے بیٹھنے سے روکا گیا ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے ہر راستہ اور ہر قسم کا طریقہ کار اختیار کرنا مراد ہو جیسا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ:

" ﴿لا قعدن لبھم صراط المستقیم ﴾ "میں ان کے لئے تیرے سیدھے رستے پر بیٹھ جاوئں گا۔ اس سے مراد انسان کو سیدھی راہ سے گمراہ کرنے کے لئے ہر وقت کمین میں لگا ہوا ہے، تاکہ ظاہراً کسی راستے پر بیٹھا ہوا ہے۔

یہ آیت بھی حضرت شعیب کے وعظ و نصیحت سے تعلق رکھتی ہے جو انہوں نے بدین والوں کو کہا تھا۔

پیام:

۱۔ حق کے دشمن، خدا کے راستے سے ہٹانے کے لئے ہر قسم کی راہوں اور ہر طرح کے طریقہ کار سے کام لیتے ہیں۔
﴿کل صراط ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ لوگوں کو وحشت زدہ کرنا، ان سے بھتہ وصول کرنا اور ان کے لئے کسی قسم کی پریشانی کے اسباب جیسا کرنا حرام ہے۔ ﴿توعدون ﴾

۳۔ اگر دشمنان دین، مومنین کو بے دین نہیں بنا سکتے تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ دین کو کج انداز میں پیش کریں۔ ﴿عوجاما ﴾

۴۔ آبادی کی کثرت بھی ایک اہمیت کی حامل ہے۔ ﴿فکثرکم ﴾

۵۔ تاریخ کا مطالعہ اور اس سے واس عبرت لینا، خدائی حکم ہے۔ ﴿وانظرواکیف ﴾ ۔۔)

۶۔ لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کرتے وقت ان کے انجام کو پیش نظر رکھا کرو کہاں ن کا اناجام کیا ہوا؟ یہ نہ دیکھو کہ اس نے وقتی طور پر کیا کارنامے سر انجام دیئے؟ ﴿عاقبة ﴾

آیت ۸۷

﴿وَ اِنۡ کَانَ طَآئِفَۃٌ مِّنۡکُمۡ اٰمَنُوۡا بِالَّذِیۡۤ اُرۡسِلۡتُ بِہٖ وَ طَآئِفَۃٌ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا فَاصۡبِرُوۡا حَتّٰی یَحۡکُمَ اللّٰہُ بَیۡنَنَا ۚ وَ ہُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴾ ۰

ترجمہ: اور اگر تم میں سے ایک گروہ اس چیز پر ایمان لے آیا ہے جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اور ایک گروہ ایمان نہیں لایا تھا۔ تو پھر بھی (جلدبازی سیکام نہ لو کہ خدا کا لطف و کرم یا اس کی وسزا و عذاب کا کیا بنا؟) صبر کرو تاکہ اللہ تاعلیٰ ہمارے درمیانفیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

ایک نکتہ:

حضرت شعیب کے مخالفین بڑی جسارت کے ساتھ کیا کرتے تھے، "اور کہاں ہے خدا کا قہر و غضب؟" جبکہ ان کے ماننے والے خدائی امداد کے منتظر تھے۔ اسی لئے آیت دونوں تمناؤں کا جواب دے نہیں ہے تاکہ نہ تو کفار مغرور ہو جائیں اور نہ ہی مومن مایوس ہوں۔

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ حق اور باطل کے طرفداروں انجام کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔﴿فاصبروا ﴾

۲۔ مکتب انبیاء یا دین الٰہی میں انبیاء کا ہدف اور مشن اہمہوتا ہے شخصیت نہیں۔ (ا ﴿رسلتبه ﴾ہے نہ یہ کہ مجھ پر بلکہ مجھ پر نازل کیا چیزوں پر ایمان لاؤ۔

۳۔ مومنین اور کفار کی بظاہر اورچند روزہ زندگی تمہارے پاؤں میں لغزگیرپیدا نہ کرے دے۔ پائیداری سے کام لو اپنے من پر ڈٹے رہو اس لئے آخری فیصلہ خدا ہی نے کرنا ہے۔

آیت ۸۸

﴿قَالَ الْمَلَاءُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُ وا مِنْ قَوْمِه لَنُخْرِجَنَّک يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْيَتِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴾ .

ترجمہ: شعیب کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا: اے شعیب! ہم تمہں اور تمہارے رب بھلائی کرم نے والوں کو انی آبادی سے حتماً باہرنکال دیں گے یا پھر تم ہماری ملت کی طرف واپس آجاؤ۔

(شعیب نے) فرمایا: خواہ ہم (تمہاری) اس (ملت) کو نہ بھی چاہیں؟۔

ایک نکتہ:

دیس نکالے اور جلا وطنی کی دھمکی پر نبی کو ملتی رہی۔ اور اس طرح کی دھمکیاں زور آور گھر دیا کرتے ہیں جنکے پاس کوئی منطقی دلیل نہیں ہوا رکتی۔ چنانچہ سورہ ابراہیم / ۱۴ میں ہم پڑھتے ہیں کہ: "قال الذین کفروا لر سلھما لتخزجنکم من ارضنا اولتعودن فی ملتنا" کفار اپنے انبیاء کو کہا کرتے تھے کہ یا تو ہماری ملت میں شامل ہو جکاؤ ورنہ ہم تمہیں باہر نکال دیں گے۔

پیام:

۱۔ متکبرین اور شرافیہ۔ انبیاء کے نمبر ایک دشمن ہیں۔﴿استکبروا ﴾

۲۔ انبیاء کا شیوہتو منطق اور استدلال تھا جاء تکم نبیه۔ اعراف / ۷۵) لیکن کفار کا کام زور آوری اور دھمکی ہوتا ہے۔ ﴿لنخرجنک ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ زبردستی ٹھولنے جانے والے دین و مذہب کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور عقائد کا مسلط کرنا کفار کا کام ہے۔ ﴿کارھین- لتعودن فی ملتنا ﴾

۴۔ مبلغین کو، دشمنوں کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے جلاوطنی کو دشمنان دین کا بہت بڑا حربہ ہوتا ہے۔ ﴿لنجرجنکّ ﴾

۵۔ کفار کے جاہلانہ سلوک کے مقابلے میں ادب، نرم گفتاری اور حکمت بھرے کلام سے استفادہ کرنا چاہئے ﴿اولوکناکار ھین ﴾

آیت ۸۹

﴿قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللهِ کَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُم بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللهُ مِنْهَا ط وَمَا یَکُوْنُ لَنَا اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ط وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ط عَلَی اللهِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: (حضرت شعیب نے مخالفین سے کہا): جب اللہ نے ہمیں تمہاری ملت سے نجات دی ہے ہم دوبارہ اس میں لوٹ جائیں تو یقینا ہم خدا پر جھوٹ باندھیں گے، یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تمہارے دین کی طرف پلٹ جائیں۔ مگر یہ کہ خدا چاہے تو ہمارا پروردگار ہے۔ (اور خدا بھی ہرگز نہیں چاہے گا۔ ہمارا پروردگار ہرچیز کا علمی احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم خدا پر توکل کر چکے ہیں۔ پروردگارا! تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان برحق فیصلہ کر اور راستہ کھول دے، کیونکہ تو بہترین، فیصلہ کرنے والا اور راستہ کھولنے والا ہے۔

چند نکات:

"ملت" کا منی "دین" آئین مذہب اور دھرم ہے۔

چونکہ حضرت شعیب کے پیروکار دلیل و برہان کی بنیاد پر دین کو قبول کر چکے تھے۔ (ہوس اور کسی نفسانی خواہش کی بنیاد پر نہیں) لہذا وہ اسے کسی صورت میں نہیں چھوڑیں گے۔ اور خداوند عالم بھی انہیں کسی صورت میں کفر و ترک کی طرف بازگشت کا حکم نہیں دے گا۔ اس لئے کہ اگر وہ ایسا حکم دیتا ہے تو پھر اپنے ہی بنائے ہوئے قانون سے پسپائی اختیار کرتا ہے، حد کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ اپنی کم علمی کی بناء پر اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور ایسا حکم دیا (نعوذباللہ) لہذا ماننا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پڑے گا کہ خداوند عالم کی ذات والا صفات اس قسم کے مواقع پر "درفتح" اور "فاتح" معنی بالترتیب فیصلہ اور حاکم کے ہیں۔ چونکہ آخری فیصلہ خدا ہی کا ہوتا ہے کہ خبر ہے لوگ بند گلی سے نکل کر کھلے راستے پر آجاتے ہیں۔

پیام:

۱۔ عقائد حقہ سے پلٹ کر عقائد باطلہ کو اپنانا، گویا خدا پر افتراپردازی اور اس کے ساتھ کئے ہوئے پیمان کو توڑنا ہوتا ہے۔﴿افترینا– مایکون لنا ان نعود ﴾

۲۔ دشمن کی ہر قسم کی ناپاک پیشکش کو قبول کرنے کے بجائے خدا پر توکل کر کے اسے پائے استحقار سے ٹھکرا دینا چاہیئے۔﴿مایکون لنا– توکلکنا ﴾

۳۔ مومن کسی بھی صورت میں عقائد کے بارے میں سودے بازی نہیں کرتا۔ راہ حق سے کبھی روگردان نہیں ہوتا اور اس کے نزدیک پچھلے پاؤں پلٹ جانا رجعت پسندی اور ناقابل قبول ہے۔﴿مایکون لنا ﴾ ---)

۴۔ خدا کے آگے میں سر تسلیم خم اور اس کے امر کی اطاعت کرنا چاہیئے۔ اگر وہ چاہے گا کہ تمہارے دین کی طرف لوٹ جائیں تو ایسا ہی کریں گے۔﴿الاان یشاء اللہ ﴾اور واضح سی بات ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہیں چاہے گا۔

۵۔ ہم خداوند عالم کے آگے کیوں سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں؟ اس لئے کہ اس کا علم بے پایاں ہے۔﴿الاان یشأ اللہ --- وسع -- علما ﴾

۶۔ گفتگو میں ادب کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ لعن و نفرین کی بجائے خدا سے عادلانہ فیصلے کی درخواست کی جا رہی ہے۔﴿ربنا افتح ﴾

۷۔ دعا میں اپنے مطالب اور اسمائے الٰہی کے درمیان تناسب کو ضرور پیش نظر رکھا جائے۔ چونکہ ایسے موقع پر "فتح" کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا خدا کو "خیر الفاتحین" کہہ کر پکارتے ہیں۔﴿افتح– خیر الفاتحین ﴾

آیت ۹۰۔۹۱

﴿وَ قَالَ الْمَلاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِه لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ. فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْ ا فِیْ دَارِهِمْ جٰاثِمِیْنَ ﴾ .

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: قوم شعیب کے کافر اشراف اور سرداروں نے کہا: اگر تم نے شعیب اور ان کے ارشادات کی پیروی کی تو یقینا تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔

پس انہیں (ان کو دشمنی کی سزا میں) زبردست زلزلے نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تو جب انہوں نے صبح کی تو اپنے گھروں میں خاک ہلاکت میں منہ کا بھل پڑے ہوئے تھے۔

دو نکات:

اس آیت میں "رجفہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جبکہ سورہ ہود/ ۹۴ میں "صیحہ" اور سورہ شعرا / ۸۹ میں "عذاب یوم الظلۃ" (ابرہلاکت بار کا سایہ) مذکورہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا زلزلہ تھا جس میں خطرناک آواز بھی تھی اور تباہ کن تاریک بادل بھی۔ (از تفسیر نمونہ)

"جاثم' کا لفظ "جثم" (بروزن خشم) سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں زانوں کے بل ایک جگہ جم کر بیٹھے رہنا۔ گویا عذاب رات کے وقت آیا جب وہ محو آرام تھے۔ اٹھے تو بھاگنے کی مہلت نہ مل سکی۔ اسی نیم خیز حالت میں تباہ و برباد ہو گئے۔ (از تفسیر نمونہ اسی سورت کی ۷۸ ویں آیت کے ذیل میں)۔

پیام:

۱۔ انبیاء کے اکثر مخالف۔ طبقہ اشرافیہ سے تھے۔ ﴿الملأ ﴾

۲۔ محاصرہ اقتصادی کی دھمکی دینا کفار کا قدیمی شیوہ چلا آرہا ہے۔ ﴿انکم اذاالخاسرون ﴾

(توضیح: جلاوطنی، اموال کی ضبطی، کہ فروشی کی آمدنی سے محرومی، کفار کے نکتۂ نظر سے خسارہ ہے)

۳۔ اکثر خدائی عذاب رات کو نازل ہوتے ہیں۔ ﴿فاصحوا ﴾۔ از تفسیر امیزان۔

آیت ۹۲

﴿اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ ۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا (وہ یوں ہلاک ہو گئے کہ) گویا ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ کیوں جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی وہی تو نقصان اور خسارہ والے تھے۔

دونکات:

"یغنو" کا لفظ "غنی" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے "مکان میں رہنا" اور "غنا" معنی "بے نیازی" کے بھی آیا ہے۔ یعنی جو شخص ایک پر آسائش اور مکمل طور پر آمادہ مکان میں رہتا ہے وہ بے نیاز ہے۔

بہت بڑا خسارہ مشرکین ہی کے لئے ہے جو خداوند وحدہ الاشریک پر ایمان کی بجائے شریک کا لاتکاب کرتے ہیں۔ اور معصوم رہبر کی اطاعت کی بجائے غیروں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں، مطمئن زندگی کی بجائے خانہ خراب ہو چکے ہوئے ہیں َبہشت کی بجائے جہنم جائیں گے اور رضولن کی بجائے ۔ غضب الٰہی کا شکار ہوں گے۔

پیام:

۱۔ باطل پرستوں کی تمام نیرنگیاں نقش برآب ہو جاتی ہیں۔ (کفار تو حضرت شعیب کو اپنی آبادی سے جلاوطن کرنے کے درپے تھے لیکن خود ہی اپنے گھروں میں ہلاک ہو گئے۔)

۲۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن پتوں پر تکیہ ہوتا ہے وہی ہوا دینے لگتے ہیں۔ اور کبھی تکیہ گاہ قتل گاہ بن جاتے ہیں۔ (قوم شعیب کی آبادی جو ان لوگوں کے لئے خوشگوار اور شعیب کو دھمکانے کا ذریعہ تھیں خود انہی لوگوں کے اوپر آگری اور ان کا قتل کا ذریعہ بن گئی)

۳۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہیئے۔ گزشتہ آیت میں بتایا گیا ہے کہ کفار، حضرت شعیب کی حمایت اور طرفداری کو خارت اور نقصان سمجھتے تھے۔ جبکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ تو خود ہی زیان کار ہیں۔ وہ نعرے لگاتے تھے، خدا نے عملی کر کے دکھا دیا ہے۔

۴۔ جب خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے تب پتہ چلتا ہے کہ خسارے میں کون رہا؟ ﴿هم الخاسرون ﴾

آیت ۹۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ فَكَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: پس (جب خدائی قہر نازل ہو گیا تو) شعیب نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اور کہا: اے میری قوم! میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم لوگوں تک پہنچا دیا تھا اور تمہارے لئے خیر خواہی بھی کی تھی تو پھر کیوں اور کس لئے کافر لوگوں (کی سرنوشت) پے افسوس کروں؟

پیام:

۱۔ لوگوں کی طرف توجہ کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ آخر ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ ان سے منہ پھیر لینا پڑ جاتا ہے۔ ﴿فتولی عنهم ﴾

۲۔ تبلیغ، مہربانی اور دل سوزی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ ﴿ابلغتکم - نصحت ﴾

۳۔ جب آپ نے اپنے فریضہ پر عمل کر لیا تو پھر اس بات سے نہیں گھبرانا چاہیے کہ انجام کیا ہو گا؟ ﴿کیف آسیٰ ﴾

۴۔ بے جا افسوس اور مہربانی، ممنوع ہے (فکیف آسیٰ) ایک اور مقام پر حضرت رسول خدا سے خطاب ہے " ﴿لاتحزن علیهم ﴾ " ان لوگوں کے لئے غم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ اگر ضد اور ہٹ دھرمی کو خیرباد نہیں کہیں گے انبیاء کی نصیحتیں بھی غیر موثر ثابت ہوں گی۔

آیت ۹۴

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّا اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: اور ہم نے کسی آبادی میں کوئی پیغمبر نہیں مگر وہاں کے لوگوں کو مصیبتوں اور بلاؤں میں گرفتار کیا تاکہ وہ تضرع اور زاری سے کام لیں۔

ایک نکتہ:

"باسأ" ایسے حواثات ہوتے ہیں جو جان پر وارد ہوتے ہیں جیسے موت اور بیماری وغیرہ اور "جزأ" ایسے مصائب ہوتے ہیں جو مال کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ (از تفسیر فرقان)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ مصائب اور تلخیاں اور ناخوشگواریاں تمام اقوام عالم کے لئے ازل سے چلی آرہی ہیں یہ ایک خدائی طریقہ کار ہے۔﴿ماارسلنا فی قریة من نبی الا ﴾ ----)

۲۔ سختیاں اور مشکلات، انسان کی تربیت ، غفلت دور کرنے اور اسے صحیح معنوں میں انسان بنانے کا موجب ہوتی ہیں۔

۳۔ ضروری نہیں ہے کہ مصائب و مشکلات ہمیشہ خدائی عذاب ہی ہوں بلکہ بعض اوقات بلا کی صورت میں خدا کا لطف و کرم بھی ہوتا ہے۔ (جیسے لوہے کو بھٹی میں گرم کر کے اسے نرم کیا جاتا ہے اور پھر اسے ہر شکل دینے کے لئے موڑا جاتا ہے، اسی طرح حوادثات بھی انسان کو نرم کردیتے ہیں۔) اور فکرائد اور پریشانیاں مشکلات اور مصائب انسان کو تفرع و زاری اور خدائے نیاز مندی کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔

آیت ۹۵

﴿ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآئَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَایَشْعُرُوْنَ ﴾

.

ترجمہ: پھر ہم نے بدی (سختی اور غم) کی بجائے نیکی کو مقرر کردیا، حتیٰ کہ ان کے مال و اولاد میں اضافہ ہو گیا اور کہنے لگے: ہمارے آباؤ اجداد کو تو (طبعی طور پر) رنج و غم اور خوشی نصیب ہوئی تھی (اور یہ تلخ و شیریں حوارث خدا کے غضب یا رحمت کے آئینہ دار نہیں تھے) تو ہم انہیں ناگہانی طور پر (اپنے قہر و غضب میں) گرفتار کر لیا اور انہیں اس بات کا شعور تک نہیں تھا۔

ایک نکتہ:

"عفوا" کا معنی ہے کامل اور اولاد کی کثرت ۔ اللہ کا فضل و کرم انہیں وافر مقدار میں ملا لیکن انہوں نے اس کا کوئی احساس نہ کیا اور قدر کی نگاہوں سے نہ دیکھا۔ اور نہ ہی اس سے عبرت حاصل کی۔ اس سے ملتی جلتی ایک آیت سورہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انعام میں ہے کہ "فلما نسوا ماذکروا بہ فتحنا علیھم ابورب کل شیءٍ حتی اذافرحوا بما اوتوا اخذنا ھم بغتۃ" یعنی چونکہ انہوں نے ہماری بار بار کی یاددہانیوں کو فراموش کردیا تو ہم نے ان کے لئے اپنی ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے اور کئی کامیابیوں کے بعد ہم نے انہیں ناگہانی طور پر اپنے قہر و غضب میں گرفتار کرلیا۔ (انعام ۴۵) ایسے بیمار کی مانند ڈاکٹر جس کی زندگی سے ناامید ہو کر کہتا ہے جو چاہتا ہے اسے کھانے پینے کو دو کیونکہ اب اس کا کام ختم ہے"

البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ آیت کا ایک اور معنی بھی سوجے مرحوم قمشری ترجمہ کی صورت میں بیان کیا اور وہ یہ کہ " مصیبتیں دور ہو جانے کے بعد آنے والی نسل کہنے لگی تلخ جوائیاں تو ہمارے آباؤاجداد کے ساتھ مخصوص تھے ہم تو بالکل امن میں ہی ہیں۔ لیک وہ اس بات سے غافل تھے کہ خدا کا ازل سے یہی طریقہ کارچلا آرہا ہے کہ وہ تمام نسلوں کو گرفتار کرنے پر قادر ہے اور اس قسم کی غفلت بھی قہر خداوندی کی علامت ہے"

پیام:

۱۔ تلخ اور شیریںِ حوادثات کے پاس سے گزرنا اور ان سے عبرت حاصل نہ کرنا بے شعوری کی علامت اور قہر خداوندی کے نزول کا سبب ہوتا ہے۔﴿لا یشعرون ﴾

۲۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر قسم کی آسائش اور خوشی خدا کے لطف و کرم کی علامت ہو۔ کبھی قہر خداوندی کا پیش خیمہ بھی ہو جاتی ہے۔ ﴿حتی عفوا ﴾

۳۔ بعض اوقات آسائش نسیان اور سرکشی کا موجب بھی بن جاتی ہے ﴿قدمس آیائنا الفرّء ﴾

۴۔ اللہ کی آزمائش میں ناکام ہونے ولاے افراد میں زیادہ تر مسرفہ حال لوگوں کی تعداد ہوتی ہے۔ محروم طبقہ کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔

۵۔ خدائی قہر کسی کو بتا کر نہیں آیا کرتا۔ اچانک سر پر آپہنچتا ہے۔ ﴿بغتۃ ﴾

آیت ۹۶

﴿وَلَوْا اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْ نَ ﴾ ۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: اگر آبادیوں اور قبروں میں رہنے والے لوگ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم بھی یقینا ان کے لئے آسمان اور زمین کی برکتوں (کے دروازوں) کو کھول دیتے لیکن انہوں نے (ایمان لانے کے بجائے) جھٹلایا (اور کفر اختیار کرنا) شروع کر دیا تو ہم نے بھی ان کی کرتوتوں کی وجہ سے انہیں (اپنے قہر و غضب میں) گرفتار کر لیا۔

چند نکات:

"برکات" جمع ہے "برکت" کی جس کے معنی میں اللہ تعالیٰ کی مستقل اور پائیدار نعمتیں جو کہ وقتی اور جلد ختم ہو جانے والی چیز کے مقابلے میں ہے۔ اسی برکت کے معنی میں کثرت خیز اور افزائش کا معنی پایا ہے۔ اور یہ مادی اور معنوی برکات کو شامل ہے، جیسے عمر، علم اور کتاب میں برکت وغیرہ۔

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ: اگر ایمان اور تقویٰ برکت کا سبب ہے تو پھر کافر ملکوں کی یہ ترقی یافتہ کیفیت اور اسلامی ملکوں کی یہ اسفبار نوعیت کیوں ہے؟

اس کے کئی جوابات ہو سکتے ہیں۔

۱۔ وہ ملک اگرچہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے اعتبار سے ترقی یافتہ ہیں لیکن بہت بڑی مشکلات سے دچار بھی ہیں۔

۲۔ بہت سے اسلامی ملکوں میں اسلام کا صرف نام ہے اسلام احکام اور قوانین حکمفرما نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں مادی آسائشیں ایک طرح کا خدائی قہر بھی ہیں جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے "فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیءٍ ﴿﴾" جب انہوں نے تمام یادداشتیں فراموش کر دیں۔ تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ (انعام / ۴۴) تاکہ وہ اپنی مستی میں مست رہیں۔ اگر فوب غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ 'متقی مومنین کے لئے برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور بدمست غافلوں کے واسطے نعمتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں برکتوں کے نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ رفاہ و آسائش کفار کے لئے غفلت اور بے پرواہی کا سبب بن جائے تاکہ برکت اور مستقبل کے لئے ذخیرے کا موجب۔

ان تمام باتوں سے قطع نظر یہ چیز بھی پیش نظر ہونی چاہئے کہ بسا اوقات نعمتیں مہلت اور آسائش کا موجب بھی بن جایا کرتی ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ ممکن ہے کہ انفرادی ایمان اور تقویٰ کا اثر کم ہو، اس لئے معاشرے کی اکثریت کو ایمان و تقویٰ کا حامل ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس طرح سے وہ خداوند عالم کے اسواف و برکات کے شامل حال ہو سکیں۔ (اھل القری) از تفسیر فرقان ۳۴

۲۔ معاشرے کی معنوی تعلیم و تربیت اور امر و ہدایت کے لئے سرمایہ کاری اقتصادی اور مادی منافع کا موجب بھی ہوتی ہے۔ ﴿اتقوا– برکت ﴾

۳۔ ایمان اور تقویٰ نزول برکات کا سبب ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر نعمت اور آسائش ایمان اور تقویٰ کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ﴿امنوا، واتقوا، برکات ﴾

۴۔ محرومیوں اور مشکالت کا عامل خود انسان ہی ہوتا ہے۔ ﴿یکسبون ﴾

آیت ۹۷ ۔ ۹۸

﴿اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَ هُمْ نَآئِمُوْنَ ۔ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۔ ﴾

ترجمہ: آیا آبادی کے رہنے والے اس بات سے مطمئن ہو چکے ہیں کہ ان کے پاس ہمارا عذاب اس وقت آجائے جب وہ سوئے ہوئے ہوں؟

آیا آبادی کے رہنے والے اس بات مطمئن ہو چکے ہیں کہ ان کے پاس ہمارا عذب بن کے وقت اس حالت میں پہنچے کہ وہ کھیل کود میں لگے ہوئے ہوں؟

پیام:

۱۔ یہ مت سمجھو کہ عذاب صرف گذشتہ اقوام کے ساتھ ہی مخصوص تھا۔ الٰہی قانون سب قوموں کے لئے یکساں ہے۔ ﴿افامن ﴾

۲۔ پورا عالم انسانیت اپنی تمام تدابیر، ایجادات، اختراعات، ترقی اور پیشرفت کے باوجود عذاب الٰہی سے آسودہ خاطر اور مطمئن نہیں ہو سکتا اور نہ ہی مطمئن اور آسودہ خاطر ہونا چاہیئے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ اگر خدا چاہے تو اپنا قہر و غضب اس وقت نال کر دے جبکہ کوئی راہ چارہ موجود نہ ہو اور راتوں رات سب کو ہلاک کر کے رکھ دے۔ ﴿بیاتاوھم نائمون ﴾

۴۔ غضب کے دور کرنے کے لئے ایک راہ یہ بھی ہے کہ انسان کو جھنجوڑا جائے اور احتمال خطرات سے متنبہ کیا جائے۔ ﴿اوامن ﴾

۵۔ خواب غضب اور بے جا سرگرمیاں خدائی قہر و غضب کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔ ﴿یلعبون ﴾

آیت ۹۹

﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَاللّٰهِ ج فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَاللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾ ٠

ترجمہ: تو کیا یہ لوگ خدا کے مکر (ناگہانی عذاب) سے مطمئن ہو چکے ہیں؟ پس خدا کے مکر (ناگہانی عذاب سے خسارہ اٹھانے والوں کے علاوہ کوئی اور مطمئن نہیں ہوتا۔

ایک نکتہ:

ٍ اگرچہ "مکر" کا لفظ اردو اور فارسی میں "نیرنگی" "مکاری" "عیاری" اور غلط قسم کے حیلے بہانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس کا حقیقی اور لغوری معنی "اصل مقصد سے لگانے کے لئے تدبیر اور چارہ سازی ہے خواہ وہ حق ہو یا باطل اور "مکر خدا" کا مطلب ہے "اس کی ایسی تدبیریں کہ جن سے کفار کے سارے منصوبے نقش برآب ثابت ہو جائیں۔

پیام:

۱۔ کسی بھی وقت خدائی عذاب سے مطمئن نہیں ہونا چاہئے بلکہ خوف اور امید کے درمیان درمیان زندگی گزارنی چاہئے۔

۲۔ بے خیال اور لاربانی قسم کے لوگ خسارے میں ہیں۔ ﴿لایامن – خاسرون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۰۰

﴿اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ م بَعْدِ اَهْلِهَا اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: آیا خدا وند عالم نے ان لوگوں کو اس ذریعہ سے ہدایت نہیں کی، جو زمین پر رہنے والوں کے ہلاک ہو جانے کے بعد اس کے وارث ہوئے ہیں۔ کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں بھی ان کے گناہوں کی بدولت ہلاک کرڈالیں اور ان کے دلوں پریوں مہر لگا دیں کہ حق کی آواز کو نہ سن سکیں۔ (اور منطق واستدلال کو قبول نہ کریں)

پیام:

۱۔ جو لوگ مسند اقتدار تک جا پہنچتے ہیں انہیں چاہیئے کہ سابقہ حکومتوں اور ان کے اقتدار کے حصول سے بھی آگاہی حاصل کریں اور ان کے تلخ و شرین تجربوں سے فائدہ اٹھائیں ﴿اولم یھد للذین یرثون ﴾ ۔۔۔)

۲۔ خدا کی طرف سے انسانوں کو ملنے والی سزائیں خود ان کے لئے گناہوں کی بدولت ہوتی ہیں۔ (ب ﴿ذنوبھم ﴾

۳۔ تاریخ پر حکم فرما الٰہی قوانین ثابت، مستقل اور پائیدار ہیں۔ اور اس کا تسلسل بحال ہے۔ (آیت کے لب و لہجہ کے پیش نظر)

۴۔ گناہ، دلوں پر مہر لگنے کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اور انسان سے توفیق کے سبب ہو جانے کا سبب بھی ﴿ذنوبھم – نطبع ﴾

آیت ۱۰۱

﴿تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآئِهَا وَلَقَدْ جَآئَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ط كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: یہ وہی بستیاں ہیں کہ ہم جن کی کچھ خبریں تمہیں بیان کرتے ہیں۔ اور لیکن وہ لوگ جس بات کی پہلے سے تکذیب کر چکے تھے اس پر ایمان لانے والے کہاں تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ کفار کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس آیت میں "قریٰ" سے مراد وہ بستیاں ہیں جن کے لوگوں کی ہدایت کے لئے حضرت صالح، شعیب، لوط اور ہود علیھم السلام مبعوث ہوئے تھے۔

پیام:

۔ تاریخ کا جو حصہ ہند و نصائح پر مشتمل ہے اسے بیان کرنا چاہئے۔﴿من انبائها ﴾

۔ مفید داستانیں، تعمیری اہمیت رکھتی ہیں۔﴿نقص ﴾

۔ تمام انبیاء معجزے کے حامل تھے۔﴿رسئلهم بالبينات ﴾

۔ ضد، ہٹ دھرمی، خودروبی، مناسب اور جائز نہیں ہے۔﴿فما كانوا يسومنوا ابماكذبوا ﴾

۔ لوگوں کے انکار کر دینے سے انبیاء کے ارادوں میں گزلزل پیدا نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ تاریخ میں یہ سلسلہ قدیم چلا آرہا ہے۔﴿وقد جاء تهم رسلهم ﴾ ۔۔۔)

۔ لوگوں کی طرف انطار، کفر، ضد، ہٹ دھرمی کا زوال بھی طرف سے ایسے دلوں پر مہر لگا دینے کا سبب بن جاتا ہے۔﴿يطبع الله على قلوب الكافرين ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۰۲

﴿وَمَا وَجَدْ نَا لِاَ كْثَرِهِمْ مِنْ عَهْدٍ ج وَ اِنْ وَّجَدْنَا اَكْثَرَ هُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴾

ترجمہ: اور ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں کے لئے وعدے کی پابندی نہیں دیکھی۔ اور ان میں سے بیشتر لوگوں کو ہم نے فاسق پایا۔

دو نکات:

اس آیت میں "عہد" سے مراد یا تو خدا اور لوگوں کی صحیح و سالم فطرت کے درمیان باہمی رابطہ ہے یا انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور قوانین ہیں اور یا پھر وہ مخصوص عہد و پیمان ہے جو کہ لوگ انبیاء کے ساتھ برقرار کیا کرتے تھے کہ اگر فلاں معجزہ دکھائیں گے تو یا فلاں مستقل حل کریں گے تو ایمان لے آئیں گے۔ جیسا کہ قرآن مجید کہتا ہے: "﴿لئن كشفت عناالرجز لنوٴمنن بک ولنرسلن معک بنی اسرائیل فلما کشفنا عنهم الرجزالی احل هم بالفوه اذاهم ینکثون ﴾ " (ان لوگوں نے حضرت موسیٰ سے کہا) اگر تو ہم سے اس بدبختی کو ہٹا دے اور عذاب کو برطرف کردے تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ روانہ کر دیں گے، لیکن جونہی ہم نے ان کی مشکل حل کر دی تو انہوں نے اپنا کہا ہوا وعدہ توڑ ڈالا۔ (اعراف/۳۵)

خداوند عالم نے فطرت اور انبیاء کے ذریعے تمام حقائق انسان کے لئے بیان فرما دیئے ہیں تاکہ وہ ان کے ساتھ عہد و پیمان برقرار کرکے انہیں تسلیم کر لیں، لیکن لوگوں نے فطرت اور انبیاء کی آواز کو بھلا کر حق کے مدار سے نکل جانے کا ارتکاب کی اور فاسق ہو گئے۔

پیام:

۱۔ گزشتہ اقوام کی ہلاکتوں کی وجہ ان کی عہد شکنی اور سرپیش اور ہٹ دھرمی تھی ﴿عهد، فاسقین ﴾

۲۔ فیصلہ کرتے وقت انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے ("اثر" کلا لفظ ہے "سب" کا نہیں)

۳۔ اللہ تعالیٰ نے وفاداری کی تعریف کی ہے اور بے وفاؤں اور عہد شکنوں کی مذمت، ۳۵

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۰۳

﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْم بَعْدِ هِمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَآئِه فَظَلَمُوْا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾

ترجمہ: پھر ہم نے ان سابق انبیاء کے بعد موسیٰ کو اپنی آیات اور معجزا سارے (بھیجا، پس انہوں نے ہماری آیت کے ساتھ ظلم کیا (اور کفر اختیار کیا) پس دیکھو کہ مفسدین کا کیا انجام ہوا ہے؟

چند نکات:

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ کا اسم گرامی بھی اکتیس مرتبہ سے زیادہ استعمال ہوا ہے، اور اتنی تعداد میں کوئی اور نام مذکور نہیں ہوا۔ اور بقول تفسیر المیزان: "قرآن مجید میں جتنے حضرت موسٰی کے معجزات بیان ہوتے ہیں اتنا کسی اور نبی کے نہیں۔"

قرآن مجید میں حضرت موسٰی کی بیان ہونے والی داستان پانچ مراحل میں تقسیم ہوتی ہے۔

۱۔ ولادت اور بچپن کا دورانیہ ۲۔ اپنے شہر کو خیرباد کہہ کر حضرت شعیب کے پاس مدین میں جا کر رہنے کا عرصہ ۳۔ بعثت اور فرعون کے ساتھ ہنجر آزمائی کا زمانہ۔ ۴۔ اپنی اور قوم کی فرعون سے نجات کے بعد سے فلسطین میں واپسی کا دورانیہ۔ ۵۔ بنی اسرائیل کے ساتھ نبرد آزمائی کا زمانہ۔

یہ وہ پہلی مکی سورت ہے جس میں حضرت موسٰی کی داستان کو بیان کیا گیا ہے۔

پیام:

۱۔ حضرت انبیاء عظام کی بعثت کا ایک فلسفہ، طاغوتوں کے ساتھ بزدآمائی بھی ہے ﴿الی فرعون وملائه ﴾

۲۔ معاشرے کی کلی اور مکمل اصلاح کے لئے موٹے موٹوں کی گردنوں کو پکڑنا چاہئے۔ اور باقی کو چشمے ہی سے صاف ستھرا کرنا چاہئے۔ ﴿الی فرعون وملائه ﴾

۳۔ ایمان، معاشرے کی اصلاح کرتا ہے اور کفر الحاد اسے فساد اور خرابی کی طرف لے جاتے ہیں۔ ﴿مفسدين ﴾

۴۔ جو زمین عبادت کے لئے بچھائی گئی ہے اگر اس میں حق کی پھر جانہ کی جائے تو "فساد فی الارض" کے زمرے میں آ جاتی ہے۔ ﴿مفسرين ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ جو خدا پرستی سے ہٹ جاتا ہے وہ فساد کا مرتکب ہوتا ہے۔ ﴿مفسدین﴾

۶۔ جو بھی خدا کی شریعت کو ٹھکراتا ہے، مفسد ہے۔

۷۔ جب کسی معاشرے پر خدا کی بجائے طاغوت حاکم ہو جاتا ہے وہ اپنے بچاؤ اور حفاظت کے لئے سی قسم کے فساد کا ارتکاب کرتے سے باک نہیں کرتا۔ ﴿مفسدین﴾

آیت ۱۰۴

﴿وَ قَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنَ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

ترجمہ: اور موسیٰ نے کہا: اے فرعون! میں یقینی طور پر عالمین کے رب کی طرف سے رسول ہوں۔

پیام:

۱۔ انبیاء نے رسالت اور دعوت حق کے علاوہ کسی اور قسم کا دعویٰ نہیں کیا۔ ﴿انی رسول﴾

۲۔ انبیاء کرام اپنی دعوت کے وقت کسی قسم کے خوف و ہراس اور کمزور کو خاطر میں لائے بغیر اپنے زمانے کے طاغوتوں کو للکارتے رہے۔ ﴿یا فرعون﴾

۳۔ ایسا معاشرہ کہ جس میں طبقاتی نظام حکمرانا ہو اس کی اصلاح کیلئے سب سے پہلے سرغنہ افراد کی اصلاح ضروری ہوتی ہے۔ ﴿یا فرعون﴾

۴۔ فرعون اپنے آپ کو لوگوں کا پروردگار سمجھتا تھا اور "انا ربکم الاعلیٰ" کہتا تھا۔ جبکہ حضرت موسیٰ اپنے "رب العالمین کے رسول" کی حیثیت سے متعارف کراتے تھے جس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ "فرعون! تو بھی اس پروردگار کے زیر تسلط ہے جس کا میں رسول ہوں!"

آیت ۱۰۵

﴿حَقِیْقٌ عَلٰٓی اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ ط قَدْ جِئْتُکُمْ بِبَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ﴾ ط

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: سزا وار بات یہ ہے کہ میں خداوند عالم کی طرف حق بات کے علاوہ کسی اور چیز کی نسبت نہ دوں، یقین جانو کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل (اور روشن معجزہ) لے کر آیا ہوں۔ پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کردے۔

پیام:

۱۔ تمام انبیاء معصوم ہیں اور حق بات کے علاوہ کچھ نہیں کہتے۔﴿لااقو اعلی اللہ الاالحق ﴾

۲۔ انبیاء کو معجز نما ہونا چاہئے۔﴿بینتہ ﴾

۳۔ تمام لوگوں کے لیے ایک رب ہونا چاہئے حتیٰ کہ فرعون کے لئے بھی، پس فرعون کا دعوائے ربوبیت، غلط تھا۔ ﴿ربکم ﴾

۴۔ انسانوں کی آزادی انبیاء کے اہداف و مقاصد میں لے سب سے پہلا مقصد ہے۔ اور ان کے علاوہ جو بھی برسر اقتدار آکر سرپر آرائے حکومت ہوتا ہے لوگوں کو اپنا غلام بنانے کی کوشش کرتا ہے۔﴿ارسل معی بنی اسرائیل ﴾

۵۔ جب تک لوگوں کو طاغوتوں سے پوری طرح چھٹکارا نہیں مل جاتا اس وقت تک ان کے لئے صحیح معنوں میں مکمل و ہدایت اور تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا مشکل ہوتا ہے۔﴿ارسل معی بنی اسرائیل ﴾

آیت ۱۰۶، ۱۰۷

﴿قَالَ اِنْ کُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ فَاْتِ بِهَا اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ   فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴾

ترجمہ: (فرعون نے) کہا: اگر تو سچوں میں سے ہے تو کوئی معجزہ لے آ۔

پس (موسیٰ) اپنا عصا پھینکا تو وہ آنا فانا واضح طور پر اژدہا بن گیا۔

ایک نکتہ:

سورہ شعرأ کی آیت ۴۵ میں ہے کہ: یہ اژدھا جادوگروں کے جادو کے تمام مال و اسباب کو چٹ کر گیا۔ " ﴿تلقف مایافکون ﴾ " اور اس عصا کے کئی اور معجزات بھی ظاہر ہوئے۔ مثلاً اسے دریا پر مارا گیا تو اس کا پانی خشک ہو گیا "

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿فاضرب بعصاک البحر ﴾ "(شعرأ/۶۳) اور پتھر پر مارا گیا تو اس سے چشمے پھوٹ پڑے۔ " ﴿فاضرب بعصاک الحجر ﴾ "(البقرہ/۶۰)

پیام:

۱۔ مخاطب افراد کی حیرت و شگفتگی کے مطابق معجزات مختلف ہوا کرتے تھے۔ (ثعبان) امر کی وضاحت یوں سمجھے کہ فرعون اور فرعون والوں کے لئے تو عصا "اژدہا" تھا جبکہ خود حضرت موسیٰ کے سامنے یہی "اژدہا" ایک چھوٹا سا سانپ تھا: " ﴿القِ عصاک کا نھا جان ﴾ "(نحل/۱۰) اور عوام الناس کے سامنے ایک عام سا سانپ تھا " ﴿حیۃ تسعیٰ ﴾ "(طہ / ۲۰)

۲۔ معجزہ ایسا صاف اور واضح ہونا چاہیئے جس میں کسی شخص کے لئے شک و تردید کی گنجائش نہ ہو۔ ﴿مبین ﴾

آیت ۱۰۸ ۔ ۱۰۹

﴿وَنَزَعَ يَدَه فَاِذَا هِیَ بَيْضَآءَ لِلنّٰظِرِيْنَ   قَالَ اِنَّ الْمَلَاَ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنّ۝۝ هٰذَا السّحِرٌ عَلِيْمٌ ﴾

ترجمہ: اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ (اپنے گریبان سے) باہر نکالا تو اچانک وہ دیکھنے والوں کے سفید (اور چمکدار) تھا۔
قوم فرعون کے سرداروں نے کہا: یہ تو یقینا ایک سمجھدار جادو گر ہے۔

پیام:

۱۔ انبیاء جہان پر ڈراتے ہیں (اور عصا سے اژہا بناتے ہیں) وہاں پر خوشخبری بھی سناتے ہیں (اور نورانی ہاتھ دکھاتے ہیں) ﴿بیضاء ﴾

۲۔ طاغوث کے حامی ہمیشہ ان کے جرائم میں برابر کے شریک رہے ہیں ﴿الملأمن قوم فرعون ﴾

۳۔ مخالفین، انبیاء کی تبلیغ اور ان کے ثمن کو تہمتیں لگ اکر مخدوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آیت ۱۱۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴾

ترجمہ: موسیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے نکال دے (اور تمہارے علاقہ پر قبضہ کر لے) تو اس بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے؟

ایک نکتہ:

فرعون نے عوام الناس کو فریب دینے کے اور ان کے افطار کو گمراہ کرنے کے لئے حضرت موسیٰ پر ناروا تہمیں لگائی۔ ایک تو اعتقادی لحاظ سے انہیں "جادوگر" کہا، اور دوسرے اجتماعی، معاشرتی اور سیاسی نکتہ نظر سے انہیں 'فتنہ پرور" اور "آشوب گر" کیا۔

پیام:

۱۔ مردان حق پر اتہام اور بہتان طرازی، مخالفین کا ایک عملہ ہتھیار ہے ﴿یرید ان یخرجکم ﴾

۲۔ اپنے مکمل استبداد کے باوجود طاغوت کبھی کبھار اس قدر سیاسی گرفتاری میں مبتلا ہو کر ایسا ہو جاتے ہیں کہ انہیں اپنے اطرافیوں سے مشورے کرنے پڑ جاتے ہیں۔ (ف ﴿ماذاتامرون ﴾

۳۔ چونکہ ہر شخص کو اپنے گھر اور وطن سے محبت ہوتی ہے اسی لئے لوگوں کو مردان خدا کے خلاف اکسانے کیلئے یہی حربہ اختیار کیا جاتا ہے۔ ﴿یخرجکم من ارضکم ﴾

آیت ۱۱۱، ۱۱۲

﴿قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴾

ترجمہ: (فرعون کے اطرافیوں نے) کہا: اسے اور اس کے بھائی کو روکے رکھو اور نظر بند کر دو (اور اس کے قتل میں جلدی نہ کرو) جادو گروں کو جمع کرنے والوں کو شہروں میں روانہ نہ کرو تاکہ وہ ہر دانا اور آزمودہ کار جادوگر کو تمہارے پاس لے آئیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ:

اس آیت میں "سحر علیم" کا لفظ استعمال ہوا ہے جبکہ سورہ شعرا کی آیت ۳۷ میں "سحار علیم" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جادو گر بڑے تجربہ کار، آزمودہ کار اور ماہر فنکار تھے۔ اسی طرح "ارجہ" کا لفظ "رجاء" سے مشتق کیا گیا ہے جس کا معنی ہے "نظربند کرنا" "قید کرنا" اور تاخیر میں ڈالنا"۔

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو چونکہ حضرت موسیٰ کی دعوت و تبلیغ کا دائرہ کار وسیع ہو چکا تھا اور ان کے معجزات کا رد عمل بہت اچھا تھا لہٰذا فرعون کے لئے ان کا قید کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ لہٰذا "تاخیر میں ڈالنا" کا معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پیام:

۱۔ دعوت انبیاء کو شکست سے دوچار کرنے کے لئے طاغوتی طاقتیں ماہرین کی عالمی کانفرنسیں منعقد کرتی ہیں۔ ﴿یاتوک بکل ساحر ﴾

آیت ۱۱۳، ۱۱۴

﴿وَجآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْا اِنَّ لَنَا لَاَجْراً اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ   قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴾

ترجمہ: اور جادوگر فرعون کے پاس پہنچ گئے۔ کہنے لگے اگر ہم غالب آجائیں تو ہمارے لئے یا اجر اور انعام ہے؟ اس نے کہا: ہاں، یقیناً تم میری بارگاہ میں) مقرب ہو جاؤ گے۔

پیام:

۱۔ انبیاء اور جادوگروں کے اہداف و مقاصد میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے وہ یوں کہ انبیاء لوگوں کی ہدایت اور انہیں راہ راست پر لانے کے لئے کام کرتے ہیں اور کسی قسم کی اجرت کے طلبگار نہیں ہوتے بلکہ کہتے ہیں " ﴿ما اسئلکم علیه من اجر" ﴾ جبکہ جادوگروں کا مطمع نظر ہی دنیا کا کمانا ہوتا ہے۔ ﴿لاجرا ﴾

۲۔ طاغوتی درباروں کا رخ کرنے والے دنیور مقاصد کے حامل ہوتے ہیں۔ ﴿ان لنا لاجرا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ لوگوں کو وعدوں اور سرمایہ کے ذریعہ ہی طاغوتی طاقتیں اپنے گرد اکٹھا کرتی ہیں۔ ﴿قال نعم ﴾

۴۔ طاغوت کبھی اس قدر عاجز اور درماندہ ہو جاتے ہیں کہ ہر قسم کے مطالبے کو تسلیم کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ ﴿قال نعم ﴾

۵۔ دنیا پرست افراد کے نزدیک مال سے زیادہ سیاسی مقام و منصب اور اجتماعی و معاشرتی قیدو منزلت زیادہ وقیع ہوتی ہے۔ ﴿لمن المقربین ﴾

آیت ۱۱۵۔۱۱۶

﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰی اِمَّا اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّا اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ   قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّا اَلْقَوْا سَحَرُوْا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ و بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ ﴾

ترجمہ: (جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! آیا تو (اپنے جادو کے ذرائع کو) پھینکتا ہے یا ہم پھینکیں (موسیٰ نے خدا کی نصرت پر یقین رکھتے ہوئے) کہا: تم ہی پھینکو۔ تو جونہی انہوں نے (اپنے جادو کے وسائل کو) پھینکا تو لوگوں کی آنکھوں کو موندیا اور (اس چشم بندی کی وجہ سے) لوگوں کے اندر خوف اور وحشت پھیلا دی اور ایک بڑے جادو کو لے آئے۔

پیام:

۱۔ معرفت کی راہوں میں صرف ظاہری جو اس پر ہی بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بعض اوقات آنکھیں دھوکہ کھا جاتی ہیں اور ان پر جادو کا اثر ہو جاتا ہے ﴿سحر واعین الناس ﴾

۲۔ جادوگروں کے جادو کا اثر لوگوں کی آنکھوں میں ہوتا ہے۔ حقیقت میں تبدیلی پیدا نہیں کر دیتا۔ جیسے سراب دورے پانی نظر آتا ہے۔ لیکن معجزات میں ایسا نہیں ہوتا۔ موسیٰ کا اژدہا حقیقۃ اژدہا بنا صرف نظر نہیں آیا۔ انبیاء کا لوگوں کی بصیرت کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ جبکہ جادوگر اور ساحروں کا کام لوگوں کی آنکھوں موندنا ہوتا ہے۔ ﴿اعین الناس ﴾

۳۔ ہر موقع پر حق کو ناکام بنانے کے لئے اسی جیسے وسائل سے کام لیا جاتا ہے۔ مذہب کے خلاف، مذہب، عالم کے خلاف اور یہاں پر معجزہ کے خلاف جادو۔

۴۔ طاغوت اور باطل کے دعویدار ہمیشہ اپنے دعوے دھونس اور دھاندلی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ﴿واسترهبوهم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۱۷

﴿وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنے عصا کو (زمین پر) پھینکو، (جونہی انہوں نے عصا کو پھینکا تو ہو اژدھا بن گیا اور ناگہانی طور پر جادوگروں کے گھڑے ہوئے جھوٹوں کو نگلنے لگ گیا۔

چند نکات:

"تلقف" کا لفظ "لقف" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کو طاقت اور جلدی کے ساتھ پکڑنا چاہے دانتوں سے پکڑا جائے یا ہاتھوں اور انگلیوں سے۔ لیکن اس آیت میں اس کا معنی "نگلنا" ہے۔

"یافکون" کا کلمہ "افک" سے لیا گیا ہے اور "افک" کے معنی ہیں 'ایسا جھوٹ جو سچ کے قالب میں ڈھالا گیا ہو" یا "ایسا باطل جو حق کی صورت میں ہو۔"

اگر حضرت موسیٰ کی لاٹھی جادوگروں کے گھڑے ہوئے جھوٹوں کو نگل سکتی ہے تو قرآن مجید کی تلاوت اور قرآن مقدس کے ذریعہ سے شیطان سے پناہ حاصل کرنا امر لاٹھی سے زیادہ موثر ہے اور باطل کے پیرکاروں کی سازشوں اور گٹھ جوڑ ان کے ہر طرح کے نقش برآب بنا کر رکھ دیتا ہے۔

پیام:

۱۔ بحرانی دور میں انبیاء کو براہِ راست غیبی مدد مل جاتی ہے۔ ﴿اوحینا ﴾

۲۔ اگر خدا چاہے تو اپنے مخلص بندوں کی بین الاقوامی اجتماعات اور دشمن کے مجمع میں جس میں حق کی تباہی کے لئے اکٹھے ہو جائیں امداد کر کے ان پر غالب کر دے۔

۳۔ جو باطل لوگوں کی آنکھوں کو خطا اور دلوں کو لرزہ براندام کر دے ﴿سحر وااعین الناس واسترھبوھم ﴾ وہ خدائی قدرت کے ذریعہ اور انبیاء کے توسط سے سرکوب ہو جاتا ہے۔ ﴿تلقف مایافکون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۱۸ تا ۱۲۰

﴿فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۚ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۚ وَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴾

ترجمہ: پس حق آشکار اور ثابت ہوگیا (اور موسیٰ کی نبوت واضح ہوگئی) وار جادوگروں کے تمام کارنامے باطل اور محو ہو گئے۔

پس فرعون والے اسی جگہ پر ہی مغلوب ہو کر ذلیل اور خوار ہو گئے۔ اور جادو گر نے اختیار ہو کر) سجدے میں گرپڑے۔

ایک نکتہ:

حضرت موسیٰ کے معجزہ کی کامیابی کے ساتھ فرعونی نظام کو سخت دھچکا لگا اور اس کے بڑھ کر یہ کہ تمام جادوگر بیک وقت موسیٰ پر ایمان لے آئے اور فرعون کی عزت اندرونی طور پر خاک میں مل گئی۔

پیام:

۱۔ حق غالب اور باطل مغلوب اور نابود ہونے والا ہے۔﴿فوقوع الحق ﴾

۲۔ حق کے صرف ایک ہی جلوہ سے باطل کی ساری چکا چوند ختم ہو جاتی ہے ﴿الحق ماکانوا ﴾

۳۔ انسانی ہاتھوں سے تراشے ہوئے باطل الٰہی حق کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔﴿الحق-یعملون ﴾

۴۔ تبلیغ کے موقع پر حق کو بیان کرکے باطل کو میدان سے دور بھگایا جا سکتا ہے۔﴿وقع الحق بطل ﴾

۵۔ اگر معرفت حاصل ہو جائے تو پھر سجدہ اور سر تسلیم خم کر دینا لازمی ہو جاتا ہے۔﴿القی ﴾

۶۔ شکسوت کی ذلت اور تحقیق خود شکست سے بدتر ہوتی ہے۔﴿صٰغرین ﴾

۷۔ معرفت کے سایہ ایک ہی لمحہ میں عقیدے کو تبدیل کر کے خوش بختی حاصل کی جا سکتی ہے۔﴿فالقی السحرۃ سٰجدین ﴾

۸۔ "نحن الغالبون" (ہم ہی غالب ہیں۔ آیت ۱۱۳) کے دعویدار آج "صاغرین" کی صورت میں مغلوب ہو چکے ہیں ﴿وانقلبو اصاغرین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۲۱۔۱۲۲

﴿قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ   رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ﴾

ترجمہ: ان (جادوگر) لوگں نے کیا ہم تمام حیاتوں کے پروردگار پر ایمان لے آئے۔

(وہی جو) موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے۔

دونکات:

جو جادوگر حضرت موسیٰ کو رسوا کرنے، مال و دولت اور فرعون کا تقرب حاصل کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ موسیٰ کا معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے اور علی الاعلان اس کا اظہار کر دیا۔

اپنے اس اعلان میں انہوں نے تینوں اصول دین کا اقرار کیا۔ یعنی توحید نبوت اور مدد کا۔ (رب العالمین، رب موسیٰ وہارون) اور بعد کی چند آیات میں ہے کہ انہوں نے کہا: "الی ربنا منقلبون" ہم اپنے رب کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (آیت ۱۱۵)

پیام:

۱۔ انسان کا آزادی حاصل ہے اور وہ حق کو سمجھ لینے کے بعد اپنے ایمان اور عقیدے کو تبدیل کر سکتا ہے۔ ﴿قالو آفنا﴾

۲۔ شرک اور ذہنی گمراہی سے توبہ کا نام ایمان ہے ﴿آمان﴾

۳۔ معجزہ کی کیفیت کو دوسرے لوگوں سے زیادہ جادوگر ہی بہتر جانتے ہیں اسی لئے جلد ایمان لے آتے ہیں۔ ﴿آمنا﴾

۴۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ حق بیان نہ ہونے کی وجہ سے لوگ ایمان نہیں لا سکتے، جونہی حق روشن ہوتا ہے، کئی لوگ ایمان لے آتے ہیں۔ ﴿آمنا﴾

۵۔ خداوند عالم کے خالق ہونے میں تو کسی کو اختلاف نہیں، سارا جھگڑا اس کی ربوبیت اور تدبیر عالم کے بارے میں ہے اور ہدیہ بر ہستی کی اطاعت کے متعلق ہے۔ ﴿رب موسیٰ و ھارون﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ "عدو شود سبب خیر گر خدا وہد" والی کہاوت سو فیصد درست ہے، فرعون نے دنیا بھر کے جادوگروں کو ایک جگہ پر اکٹھا کیا جو اس بات کا سبب بن گیا کہ وہ سارے یکجا موسیٰ پر ایمان لے آئے۔

۷۔ لفظی طور پر بھی کسی کو ناجائز فائدہ نہیں اٹھانے دینا چاہیئے۔ جادوگروں نے کہا: آمنا برب العالمین" ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔ کہیں شکست خوردہ فرعون یہ نہ کہہ دے کہ وہ رب العالمین، میں ہوں، اس لئے آیت کہتی ہے: "رب موسیٰ و ھارون" ﴿ھارون و موسیٰ کا رب ﴾

آیت ۱۲۳

﴿قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌمَّكَرْ تُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾

ترجمہ:

فرعون نے (جادوگروں سے) کہا: تم میرے اجازت دینے سے پہلے اس پر ایمان لے آئے ہو؟ یقینا یہ تمہاری ایک چال ہے جو تم نے شہر میں چلی ہے تاکہ (علاقہ کو اپنے قبضہ میں لے کر) لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کرو۔ پس تم بہت جلد سمجھ لو (کہ تمہارا مقابلہ کسی کے ساتھ ہے اور تمہیں کیا سزا ملے گی؟)

پیام:

۱۔ فکری، ذہنی اور عقیدتی استعمار میں حکومتوں کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کے عقیدہ اور افکار پر پہرے بٹھا دیئے جاتے ہیں اور ان کی فکر سلب کر لی جاتی ہے (قبل ان اذن) بالفاظ دیگر طاغوتی نظاموں میں عقائد پر سینسر کی پابندیاں لگا دی جاتی ہیں۔

۲۔ طاغوت کا ایک طریقہ کار یہ بھی ہے کہ وہ مردان حق پر تہمتیں لگاتا ہے۔ ﴿مکر مکرتموہ ﴾۳۶

۳۔ طاغوت کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو انبیاء کے خلاف بھڑکانے کے لئے انہیں ہر بات سے ڈراتے ہیں کہ وہ تمہیں تمہاری سرزمین سے باہر نکال دیں گے اور خود اس پر قابض ہو جائیں گے۔ ﴿لتخر جوامنھا اھلھا ﴾

۴۔ طاغوتی طاقتوں کا کام ڈرانا دھمکانا ہوتا ہے۔ ﴿فسوف تعلمون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۲۴ ۔ ۱۲۵

﴿لَاُقَطِّعَنَّ اَيۡدِيَكُمۡ وَ اَرۡجُلَكُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنۡقَلِبُوۡنَ ﴾

ترجمہ: میں تمہارے ہاتھ پاؤں ایک دوسرے کے برخلاف (ایک دائیں طرف سے اور دوسرا بائیں جانب سے) ضرور کاٹوں گا۔ پھر تم سب کو سولی پر بھی ضرور لٹکاؤں گا۔

انہوں نے کہا: ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (اور ہمارے لئے عقیدے کی راہ میں شہادت، ایک سعادت ہے۔)

چند نکات:

ان آیات سے ملتی جلتی سورہ طٰہٰ کی ۷۰ کے بعد کی آیات ہیں۔

آیت میں اگرچہ ان دھمکیوں پر عمل درآمد کرنے کی طرف اشارہ نہیں ہے لیکن روایات اور تاریخیں بتاتی ہیں فرعون نے حضرت موسیٰ پر ایمان لانے والوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے درخت ضرما کی شاخوں پر لٹکا دیا تھا۔ اور مورخ طبری کے بقول: "کانوا اول النهار سحرة وآخر النهار شهداء بررة" وہ دن کے پہلے حصے میں جادو گر تھے اور آخری حصے میں نیک پاک شہید تھے۔ اپنے ایمان کی بدولت انہیں فرعون سے کسی قسم کا خوف وہراس دامن گیر نہیں ہوا۔

فرعون اس قدر شور و شرابے کے باوجود حقیر اور رسوا ہو گای "انقلبوا اصاغرین" اور جادوگر اپنے ایمان کی وجہ سے سعادت اور شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہو گئے۔ ﴿الی ربنا منقلبون ﴾

پیام:

۱۔ دھمکی اور دھونس، صاحبان اقتدار کا آخری حربہ ہوتا ہے۔ ﴿لاقطعن ﴾

۲۔ جو شخص دل کی بصیرت کے ساتھ ایمان لاتا ہے وہ مختلف اور مشکل کیفیات سے گزرتنے باوجود بھی ایمان سے دستبردار نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی قسم کی دھمکی کو خاطر میں نہیں لاتا ﴿قالو انالی ربنا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ اصلاحی اور انقلابی افکار کے اثر ورسوخ کو روکنے اور اس کے آگے بند باندھنے کے لئے طاغوت اور طاغوتی طاقتیں انقلابی و رہنماؤں کو قتل کرنے سے بھی باز نہیں آئیں۔ ﴿لاصلبنکم ﴾

۴۔ انسان کی طاغوت۔ نظام اور ماحول کا محکوم نہیں ہے۔ اور اپنے ایک ارادے کے ساتھ اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔ ﴿لاقطعن – قالوا ﴾

۵۔ ذلت کی زندگی غیرت کی موت بہتر﴿الی ربنا منقلبون ﴾

۶۔ اس بات پر مغرور نہیں ہونا چاہئے کہ ہم قدیمی مومن اور پرانے عبادت گزار ہیں کیونکہ بعض اوقات چند جادوگر اور کافر بھی یکسر تبدیلی کے ساتھ سب پر سبقت لے جاتے ہیں۔

۷۔ تبلیغی دورانئے میں زمانہ ماضی کے جوانمردوں کی تاریخ کو بھی دہرانا چاہئے۔ ﴿قالوا ﴾

۸۔ معاد اور قیامت پر ایمان انسان کو ہر قسم کے خوف و خطر سے محفوظ رکھتا ہے۔ ﴿الی ربنا منقلبون ﴾۳۷

۹۔ گمراہ اور منحرفین کی ہدایت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ جادوگروں جیسے کافروں میں بھی ایک ہی مرتبہ تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ ﴿قالوا ﴾ ۔۔)

۱۰۔ ایمان، انسان کے اندر تبدیلی پیدا کر کے اس کی شخصیت کو بلند و بالا کر دیتا ہے۔ (جو جادوگر کل فرعون کی طرف سے انعام و اکرام کی منتظر تھے آج ان کے مومن ہو جانے کے بعد ان کے لئے اس قسم کی ساری باتیں بے وقعت ہو چکی تھیں۔ ﴿الی ربنا ﴾

آیت ۱۲۶

﴿وَ مَا تَنْقِمُ مِنَّا اِلَّا اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَ تْنَاط رَبَّنَا اَفْرِغْنَا عَلَيْنَا صَبْرًا و تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴾

ترجمہ: اور (اے فرعون!) تو ہم سے اس کے علاوہ اور کسی بات کا انتقام لے گا کہ ہم اپنے رب کی آیات پر ایمان لائے جب وہ ہمارے پاس آگئیں۔ اے ہمارپروردگار! تو ہم کو صبر و شکیبائی فراوانی کے ساتھ عطا فرما اور ہمیں اپنا فرمابردار اور مسلمان بنا کر موت دے۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ آیت اس مذموم و مسموم پراپگنڈے کا جواب ہے جو فرعون کی طرف سے موسیٰ پر ایمان لانے والوں کے خلاف کیا جا رہا تھا اور سابقہ آیات میں جس کی طرف اشارہ بھی ہو چکا ہے۔

پیام:

۱۔ خدا پر ایمان اور طاغوت کی نافرمانی کی قیمت تو چکانی ہی پڑتی ہے جو کافی بھاری ہوتی ہے۔ ﴿وما تنقم ﴾

۲۔ طاغوتی طاقتیں لوگوں کے عقیدہ توحید کے مخالف ہیں، کو ان کی ذات کے مخالف نہیں ہیں ﴿الا انآمنا ﴾

۳۔ سچے اور پکے مومن کی نشانی، آرام و سکون، صبر وپائیداری، صراحت و وضاحت، شجاعت و شبہامت اور تضرع و دعا ہے۔ ﴿ربنا ﴾

۴۔ طاغوت کی دھمکی کے مقابل میں خدا سے بہترین طلب اور دعا، ایمان کی بقا اور حفاظت کے لئے ہوتی ہے۔ ﴿افرغ علینا توفنا ﴾

۵۔ فریق مخالف کی دھونس اور دھمکی جس قدر شدید ہوگی اس قدر، صبر و جرأت کی بھی ضرورت ہوگی۔ ﴿افرغ علینا صبرا ﴾کی درخواست کی گئی ہے کہ دلوں کو صبر سے لبریز کر دے، یہ دعا نہیں کی گئی کہ "انزل علینا صبرا" یعنی ہم پر صبر نازل فرما۔

آیت ۱۲۷

﴿وَقَالَ الْمَلَآ ءُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَه لِیُفْسِدُوْفِی الْاَرْضِ وَیَذَرَکَ اٰلِهَتَکَ قَالَ سُنقَتِّلُ اَبْنَآئَهُمْ وَ نَسْتَحْيِ ِِِِِِِِیْ نِسَآئَهُمْ وَ اَنَا فَوْقَهُمْ قَاْهِرُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور قوم فرعون کے سرداروں نے (فرعون سے) کہا: آیا تو موسیٰ اور اس کے پیروکاروں کو چھوڑ دے گا۔ تاکہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں اور تجھے اور تیرے خداؤں کو چھوڑ دیں؟

تو اس (فرعون) نے کہا: ہم بہت جلد ان کے لڑکوں کو مار ڈالیں گے اور لڑکیوں کو (کنیزی اور خدمتگاری کے لئے) بچائے رکھیں گے۔ اور ہم ان پر پورا پورا تسلط رکھتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

فرعون نے حضرت موسیٰ کی دعوت کو ایک عرصے تک نظر انداز کئے رکھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت موسیٰ کے پیروکاروں کی تبلیغات کا دائرہ وسیع ہونے لگا جس سے قوم فرعون کے سرداروں کو خطرہ محسوس ہوا اور فرعون سے اس پر پابندی لگانے کا مطالبہ کای۔

فرعون اپنے آپ کو خالق نہیں بلکہ "رب" سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا۔ " ﴿انا ربکم الاعلیٰ﴾ 'میں تمہارا بہت ہی بڑا رب ہوں (نازعات/ ۳۷) اور یہ بھی کہ خوا وہ اور اس کے ماننے والے مختلف معبودوں کے قائل تھے۔ فرعونم کی قوم اسے اوردوسرے معبودوں کو "خالق کائنات کے مظاہر" سمجھ کر پوجتے تھے۔

پیام:

۱۔ طاغوتوں کی کچھ خرابیاں ان کے چیلے چانٹوں کی وجہ سے بھی ہوتی ہیں ﴿قال الملأ ﴾

۲۔ انبیاء کے انقلابی اور اصلاحی اقدامات طاغوتی طاقتوں کی نظر میں فتنہ و فساد گڑبڑ اور امن عامہ میں خلل اندازی ہوا رکتے ہیں۔ ﴿لیفسدوافی الارض ﴾

۳۔ مردوں کو ختم کردینا اور علاقوں کو بچائے رکھنا ایک فرعون سیاست ہے۔ تاکہ جوانمردی اور مردانہ غیرت کا جنازہ نکال دیا جائے اور عورتیں فرعونی سیاست کا آلہ کار بنی اس بعینہ آج کل کی استہماری سیاست کے مانند۔ ﴿سنتقل ابنا ئھم و نستحی نسائھم ﴾

۴۔ انبیاء دشمن قوتیں نوجوانوں اور عورتوں کے لئے خصوصی پروگرام مرتب کرتی ہیں۔

۵۔ متضاد اور مخالف قسم کے اقدامات فرعونی سیاست کی سرگدانی کی علامت ہوتے ہیں۔ کبھی تو موسیٰ کو قتل کر دینے کے منصوبے تیار کئے جاتے ہیں " ﴿ذرونی اقتل موسٰی ﴾ "(غافر/ ۲۶) لیکن پھر انہیں آزاد چھوڑا جاتا ہے اور اس حد تک آزادی دی جاتی ہے کہ خود فرعون کے طرفداروں کو احتجاج کرنا پڑتا ہے۔

۶۔ خالی خولی وارکھوکھلے نعروں کی بدولت اپنی جھوٹی انا کو بچائے رکھنا "فرعونی سیاست" ہے۔ ﴿انافوقھم قاھرون ﴾

آیت ۱۲۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَقَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہِ اسْتَعِیْنُوْنَ بِااللّٰہِ وَاصْبِرُوْ اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ الْمُتَّقِیْنَ ﴾

ترجمہ: حضرت موسٰی نے اپنی قوم سے کہا: اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور صبر و پائیداری کا مظاہرہ کرو کیوں کہ اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور اس کے اختیار میں دے دیتا ہے۔ اور انجام کا (آخری فتح) تو مومنین ہی کے لئے ہے۔

ایک نکتہ:

اس آیات میں دو فرمان اور دو طرح کی خوشخبری بیان کی گئی ہے۔ فرمان یہ کہ خدا اسے مدد ضبط اور صبر اختیار کیا جائے۔ اور خوشخبری یہ کہ زمین کی ولائت اور نیک انجام مومنین کے لئے ہے۔

پیام:

۱۔ آخری کامیابی کے حصول اور دھمکیوں سے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا اسیت مدد طلب کی جائے، اس پر توکل کیا جائے اور تقویٰ اور پائیداری اختیار کی جائے۔ ﴿استعینوا – اصبروا ﴾اس سے بھی مدد حاصل کی جائے اور خود بھی صبر کریں۔

۲۔ حساس مواقع پر رہبر کو چاہئے کہ اپنی امت کی دلجوئی کرے۔ ﴿قال موسیٰ ﴾

۳۔ روشن مستقبل کی امید اسلام سمیت تمام ادیان کے وعدوں میں شامل ہے۔ ﴿العاقبۃ للمتقین ﴾

۴۔ متقی افراد ایک تو دنیا میں نیک انجام کے حامل ہوتے ہیں۔ ﴿یورثھا من یشاء ﴾اور دوسرے آخرت میں بھی انہی کا نیک انجام ہو گا۔ ﴿والعاقبۃ للمتقین ﴾

آیت ۱۲۹

﴿قَالُوْ اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلُ اَنْ تَاْتِیْنَا وَ مِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَ یَسْتَخْلِفُکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرْ کَیْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: (موسیٰ کے پیروکاروں نے) کہا: ہمیں تو آپ کے آنے سے پہلے بھی دکھ پہنچائے گئے اور آپ کے آنے کے بعد بھی۔ (موسیٰ نے) کہا: امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا۔ اور تمہیں زمین میں ان کا جانشین بنائے گا پھر دیکھے گا کہ تم کب عمل کرتے ہو؟

ایک نکتہ:

بنی اسرائیل کو یہ توقع تھی کہ حضرت موسیٰ کے قیام اور انقلاب کے بعد سارے کام ایک ہی رات میں ٹھیک ہو جائیں گے۔ اور سارے وسائل سمیت مملکت مسر ان کے قبضہ قدرت میں آجائے گی اور فرعون والے تب چٹ ہو جائیں گے۔ اسی لئے وہ اس بات مدعی تھے کہ موسیٰ کے انقلاب نے ان کے لئے آسائش فراہم نہیں کی۔ خدا کا جواب یہ ہے کامیابی کے بھی کچھ شرائط ہوتے ہیں۔ مثلاً صبر، استقلال، سعی و کوشش اور توکل برخدا وغیرہ۔ اگر یہ فراہم ہو جائیں پھر خدائی امداد کی امید ہوتی ہے۔

پیام:

۱۔ الٰہی رہبر بعض اوقات اپنے ہی کم ظرف دوستوں کی تنقید کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ ﴿قالوا اوذينا ﴾

۲۔ اکثر لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ راحت اور آسائش و آرام ہی سعادت اور خوش بختی ہے اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ حالانکہ وہ اس بات سے غافل ہوتے ہیں کہ آسمانی ادیان لوگوں کی زندگی و ک صحیح سمت کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے ہوتے ہیں ان کی مشکلات ختم کرنے کے لئے نہیں ہوتے ﴿من قبل ان تاتينا ومن بعد ﴾

۳۔ رہبر کو چاہیئے کہ ہر قسم کی تنقید کو سنے اور امید افزا پیغام سے نوازے ﴿عسىٰ ربكم ﴾

۴۔ لوگوں پر حکمرانی آزمائش امتحان کا ایک ذریعہ ہوتا ہے، لذت حاصل کرنے کا راستہ نہیں۔ ﴿فينظر كيف ﴾

۵۔ قدرتی، معاشرتی اور فوجی مشکلات کو اپنی راہ اور تدبیروں سے حل کرنا چاہیئے معجزات کے ذریعہ نہیں۔ (سابقہ آیت میں "اصبروا" اور "﴿بعد ماجئتنا ﴾ " کے جملے کے بہتر نظر۔

۶۔ عوام الناس حکومت الیہ کے سامنے جوابدہ ہیں ﴿كيف تعملون ﴾ فرماتا ہے "کیف اعمل" نہیں کیا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۳۰

﴿وَلَاقَدْاَخَذَ اٰلُ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَكَّرُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: اور ہم نے فرعون کو طرفداروں کو قحط خشک سالی اور پھل میووں کی کمی کے ذریعہ اپنی گرفت میں لے لیا۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (اور اپنے گمراہی کے رستوں سے باز آجائیں۔)

ایک نکتہ:

"سنین" جمع ہے "سنة" کی جس کے معنی ہیں "سال" لیکن جب لفظ "اخذ" کے ساتھ استعمال ہو تو اس کا غالب طور پر معنی "قحط اور خشک سالی میں گرفتار کرنا ہو گا۔

پیام:

۱۔ لوگوں کی تربیت کے لئے بعض دباؤ سے بھی کام لینا پڑھ جاتا ہے۔ ﴿اخذنا ﴾

۲۔ قحط اور خشک سالی یا تو عذاب الٰہی ہوتا ہے یا پھر بیداری کی گھنٹی اور غفلت دور کرنے کے لئے ﴿بالسنين و نقص من الثمرات ﴾

۳۔ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کی تبلیغ ولایت کے واسطے کوئی بھی ذریعہ موثرکاتب نہ ہو کیونکہ انسان کو ہدایت کے لئے مجبور تو نہیں کیا جا سکتا۔ ﴿لعلهم ﴾

آیت ۱۳۱

﴿فَاِذَ جَآئَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْ النَا هٰذِه و اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٍ يَّطِيْرُوْ ا بِمُوْسٰى و مَنْ مَّعه اِلَّااِ نَّمَا طَيْرُهُمْ عِنْدَ اللهِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَاْيَعْلَمُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: پس جب کوئی خوبی اور بھلائی انہیں خاص حاصل ہوتی تو وہ کہتے یہ ہمارا حق اور ہماری لیاقت اور شائستگی کی وجہ سے ہے لیکن اگر کوئی برائی ان کے دامنگیر ہوتی تو اس سے وہ موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست اور بدفالی سمجھتے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کی تمام نحوستوں کا سرچشمہ خدا کے پاس ہے (اور وہی انہیں ان کی بداعملایوں کی سزادے گا) لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

چند نکات:

"یطیروا" کا صیغہ "تطیر" سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں بدفالی اور نحولت سمجھنا۔ چونکہ عرب لوفگ اکثر کسی پرندے کی پرواز اور اس کی آواز سے بدفالی لیا کرتے تھے۔ پھر ہر قسم کی بدفالی کو "طیرہ" کہا جانے لگا۔ (از تفسیر نمونہ)

سورہ یس کی انیسویں نحل کی سنتا لیسویں اور نسأ کی ۷۸ ویں آیات میں انبیاء حتی سرکار رسالتماب کی ذات سے لوگوں کی بدفالی لینے کا تذکرہ ہے۔

حوادث اور واقعات کے معرض وجود میں لانے کے لئے بدفالی کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ البتہ اس سے ایک نفسیاتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو بدگمانی اور کام کے ٹھپ ہو جانے کا سبب بن جاتی ہے اس بناء پر بدفالی لینے سے منع کیا گیا ہے۔ اور روایت میں ہے کہ: "جب کسی موقع پر بری فال لو تو فوراً اس کام کو کر گزرو اور بدفالی کی پروا نہ کرو" لیکن نیک فال چوکہ امید و عشق اور تحرک کا موجب ہوتی ہے لہذا اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں بدفال کا رواج قدیم اقوام میں بھی پایا جاتا تھا اور آج کی متمدن قوموں میں بھی پایا جاتا ہے۔ حالانکہ روایات میں ہے کہ "بدفالی" خدا کے ساتھ شریک کرنا ہوتی ہے۔" (از تفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ اچھائیوں کی نسبت اپنی طرف اور برائیوں کی نسبت دین اور انبیاء کیطرف یہ انسان مغرور خود متکبر سونے کی علامت ہے۔

۲۔ خرافات اور بدفالی کا منبع جہالت ہے۔ ﴿لا یعلمون ﴾

آیت ۱۳۲

﴿وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَانَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: اور (فرعون والوں نے حضرت موسیٰ سے) کہا: تم ہمارے پاس جو بھی آیت اور معجزہ لے آؤ جس سے ہم پر جادو کرو ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

ایک نکتہ:

دشمن کو بھی علم تھا کہ موسیٰ کا کام جادو نہیں بلکہ آیت اور معجزہ ہے لیکن اپنے تکبر ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ لیکن فن جادو کے ماہرین نے چونکہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ موسیٰ کا کام جادو نہیں ہے لہٰذا ایمان لے آئے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ فرعون والوں نے حضرت موسیٰ کے کام کو آیت کا نام مذاق کے طور پر دیا ہو۔

پیام:

۱۔ انسان آزاد ہے معجزات کے مقابلے میں بھی ڈٹ جاتا ہے اور ایمان نہیں لاتا۔ ﴿فمانحن لک بمومنین ﴾

۲۔ دشمنان دین کی طرف انبیاء علیہم پر جادو کی تہمت آسان اور عام تھی۔ ﴿تسحرنا ﴾

آیت ۱۳۳

﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَوَالْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰيٰتٍ مُفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْ اَوْ كَا نُوْ قَوْمٍ مُجْرِمِيْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: پس ہم نے ان پر طوفان، ٹڈی، چھوٹے چھوٹے جانور (متکبر جوئیں، چونٹیاں وغیرہ) ینڈک اور خوں کو بھیجا جو علیحدہ اور آشکار نشانشیاں تھیں، لیکن انہوں نے متکبر سے کام لیا اور بدکاری لوگ تھے۔

چند نکات:

فارسی اور اردو میں "طوفان" کا منی ہے تیز اور تند ہو اور آندھی جھگڑا وغیرہ لیکن عربوں میں اسے "تباہ کن سیلاب" کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ اور مفردات راغب میں ہے کہ "ہر عمومی اور وحشت ناک حادثہ کو طوفان کہا جاتا ہے"

'قمل' چھوٹے چھوٹے جانوروں مثلاً جوئیں، سنڈیاں، زرعی آفات اور حشرات کے لئے بولا جاتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"خون" بھی فرعون والوں کے لئے عذاب بن کر آیا، یا تو پانی خون ہو جاتا تھا یا پھر ہر شخص کے ناک اور منہ سے خون بہنے لگ جاتا تھا۔

ہر قسم کا مذکورہ عذاب صرف فرعون والوں کے لئے تھا بنی اسرائیل اس سے محفوظ تھے۔

اس عذاب کی داستان توریت میں بھی موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو سفر خروج باب ۱۷ آیت ۲۰۔ پانی کا خون میں تبدیل ہو جانا باب ۸ آیت ۷ مچھروں کی یلغار باب ۹ آیت ۲۵ ادبوں کا ہڑنا باب ۱۰ آیت ۴ ٹڈی دل کی یلغار

پیام:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جیسے بار بار کی تنبیہ اور بندوں کی طرف مسلسل بے غوری اس بات کا موجب بن جاتی ہے کہ بندوں ہر سخت سے سخت عذاب نازل ہو۔ ﴿فارسلنا ﴾

۲۔ جانور بھی حکم الٰہی کے پابندہیں کبھی تو رحمت کے حکم کی پابندی کرتے ہیں جیسے پیغمبر کی حفاظت کے لئے مکڑی کا غار کے منہ پر جالا بنانا، اور کبھی عذاب کے اجرا کے پابند ہوتے ہیں جیسے ابابیل، ینڈک ٹڈی دل وغیرہ۔

۳۔ مصیبتیں عام طور پر تربیتی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ ہر سزا کے بعد مہلت ملتی ہے تاکہ انسان سوچ و بچار کرے اور خدا کی طرف پلٹ آئے لیکن ضد اور ہٹ دھرمی کے مظاہرے پر پھر سزا پھر مہلت پھر سزا۔ ﴿مفصلات ﴾

۴۔ اتمام حجت کے بعد ہی خدا کی طرف سے سزائیں ملتی ہیں۔ پہلے انہیں آیات و معجزات دکھائے گئے جب انہوں نے ان کا انکار کیا اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو پھر عذاب کی لپیٹ میں آگئے۔ ﴿فا رسلنا ﴾

۵۔ مایہ رحمت ، ارراہ الٰہی ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو پانی وسیلہ رحمت بن جاتا ہے اور اگر چاہے تو عذاب کا موجب بھی بن جاتا ہے۔ ﴿طوفان ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۳۴ ـ ۱۳۵

﴿وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ ۰ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: اور جب ان پر کوئی عذاب نازل ہوتا تو (موسٰی کے پاس آکر) کہتے: اے موسٰی! اپنے اس عہد کی وجہ سے جو خدا نے تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے (اور تمہاری دعا کو قبول کرتا ہے) ہمارے لئے دعا مانگو کہ اگر اس مصیبت کو ہم سے دور کر دیا تو ہم یقینا تم پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی یقینی طور پر (رہا کر کے) تمہارے ساتھ روانہ کردیں گے۔

پس جب ہم نے ان سے ایک مقررہ مدت تک کے لئے کہ جن تک انہیں پہنچنا چاہیئے تھا عذاب کو دور کر دیا تو پھر وہ عہد شکنی کے مرتکب ہونے لگ گئے۔

دو نکات:

"نکث" کے معنی میں بٹی ہوئی اس کو کھولنا لیکن اس کے بعد عہد شکنی پر اس کا اطلاق ہونے لگ گیا۔

اس آیت میں "اجل" سے ممکن ہے وہ مدت مراد ہو جو حضرت موسٰی انہیں مہلت کے طور پر دیا کرتے تھے کہ مثلاً فلاں دن یا فلاں وقت عذاب برطرف ہو جائے گا، تاکہ انہیں اچھی طرح یہ باور ہو جائے کہ یہ خدائی سزا ہے کوئی اتفاقی سانحہ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مراد بھی ہو کہ یہ ضدی اور ہٹ دھرمی قوم آخر کار خداوند عالم کے حتمی قہر و غضب کا شکار ہو کر رہے گی لیکن اس حتمی اور یقینی مقرر کردہ مدت کے پہنچنے اور دریا میں غرق ہونے سے پہلے وقتی طور پر اگر برسے عذاب کو عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔

پیام:

۱۔ ضرورت اور مجبوری انسان کے غرور کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ بول شاعر

آنچہ شیران را کند و روبہ مزاج احتیاج الت، احتیاج الت، احتیاج

یعنی چیز شیروں کو روباہ مزاج بنا دیتی ہے، وہ ضرورت ہے، ضرورت ہے اور ضرورت ہے۔ ﴿لماوقع عليهم الرجز ﴾

۲۔ کفار بھی اولیاء اللہ کے توبل سے نتیجہ حاصل کیا کرتے تھے ﴿ياموسى ادع لنا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ انسانوں اور مردوں کو غلامی ہائے آزادی دلانا، انبیاء کے منصب میں شامل ہے۔﴿لنرسلن معک بنی اسرائیل ﴾

۴۔ لوگوں کے ایسے وعدوں پر کبھی یقین نہ کرنا جو مجبوری کے وقت دیتے ہیں﴿فلما کشفنا -- ینکثون ﴾

۵۔ عام طور پر انسان اس وقت سرکشی پر اتر آتا ہے جب رفاہ اور آسائش کی حالت میں ہوتا ہے۔﴿کشفنا - ینکثون ﴾۳۸

۶۔ خوشگوار واقعات اور ناخوش گوار حوارث کی اس نظم کائنات میں ایک مدت مقرر ہے۔﴿الی اجل ﴾

آیت ۱۳۶

﴿فَانْتَقَمْنَامِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِيْ الْيَمِّ بِاَ نَّهُمْ كَذَّبُوْ ا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْعَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴾ ۰

ترجمہ: پس ہم نے ان سے انتقام لے لیا اور انہیں دریا میں غرق کر دیا، کوینکہ وہ ہماری آیات کو جھٹلایا کرتے تھے اور ان سے غفلت برتے تھے۔ ۳۹

دونکات:

"انتقام" کے معنی سزا ہیے ناکہ کینہ پروری۔

مصر کی قدیم "سمندر اور دریا کو کہتے تھے چونکہ اس داستان کا تعلق مصر سے ہے لہٰذا اس پر ان نعت کو قرآن میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ (از تفسیر نمونہ۔ منقول نہ معجم الکبیر)

پیام:

۱۔ ناخوش گواریوں اور بلاؤں کا اصل خود ہمارے اندر ہے۔ اور غفلت کی سزا بہت سنگین ہے﴿غافلون ﴾

۲۔ جہاں پر خدا وند عالم "رؤف" (مہربان) ہے وہاں پر وہ 'منتقم" (انتقام لینے والا) بھی ہے

آیت ۱۳۷

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْ يُسْتَضْعِفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ط وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنَ وَقَوْمُه وَمَاكَانُوْايَعْرِشُوْنَ ﴾ ٠

ترجمہ: اور ہم نے ان (بنی اسرائیل) کو جو کہ مستعفف لوگ تھے (فرعون والوں کے غرق ہو جانے کے بعد) ایسی سرزمین کے مشارق اور منارب کا وارث بنایا کہ جس میں ہم نے برکت قرار دی۔ اور بنی اسرائیل کامیابی کے بارے میں تیرے پروردگار کا اچھا وعدہ پورا ہو گیا اس لئے کہ انہوں نے صبر سے کام لیا۔ اور جو کچھ فرعون اور اس کی قوم (والوں) نے بنایا اور پھیلایا ہوا تھا اسے ہم تباہ و برباد کر لیا۔

دونکات:

جس علاقہ کے بنی اسرائیل وارث ہوئے وہ موجودہ شام، اردن، مصر، لبنان، اور فلسطین کا علاقہ تھا، کہ جس کہ سرزمین مادی برکات کی حامل بھی تھی اور معنوی برکات کی بھی کہ اللہ کے عظیم انبیاء کی بعثت اور دفن کی جگہ ہے۔

جو سرزمین فرعون والوں کے اختیار میں تھی وہ اس قدر وسیع تھی کہ اس کے ہر علاقہ میں متعدد افق اور مختلف طلوع و غروب کے مقامات تھے۔

پیام:

۱۔ صابر اور صاحبان عزم و حوصلہ متصفف ہی زمین کے وارث ہو سکتے ہیں۔ ﴿اورثنا – بماصبروا ﴾

۲۔ انبیاء کی حکومت ہی، حکومتِ مستفعفن ہے۔ ﴿یستضعفون ﴾

۳۔ اللہ اپنے وعدے پر عمل کرتا ہے۔ (جیسا کہ موسیٰ کی قوم کے صبر کے نتیجہ میں اسے زمین کا وارث بنایا اسی سورت کی آیات ۱۲۸۔۱۲۹ کی روشنی میں)۔

۴۔ زمین گول ہے اور اس کے کئی مشارق اور کئی مغارب ہیں۔

۵۔ زمین کا سرسبز ہونا وار انبیاء کا مقام پیدائش ہونا برکت کے دو عامل ہیں۔ ﴿بارکنا ﴾

۶۔ جو قوم راہ خدا میں اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور صبرو حوصلے سے آگے بڑھتی ہے وہ فاتح اور کامیاب ہے ﴿بماصبروا ﴾

۷۔ طاغوتی طاقتوں کے دباؤ کے مقابلے میں ڈٹ جانا ہوتا ہے ذلت کے ساتھ ہتھیار ڈالنا نہیں ہوتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۸۔ جو معاشرہ الٰہی رنگ اختیار کر چکا ہو وہاں طاغوت کے تمام مظہر ختم کر دینے چاہئیں۔ ﴿دمرنا﴾

۹۔ صنعت و حرفت، کاشتکاری اور فن تعمیر کے لحاظ سے قوم فرعون بہت ترقی کر چکی تھی۔ ﴿یعرشون﴾

آیت ۱۳۸

﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰۤی اَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل دریا کے پار کر دیا، پس وہ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جو اپنے بتوں کے گرد محبت اور احترام کے ساتھ عبادت میں لگے ہوئے اور قیام پذیر تھے۔ (یہ کیفیت دیکھتے ہی) انہوں نے کہا: اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی اس طرح خدا بنا دے جس طرح ان کے لئے خدا (الاہت) ہیں۔ موسیٰ نے کہا: یقیناً تم ایسے لوگ ہو جو نادانی سے کام لیتے ہو۔

ایک نکتہ:

جو لوگ ساری زندگی جادو اور جادوگری سے گزار چکے تھے وہ تو ایک معجزہ دیکھتے ہی اس حد تک مومن ہو گئے کہ فرعون کی ہر قسم کی دھمیاں ان کے ہائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکیں، لیکن موسیٰ کے یہ موالی ان سے اس قدر معجزات ملاحظہ کرنے کے باوجود بت پرستی کا منظر دیکھ کر ان سے بتوں کا تقاضا کرنے لگے، بت پرستی کا گمراہ کن منظر دیکھنے کے ساتھ ہی وہ گمراہی کی طرف مائل ہو گئے۔ ۴۰

پیام:

۱۔ انسان بعض اوقات اہم ترین نعمت کو بھی بھلا دیتا ہے ﴿جاوزنا– اجعل لنا﴾

۲۔ عبادت اور پرستش (خواہ حق کی ہو یا باطل کی) انسانی تاریخ کے ساتھ ساتھ چلی آ رہی ہے۔

۳۔ جب تک انسان کا ایمان و عقیدہ پختہ نہ ہو جائیں اسے اس وقت تک گمراہ کن اور خطرناک علاقوں میں ہجرت نہیں کرنا چاہئے۔ ﴿فاتوا علی قوم﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ ماحول مجبور نہیں کرتا لیکن اثر انداز ضرور ہوتا ہے۔﴿اتواعلی قوم---﴾

۵۔ افراد ہوں، اقوام ہر لحہ انحراف وگمراہی کے خطرات سے دوچار ہیں۔ ﴿قالوایاموسیٰ﴾

۶۔ تقلیند اور فیشن پرستی انسانی خصائل میں شامل ہے﴿کماھم الھة﴾

۷۔ خراب قسم کے لوگ اپنے رہبروں سے بھی خرابی ہی کی درخواستے کرتے ہیں۔﴿اجعل لنا﴾

۸۔ ضرور نہیں ہے کہ ہر مقام پر لوگوں کا ہر ایک تقاضا صحیح بھی ہو۔ اور ہر جگہ پر اکثریت اور اس مطالبے اہم نہیں ہوا کرتے۔﴿اجعل لنا﴾

۹۔ بعوض اوقات ایک منفرا کے دیکھ لینے سے (خواہ وہ منظر فلم کیصورت میں ہو یا تصویرکی، ڈش انٹینا کی صورت میں ہو مجلس اور محفل کی دہبرکی تمام تربیتی رحمتوں ہریانی پھر جات اہے۔﴿قالو - قالوا﴾

۱۰۔ بیرونی اور اجنبی دشمن سے بدتر اندرونی احمق حمایتی ہوتے ہیں۔﴿یموسی اجعل--﴾

۱۱۔ جہالت، بت پرستی کی جڑ ہوتی ہے۔﴿مجھلون﴾

آیت ۱۳۹

﴿اِنَّ هٰؤُلَآءِ مُتَبِّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

ترجمہ: (موسیٰ نے) کہا: یقینا یہ بت پرست قوم کہکو خبر گمراہی میں یہ رہ رہی ہے۔ ہلاک ہونے ولای ہے اور جو کچھ یہ لوگ سرانجام دے رہے ہیں سب باطل اورناکارہ ہے۔

دونکات:

"متبر" کے لفظ کو "تبار" سے لیا گیا ہے جس کے معنی میں "ہلاکت"

یہ آیت شاید حضرت موسٰی کی اس بشارت کو بیان کرائی ہے جو انہوں نے لوگوں کو دی تھی کہ ہمارے اس علاقے میں آنے سے شرک اور گمراہی محو ہو جائے گی۔ (تفسیر مراغی)

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ فکری گمراہی بھی ختم ہو جانے والی ہے اور عملی گمراہی بھی۔ انجام کا کب کا خاتمہ ہو کر رہے گا ﴿متبر ﴾

آیت ۱۴۰ ۔ ۱۴۱

﴿قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهاً وَ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ اِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴾

ترجمہ: (موسٰی نے) کہا: آیا تمہارے لئے اس خدا کے علاوہ کوئی اور معبود تلاش کروں کہ جس نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے؟

اور (اس وقت کو مت بھلاؤ) جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی، وہ تمہیں مسلسل سخت عذاب بے دو چار کئے ہوئے تھے۔ تمہارے لڑکوں کو قتل کرایا کرتے تھے اور لڑکیوں کو (خدمت گزاری اور کنیزی کے لئے) زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس مشکل حالت میں تمہارے لئے تمہارے پروردگار کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔

ایک نکتہ:

"یسونکم" کا کلمہ "سوم" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کے پیچھے جانا۔

پیام:

۱۔ عبادت ہمیشہ سوچ سمجھ کر اور عقل و شکر کے تحت ہونی چاہیئے ﴿اغیر اللہ الغی وھوفضلکم ﴾

۲۔ دوسرے لوگوں پر انہیں فضیلت عطا کرنا، خداوندعالم کے خصوصی لطف و کرم کی وجہ سے تھا لہٰذا شکر بھی خصوصی طور پر بجا لانا چاہیئے۔ ﴿فضلکم ﴾

۳۔ بنی اسرائیل کی بجات میں اگرچہ دل غوت کا دباؤ اور موسٰی کی قیادت اس نجات کا اہم موجب تھی لیکن حقیقی نجات دہندہ تو خداوند عالم ہی تھا۔ ﴿انجیناکم﴾

۴۔ طاغوتوں کے ماہران کے یارومددگار لوگوں کے بغیر کوئی طاقت نہیں ہوتی ﴿آل فرعون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ رہبروں کا کام ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو ہمیشہ خدا کی نعمتیں یاد دلاتے رہیں تا کہ لوگ غفلت کا شکار نہ ہو جائیں۔ ﴿واذانجیناکم ﴾

۶۔ ہر قسم کے ناگوار اور تلخ حوادث خدا کی طرف سے آزمائش و ابتلا کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ﴿بلا من ربکم ﴾

۷۔ طاغوت اپنی حکومت کو بچانے کے لئے بے گناہوں کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ﴿یقتلون ابناء کم ﴾

۸۔ عورتیں اور نئی نسل طاغوتی طاقتوں کا زیادہ نشانہ ہوتے ہیں۔

آیت ۱۴۲

﴿وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً وَ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴾

ترجمہ: اور ہم نے (توریت اور آیات الٰہی کے حصول کے لئے کوہ طور پر) موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا۔ اور اس وعدے کو اس راتوں کے اضافے کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ اور (اس وعدہ گاہ کی طرف جانے سے پہلے) موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا: میری امت میں مرے جانشین بن کر رہو اور لوگوں کے کاموں کی اصلاح اور فساد برپا کرنے والوں کے راستے کی پیروی نہ کرو۔

چند نکات:

سورہ بقرہ کی ۵۰ آیت میں حضرت موسیٰ سے چالیس راتوں کے وعدے کی بات ہے جب کہ ارشاد ہوتا ہے "وواعدنا موسیٰ اربعین لیلة" لیکن اس آیت میں تیس کے ساتھ دس راتوں کے اضافے کی بات ہے۔ اور امام محمد باقر کے فرمان کے مطابق اس طرح سے بنی اسرائیل کی آزمائش مقصود تھی (تفسیر نورالثقلین ج۲ ص ۶۱)

اگرچہ یہ مدت چالی شبانہ روز پر مشتمل تھی لیکن اس کے باوجود لفظ "لیلة" استعمال کیا گیا ہے اور یہ شاید اس لئے ہے کہ غالب طور پر مناجات رات کو کی جاتی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ اس دور میں کیلنڈر کی بنیاد چاند پر رکھی جاتی تھی۔ اور چاند رات کو ہی آشکار ہوتا ہے اسی لئے دن کا شمار بھی رات ہی میں ہوتا تھا۔ ﴿لیلة ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"اربعین" یا "چالیس" کے عدد میں بھی کئی راز پوشیدہ ہیں۔ اور ادیان کی نعت میں اس عدد کو ایک خاص مقام حاصل مثلاً

۱۔ حضرت رسول خدا چالیس سال کی عمر میں مبعوث بر سالت ہوئے۔

۲۔ آنحضرت چالیس روز تک حضرت خدیجہ ابکری سے جدا رہے تاکہ آسمانی غذا نازل ہو اور حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام کی ولادت کا پیش خیمہ قرار پائے۔

۳۔ چالیس دن تک حضرت رسول خدا سے وحی منقطع رہی۔

۴۔ حضرت موسیٰ کی قوم چالیس برس تک سرگرداں رہی۔

۵۔ حضرت نوح کے زمانے میں چالیس دن تک بارش برستی رہی۔

۶۔ چالیس حدیثیں یاد کرلینے سے اس بت کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ جن سے انسان بروز قیامت فقہاء کے زمرے میں محشور ہو گا۔

۷۔ چالیس سال تک روحانی اور معنوی بالدیگی کے اسباب مہیا ہوتے رہتے ہیں اس کے بعد کام مشکل تر اور حساب سخت تر ہو جاتا ہے۔

۸۔ سورہ حمد کو چالیس مرتبہ پانی پر دم کر کے اسے مریض پر چھڑکنے سے مریض کو شفا حاصل ہوتی ہے۔

۹۔ شرابی کی نامز چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی۔

۱۰۔ اگر کسی مومن کے جنازہ پر چالیس مومن اس کی نیکی کی گواہی دیدیں تو خداوند عالم اسے بخش دیتا ہے۔۔۔ ۴۱

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ حضرت موسیٰ کی چالیس راتوں کا ماجرا توریت سفر خروج میں بھی بیان ہوا ہے۔

اسلامی روایات کی رو سے ان چالیس راتوں میں سے پہلی تیس راتیں ماہ ذیقعدہ کی تھیں اور دوسری دس اضافی راتیں ذلجحہ کی پہلی دس راتیں تھیں۔ (تفسیر نورا لثقلین)

پیام:

۱۔ کسی مقدمہ، خودسازی اور عبادت کے بغیر کسی پر آسمانی کتاب نازل نہیں ہوتی۔ (شبانہ اور عارفانہ عبادات و مناجات لازم ہیں)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ ذمہ داریاں خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہوں اور خواہ رہبر کی ذات سے ہی کیوں نہ متعلق ہوں انہیں عبادت، اعتکاف اور خدائے رازونیاز سے مانع نہیں ہونا چاہیئے۔﴿وواعدنا موسیٰ﴾

۳۔ رازونیاز اور مناجات کے لئے رات کا وقت نہایت ہی موزون ہوتا ہے۔﴿لیلة﴾

۴۔ الٰہی قانون اس قدر مقدس ہوتا ہے کہ اس کو حاصل کرنے کے لئے پرٹوکول کی ضرورت ہوتی ہے۔﴿وواعدنا﴾

۵۔ حکمت کی بنیاد پر قانون، فرمان اور پروگرام میں تبدیلی میں کوئی حرج نہیں ہے یہ ایسے ہے جیسے کوئی ڈاکٹر کی کسی مریض کی خصوصی کیفیت کے پیش نظر اس کے نسخوں میں تبدیلی کرتا رہتا ہے۔﴿فاتممنا ھا بعشر﴾

۶۔ نئے رہبر کو تجربہ کار پرانے رہبر کے روشادوش تحریک کے ہر ایک نشیب و فراز میں ساتھ رہنا چاہیئے۔﴿لاخیه﴾

۷۔ کسی معاشرے کو رہبر کے بغیر نہیں ہونا چاہیئے۔﴿اخلفنی﴾

۸۔ رہبر کے تقرر کا حق انبیاء کو حاصل ہے﴿اخلفی﴾

۹۔ ایک ہی دور میں بیک وقت دو رہبر نہیں ہو سکتے، جب تک موسیٰ موجود رہے، ہارون نے نبی ہونے کے باوجود رہبری کی باگ دوڑ کو ہاتھ میں نہیں لیا۔ اور قیادت موسیٰ موجود رہی اور جب موسیٰ نے پردہ غیبت اختیار کیا تو ہارون قیامت میں ان کے جانشین قرار پائے۔

۱۰۔ رہبری اور قیامت کے دائرہ اختیار اور اقتدار میں فرق ہوتا ہے۔﴿فی قومی﴾

۱۱۔ قائد اور رہبر کا کلی اور عمومی فریضہ امت کی اصلاح ہے۔﴿اصلح﴾

۱۲۔ اگر عوام الناس خود بخود فساد و خرابی کی طرف جھک جائیں یا اس کے خواہان ہو جائیں تو رہبر کو اپنے فریضہ سے ہاتھ نہیں اٹھا لینا چاہیئے۔ اور اسے کسی سے نہیں گھبرانا چاہیئے۔﴿لاتتبع سبیل المفسدین﴾

۱۳۔ باوجودیکہ حضرت ہارون معصوم اور اللہ کے نبی تھے لیکن پھر بھی حضرت موسیٰ نے انہیں دو اہم فرائض کی طرف متوجہ کیا ایک تو اصلاح امت اور دوسرے مفسدین کی پیروی نہ کرنا۔

۱۴۔ انبیاء امت کیلئے اس قدر ہمدرد، خیر خواہ اور دل سوز ہوتے ہیں کہ چند مختصر دنوں تک کے لئے بھی اسے سرپرست کے بغیر نہیں چھوڑتے۔﴿اخلفنی﴾

۱۵۔ حضرت موسیٰ تو اپنی چند روزہ اور عارضی غیبت کے لئے اپنا جانشین مقرر کر کے جائیں لیکن (عقیدہ اہلسنت کے مطابق) سرور دو عالم، خاتم الانبیاء ابدی اور دائمی عیبت کے لئے اپنا جانشین مقرر نہ فرمائیں؟ ۴۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۶۔ رہبر اور قائد میں دونوں طرح کے کاموں کی صلاحیت ہونی چاہیئے ایجابی کاموں کی بھی ﴿اصلح ﴾اور سلبی کاموں کی بھی ﴿لاتتبع ﴾

۱۷۔ ہر کام میں دمت کا تقرر اور تعین ضروری ہے۔ ﴿اربعین﴾

۱۸۔ خداوند عالم کی اپنے انبیاء کے لئے وعدہ گاہ یا تو کوہ طور ہے یا پھر غار حرا ہے، جبکہ اپنے نیک بندوں کے لئے اس کی ضیافت، دعا و مناجات ہے ﴿واعدنا ﴾

آیت ۱۴۳

﴿وَ لَمَّا جَاءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ کَلَّمَه رَبُّه قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَط قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنَّ اسْتَقَرَّ مَکَانَه فَسَوْفَ تَرٰنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّه لِلْجَبَلِ جَعَلَه دَکًّا وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

ترجمہ: اور جب موسٰی ہمارے وعدہ کے مقام پر پہنچ گئے اور اس کے پروردگار نے اس کے ساتھ گفتگو کی تو موسٰی نے عرض کیا: پروردگارا! تو مجھے اپنے آپ کو دکھلا تاکہ میں تجھے دیکھو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ پائے گا۔ ہاں البتہ پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ برقرار رہا تو مجھے بھی بہت جلد دیکھ لے گا۔ پس جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی اور جلوہ دکھایا (اور اپنی عظمت کا پرتو پہاڑ پر ڈالا) تو پہاڑ کو (صاف زمین کی مانند) ریزہ ریزہ کر دیا اور موسٰی مدہوش ہو کر زمین پر گر پڑے پس جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے: تو پاک و منزہ ہے (کہ دیکھا جائے یا کسی مکان کا محتاج ہو یا تیری ذات محل حوادث ہو) میں تیری طرف واپس آتا ہوں اور سب سے پہلا مومن ہوں۔

چند نکات:

"دک" کے معنی ہیں صاف اور چٹیل میدان پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا حتی کہ چٹیل میدان بن گیا۔

وہ خدائی طاقت آیا عظیم طاقت تھی یا قوت اموزج تھی یا کوئی اور تھی طاقت؟ غرض جو کچھ بھی تھا اس نے پہاڑ کو نرم اور جا ہے بے جا کر دیا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

موسیٰ کی طرف سے خدا کے دیکھنے کا تقاضا دو مرتبہ ہوا۔ ایک بار تو ذات خداوند عالم کی حقیقت کے دیدار کا مطالبہ تھا جو خود حضرت موسیٰ کی طرف سے کیا گیا اور اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ موسیٰ میں اس کے دیکھنے کی اہلیت نہیں ہے۔ اور ایک بار بنی اسرائیل کی جاہلانہ خواہش تھی جبکہ وہ بہانے کی تلاش میں تھے اور چاہتے تھے کہ خدا کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھیں اور یہ ماجرا بارہ آیات بعد میں پڑھتیں۔

پیام:

۱۔ خداوند تعالیٰ ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا نہ تو دنیا میں اور نہ آخرت میں ﴿لن ترانی ﴾۴۳

۲۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے آثار کے ذریعہ پہچانا جا سکتا ہے اور اس کے جلوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ (بلکہ یہ بات بھی یاد رہے کہ جلووں کی حقیقت بھی اچھی طرح واضح ہے۔ ان کے آثار کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ﴿تجلی - جعله دکا ﴾

۳۔ انبیاء اپنے مکتب و مذہب کے سرخیل ہوتے ہیں۔ ﴿اول المؤمنین ﴾

آیت ۱۴۴

قَالَ يٰمُوْسٰى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلاَمِىْ فَخُذْ مَا اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ

ترجمہ: خداوند عالم نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے تجھے اپنا پیغام پہنچانے اور اپنے ساتھ کلام کرنے کے لئے تمام لوگوں سے برگزیدہ کیا ہے پس جو کچھ میں نے تجھے (کتاب اور انواح) عطا کی ہیں انہیں پکڑ لے اور شکر گزاروں میں سے ہو جا۔

پیام:

۱۔ حضرت موسیٰ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور ان کے اللہ سے تقاضے، بے ہوش ہو جانا اور توبہ وغیرہ ان کی برگزیدگی سے مانع نہیں ہیں۔ ﴿اصطفتیک ﴾۴۴

۲۔ خدائی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے، دینی اور تبلیغی مسولیت بھی خدائی نعمتوں میں سے ایک ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ طاغوتی حکومت کے خاتمے اور الٰہی معاشرہ کے تشکیل پا جانے کے بعد خدائی احکام و قوانین کے اجرا کی نوبت آتی ہے۔ ﴿فخذما اتیتک﴾

۴۔ شکر صرف ایک اخلاقی تقاضا ہی نہیں خدا کا حکم اور واجب فریضہ بھی ہے۔ ﴿کن﴾

آیت ۱۴۵

﴿وَكَتَبْنَا لَه فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِیْلاً لِّكُلِّ شَیْءٍ فَخُذْ هَا بِقُوَّةٍ وَ اْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا سَاُورِیْكُمْ دَارَالْفٰسِقِیْنَ﴾

ترجمہ: اور ہم نے الواح (تورات) میں موسیٰ کیلئے ہر چیز کا موعظہ اور تفصیل لکھ دی (اے موسیٰ) انہیں پوری طاقت سے لے لے اور قوم کو حکم دے کہ ان میں سے بہتر کو اختیار کریں۔ ۴۵ بہت جلد میں تمہیں فاسق لوگوں کا ٹھکانہ (جہنم) دکھاؤں گا۔

ایک نکتہ:

ممکن ہے کہ قوت سے مراد یہ ہو کہ اگر پوری طاقت کے ساتھ تورات پر عمل کرو گے تو اپنے دشمنوں پر غالب آجاؤ گے اور ہم تمہیں انکے گھر دکھلائیں گے جو تم حاصل کرو گے۔

پیام:

۱۔ انسان کو تکبر، ہدایت اور آیات خداوندی پر ایمان لانے سے محروم کر دیتا ہے۔ ﴿ساصرف﴾ یعنی خداوند عالم کسی کو بھی کسی وجہ کے بغیر گمراہی کے رستوں میں نہیں چھوڑتا اور اپنا لطف و کرم اس سے نہیں اٹھاتا۔ بلکہ یہ انسان کے اپنے کرتوت ہوتے ہیں جو اسے گمراہ کرتے اور ایمان سے محروم کر دیتے ہیں۔ ﴿ساصرف – یتکبرون﴾

۲۔ تکبر ایسی خصلت ہے جو دل کو سیاہ اور خداوندعالم کی طرف سے مقرر کردہ ہدایت کے نشانات کو غیر موثر کر دیتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے بار بار نازل ہونے والی آیات تھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ ﴿وان یرواکل آیة﴾

۳۔ کمزور اور محتاج شخص کو تکبر زیب ہی نہیں دیتا بلکہ کبر زیبا ہے جناب کبریا کے واسطے ﴿بطیرالحق﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ انسان کوہدات اورگمراہی کے راستوں میں کسی ایک کو اکتیار کرنے میں آزاد ہے۔﴿لاتخذ وہ سبیلا- یتخذوہ سبیلا﴾

آیت ۱۴۶

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَايُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَايَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ﴾

ترجمہ: جوزمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں میں انہیں بہت جلد اپنی آیات پر ایمان سے پھیر دوں گا (وہ یوں کہ) اگر (ہماری قدرت کی) کوئی ھبی نشانی دیکھیں تو ایمان نہیں لائیں گے اور اگر ہدایت کی راہ کو دیکھ لیں تو اسے اختیار نہیں کریں گے اور اگر گمراہی کی راہ کو دیکھ لیں تو اسے اختیار نہیں کریں گے اور اگر گمراہی کی راہ کو دیکھ لیں تو اسے اختیار کر لیں گے، یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور ان سے غفلت اختیار کئے ہوئے تھے۔

پیام:

۱۔ انسان کو تکبر، ہدایت اور آیات خداوندی پر ایمان لانے سے محروم کردیتا ہے (سا صرف) یعنی خداوند عالم کسی کو بھی کسی وجہ کے بغیر گمراہی کے راستوں میں نہیں چھوڑتا اور اپنا لطف وکرم اس سے نہیں اٹھاتا۔ بلکہ یہ انسان کے اپنے کرتوت ہوتے ہیں جو اسے گمراہ کرتے اور ایمان سے محروم کردیتے ہیں۔ (ساصرف۔یتکبرون)

۲۔ تکبر ایسی خصلت ہے جو دل کو سیاہ اور خداوند عالم کی طرف سے مقررکردہ ہدایت کے نشانات کو غیر موثر کردیتا ہے اور خداکی طرف سے باربارنازل ہونے والی آیات بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہچا سکتیں۔﴿و ان یرواکل آیۃ﴾

۳۔ کمزور اور محتاج شخصکو تکبر زیب ہی نہیں دیتا بلکہ کبرزیبا ہے جناب کبریا کے واسطے (ب﴿غیرلحق﴾

۴۔ انسان ہدایت اور گمراہی کے راستوں میں کسی ایک کو اختیار کرنے میں آزاد ہے﴿لا یتخذوہ سبیلا- یتخذوہ سبیلہ﴾

آیت ۱۴۷

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْط هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہماری آیات اور قیامت کے دن کی ملاقات کو جھٹلایا ہے، ان کے اعمال نیست نابود ہو گئے۔ تو کیا ان کے کئے کے علاوہ کوئی اور جزا ملے گی؟

دو نکات:

"حبط" کا لفظ "حبطت الناقۃ" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے: وہ اونٹنی جس نے زہر کھا لیا ہو اور اس کا پیٹ پھول کر اس میں سوراخ ہو جائے اور اس کی آنتیں باہر آچکی ہوں۔

اس طرح بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو انسان کی ساری زندگی کے اعمال کو زہر کی مانند تباہ و برباد کر دیتے ہیں (تفسیر فی ظلال القرآن)

"حبط" "عدل" کے خلاف نہیں ہے بلکہ قانون کے مطابق اور انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ ﴿هل يجزون الاماكانوا يعملون ﴾

پیام:

۱۔ کفر اور آیات الٰہی کی تکذیب گزشتہ اعمال کے حبط ہونے کا موجب ہیں ﴿كذبوا – حبطت ﴾

۲۔ قیامت کے دن کی جزا اور عذاب، تجسم اعمال ہی تو ہے ﴿هل يجزون الاماكا نوا يعملون ﴾

آیت ۱۴۸

﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْم بَعْدِه مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلاً جَسَدً الَّه خُوَارٌط اَلَمْ يَرَوْا اَنَّه لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلاً م اِتَّخَذُوْهُ وَ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴾

ترجمہ: اور موسیٰ کی قوم نے موسیٰ (کے کوہ طور پر جانے) کے بعد اپنے زیورات سے بچھڑے کا مجسمہ بنایا جس سے گائے کی آواز آتی تھی۔ آیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ بچھڑا نہ تو ان کے ساتھ باتیں کرتا ہے اور نہ ہی انہیں سیدھے راہ کی ہدایت کرتا ہے؟ انہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا اور ظالم ہو گئے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کا تذکرہ قرآن مجید کی چودہ سورتوں میں موجود ہے۔

ان کی گوسالہ پرستی اچانک اور کسی مقدمہ کے بغیر وجود میں نہیں آگئی تھی، بلکہ اس کے بھی کئی اسباب تھے ایک تو یہ کہ انہوں نے مصر میں کئی سال تک گائے کی شکل کے بتوں کو دیکھا تھا، جب دریائے نیل سے عبور کر کے اس پار پہنچے تو ان کی نگاہیں پہلی مرتبہ ایسی قوم پر جا پڑیں جو گائے کی پوجا کر رہی تھی اس کا بھی انہوں نے فوری اثر لیا۔

اس کے علاوہ تیس راتوں کی مدت کا چالیس راتوں میں تبدیل ہو جانا بھی اس کا باعث ہو گیا کہ مخالفین کو موقعہ مل جائے اور وہ پھر حضرت موسیٰ کے مرنے کے افواہیں پھیلانا شروع کر دیں یہ پھر عوام الناس کی جہالت اور سامری کا ہنرمند ہاتھ اس کیلئے مرنے سوہاگے کا کام دے گیا ان اسباب کا نتیجہ یہ نکلا کہ موسیٰ کی قوم کے دو خدا پرستی کی بجائے "گوسالہ پرستی" اختیار کر لی۔

سورہ طہٰ کی ۷۸ ویں آیت میں گوسالہ سازی کی نسبت سامری کی طرف دی گئی ہے لیکن سب سے زیادہ تعجب آور بات یہ ہے کہ تورات (باب ۳۲ سفر خروج) میں اس کی حضرت ہارون کی طرف دی گئی ہے۔

اسی سورت کی ۱۰۹ ویں آیت میں گوسالہ پرستی کی طرف جھکاؤ کی نسبت کچھ لوگوں کی طرف دی گئی ہے سب کی طرف نہیں ارشاد ہوتا ہے۔" ﴿ومن قوم موسیٰ امة ﴾ ۔۔۔"

پیام:

۱۔ دشمن اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے لئے اپنے ہنر اور عوام کے رجحانات سے استفادہ کرتا ہے۔ (بچھڑے کا مجسمہ بنایا۔ لوگوں کی سونے سے محبت ہوتی ہے)

۲۔ سامری کا بنایا ہوا بچھڑا، مجسمہ تھا۔

۳۔ لوگوں کے گمراہی کرنے کے لئے رزق و برق اور شرابے کو بڑی حد تک عمل دخل حاصل ہے۔ ﴿علیهم خوار ﴾

۴۔ ہر آواز کے پیچھے نہیں جانا چاہیئے۔ ﴿له خوار ﴾

۵۔ انسان کے معبود کو اس کا ہادی بھی ہونا چاہیئے۔ ﴿لا یهدیهم﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ انحرافات، کجرویوں اور گمراہیوں کے خاتمہ کے لئے قابل لمس دلائل سے کام لینا چاہئے۔ بچھڑے کی خدائی کی نفی یوں ثابت ہو گی کہ وہ مصنوع (بنایا ہوا) ہے صانع (بنانے والا) نہیں ہے۔ زمان و مکان اور جسم و شکل کا محتاج ہے۔ اور سب سے آساب بات یہ کہ یہ تو بات کر سکتا ہے اور نہ ہی راہنمائی کرتا ہے۔ (از تفسیر المیزان)

۷۔ جو شخص اپنے ہی ہاتھوں سے بنی ہوئی چیز کا اسیر ہو جائے اور حق کو چھوڑ دے وہ ظالم نہیں تو اور کیا ہے؟ ﴿کانوا ظالمین ﴾

آیت ۱۴۹

﴿وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَ رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا لا قَالُوْلَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾

ترجمہ: اور جب انہوں نے اپنا سقوط اپنے ہاتھوں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ یقینی طور پر گمراہ ہو چکے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم نہ فرمایا اور ہمیں معاف نہ کیا تو ہم حتما خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

پیام:

۱۔ انسان جب تک اپنے اعمال کا نتیجہ نہ دیکھ لے اپنی خطاؤں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ ﴿لماسقوط۔ ﴾ ۔)

۲۔ انسان اللہ کی رحمت اور مغفرت کے بغیر، زبان اور خسارے میں ہے۔ ﴿خاسرین ﴾

آیت ۱۵۰

﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰىٓ اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفاً لا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِىْ مِنْم بَعْدِىْج اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُم وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِىْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِىْ فَلَا تُشْمِتْ بِىَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِىْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

ترجمہ: اور جب موسیٰ (کوہ طور سے) غضبناک اور افسوس کی حالت میں اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے اور بچھڑے کی پرستش کو دیکھا تو کہا: تم نے میرے اور میرے بڑے جانشین ثابت ہوئے۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کے حکم سے (کہ جس میں اس نے دس راتوں کا اضافہ کر دیا) سبقت لے گئے؟ (اور تم نے اتنا بھی صبر نہ کیا کہ میں کوہ طور سے واپس آ جاتا) اور تورات کیک الواح کو زمین پر پھینک دیا اور اپنے بھائی کے سر (کے بالوں) کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ (ہارون

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نے) کہا: اے میرے ماں جائے اس قوم نے مجھے کمزور سمجھ لیا تھا۔ (میری بات تک کو نہیں سنا بلکہ) قریب تھا مجھے قتل کر دیتے۔ پس (میں بے گناہ ہوں اور آپ) ایسا کام نہ کریں جس سے میرے دشمنوں کو خوشی حاصل ہو، اور نہ ہی مجھے ظالموں کے ساتھ بھی قرار نہ دیں۔

پیام:

۱۔ افکار و عقائد کی گمراہی کے مقابلے میں دینی غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔﴿غضبان آسفا ﴾

تحریک کی آفات میں سے ارتداد اور رجعت پسندی ہے۔

۲۔ ارتداد اور رجعت پسندی ہر انقلاب اور اصلاحی تحریک کی آفت ہوتی ہے لہٰذا قائد تحریک کو پہلے سے ہی اس بارے میں سوچ سمجھ لینا چاہئے۔ (افسوس بچھڑے کی پرستش پر کیا گیا تھا)

۳۔ اولیاء اللہ کا غم و غصہ لوگوں کے حال پر افسوس کی بنا پر ہوتا، ان کا کوئی ذاتی نظریہ نہیں ہوتا۔﴿غضبان آسفا ﴾

۴۔ اگر کسی وقت خدا کی طرف سے کسی چیز کے بیان کرنے یا امرونہیں میں تاخیر ہو جائے تو جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے۔﴿اوعجلتم امر ربکم ﴾

۵۔ حضرت موسیٰ کی واپسی میں تاخیر اور کوہ طور میں ٹھہرنے کی مدت میں تجدید، حکم الٰہی سے عمل میں آئیں اس میں حضرت کی اپنی مرضی کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ اس میں تربیت کا پہلو نمایاں تھا۔﴿امرر بکم ﴾

۶۔ جس معاشرے کا خمیر مردہ ہو چکا ہو، افکار منحرف ہو چکے ہوں اور سوچ جامد ہو چکی ہو تو ایسی حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے جس سے مردہ خمیر زندہ ہو جائیں منحرف افکار راہ راست پر آجائیں اور جمود ٹوٹ جائے۔﴿القی الالواح واخذ براس اخیه یجره ﴾

۷۔ مرد کے لئے لانبے بال رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔﴿اخذ براس اخیه یجره ﴾

۸۔ غصہ ور شخص کے سامنے مہر و محبت سے لبریز گفتگو کرنی چاہئیے۔﴿قل ابن ام ﴾باجودیکہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے والدین ایک تھے لیکن ہارون نے موسیٰ کو "ماں جائے" کہہ کر خطاب کیا۔

۹۔ کل کے متضعف جو فرعون کے عذاب اور شکنجوں سے بچ کر یہاں آگئے آج اپنے قائدین کو کمزور بنانے کے درپے ہو گئے تھے۔﴿استضعفونی ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۰۔ انسانی اخلاق کی پستی ملاحظہ ہو، کہ بچھڑے کی پرستش کی خاطر اپنے ولی نعمت کو قتل کی دھمکیاں دینے لگ گئے تھے۔﴿وکا دوایقتلوننی﴾

۱۱۔ ڈانٹ ڈپٹ کے موقع پر یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ دشمن کو اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ ﴿لا یسئمت﴾

۱۲۔ ضروری نہیں کہ انبیاء کے تمام اصحاب عادل ہوں بعض اوقات کچھ لوگ مرتد بھی ہو سکتے ہیں۔ (بچھڑے کی پرستش تک کر سکتے ہیں۔)

۱۳۔ جب معاشرہ اور طرح بگڑ چکا ہو تو بعض اوقات انبیاء کی کوششیں بھی مکمل طور پر بار آور ثابت نہیں ہوتیں۔

آیت ۱۵۱

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَ خِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ و اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ﴾

ترجمہ: (اور جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو) کیا: پروردگارا! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کردے اور تو سب رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

پیام:

۱۔ حضرت موسیٰ کی مغفرت طلبی یا تو دوسروں کو سبق دینے کے لئے تھی یا حضرت ہارون پر غصہ کرنے کی وجہ سے تھی۔ یا پھر الواح تورایت کو زین پر پھینکنے کی بنا پر۔

۲۔ معاشرے کے طوفانی اور بحرانی امام میں قائدین کو دوسروں سے زیادہ دعا اور خداوند کے لطف و کرم کی ضرورت ہوتی ہے۔﴿وادخلتافی رحمتک﴾

۳۔ اپنے ہم کاروں اور معاونین کو کے حق میں بھی دعا کرنی چاہیئے۔﴿لی ولاخی﴾

۴۔ بخشش، خداوند عالم کی رحمت میں داخل ہونے کا مقدمہ ہویت ہے۔﴿اغفر، ادحلنا﴾

۵۔ دعا کے وقت خداوند عالم کے بہترین لطف و کرم اور اعلیٰ صفات کو ذکر کرنا چاہیئے۔﴿ارحم الراحمین﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۵۲

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا الْعِجْلَ سَيَنَا لُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ط وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُفْتَرِيْنَ ﴾

ترجمہ: بے شک لوگوں نے بچھڑے کو (خدا) بنایا اور ان کے پروردگار کی طرف سے غضب انہیں بہت جلد آلے گا اور دنیوی زندگی میں ذلت بھی اور ہم افرا پردازوں کو اسطرح کی سزا دیتے ہیں۔

ایک نکتہ:

اسی سورت کی آیت ۱۴۹ سے پہلے کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور الزاہات سے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ توبہ کی قبولیت صرف اس صورت میں ہوتی ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی تحریت ۵۴ بنائی ہے کہ یہ اپنے آپ پر ظلم ہے اور ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اللہ کے حضور توبہ کریں اور ایک دوسرے کو قتل کریں۔ ﴿انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبواالی بارئکم فاقتلو انفسکم ﴾ "

جی ہاں! خدا کو چھوڑے دینے اور بچھڑے کے پیچھے لگ جانے کی توبہ صرف زبان کے ساتھ "استغفر اللہ" کہنا ہی کافی نہیں بلکہ جس طرح سورہ بقرہ میں بتایا گیا ہے اس کی سزا ور توبہ یہ ہے کہ اپنے ہی ہاتھوں سے ایک دوسرے کو انقلابی قتل کریں تاکہ مشرک کے ساتھ نبرد آزمائی کا یہ نظریہ رہتی دنیا تک اور آئندہ اور نسلوں میں باقی رہے۔

پیام:

۱۔ مرتد لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ ﴿غضب من ربھم ﴾

۲۔ خدا کا غضب صرف بنی اسرائیل کے ساتھ خاص نہیں دوسرے اقوام پر بھی نازل ہوا ہے اور ہوتا رہے گا۔ ﴿کذلک ﴾

۳۔ اولیاٗ خدا کا غضب، خدا ہی کا غضب ہوتا ہے ﴿غضبان آسفا- غضب من ربھم ﴾

۴۔ جو لوگ ایمان لانے کی بجائے رزق و برق اور شور شرابے کے حامل بچھڑے کی پرستش میں لگ جاتے ہیں وہ اس دنیا میں بھی رسوا ہوا کرتے ہیں۔ ﴿ذلة فی الحیٰوة الدنیا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۵۳

﴿وَالَّذِیْنَ عَمِلُوْا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ هَا وَ اٰمَنُوْا اِنَّ رَبَّکَ مِنْم بَعْدِ هَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب اور اس کے بعد (پشیمان ہوئے اور) توبہ کر لی اور ایمان لائے تو یقینا اس کے بعد تمہارا پروردگار بھی بخشنے والا مہربان ہے۔

پیام:

۱۔ راستہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہوا ہے اور توبہ ہر وقت کی جا سکتی ہے۔

۲۔ برخلاف ورزی کی توبہ، اسکی کام کی تلافی ہے، بچھڑے کی پوجا کی توبہ یہ ہے کہ حقیقی معنوں میں لوٹ آنے کے بعد خدا پر ایمان لایا جائے اور اسکی عبادت کی جائے۔ ﴿امنوا ﴾ اور وہ بھی اسی طرح جس طرح اس سے پہلی آیت میں اور سورہ بقرہ کی ۵۴ ویں آیت میں بتایا گیا ہے۔

۳۔ حقیقی معنوں میں توبہ کرنے والوں کے لئے خدا کی طرف سے بخشش کے علاوہ اس کی رحمت بھی ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ ﴿غفور رحیم ﴾

آیت ۱۵۴

﴿وَ لَمَّا سَکَتَ عَنْ مُّوْسٰی الْغَضَبُ اَخَذَالْاَلْوَاحَ وَ فِیْ نُسْخَتِهَا هُدیً وَّ رَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور جب حضرت موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو انہوں نے (زمین سے) الواح (تختیوں) کو اٹھایا اور اس میں لکھا ہو اتھا ان لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

چند نکات:

"رھب" اور "ترھیب" ایسا خوف ہوتا ہے جس میں اجتناب اور بچاؤ کا پہاڑیاں ہوتا ہے۔

یہ نہیں کیا کہ: موسیٰ نے غصے سے دستبرداری اختیار کی" بلکہ فرمایا ہے کہ "غصے نے موسیٰ سے ہاتھ اٹھا لیا" یہ حضرت موسیٰ کے غصے پر مکمل کنٹرول کی طرف اشارہ ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

" ﴿اخذا لالواح ﴾ " کے جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ تختیوں کے زمین پر گرنے سے نہ تو وہ ٹوٹیں اور نہ ہی کم و بیش ہوئیں۔

پیام:

۱۔ آسمانی قوانین رحمت خداوندی ہوتے ہیں اور ہدایت کو اسی رحمت و مہربانی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ (﴿هدی و رحمة ﴾

۲۔ صرف قرآن ہی متقین کے لئے ہدایت نہیں "ھدًی للمتقین "توریت بھی صاحبان تقویٰ کے لئے مایہ ہدایت ہے۔ ﴿هدی --- یرهبون ﴾

۳۔ خدا کا خوف، انسان کے لئے رحمت خداوند کے دروازے کھول دیتا ہے۔﴿رحمة للذین -- ﴾

آیت ۱۵۵

﴿وَ اخْتَارَ مُوسٰی قَوْمَه سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلِ وَ اِیَّایَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَ لِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ﴾

ترجمہ: اور موسٰی نے ہماری وعدہ گاہ (کی طرف جانے) کے لئے اپنی قوم سے ستر مردوں کا چنا پس جو نہنم زلزلے نے انہیں اپنی لپیٹ میں لیا تو موسیٰ نے کہا: پروردگارا! اگر تو چاہتا تو ان لوگوں کو بھی اور مجھے بھی اس (کوہ طور تک پہنچنے سے پہلے ہلاک کر دیتا، کیا تو ہمیں اس کے بدلے ہلاک کرتا ہے جو ہم نے بے وقوف اور نا سمجھ لوگوں نے سرانجام دیا ہے؟ یہ توتری آزمائش کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اس آزمائش کے ذریعہ جسے تو (مناسب سمجھے اور) چاہے گمراہ کر دے اور جسے تو چاہے (اور لائق سمجھے) ہدایت کرے تو ہمارا ولی اور سرپست ہے۔ کہیں تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحمت فرما کیونکہ تو بہترین بخشنے والا ہیے۔

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیا حضرت موسیٰ کا ایک متصات (مقام وعدہ) تھا یا کئی؟ اور کیا ان لوگوں کی میقات میں ہلاکت ان کے خدا کے دیدار کے تقاضے کی وجہ سے عمل میں آئی یا گوسالہ پرستی کی وجہ سے؟ اس بارے میں کافی تفصیلی گفتگو ہے لیکن اس کا آیت کے سمجھنے سے کوئی تعلق نہیں لہذا ہم اس سے چشم پوشی کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ کے اصحاب نے اس قدر معجزات دیکھنے کے باوجود بھی خدا کے دیدار یا اس کی آواز سننے کا شدید اصرار کیا اور ان کی تعداد کستر تھی اور ان ستر لوگوں کو حضرت موسیٰ نے سات سو افراد کے درمیان میں سے منتخب کیا تھا۔ اور یہ لوگ کوہ طور پر گئے اور خدائی قہر و غضب میں بتلا ہو گئے۔ لہذا جو معجزات دیکھ چکا ہو اسے مزید بہانے بہل بنانے چاہیں۔

"چالیس کے عدد" کی مانند "ستر کے عدد" میں بھی راز در پوشیدہ ہے۔

پیام:

١۔ مقام اور اہم مسائل کے لئے جانے کے واسطے برجستہ افراد کا انتخاب ہونا چاہیئے۔ تاکہ یہ کس و ناکس اور ہر سطح کا انسان ﴿واختصار موسٰی ﴾

۔ انبیاء کرام علیہ السلام اپنے تحریک کے لئے ظاہر پر عمل کہتے ہیں تاکہ علم غیب پر۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات انبیاء کے منتخب کردہ افراد نالائق بھی ثابت ہوتے ہیں۔

٣۔ تمام حوادث اور بلاؤں میں خدائی آزمائش ہوتی ہے۔ اور ہر آزمائش میں لوگ درجنوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔

۔ جب حضرت موسیٰ جیسے پیغمبر کے منتخب افراد نالائق ثابت ہو سکتے ہیں تو عام لوگ اپنے لئے امام کیونکر منتخب کر سکتے ہیں؟

۔ بعض اوقات قہر خداوندی کی اٖاغ اس قدر شعلہ ور ہو جاتی ہے کہ خشک و تر لباس میں مل جاتے ہیں۔

۔ خدا کی آزمائش اور امتحان میں صفیں ایک دوسرے سے جدا ہو جاتی ہیں۔ ﴿تضل -- تھدی ﴾

۔ بہانے بنانا احمق اور بے وقوف لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ ﴿السفھاء ﴾

۔ دعا مانگنے سے پہلے خدا کی تعریف کرنی چاہیئے۔ ﴿انت ولینا فاغفرلنا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹۔ جب تک روح کا صفحہ گناہ کی آلودگیوں سے پاک نہیں ہو گا تب تک خدا کی رحمت کو اپنے اندر جذب نہیں کر پائے گا۔﴿اغفرلنا– ارحمنا﴾

۱۰۔ خدا کی بخشش اور بندوں کی بخشش میں فرق ہوتا ہے کیونکہ بندوں کی بخشش یا تو دیر سے ہوتی ہے یا منت و احسان جتانے کے ساتھ یا پھر حقارت کا پہلو اپنے ساتھ لئے ہوتی ہے۔ جب کہ بخشش خداوندی ایسی نہیں ۔﴿خیر الغفرین﴾

۱۱۔ لوگوں کے طعنے سہنے اور ان کا دباؤ برداشت کرنے سے زیادہ آسان ہے۔﴿من قبل وایای﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۵۶

﴿وَاکۡتُبۡ لَنَا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ اِنَّا ہُدۡنَاۤ اِلَیۡکَ قَالَ عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ اَشَآءُ وَ رَحۡمَتِیۡ وَ سِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ فَسَاَکۡتُبُہَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴾

ترجمہ: اور (خدا وندا!) تو ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں خیر اور نیکی مقرر فرما اس لئے کہ ہم تیری طرف لوٹ آئے ہیں اور توبہ کرلی ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: میں اپنا عذاب جسے چاہوں (اور وہ مستحق بھی ہو) پہنچاؤں گا، اور ہر رحمت ہر چیز پر چھائی ہے۔ اور میں بہت جلد اپنی اس رحمت کو ان لوگوں کے لئے مقرر کردوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ، زکوٰۃ ادا کرتے اور ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔

چند نکات:

حضرت موسٰی کی سابقہ دعاؤں کے ساتھ اس درخواست کا بھی تعلق ہے۔

"ھدنا" کے لفظ کے ساتھ ان لوگوں کی توبہ کی طرف اشارہ ہے جو منحرف ہو گئے تھے اور خدا کے دیدار کا ناجائز مطالبہ کیا تھا۔

پیام:

۱۔ بہترین قدم اور بہترین کام، پائیدار اور دائمی ہو ﴿واکتب ﴾

۲۔ بہترین دعا وہ ہے جو سب سے زیادہ جامع ہو ﴿دنیا و آخرت ﴾

۳۔ خالص دل کے ساتھ خدا کی طرف بازگشت خدائی الطاف و کرم کے حصول کی راہ ہے۔ ﴿ھدنا ﴾

۴۔ خدا کی رحمت بے حدو حساب ہے، اگر کوئی اس تک نہیں پہنچ پاتا تو اس کی اپنی کوتاہی ہے۔ ﴿رحمتی وسعت ﴾

۵۔ رحمت خداوندی لب خیز پر حاوی ہے لیکن عذاب الٰہی ایسا نہیں ہے ﴿عذاب بي اصب به ﴾ --)

۶۔ خدا کای رحمت کی بے انتہا اور لامحدود ہے لیکن اس سے نا گدہ اٹھانے کی شرط یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کہا جائے، زکوٰۃ اداؤں جائے اور ایمان رکھا جائے ﴿یتقون - الزکوہ- یومنون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ خداوند عالم کی رحمت اس دنیا میں سب کے شامل حال ہے (وسعت) لیکن آخرات میں اس سے صرف ایک خاص گروہ ہی فائدہ اٹھائے گا ﴿ساکتبھا للذین﴾ ۔۔)

آیت ۱۵۷

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيّ الْاُ مِيِّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَه مَكْتُوْباً عِنْدَ هُمْ فِىْ التَّوْرٰةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْ مُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَىْهِمُ الْخَبٰئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَ هُمْ وَالْاَ غْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِه وَ عَزَّرُوْه وَ نَصرُوْهُ وَ اتَّبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِىْ اَنْزَلَ مَعَه اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

ترجمہ: جو لوگ اس رسول اور پیغمبر کی اتباع کرتے ہیں جس نے دنیا میں کسی سے کوئی سبق نہیں پڑھا۔ کہ جس (کے نام و نشان) کو وہ لوگ اپنے پاس موجود توارت وانبحل میں لکھا ہوا ہیں (ایسا پیغمبر ہے) جو انہیں نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے، اور جو پاک و پاکیزہ چیزیں ہیں ان کے لئے حلال کرتا ہے اور جو بلند اور خبیث چیزیں ہیں ان پر حرام کرتا ہے، اور ان سے بوجھ ہلکا کرتا ہے اور ان پر مڑے ہوئے پھندے ان سے ہٹا دیتا ہے۔ پس جو لوگ ایمان لے آئیں گے اور اس کا احترام کریں گے اور اس (قرآن اور) نور کی اتباع کریں گے جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

چند نکات:

"اُمّی" ایسا کلمہ ہے جو "اُم" کی طرف منسوب ہے، اور اُمیّ اس شخص کو کہتے ہیں جس نے کسی سے کوئی سبق نہ پڑھا ہو، اور بالکل ایسے ہو جیسے شکم مادر سے متولد ہوا ہو۔

بعض حضرات کہتے ہیں "امی" اس شخص کو کہتے ہیں جو "امت" یعنی عوام الناس سے تعلق رکھتا ہو طبقہ اشرافیہ سے اس کا تعلق نہ ہو۔

جبکہ کچھ اور لوگ اسے "ام القری" یعنی مکہ کی طرف منسوب سمجھتے ہیں یعنی "مکہ والا"

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"ہم اگرچہ بعض وجوہات کی بناء پر توریت اور انجیل کو تحریف شدہ سمجھتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں تحریف شدہ کتابوں میں حضرت پیغمبر کی ذات سے متعقل کئی ارشادات اور بشارتیں موجود ہیں۔ اور یہ اس بات کا سبب تھے کہ اہل کتاب آنحضرت کی معرفت حاسل کریں اور آپ کو ایسے پہچانیں جیسے باپ اور اپنی اولاد کو پہچناتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

توریت بمفر تکوین (پیدائش) فصل ۱۷ نمبر ۱۸، سفر پیدائش (تکفدین) باب ۴۹ نمبر ۱۰،

انجیل: یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵ آیت ۲۶۔

بوقت بعثت مکہ مکرمہ میں کل ۱۷ مرد اور ایک عورت تعلیم یافتہ تھے۔ اور اگر آنحضرت نے کسی شخص سے ایک حرف بھی پڑھا ہوتا تو کبھی بھی اپنے ااپ کو "امی" (کسی سے سبق نہ پڑھا ہوا) کے عنوان سے متعارف نہ کراتے۔

(ملاحظہ ہو تفسیر نمونہ منقول از فتوح البلان بلاذری نمبر ۴۰۹)

"اغلال" باطل عقائد، خرافات، بت پرستی، باپ دادا کی اندھی تقلید کے بندھنوں اور زنجیروں کو کہتے ہیں۔

پیام:

۱۔ اسلام کا جلیل القدر اور عظیم رسول "امّی" یعنی کسی سے سبق پڑھا ہوا نہیں تھا ﴿الامی ﴾۴۷

۲۔ بات کو پکا کرنے اور حق کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسمی اور تحریر سند ہو ﴿مکتوبا ﴾

۳۔ اپنے بعد آنے والے رہبر اور قائد کے بارے میں خبر دینا اور اس کی تفصیل بیان کرنا قیادت اور رہبری کے فرائض میں شامل ہے۔ ﴿مکتوباعندھم فی التوراۃ ﴾

۴۔ بہتر یہی ہے کہ ہر آنے والا مبلغ اپنے بعد آنے ولاے مبلغ کے لئے راہ ہموار کرے

(فی التوراۃ والانجیل)

۵۔ اگر تورات اور انجیل میں پیغمبر اسلام کا نام و نشان نہ ہوتا تو مخالفین کے لئے بڑا آسان سی بات تھی کہ وہ دونوں کتابیں لے آتے اور کہتے کہاں ہے وہ سب کچھ جس کا تم دعویٰ کرتے ہو؟ اور مخالف کو شکست دینے کا یہ بہترین ذریعہ تھا، نہ لشک رکشی کی ضرورت تھی اور نہ ہی اس قدر سرمایہ خرچ کرنے کی، جس سے معلوم ہوتا ہے ان کتابوں میں وہ سب کچھ تھا جس کا قرآن کہتا ہے۔ ﴿یجدونہ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انبیاء عظام علیہم السلام کے تبلیغی پروگراموں میں سرفہرست ہے۔ ﴿یامرھم بالمعروف﴾

۷۔ غذا کے بارے میں اسلام کی خاص توجہ رہی ہے۔ ﴿یحرم - یحل﴾

۸۔ خدا کی حلال اور حرام کردہ چیزیں فطرت کی بنیاد پر ہیں۔ ﴿طیبات - خبائث﴾

۹۔ غلط عادات ویوم عوام الناس کے گلے کا زنجیر ہوتی ہیں اور انبیاء و اولیاء اللہ کے علاوہ باقی سب دنیا ان زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ ﴿اصرھم﴾

۱۰۔ تبلیغ اور تربیت کا اصل اندازیہی ہے کہ پہلے سہولیات فراہم کی جائیں پھر قدغن کا سوچا جائے۔ (یحرم سے پہلے "یحل" ہے)

۱۱۔ صرف پیغمبر کی ذات پر ایمان ہی کافی نہیں ان کی حمایت اور عزتے و توقیر بھی لازم ہے۔ ﴿عزروہ - نصروہ﴾

۱۲۔ عزت و احترام اور توقیر، نصرت، تعاون اور امداد کے ساتھ ہونا چاہئے، ورنہ نفاق ہو گا۔ ﴿عزروہ، نصروہ﴾

۱۳۔ قرآن ایک ایسا نور ہے جو دل و دماغ کا منور کر دیتا ہے۔ ﴿النور﴾

۱۴۔ پیغمبر السلام کا احترام اور ان کی نصرت، ان پر ایمان کی مانند کسی خاص زبان یا مکان کے ساتھ متعلق نہیں ہے ہر زمانے اور ہر مکان میں ان کا احترام اور ان کی نصرت فرض ہے، لہٰذا آنحضرت کی قبر مطہر اور آچار باقیہ کا احترام بھی آپ کی نصرت و تکریم کے زمرے میں آتا ہے۔ ﴿عزروہ﴾

آیت ۱۵۸

﴿قُلْ يَا يُّهَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعاً نِ الَّذِیْ لَہ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیِ وَ یُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَ کَلِمٰتِہ وَ اتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب لوگوں کی طرف خدا کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین پر جس کی حکومت ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے۔ پس تم بھی خدا اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ جو کسی سے سبق نہ پڑھا ہوا پیغمبر ہے جو (خود بھی) خدا اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اسی کی اتباع کرو شاید کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

بعض مستشرقین (یا اسلام شناس) حضرات یہ کہتے ہیں کہ: پیغمبر اسلام اپنے "علاقہ" کے لوگوں کی ہدایت کی فکر میں تھے، لیکن جب انہیں کامیابی حاصل ہو گئی تو پھر "عالمین" کی ہادیت کی فکر لے کر آگے بڑھے"

حالانکہ بات وہ نہیں ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات میں 'جمیعا'' "کافۃ" "للعالمین" "ومن بلغ" وغیرہ جیسے کلمات حضرت رسول خدا کی آفاقی اور عالمی رسالت کو بیان کر رہے ہیں، اور مکہ میں بھی اور کامیابی حاصل کرنے سے پہلے بھی آپ تمام کائنات کے رسول تھے نہ یہ کہ بعد میں اس بارے میں سوچا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک گروہ پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: "آپ سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی طرح اللہ کے رسول ہیں؟" یہ سن کر آنحضرت نے قدرے سکوت اختیار فرمایا اور کہا: "جی ہاں! میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پر میرے لئے فخر کی کوئی بات نہیں! میں ہوں خاتم الانبیاء پرہیزگاروں کا پیشوا اور رب العالمین کا رسول!"

انہوں نے پھر سوال کیا: "آپ کن لوگوں کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں، عرب کی طرف، عجم کی طرف یا ہماری طرف؟ "جس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی میں سب کی طرف بھیجا گیا ہو خواہ عرب ہوں یا عجم یا تم لوگ! (تفسیر صافی)

لفظ "امی" کا تکرار مسئلہ کی اہمیت پر دلالت کر رہا ہے۔

پیام:

۱۔ حضرت محمد مصطفی کی رسالت آفاقی اور عالمی ہے۔ ﴿الیکم جمیعا ﴾۴۷ اس لئے عالمی مذہب کے لئے عالمی قائد اور رہبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ البتہ آپ جناب کی عالمی رسالت بھی دوسرے تمام منصوبوں کی مانند مرحلہ وار آگے بڑھتی رہی ابتدا میں ذوالعشیرہ کی دعوت، پھر ام القریٰ (مکہ) کے لوگ اس کے بعد دوسری دنیا۔

۲۔ نبوت، توحید اور معاد کا لازمی حصہ ہے، کیونکہ خداوند وحدہ لاشریک تمام کائنات کا مالک ہے، موت اور زندگی بھی اسی کے ہاتھوں میں ہے لہٰذا عالم انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت بھی اسی کی طرف سے ہونی چاہئے۔ ﴿فامنوا باللہ و رسولہ النبی الامی الذی ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ رہبر اور قائد کو اپنی راہ پر ایمان کامل رکھنا ہوتا ہے۔﴿یو ٔمن باللہ وکلماتہ ﴾

۴۔ خدا اور رسول پر ایمان اور رسول خدا کی اتباع ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ اور پہلو پہلو ہونا بھی ہدایت اور رہنمائی کی دلیل ہے۔﴿آمنوا باللہ ورسولہ -- واتبعوہ لعلکم ﴾

۵۔ قرآن مجید اور حضرت رسول خدا کی سنت و سیرت کی اتباع ضرور ہے۔ (سابقہ آیت میں نور کی اتباع کا تذکرہ تھا اور اس آیت میں پیغمبر خدا کی پیروی کا ذکر ہے)

سورہ اعراف آیت ۱۵۹

﴿وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِہ يَعْدِلُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ کے لوگ حق کی طرف ہدایت کرتے اور حق و عدالت کا فیصلہ کرتے ہیں۔

چند نکات:

حق کی ہدایت، عدم تعصب کی دلیل اور حق شناسی اور حق کی اتباع کی دلیل ہے اور اس حق پرست گروہ کا ضدی مزاج اور ہٹ دھرم یہودیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس گروہ سے مراد شاید وہ یہودی مراد ہوں جنہوں نے پیغمبر اسلام کی دعوت پر لبیک کہا:۔

پیام:

۱۔ اقلیتوں کے ساتھ تعلق کے سلسلے میں انصاف سے کام نہیں چاہئے۔ اور خدمات اور کمالات کو نظر انداز نہیں کر دینا چاہئے۔

آیت ۱۶۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطاً اُمَمًاط وَ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اِذِاسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًاط قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْط وَظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰیط کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْط وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ﴾

ترجمہ:

اور ہم نے موسیٰ کی قوم کو بارہ حصوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ان میں سے ہر ایک (بنی اسرائیل کے خاندان سے اور) ایک امت جب موسیٰ سے اس کی قوم نے پانی طلب کیا (تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی) اپنے عصا کو پتھر پر مارو۔ پس اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ اٹھے (اور ہر طرف بہنے لگے اور وہ بھی اسطرح کہ) ہر گروہ نے اپنے حصے کے پانی کو اچھی طرح کی غزاؤں من اور سلویٰ کو نازل کیا۔ (اور انہیں کہا) پاک و پاکیزہ روزی جو ہم نے تمہیں عطا کی ہے اس سے کھاؤ۔ ان لوگوں نے (اپنی نافرمانی کی وجہ سے) ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے اوپر ظلم کرتے رہے۔

چند نکات:

"اسباط" جمع ہے "سبط" کی اور سبط اولاد، نورسوں اور ایک خاندان کے افراد کو کہا جاتا ہے اور بنی اسرائیل کی اس پر ایک خاندان ی شاخ کو "سبط" کہا جاتا ہے جو اولادِ یعقوب میں سے ایک فرزند کی طرف سے پروان چڑھی۔ اور آگے بڑھی۔

"من" شہد کی مانند ایک شیرہ دار غذا کو اور "سلویٰ" بٹیرے کی مانند ایک حلال پرندے کو کہا جاتا ہے۔

"بارہ" کا عدد سال کے مہیوں کا، بنی اسرائیل کے نقیبوں کا، پانی کے چشموں کا اور پیغمبر اسلام کے مقدس اور معصوم جانشینوں کا عدد ہے۔ چنانچہ پیغمبر اسلام نے اپنے جانشینوں کی تعداد بنی اسرائیل کے نشینوں کی تعداد کے مطابق بارہ بتائی ہے اور یہ بھی کہ وہ اب قریش سے ہوں گے۔ لیکن دشمنان اہلبیت اصبار نے بڑی کوشش کی ہے کہ یہ تعداد بنی امیہ یا بنی عباس کے خلیفوں سے پوری کی جائے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ حضرت پیغمبر کی مذکور حیثیت کو بیٹیوں اسناد کے شیعہ اور سنی مورثین نے نقل کیا ہے۔

ایک ہی وقت میں کئی معجزے رونما ہوئے۔ پتھر پہ عصا کا مارنا، پانی کا جری مقدار میں پھوٹ کر بہہ نکلنا اور بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کی تعداد بارہ چشموں کا پھوٹنا وغیرہ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ کسی اہم معاملے کو چلانے اور امور میں سہولت پیدا کرنے کے لئے منصوبہ بندی اور منصفانہ تقسیم بہت ضروری ہوتی ہے۔ ﴿قطعنا هم ﴾

۲۔ لوگ اپنی مادی اور اقتصادی ضروریات بھی انبیاء کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے ﴿استقاه ﴾

۳۔ وسیلہ کی زیادہ اہمیت ، اہمیت ارادہ الٰہی کو حاصل ہے، کہ بعض اوقات لکڑی کا ایک ڈنڈا ہر جگہ الٰہی ارادے کے تحت مشکل کشائی کا کام کرتا ہے ﴿بعصاک ﴾

۴۔ اگر ہر گروہ کو معلوم ہو جائے کہ اس نے کہاں مراجعہ کرنا ہے تو بہت سی اجتماعی اور معاشرتی مشکلات حل ہو جائیں ﴿قدعلم کل اناس مشربهم ﴾۴۸

۵۔ اگر مقصد تربیت کرنا ہو تو ایک موضوع کے تکرار میں کوئی حرج نہیں ہے (یہی تذکرہ سورہ بقرہ کی آیت ۵۶ کے بعد میں بھی موجود ہے۔)

۶۔ حضرت موسیٰ کے عصا کی ایک ضربت سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ، لیکن ان تمام معجزات کے باوجود نا اہل لوگوں کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔

۷۔ لوگوں کے اندر آگاہی اور علم و معرفت پیدا کرو کہ وہ خود ہی عمل کریں۔ ﴿قدعلم کل اناس مشربهم ﴾فرمایا ہے۔ "قد شرب" نہیں فرمایا۔

۸۔ طلب کے بعد اس کی قدو قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ • ﴿استیقاه، اضرب بعصاک ﴾

۹۔ تمام بارہ گروہوں کا تعلق ایک خاندا سے تھا۔ ﴿قطعنا ﴾فراایا ہے "جعلنا" انہیں فرمایا۔

۱۰۔ اگر مقصد میں وحدت اور اتفاق و اعاد موجود رہے تو گروہ گروہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ﴿قطعنا ﴾

۱۱۔ انسانی جسم کو تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، پانی، ایسی غذا جس سے جسم پروان چڑھے اور ایسی غزا جس سے انرجی اور طاقت پیدا ہو، چنانچہ بنی اسرائیل کے لئے چشمہ اب سیراب ہونے کے لئے تھا "من" طاقت اور انرجی کے لئے اور "سلویٰ" جسمانی نشوونما کے واسطے اس لئے کہ گوشت اور وہ بھی خصوصی طور پر پرندوں کے سفید گوشت میں پروٹین ہوتے ہیں۔)

۱۲۔ بادلوں کی حرکت وپیدائش، ان کا اپنا کام انجام دینا سب ارادہ الٰہی کا مظہر تھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۳۔ ناشکری یا کفران نعمت، نعمتوں کے منقطع ہو جانے کا سبب ہوتا ہے جس کا نقصان ناشکروں کو پہنچتا ہے۔

۱۴۔ جو لوگ یہی ہدایت اور معنویت کے راہوں کے لئے مادی نعمتوں سے بہرہ مندہیں وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں اور اقوام و ملل کی پستی اور ان کا سقوط ایسے لوگوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے ﴿کانو انفسھم یظلمون ﴾

آیت ۱۶۱

﴿و اِذْ قِیْلَ لَھُمُ اسْکُنُوْا ھٰذِہِ الْقَرْیَةَ وَکُلُوْا مِنْھَا حَیْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوْا الْبَابَ سُجَّداً نَّغْفِرْ لَکُمْ خَطِیْٓـٰتِکُمْ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾

ترجمہ: اور (یاد کرو ابھی وقت کو) جب ان (بنی اسرائیل) سے کہا گیا کہ اس آبادی (بیت المقدس) میں سکونت اختیار کرو اور اس (کی نعمتوں) سے جہاں اور جیسے چاہے کھاؤ۔ (ان تمام حیلوں بہانوں اور موسیٰ کو ستانے کے بدلے استغفار کے طورپر) کہو "حطہ (ہمارے گناہوں کو جھاڑ دے) اور (بیت المقدس کے) دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ، اس سے ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے۔ اور نیک لوگوں کو بہت جلد بیشتر جزا دیں گے۔

چند نکات:

"حِطہ" کا لفظ اوپر سے نیچے کی طرف نازل ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ (منحط اور انحطاط کا بھی اسی سے تعلق ہے) اور اس کا معنی ہے خداوند عالم کی عفو اور رحمت کی درخواست کرنا۔ اور اس بارے حکم خداوندی یہ تھا کہ جب بنی اسرائیل سرزمین بیت المقدس داخل ہوں تو اس لفظ (حطہ) کے ساتھ خدائے مغفرت مانگیں۔ (لیکن ان لوگوں نے اس لفظ کا مذاق اڑایا اور اسے بگاڑ کر رکھ دیا۔

اس آیت سے ملتی جلتی البتہ قدرے تفاوت کے ساتھ سورہ بقرہ کی ۵۸ ویں اور ۸۹ ویں آیات ہیں۔

روایات میں ہے کہ حضرت ائمہ اظہار علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ "نحن باب حطتکم" یعنی ہم ہی تمہاری خطاؤں کی معافی کا دروازہ ہیں۔ یعنی اگر تم ہماری حکومت اور ولایت کے مدار میں داخل ہو جاؤ گے تو خداوند عالم کی رحمت اور بخشش تمہارے شامل حال ہوگی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ خداوند عالم انسان کی تمام امدی و معنوی اور دنیوی اور اخروی ضروریات کو پیدا کرتا ہے اور روٹی کپڑا اور مکان جیسی نعمتوں سے استفادہ کے لئے حکم دیتا ہے کہ دعا، استغفار اور سبھی کریں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی معذرت خواہی اور خالص دل کے ساتھ توبہ کے ذریعہ بہت سے گناہ بخش دیتا ہے۔﴿نغفرلکم خطیئاتکم﴾۴۹

۳۔ مقامات مقدسہ میں داخل ہونے کے خصوصی آداب و شرائط ہوتے ہیں﴿وادخلو الباب سجدا ﴾

۴۔ خدا وند عالم کی عفوو مغفرت کے لئے دعا بھی ضروری ہے اع عمل بھی لازمی ہے﴿قولوا حطة وا دخلوا الباب ﴾

۵۔ نیکوکاروں اور بدکاروں کے درمیان کوئی فرق ہونا چاہیئے۔ جب گناہگاروں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو نیک لوگوں کو درجات میں بھی اضافہ ہونا چاہیئے۔ ﴿سنزید المحسنین ﴾

آیت ۱۶۲

﴿فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَالّ۫ذِیْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزاً مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴾

ترجمہ: پس ان (بنی اسرائیل) میں سے ظالم لوگوں نے اس بات کو جو انہیں کہنا چاہیئے تھی اس کے علاوہ میں تبدیل کر دیا، پس ہم نے بھی ان کے ظلم کرنے کی وجہ سے ان پر آسمان سے عذاب نازل کیا۔

چند نکات:

تحریف اور تبدیلی کبھی تو واضح اور آشکارا ہوتی ہے جیسے کسی لفظ کو تبدیل کر دینا، اور کبھی لفظ کی ظاہری صورت کو تو برقرار رکھا جاتا ہے لیکن اس کو روح موضوع اور مفہوم کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو سینچر کے دن مچھلی کے شکار کا حیلہ، (کہ اس کا تذکرہ اگلی آیت میں ہو گا)

قرآن مجید قانون الٰہی میں تین طرح کی تبدیلیوں کو بیان فرماتا ہے۔

۱۔ ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر کسی بات میں تحریف و تبدیلی ۔ جیسے لفظ "حطة" (عفوو مغفرت کی درخواست) کی بجائے "حنطة" (گندم) کہنا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ بدنیتی پر مشتمل فریبکاری سے کام لے کر کوء تبدیلی کونا، جیسے بنی اسرائیل نے دریا کے ساحل پر کچھ حوض بنا لئے تھے کہ سنیچر کے دن ان میں مچھلیاں جمع ہو جایا کرتی تھیں اور اس کے دوسرے دن (اتوار) کو شکار کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم سے سینچر کے دن شکار نہیں کیا۔ قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے " ﴿ولقد علمتم الذین اعتدوامنکم فی السبت ﴾ " اور اپنی قوم سے ان لوگوں کی حالت تو تم بخوبی جانتے ہو جو سینچر کے دن اپنی حد سے گزر گئے۔ (بقرہ/۶۵)

۳۔ روشن فکری پر مشتمل تبدیلی، جیسے زمانہ جاہلیت میں جنگ کو جاری رکھنے کے لئے حرمت والے چار مہینوں میں موقوف کر دیں، لہٰذا ان مہینوں میں ردوبدل کر کے آگے کر دیا کرتے تھے جس پر یہ آیت نازل ہوا: " ﴿انما النسئی زیارۃ فی الکفر ﴾ "یعنی مہینوں کا آگے پیچھے کرنا کفر ہی کی زیادتی ہے۔ (عموبر/۳۷)

پیام:

۱۔ احکام خداوندی میں ردوبدل اور تحریف و تبدیلی کی سزا خدائی قہر و غضب ہے۔ ﴿رجزا من السمآء ﴾

۲۔ ہٹ دھرمی اور ضد اور وہ بھی مسخرہ بازی پر مبنی ایک ایسا جرم ہے جو کبھی معاف نہیں ہو سکتا ﴿رجزامن سما ﴾

۳۔ انسان کا انجام اس کے اپنے ہاتھ میں ہے اور عذاب، ظلم کا نتیجہ ہوتا ہے۔

آیت ۱۶۳

﴿وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِم اِذْ يَعْدُوْنَ فِیْ السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَا نُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعاً وَّ يَوْمَ لَايَسْ ْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْ هُمْ ْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْ ْنَ ﴾

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ان سے اس آبادی کے بارے میں پوچھئے جو دریا کے کنارے تھے؟ جب وہ (قانون اور) شنبہ کے دن کے بارے میں تجاوز کیا کرتے تھے، جب انکے چھٹی (سینچر) کے دن مچھلیاں بڑی تعداد میں دریا کے کنارے پانی کے اوپر آجایا کرتی تھیں۔ اور (دوسرے ایام میں) جب وہ چھٹی نہیں کرتے تھے وہ مچھلیاں بھی ظاہر نہیں ہوا کرتی تھیں اسی طرح ہم ان کے تجاوز اور فسق کی وجہ سے آزمایا کرتے تھے۔

ایک نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بنی اسرائیل کا یہ گروہ ساحل سمندر (زیادہ امکان یہی ہے کہ بحیرہ احمر کے کنارے فلسطین کی اس سرزمین میں جسے آج بندر ایلات کہا جاتاہے) رہا کرتا تھا۔ حکم خداوندی کے مطابق ان کے لئے شنبہ (سینچر) کے دن شکار ممنوع تھا، لیکن اسی دن مچھلیاں دوسرے ایام کی نسبت زیادہ جلوہ گری کیا کرتی تھیں جس سے ان لوگوں کے منہ میں پانی بھر آتا، اور یہ ایک خدائی آزمائش تھی۔ اور اس قوم نے مختلف چالیں چل کر قوانین الٰہی کی خلاف ورزی کی اور وہ یوں کہ سمندر کنارے چھوٹے چھوٹے حوض بنا لئے اور ان میں مچھلیوں کے نکلنے کے راستے بند کر دیئے سینچر کے دن جب ان میں سے وافر مقدار میں مچھلیاں آجایا کرتی تھیں۔ تو باہر نہیں نکل جاتی تھیں اسی لئے وہ اتوار کے دن بڑے آرام سے انہیں پکڑتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے حکم الٰہی کے تحت ان کا سینچر کا دن شکار نہیں کیا۔

پیام:

۱۔ اسلاف کی قانون شکنی آنے والی نسلوں کو بھی شرمندہ کرتی ہے۔﴿واسئلهم ﴾

۲۔ اسلاف کی بری عادات کا تذکرہ کہ جن کی وجہ سے انہیں تنبیہ کی گئی ہو اگر دوسروں کی عبرت کے لئے نقل کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔﴿عن القرية التى ﴾

۳۔ گناہ کے چہرے پر شرعی پردہ ڈال کر اسے شرعی حیثیت دینا سخت قابل مذمت ہے۔ ۵۰

(جس طرح کہ بنی اسرائیل نے اتوار کے دن شکار کے لئے سمندر کے کنارے حوض بنائے اور سینچر کے دن ان میں مچھلیوں کو اکٹھا کر لیا کرتے تھے)

۴۔ ماہی گیری کے ذریعہ گزر اوقات کا سلسلہ اور ساحل نشینی کی زندگی قدیم الایام سے چلی آرہی ہے۔

۵۔ چھٹی اور عبادت کے دن کاروبار کرنا ایک طرح کا تجاوز ہے۔﴿يعدون فى السبت ﴾

۶۔ سمندر کی مچھلیاں بھی حکم الٰہی کے تحت سینچر کے دن کی اور انسانی افراد کی قدرت تشخیص پیدا کر چکی تھیں۔ ﴿تاتيهم – لا تا تيهم ﴾

۷۔ اگرچہ خداوند عالم نے مچھلیوں کو لوگوں کے استفادے کے لئے خلق فرمایا ہے لیکن ہفتے میں ایک دن ان کے شکار سے منع کر کے ان لوگوں کی آزمائش کی ہے۔﴿حتيانهم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۸۔ حرمت کا ہر حکم ضروری نہیں کہ طبی خصوصیت کا حاصل بھی ہو، سینچر کے دن کی مچھلیوں میں اور دوسری مچھلیوں میں پروٹین کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں تھا، البتہ کسی اور دلیل کے ساتھ ان کا شکار حرام کیا گیا تھا۔

۹۔ دنیوی اورمادی جلوے بھی خدا کی آزمائش ہوا کرتے ہیں۔ (ن ﴿بلوھم ﴾

۱۰۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ بھی ایسے مقامات پر انسان کا امتحان لیتا ہے جہاں کے انسانی خواہشات اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔ ﴿تاتیھم حیتا نھم ﴾۵۱

آیت ۱۶۴

﴿وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَا تَعِظُوْنَ قَوْماً نِ اللهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْمُعَذِّبُهُمْ عَذَاباً شَدِيْداً قَالُوْا مَعْذِرَةًاِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو، جب ان (بنی اسرائیل) میں سے ایک گروہ نے (دوسرے گروہ سے جونہی عن المنکر کر رہا تھا، ہے) کہا: تم ایسے لوگوں کو کس لئے نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ یا تو ہلاک کرنے والا ہے یا پھر سخت عذاب دینے والا ہے؟ تو انہوں نے جوابدیا: اس لئے کہ تمہارے پروردگار کے پاس ہمارا عذر موجود ہو اور تاکہ شاید وہ بھی تقویٰ اختیار کر لیں۔

ایک نکتہ:

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے تین گروہ تھے۔ ۱۔ قانونی شکن اکثریت میں مشتمل گروہ۔ ۲۔ دلسوز اور ناصح گروہ اور ۳۔ لاغرض اور بے پرمالہ گوہ، یہ تیرا گروہ دوسرے گروہ کے افراد سے کہتا تھا، اپنے آپ کو بے فائدہ پریشان نہ رکو، کیونکہ تمہاری باتوں کا ان فاسق لوگوں پر اثر نہیں ہوتا وہ تو یں ہی ہر حال میں جہنمی ۔ لیکن مبلغین کہتے تھے کہ ہماری باتیں اگر نہیں ہیں کم ازکم ہم تو خدا کے حوجر اپنا عذرپیش کر سکیں گے۔ جی ہاں! عام طورپر ہر معاشرے کے لوگ اسی قسم کے تین گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

سورہ مرسلات کی چھٹی آیت میں ہے۔ "فالملقیات ذکرا۔ عذرا اورنذرا" یعنی ان لوگوں کی قسم جو ذکر خداوندی دوسرے لوگوں کو القاء کرتے ہیں خواہ اتمام حجت کے طورپر انہیں خبردار کرنے کے واسطے ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ نہی عن المنکر، اتمام حجت کے لئے اور خدا کے نزدیک عذر پیش کرنے کے لئے لازم ہے۔ ﴿معذرة﴾
(ہم اپنے فریضہ پر عمل کرنے کے پابندہیں نتیجہ کا ضامن نہیں)

۲۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نہ تو خود کسی کو موعظہ کرتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کے موعظہ کو برداشت کرتے ہیں۔ (لم تعظون)

۳۔ اپنی لاپرواہی کے گناہ کی "خدا کی مرضی" سے توجیہ نہیں کرنی چاہیئے۔ ﴿لم تعظون قوماں اللہ مهلكهم﴾

۴۔ لاپرواہ قسم کے لوگ، مجرمین اور گناہگاروں کو تنبیہ کرنے کی بجائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں پر اعتراض کرتے ہی۔ ﴿لم تعظون﴾

۵۔ جو لوگ موعظہ اور تربیت کی کوششوں کو بے فائدہ اور غیر موثر سمجھتے ہیں ان کے مقابل میں ڈٹ جانا چاہیئے۔ ﴿معذرة﴾

۶۔ جلدبازی میں فیصلہ نہیں کردینا چاہیئے۔ کسی کے بارے میں فوراً نہیں کہہ دینا چاہیئے۔ کہ خداوند عالم اسے عذاب دے گا یا ہلاک کرے گا۔ ﴿مهلكهم اومذبهم﴾

۷۔ آپ لوگوں کو بھی اس قدر کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے رب کے پاس گھر جائیں تو آپ کے پاس معقول عذر ہونا چاہیئے۔ (ربکم) ہے "ربنا" نہیں ہے۔

۸۔ اگر نہی عن المنکر کے اثر کے احتمال نہ بھی ہو، تاہم حجت اور خدا کے نزدیک معقول عذر تو ہو گا۔ لہٰذا اس فریضہ کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

۹۔ اللہ والے، معاشرتی اصلاح سے کبھی ناامید نہیں ہوتے۔ ﴿لعلهم يتقون﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۶۵۔۱۶۶

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِه اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ
فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّانُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ﴾

ترجمہ: پس جب انہوں نے اس یاددہانی کو فراموش کردیا تو ہم نے نہی عن المنکر کرنے والوں کو نجات دیدی اور ظالموں کو ان کے فسق وفجور بجالانے کے سبب سخت عذاب میں گرفتار کردیا۔

پس جب انہوں ے اس بات سے سرکشی کی جس سے انہیں روکا گیا تھا تو ہم نے انہیں کہا: تم دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ!

چند نکات:

"بئس" کا لفظ "باس" سے نکلا ہے جس کا معنی ہے "سخت"

سورہ مائدہ/ ۶۰ میں ہے کہ کچھ لوگ بندر اور سور بن گئے۔ جبکہ یہاں صرف بندر بننے کا تذکرہ ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ دونوں آیات ایک ہی گروہ کے بارے میں ہیں اور آیت کا ظاہر یہی بتاتا ہے کہ وہ لوگ بندروں کی شکل میں تبدیل ہو گئے تھے بندروں کی خصلت نہیں بنائی تھی۔

روایات کے مطابق جب بنی اسرائیل کے موغطہ کرنے والوں نے دیکھا کہ ان کی نصیحت اپنی قوم میں بے اثر ہے تو وہ ان لوگوں سے جدا ہو گئے اور اسی رات عذاب الٰہی نازل ہوا جس نے گناہگاروں اور خاموشی اختیار کرنے والوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ (ازتفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ نہی عن المنکر اگر دوسروں کی ہدایت کا سبب نہ بن سکے، ہماری اپنی نجات کا ذریعہ ضرور ہوتا ہے۔ (﴿انجینا ينهون الذين ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ اگر عدم توجہ اور غفلت کی وجہ سے فراموشی کو اختیار کیا جائے تو اس سے سزا مل سکتی ہے۔ ﴿فلما نسوا-----﴾

۳۔ جو اپنے لئے موعظہ اور پند و نصیحت کے راستے بند کر دیتا ہے وہ اپنے لئے خدائی قہر و غضب کے دروازے کھول دیتا ہے ﴿نسوا-- اخذنا ﴾

۴۔ نہی عن المنکر ایک دائمی فریضہ ہے۔ (ینھون) فعل مضارع دوام و استمرار دلالت کرتا ہے،

۵۔ بے پروا قسم کے لوگ ظالم ہیں۔ ﴿الذین ظلموا ﴾ اس سے پہلی آیت بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل تین گروہوں میں بٹ چکے تھے۔ ۱۔ ظالم۔ ۲۔ ہندو نصحت کرنے والے اور ۳۔ لاپرواہ قسم کے لوگ جو ہر بات پر خاموشی اختیار کر لیتے تھے۔ اس آیت میں خاموشی اختیار کرنے والوں کو بھی ظلم کرنے والوں میں شمار کیا گیا ہے۔ ﴿انجینا الذین ینھون عنه ﴾

۶۔ بہت بڑا اور بہت سخت عذاب، مرحلہ ان نیت سے گر جاتا ہے ﴿عذاب بئیس ----- قردة ﴾

۷۔ حد سے تجاوز کرنے والوں کی سزا یہ ہے کہ ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں اور متکبرین کی سزا یہ ہے کہ انہیں معاشرے کی دھتکار دیا جائے اور ان کی توہین و تحقیر کی جائے۔ ﴿عتوا، قردة خاسئین ﴾

۸۔ جو قومیں قوانین الٰہی کے مقابلے میں غرور اور تکبر کا مظاہرہ کرتی ہیں وہ بندروں کی مانند کبھی تو مشرق والوں کی ور کبھی اہل مغرب کی نقالی کرتی رہتی ہیں۔ ﴿قردة ﴾

۹۔ جو لوگ حکم خداوندی کو مختلف حیلوں بہانوں سے مسخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے اپنے چہرے مسخ ہو جاتے ہیں۔ دین کے ساتھ بازیگری کرنے والے، خود ہی بازیگر جانوروں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

۱۰۔ جو خدا صرف ایک ہی حکم کے ساتھ ابراہیم کے لئے آگ کو گلستان بنا سکتا ہے، وہ انسان کو بندر میں بھی تبدیل کر سکتا ہے۔

آیت ۱۶۷

﴿وَ اِذْتَاَذَّنَ رَبُّکَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِط اِنَّ رَبَّکَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے اعلان کر دیا کہ قیامت کے دن تک ان (بنی اسرائیل) پر کسی ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں سخت اور برا عذاب دیتا رہے گا یقینا تمہارا مددگار، بہت جلد سزا دینے والا ہے اور (توبہ کرنے والوں کے لئے) بخشنے والا اور مہربان ہے۔

ایک نکتہ:

"تاذّن" اور "اذّن" (دونوں) کا معنی اعلان کرنا ہے۔ اور قسم کے معنی کے لئے بھی آتے ہیں۔

پیام:

۱۔ خدا وند عالم کا طریقہ کار تو یہ ہے کہ مجرمین کو مہلت دیتا ہے، لیکن جو لوگ اس کے آگے اکڑ جاتے ہیں تو انہیں سزا بھی بہت جلد دیتا ہے۔

۲۔ فاسد اور جابر لوگوں کا تباہکار عوام پر تسلط کبھی خدائی سزا اور ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ بھی ہوا کرتا ہے۔ ﴿لیبعثن ﴾

۳۔ اقوام و ملل کی تاریخ زنجیر کڑیوں کی مانند ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہے اور کسی ایک گناہ کی سزا بعض اوقات تاریخی طور پر اس قدر طوانی ہوتی ہے کہ قیامت تک چلی جاتی ہے۔ ﴿الی یوم القیامة ﴾

۴۔ جو لوگ اولیاء اللہ کا منہ چڑآتے ہیں وہ ذلیل اور اشرار لوگ ہوتے ہیں۔ ﴿یسومهم ﴾ ۔۔) ۵۲

۵۔ خداوند عالم کی پیشن گوئی یہی ہے کہ ظالم یہودی قوم ہمیشہ ذلیل اور خوار ہی رہے۔ ﴿الی یوم القیامة ﴾

۶۔ توبہ کا دروازہ ہمیشہ اور ہر ایک کے واسطے کھلا ہوا ہے۔ ﴿غفور رحیم ﴾

آیت ۱۶۸

﴿وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَماً مِّنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِکَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو روئے زمین پر کئی گروہوں کی صورت میں منتشر کر دیا، ان میں سے کچھ لوگ تو نیک اور صالح ہیں اور کچھ لوگ ان کے علاوہ (ضدی اور ہٹ دھرم) ہیں۔ اور ہم نے انہیں نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ آزمایا ہے تاکہ وہ لوٹ آئیں۔

ایک نکتہ:

بنی اسرائیل کو بعض اوقات عزت اور اقتدار مل جاتا ہے تاکہ ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کا شکر بجا لائیں اور بعض اوقات انہی سختیوں اور مصیبتوں میں جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ ہو سکتا ہے کہ ان میں توبہ اور بازگشت کی حس بیدار ہو جائے۔ انجام کار ایسا ہوتا ہے کہ بعض لوگ صالح بھی ہوتے ہیں اور اسلام کی حقانیت کو صدقہ دل سے قبول کر لیتے ہیں اور بعض کم بخت قسم کے لوگ دنیا پرستی اور ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہتے ہیں۔

پیام:

۱۔ بعض اوقات انتشار، آوارگی اور پراکندگی، خدا کے قہر و غضب کی علامتیں ہوتی ہیں اور مرکزیت اور ہمبستگی لطف خداوندی کی نشانیاں ہوتی ہیں۔ ﴿قطعناهم﴾

۲۔ انسان، آزاد ہے ﴿منهم الصالحون ومنهم دون ذالک﴾

۳۔ کسی پر تنقید کرتے وقت اچھے لوگوں کے حق کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ ﴿منهم الصالحون﴾

۴۔ تلخ اور شیریں واقعات خدا کی آزمائش کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ﴿بلوناهم﴾

۵۔ تشویق و ترغیب اور تنبیہ نیز مہر اور قہر دونوں ہی انسان ساز اور تربیت کنندہ ہوتے ہیں۔ ﴿لعلهم يرجعون﴾

۶۔ انسان کی روحانی تبدیلی اور حق کی طرف اس کی بازگشت امتحان الٰہی کی حکومتوں میں سے ایک حکمت ہے۔ ﴿لعلهم رجعون﴾

آیت ۱۶۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿فَخَلَفَ مِنم بَعْدِ هِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوْا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُلَنَا وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُه يَاْخُذُوْهُط اَلَمْ يُؤخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِيْهِط وَالدَّارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَط اَفَلَاتَعْقِلُوْنَ ﴾

ترجمہ: پس ان کے بعد ان کی ناخلف اولاد ان کی جانشین ہوئی جو کہ آسمانی کتاب (تورات) کی وارث ہوئی (لیکن اس کی قدر کو نہ جانا) اور اس ناپائیدار دنیا کا مال و متاع سمیٹتی رہی اور (قوانین خداوندی کو ترک کردینے کے ساتھ ساتھ) کہتی رہی کہ ہم بہت جلد بخش دیئے جائیں گے۔ اور اگر دوسری مرتبہ بھی ان قسم کے مادی منافع ملنے لگ جائیں پھر بھی وہ اسے لے لیں (اور قوانین الٰہی کو ترک کردیں) آیا ان سے کتاب کا یثاق نہیں لیا گیا تھا کہ خدا کی طرف حق بات کے علاوہ کسی بھی چیز کی نسبت نہ دیں؟ اور ان لوگوں نے اس کتاب اور یثاق کو بارہا (درس کی صورت میں) پڑھا بھی ہے (لیکن عملی طور پر دنیا کی پرستش کی) حالانکہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو تقوی اختیار کرتے ہیں، آیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے؟

دو نکات:

'خلف" (بروزن حرف) عام طور پر ناخلف اولاد کو کہا جاتا ہے اور "خلف" (بروزن شرف) صالح شائستہ اور لائق اولاد کو کہتے ہیں۔ (از تفسیر نمونہ، منقول از تفسری مجمع البیان و ابوالفتوح)

"عرض" (بروزن صمد) ہر قسم کے سرمائے کو کہا جاتا ہے جبکہ "عرض" (بروزن قرض) صرف نقد رقم کے لئے بولا جاتا ہے۔ چونکہ دنیا ناپائیدار ہے اسی لئے اسے عرض کہا گیا ہے۔ علامہ محسن فیض کاشانی فرماتے ہیں اس آیت میں "عرض" سے مراد "رشوت" ہے۔

پیام:

۱۔ اپنی آنے والی نسلوں کے بارے میں غفلت سے کام نہ لو کہ کہیں وہ رفاہ طلب اور دنیا پرست نہ ہو جائیں! ﴿خلف ﴾

۲۔ دنیا پرستی اور دنیا داری پر انقلاب کے لئے آفت ہوا کرتی ہے۔ ﴿من بعدھم خلف ﴾

۳۔ دنیا ناپائیدار ہے۔ ﴿عرض ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔یہودی ایک ایسی قوم تھے جو اپنے آپ پر راضی اور خوش تھے نیز بڑی ڈینگیں مارا کرتے تھے۔﴿سیغفر لنا﴾۵۴

۵۔بے جا امید بھی بے جا خوف کی مانند خرابی پیدا کردیتی ہے۔﴿سیغفرلنا﴾

۶۔حقیقی توبہ کی علامت یہ ہے کہ اگر دوسری مرتبہ خلاف ورزی کا موقع ملے تو اس کا ارتکاب نہ کیا جائے﴿یاتیھم عرض مثله یاخذوه﴾

۷۔آسمانی کتاب کا صرف جان لینا اور اس کا مطالعہ کرنا ہی کافی نہیں ساتھ ہی تقویٰ بھی ضروری ہے﴿ورؤا الکتاب ، درسوا، یاخذوه﴾

آیت ۱۷۰

﴿وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوْا الصَّلٰوةَط اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ﴾

ترجمہ: اور جو لوگ آسمانی کتاب کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں تو ہم بھی یقینا اصلاح کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کریں گے۔

دو نکات:

قرآن کریم کا عموم قرینہ ہے کہ فاسد اور مفسد اکثریت کے ساتھ نیک اور صالح اقلیت کا تذکرہ بھی کرتا ہے۔

"کتاب" کا لفظ تمام آسمانی کتابوں کو شامل ہے اور آیت کا مفہوم کسی خاص گوہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ہاں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ گھر گزشتہ آیات کو پیش نظر لایا جائے تو پھر ممکن ہے کہ اس سے مراد "تورات" ہو۔

پیام:

۱۔حقیقی معنوں میں اصلاح کی دو شرائط ہیں۔ ۱۔قوانین کے ساتھ مکمل تمسک ۲۔نماز کے ذریعہ خداوند عالم کے ساتھ مستحکم ربط۔ (مکمل آیت کا مفہوم)

۲۔آسمانی کتاب کو پڑھنا، اسے حفظ کرنا، اسے چھاپنا، اس کی نشر و اشاعت کرنا ہی اصلاح کا موجب نہیں ہوتا بلکہ اس کو مضبوطی سے تھامنا یعنی اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اس طرح سے نجات حاصل ہو،﴿یمسکون﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ دین یہودیت میں بھی نماز فرض چلی آئی ہے۔ ﴿اقاموالصلوٰة ﴾

۴۔ اگرچہ نماز آسمانی کتاب کے مضامین کا ایک حصہ ہے لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر یہاں پر اس کا خصوصیت کے ساتھ نام لیا گیا ہے۔ ﴿اقامواالصلوٰة ﴾

۵۔ بے نماز اور کتاب سے بے خبر لوگ مصلح نہیں بن سکتے۔

۶۔ دین کے جہاں اُخروی فوائد میں وہاں پر اس دنیا میں بھی اس کی زبردست اہمیت ہے ﴿مصلحین ﴾

۷۔ نماز، معاشرے کی اصلاح کا ایک اہم ذریعہ ہے ﴿اقامواالصلوٰة ، مصلحین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۷۱

﴿وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّه ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّه وَاقِعٌم بِهِمْ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے کوہ (طور) کو اس کی اپنی جگہ سے اکھاڑ کر ان کے سروں پر سائبان کی مانند قرار دیدیا اور وہ گمان کرنے لگے کہ یہ ان کے سروں پر گرا ہی چاہتا ہے اور ہم نے عطا کئے ہیں انہیں مضبوطی کے ساتھ اور سنجیدگی سے لے لو اور جو کچھ ان میں ہے انہیں یاد کر لو (اور ان پر عمل کرو) ہو سکتا ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔

چند نکات:

یہ اس سورت کی آخری آیت ہے جو بنی اسرائیل کے بارے میں گفتگو کر رہی ہے آیت ۱۰۱ سے یہاں تک (یہ مسلسل ستر آیتیں ایسی ہیں جو) ان کے بارے میں مسائل کو ذکر کر رہی ہیں)

زیر نظر آیت سے ملتی جلتی سورہ بقرہ کی ۶۱ ویں آیت ہے۔

"نتق" کے معنی ہیں اکٹھا کر پھینک دینا۔

جب حضرت موسیٰ تورات لے کر کوہ طور سے واپس آ گئے تو بنی اسرائیل نے آپ کی مخالفت شروع کر دی، خداوند عالم نے پہاڑ کو زمین سے اکھاڑا اور ان کے سروں پر سائبان کی مانند لٹکا دیا جس سے وہ وحشت زدہ ہو گئے اور وعدہ کیا کہ اُن کی اطاعت کریں گے اور سجدہ میں بھی گر گئے۔

یہاں ہر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کسی کو مجبور کر کے وعدہ لینا اور اس سے اطاعت کرانا صحیح ہے اور اس سے اطاعت کرانا صحیح ہے اور اس کی قدر و قیمت بھی ہے؟

تو اس جواب یہ ہے کہ ہر مقام پر مجبور کرنا برا نہیں ہوتا۔ بعض اوقات نشے کے عادی کو مجبور کر کے اس سے نشہ چھڑایا جاتا ہے جو بجائے خود ایک اہم بات ہے البتہ مجبور کر کے اس پر قلبی عقیدہ مسلط نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن صحیح اعمال کو معاشرے میں زبردستی طریقے سے بھی رائج کیا جا سکتا ہے علاوہ ازیں بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کسی کام کو زبردستی کرایا جاتا ہے اور پھر وہ آہستہ آہستہ معرفت اور آگاہی اور شعور پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ارادہ اور اختیار سے انجام پانے لگتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ معاشرے کی عمومی تربیت کے لئے بعض اوقات دباؤ اور سختی سے بھی کام لینا پڑتا ہے تاکہ لوگوں کو کار خیر پر آمادہ کیا جا سکے۔ ﴿اذنتقنا ---- خذوامااتیناکم-----﴾

۲۔ احکام الٰہی کو عشق و شوق پھر سنجیدگی اور قوت کے ساتھ لینا چاہئے اور ان پر عمل کرنا چاہئے۔

۳۔ آسمانی کتابوں اور دینی دستوارات کا اصل مقصد لوگوں کے دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ ﴿لعلکم تتقون﴾

آیت ۱۷۲

﴿وَ اِذْاَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِ ھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَ اَشْھَدَ ھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْط قَالُوْا بَلٰی شَھِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴾

ترجمہ: اور اس روز کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم کی پشت سے ان کی ذریت کو لیا اور انہیں اپنے آپ پر گواہ بنایا (اور کہا) آیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا: کیوں نہیں؟ ہم گواہی دیتے ہیں (کہ تو ہمارے پروردگار ہے اولاد آدم سے اس طرح کا اقرار اس لئے لیا گیا) تاکہ بروز قیامت یہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل رہے تھے۔

چند نکات:

"ذریت" کے معنی ویسے تو چھوٹے چھوٹے بچوں کے ہیں لیکن عام طور پر اس کا استعمال تمام اولد میں بھی ہوتا ہے۔

آیت میں اولاد آدم سے پیمان لینے کا انداز ذکر نہیں ہوا۔ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کی تخلیق کے بعد ان کی تمام اولاد باریک لیکن باشعور ذرات کی صورت میں ان کی پشت سے نکالا گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے ان سے سوال کیا، جس پر انہوں نے خداوند متعال کی ربوبیت کا اعتراف کیا: اس کے بعد ساری ذریت ان کی سلب اور مٹی میں واپس چلی گئی اور پھر تدریجی اور طبعی طور پر ان سے باہر آتی رہی، اس عالم کو "عالم ذر" اور اس پیمان کو "پیمان الست" اور اس کائنات کو "عالمِ اَلَست" کہا جاتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "عالم ذر" سے مراد وہی استعداد اور صلاحیتوں کا عالم ہو اور پیمان سے مراد فطرت کا تکوینی پیمان ہو۔ یعنی جب اولاد آدم نطفہ کی صورت میں اپنے بالوں کی صلبوں سے نکل کر ماؤں کے رحموں میں منتقل ہوتی ہے تو اس وقت ایک ذرہ سے زیادہ ان کی حیثیت نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ توحید کی معرفت کی استعداد اور فطرت اسی طرح حق جوئی کی فطرت ان میں ودیعت کر دیتا ہے۔ اور یہ خدائی راز ایک اندرونی حسّ کی صورت میں ہر ایک کی نہاد وفطرت میں امانت کے طور پر رکھ دی جاتی ہے اور ساتھ ہی ان کی عقل و خرد میں بھی یہی بات بٹھا دی جاتی ہے۔ جب سے خدا کی تلاش اس کی شناخت اور اس کا اقرار ایک خود آگاہ حقیقت کی صورت میں منقش ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تخلیقی زبان میں ان سے سوال کیا ہے اور انہوں نے بھی اسی زبان میں جواب دیا ہے۔

پیام:

۱۔ خداوند عالم نے توحید کو ہر انسان کی فطرت اور سرشت میں داخل کر دیا ہے۔ ﴿اشھد هم علی انفسهم ﴾

۲۔ فطرت اور حق جوئی کا میثاق بندوں پر اتمام حجت کی طور پر ہے۔ ﴿ان تقولوایوم القیامة ﴾

۳۔ انسان اپنے وجود کی گہرائیوں میں خداوند عالم کے اقرار کی حس کو ضرور تلاش کرتا ہے اس لئے کہ اس نے عالم ذر میں اس کا اقرار کیا ہوا ہوتا ہے۔

آیت ۱۷۳، ۱۷۴

﴿اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَکَ اٰبَآئُنَا مِنْ قَبْلُ وَ کُنَّا ذُرِیَّةً مِّنْ م بَعْدِ هِمْ اَفَتُهْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ وَ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴾

ترجمہ: (ذُریت آدم سے ہم سے یہ سوال و جواب اس لئے کئے) تاکہ یہ نہ کہیں کہ ہمارے باپ دادا تو پہلے ہی سے مشرک تھے اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے (اور مجبور ان کی راہوں پر چلتے رہے) تو کیا ہم اُن اہل باطل کی کارستانیوں کی وجہ سے سزا دے گا اور ہلاک کرے گا؟

اور ہم اس طرح اپنی آیات کو روشن کر کے بیان کرتے ہیں (تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ توحید کا نور ابتدا ہی سے ان کی فطرت میں شامل ہے) اور شاید کہ خداوند (اور توحید کی پاک فطرت) کی جانب لوٹ آئیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی فطرت، خدا کی طرف سے اتمام حجت کے طور پر ہوتی ہے اور فطرت کا چراغ اپنے اندر اس قدر طاقت رکھتا ہے کہ اس میں چاروں طرف پھیلائی ظلمت پر اپنا نور ڈالنے کی پوری پوری طاقت ہوتی ہے۔

۲۔ ماحول اور معاشرہ انسان کو مجبور نہیں کرتا۔ ﴿اوتقولوا ﴾

۳۔ اصول دین میں تقلید جائز نہیں ہے ﴿اشرک آباؤنا ﴾

۴۔ اپنے گناہ اور گمراہی کا بوجھ دوسروں کی گردن میں مت ڈالو ﴿اشرک آباؤنا ﴾

۵۔ اپنے اسلاف کا احترام اس حد تک ہے کہ انسان کو مشرک نہ بنا دے۔ ﴿ذی یة من بدھم ﴾

۶۔ شرک انسان کو ہلاکت اوریا وہ کوئی اور غلط کایوں تک جا پہنچاتا ہے ﴿تھلکنا -- مبطلون ﴾

۷۔ آیات الٰہی انسان کو یثاق فطرت اور توحیدی سرشت کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ ﴿لعلھم یرجعون ﴾

آیت ۱۷۵

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْ اٰتَيْنٰه اٰيٰتِنَافَنْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَه الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں کے لئے اس شخص کی داستان کو پڑھو کہ جسے ہم نے اپنی آیات عطا کی تھیں، پس اس نے (ناشکری کرتے ہوئے) اپنے آپ کو ان آیات اور علوم سے باہر نکال لیا اور شیطان نے اسے اپنے پیچھے لگا لیا پس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

ایک نکتہ:

یہ آیت بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کے بارے میں ہے جو پہلے پہل تو مومنین اور الٰہی آیات و علوم کے حاملین کی صف میں تھا، لیکن بعد میں گمراہ ہو گیا اور شیطان نے اس کے دل میں کئی وسوسے ڈال دیئے تمام تاریخی اور تفسیری کتابوں میں اس کا نام "بلعم باعورا" مذکور ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ بلعم باعورا "اسم اعظم" جانتا تھا جس کی وجہ سے اس کی ہر دعا قبول ہوتی تھی لیکن بعد میں فرعون کے دربار میں جا پہنچا۔ اگرچہ وہ آغاز کار میں حضرت موسیٰ کا مبلغ تھا، لیکن اس کا انجام بہت خراب ہوا۔

قرآن مجید میں اس کا نام تو نہیں لیا گیا لیکن اس کی کارستانیاں ضرور بیان کی گئی ہیں اور حضرت امام محمد باقر کے بقول یہ آیت ہر اس شخص سے مطابقت رکھتی ہے جو خواہشات نفسانی کو حق پر غالب کرتا ہے (از تفسیر نورالثقلین) اور اس قسم کے لوگ ہر دور اور ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں آیت صرف بلعم سے ہی مخصوص نہیں ہے۔

بلعم باعورا کا قصہ توریت میں بھی ذکر ہوا ہے۔ (تفسیر قرطبی)

پیام:

۱۔ رہبر اور قائد کا فرض بنتا ہے کہ لوگوں کو درپیش آنے والے خطرات سے آگاہ کرے اور ڈرائے۔﴿واتل علیهم ﴾

۲۔ انسان کو جس قدر ترقی ملتی جائے اسے کبھی مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اسے تباہی کا خطرہ ہر وقت درپیش رہتا ہے صحیح معنوں میں انجام کار ہی اہمیت رکھتا ہے، آغاز کار کو اپنی اہمیت حاصل نہیں، جو جتنا بلند ہوگا اس کا خطرہ بھی اسی قدر زیادہ ہوگا۔﴿فانسلخ منها ﴾

۳۔ میرے انجام کے بارے میں ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے اور اس خطرے کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ کہیں نعمت، عذاب اور سزا میں نہ بدل جائے!

۴۔ اگر نعمتوں کو ان کے صحیح مصرف میں استعمال نہ کیا جائے، واپس لے لیا جاتی ہیں﴿آئیناه آیاتنا فانسلخ ﴾

۵۔ جو خدا سے کٹ جاتا ہے، شیطان کی گرفت میں آجاتا ہے اور اس کا لقمہ بن جاتا ہے﴿فانسلخ مظ فاتبعه الشیطان ﴾

۶۔ دنیاوی چکا چوند اور شاہی دربار ایسی چیزیں جہاں پر علماء اور دانشوروں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں، عوام الناس کا تو خدا ہی حافظ ہے!

۷۔ انسان آزاد ہے، جب چاہے اپنی سمت بدل لے﴿آتینا آیتنا فانسلنج ﴾

۸۔ جب شیطان کسی میں اپنی متابعت کی صلاحیت دیکھتا ہ تو اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔﴿فانسلخ فاتبعه ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹۔ صرف اکیلا علم ہی نجات دہندہ نہیں ہے۔ دنیا پرست عالم، شیطان کا اسیر ہو سکتا ہے﴿فاتبعه الشیطان ﴾

۱۰۔ طاغوتی طاقتیں علماء کو بھی فریب دے سکتی ہیں علماء سو کا انجام بلعم باعورا جیسا ہوتا ہے لہٰذا اسے تاریخ کے لئے ایک یادگار سبق کے طور پر باقی رہنا چاہیئے۔

۱۱۔ راہ خدا کو چھوڑ دینا حماقت ہے﴿فکان من الغاوین ﴾اور "غوایت" اس گمراہی کو کہتے ہیں جو حماقت کی وجہ سے اختیار کی جاتی ہے۔

آیت ۱۷۶

﴿وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُه كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو اس کی قدرومنزلت کو (ان آیات و علوم کی وجہ سے) اوپر لے جاتے (جو ہم نے اسے عطا کیئے تھے) لیکن وہ خود زمین (اور مادیات) سے چمٹ گئی اور اپنی خواہش کی اتباع کر لی، تو اس کی مثال اس کے جیسی ہے کہ لگ تو اس پر حملہ کرے تگو وہ منہ کھول کر بھونکنے لگے اور زبان کو باہر نکال لے، اور اگر (حملہ نہ کرے بلکہ) اسے ویسے ہی چھوڑ دے تو بھی وہ ایسا ہی کرے (دنیا پرستوں کا منہ ہمیشہ کھلا رہاتا ہے) کہتے کی یہ مثال ان لوگوں جیسی ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ پس (اے پیغمبر) تم ایسی داستانوں کو بیان کرتے رہو شاید کہ یہ لوگ غور فکر کے نام لیں۔

پیام:

۱۔ آیات خداوندی انسان کی بلندی (مراتب) کا سبب ہیں﴿لرفعناه بها ﴾

۲۔ دنیا کے ساتھ دل لگا انسان کی پستی کا موجب ہوتا ہے اور اس کی معنوی پرواز رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔﴿اخلد ﴾

۳۔ لطف خداوندی مختلف طور طریقوں سے حاصل ہوتا رہتا ہے، لیکن انسان اسے اپنے تک پہنچنے سے روکنے کا سبب بن جاتا ہے﴿لوشئنا لرفعنٰه بها ولکن ﴾ ---)

۴۔ دنیا پرستی ہوا وہوس پرستی کے ساتھ ملی ہوتی ہے﴿اخلا - اتبع هواه ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ غافل لوگوں کو چاپایوں سے تشبیہ دی گئی ہے لیکن علماء سو یا دنیا پرست عالموں کو حریص کتے کی مانند بتایا گیا ہے۔ (کمثل الکلب)

۶۔ بے عمل عالم۔ لوگوں کے نزدیک قابل نفرت ہوتا ہے ﴿کمثل الکلب ﴾

۷۔ دنیا کا بندہ کبھی سکون قلب حاصل نہیں کرپاتا ﴿ان لتحمل علیه یلهث وترکه یلعث ﴾

۸۔ دنیا کے ساتھ محبت اور خواہشات نفسانی کی اتالج، انسان کو لاپرواہ کردیتی ہے ﴿ان تحمل ---- اوتترکه ﴾ (۔۔

۹۔ فریب خوردہ علماء کا انجام لوگوں کے سرمایہ عبرت اور موجب غور وفکر ہوتا ہے۔ (سابقہ آیت میں "واتل" ہے اور اس میں (ناقصص) ہے۔

۱۰۔ حرص اور دنیا پرستی کی کوئی حد انتہا نہیں ہے، دنیا پرستوں کے پاس جس قدر بھی دنیا موجود ہو بھی ان کے لئے کم ہے اور وہ طمع ولالچ کی زبان کھولے کتے کی طرح ہانپ کانپ رہے ہوتے ہیں۔

۱۱۔ قصوں اور داستانوں کو انسان کی فکری ترقی کا موجب بننا چاہئے تاکہ دماغی نشہ یا سرگرمی کا سبب تبلیغی قسم کی داستانیں بیان کرنا انبیاء کا کام ہوت اہے ﴿فاقصص القصص لعلهم یتفکرون ﴾

آیت ۱۷۷ ۔ ۱۷۸

﴿سَاءَ مَثَلَا نِ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ کَانُوْا یَظْلِمُوْنَ   مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِی وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَاُوْلٰئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے یہی آیات کو جھٹلایا ہے ان کی مثال کس قدر بری ہے، اور یہ لوگ اپنے اوپر خود ہی ظلم کرتے تھے۔

جسے خدا ہدایت کرے وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے، اور جسے خدا گمراہی میں چھوڑدے پس وہی لوگ ہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

یہ جو انسان اپنے علمی اور معنوی سرمائے کو طاغوت کی تقویت پہنچانے کے لئے خرچ کرتا ہے اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔

ہدایت یافتہ افراد کے لئے مفرد (مھتد) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور گمراہوں کے لئے جمع (خاسرون) کا لفظ لایا گیا ہے اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ ہدایت یافتہ افراد کا راستہ ایک ہی ہے اور وہ متحد ہیں لیکن گمراہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں اور ان کی راہیں بھی مختلف ہیں۔

ہرچند کہ ہدایت اور گمراہی خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن اس کے لئے راہیں ہموار کرنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے اور خداوند عالم حکیم اور رحیم ہے جب تک انسان راہیں ہموار نہیں کرے گا اس کے لطف و رحم یا قہر و غضب کے شامل حال نہیں ہو گا۔

پیام:

۱۔ آیات خداوندی کی تکذیب کرنا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہوتا ہے دوسروں پر نہیں۔ ﴿انفسھم کا نوا یظلمون﴾ "انفسھم" کو "یظلمون" پر مقدم کرنا انحصار کی دلیل ہے۔

۲۔ برا انجام آیات الٰہی کو جھٹلانے والوں کے انتظار میں ہے۔

۳۔ اگر خداوند تعالیٰ کی مہربانی شامل حال نہ ہو تو صرف علم رکھنا نجات اور ہدایت کا موجب نہیں بن سکتا۔ (من یھد الله)

آیت ۱۷۹

﴿وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَاوَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَاط اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُوْلٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾

ترجمہ: اور یہ بات یقینی ہے کہ ہم نے بہت سے جن وانس کو جہنم کے لئے پید اکیا ہے (کیونکہ) ان کے ایسے دل ہیں جن کے ذریعہ وہ حق کو درک نہیں کرتے آنکھیں ہیں کہ جن کے ذریعہ وہ نہیں دیکھ پاتے ایسے کان ہیں جن کے ذریعے وہ اسے نہیں سنتے وہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ یہی لوگ ہی غافل ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات:

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے جن وانس دوزخ کے لئے پیدا کیا گیا ہے جبکہ سورہ ذاریات/۵۶ میں جن وانس کی تخلیق کا سبب عبادت بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" تو اان میں سے کس کو صحیح مانا جائے؟

جواب: تخلیق کا اصل مقصد تو عبادت اور خدا پرستی ہی ہے، لیکن انسانوں "لجھنم" پر موجود "لام" عاقبت اور انجام کے لئے ہے مقعید اور ہدف کے لئے نہیں۔ جیسا کہ برھئی کا اصل مقصد تو ڈرور دروازے کھڑکیاں وغیرہ تیار کرنا ہوتا ہے لیکن انہیں دروازوں اور کھڑکیوں کے تختے اور لکڑیاں انگیٹھی میں بھی جلتی ہیں تو یہ اس کا تبعی ہدف ہوتا اصل اور بنیادی مقصد نہیں ہوتا ۵۵

یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا فرشتہ زیادہ اہم یا انسان؟ تو اس کا جواب حضرت علی نے یوں دیا ہے کہ فرشتے میں صرف عقل ہوتی ہے اور حیوان میں فقط غریزہ حکم فرما ہوتا ہے۔ لیکن انسان ان دونوں صفات کا حامل ہوتا ہے۔ جس کی عقل اس کے عزیز پر غالب آگئی وہ فرشتے سے برتر جس کا غریزہ اس کی عقل پر غالب آگیا وہ حیوان سے بدتر ہو گیا۔ ﴿اولئک کالانعام بل هم اضل ﴾۵۶

پیام:

۱۔ آفرنیش اور تخلیق تو رحمت کی بنیاد پر ہوتی ہے لیکن انسان اپنے غلط اختیار کی وجہ سے جہنمی بن جاتا ہے۔ ﴿لهم قلوب ﴾ ۔۔۔)

۲۔ جنات بھی انسانوں کی طرح مکلف ہیں، وہ بھی صاحب اختیار وارادہ ہیں، انہیں بھی سزا اور جزا ملے گی۔ (﴿من الجن ولانس ﴾

۳۔ جو شخص خدائی نعمتوں سے صحیح معنوں میں فائدہ نہیں اٹھاتا وہ اس سے بدتر ہے جس کے ہر اس قسم کی نعمتیں نہیں ہیں۔ ﴿بل هم اضل ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ آنکھ، کان، دل اور زبان رکھنے میں انسان بھی حیوان کے مشابہ ہے لیکن انسان کو چاہئے کہ وہ ان سے بہتر طور پر استفادہ کرے اور زیادہ سے زیادہ بہرہ برداری کرے، ورنہ وہ حیوان کی مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ پست ہوا۔ آنکھ کو چاہئے کہ ظاہری چیزوں کے علاوہ ملکوت کو بھی دیکھے۔ کان کو چاہئے کہ ظاہری شور شرابے کو سننے کے علاوہ باطنی زمزموں کو بھی سنے۔

(انسان معرفت کے ذرائع کی وجہ سے حیوان سے برتر اور بہتر ہے اور اگر یہ نہ ہوں تو حیوان کے برابر ہے ﴿لا یفقھون - کالانعام ﴾

۵۔ بے سمجھ اور بے بصیرت انسان مندرجہ ذیل امور میں چوپایوں کی مانند ہیں، بے پرواہی، شکم پرستی، استثمار ہونے، بار اٹھانے، معرفت کی لذت سے محروم ہونے۔۔۔ وغیرہل ہیں۔

۶۔ بے بصیرت انسان مندرجہ ذیل مسائل سے غافل ہوتے ہیں۔

ہدف اور مقصد بے خدا، خود اپنے آپ سے وسائل سے، آخرت سے اولاد سے، آیات الٰہی سے، قانون خداوندی سے، خدا کی سابقہ مہربانیوں اور اپنے گناہوں سے۔

۷۔ غافل لوگ تو حیوانات سے بھی گئے گزرے ہوتے ہیں ﴿بل ھم اضل ﴾

۸۔ بہت سے انسان اس لئے جہنم خرید کر لیتے ہیں کہ وہ خداوند عالم کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کو ہدایت اور کمال کی راہوں میں استعمال نہیں کرتے۔ ایسے لوگ آنکھ، کان، دل اور زبان رکھنے کے باوجود غفلت اختیار کئے ہوتے ہیں۔

آیت ۱۸۰

﴿وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآئِھط سَیُجْزَوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴾

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لئے ہیں اچھے اچھے نام، پس تم بھی خدا کو انہی ناموں سے پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ کے ناموں میں کجروہی سے کام لیتے اور لڑائی جھگڑا کرتے ہیں۔ بہت جلدیہی لوگ اپنے کیفر کردار کو پہنچ جائیں گے۔

چند نکات:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

" ﴿السماء حسنیٰ ﴾ "کا کلمہ قرآن مجید میں تین جگہ پر آیا ہے۔ ۱۔ اسی آیت میں ۲۔ بنی اسرائیل کی ۱۱۰ ویں آیت میں اور طہٰ کی ۸ ویں آیت میں۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہی حسنیٰ (اچھے) ہیں اور خداوند متعال تمام کمالات اور اسماء کا مالک ہے لیکن روایات میں زیادہ تر ننانوے ناموں پر زور دیا گیا ہے کہ جو شخص خدا کو ان ناموں کے ساتھ پکارے گا اسکی دعا قبول ہو گی۔ اور جو شخص انہیں شمار کرے گا وہ بہشتی ہے (توحید شیخ صدوق تفسیر المیزان، مجمع البیان اور نور الثقلین۔ منقول از تفسیر نمونہ) البتہ شمار کرنے سے مراد لفظ یا لبوں کی حرکت کے ساتھ نہیں بلکہ ان اسماء کی طرف توجہ، ان سے الہام لینا، ان کی صفات سے متصف ہونا اور ان کے ساتھ ہونا مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کا مسئلہ صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی شریف میں بھی موجود ہے کہ جو شخص خدا کو ان ناموں کے ساتھ پکارے گا اس کی دعا مستجاب ہو گی، (تفسیر المیزان تفسیر نمونہ)

خداوند تعالیٰ کے ننانوے نام یہ ہیں۔

اللہ، الٰہ، الواحد، الاحد، الصمد، الاول، الآخر، السمیع، البصیر، القدیر، العلی، الاعلیٰ، الباقی، البدیع، الباریٔ، الاکرم، الباطن، الحی، الحکیم، العلیم، الحلیم ، الحفیظ، الحق، الحسیب، الحمید، الحفی، الرب، الرحمن، الرحیم، الذارء، الرازق، الرقیب، الرؤف، الرائی، السلام المؤمن، المھمین، العزیز، الجبار، المتکبر، انسید، السبوح، الشھید، الصادق، الصانع، الظٰھر، العدل، العفو، الغفور، الغنی، الغیاث، الفاطر، الفرد، الفتاح، الفالق، القدیم، الملک الدوس، القوی ، القریب، القیوم، القابض، الباسط، متقی، الحاجات، المجید، المولی، المنان، المحیط، المبین، المغیث، المصور، الکریم، الکبیر، الکافی، کاشف الضّر، القدیر، النور، لاوھاب، الناصر، الواسع، الودود، الھادی، الوفی، الوکیل، الوارث، البر، الباعث، التتواب، الجلیل، الجواد، الخبیر، الخالق، خیرالناصرین، العیان، الشکور، العظیم، اللطیف، الشافی، (از تفسیر

قرآن مجید میں اس سے زیادہ (تقریباً ۱۴۵) نام ہیں اور یہ جو ننانوے کی تعداد کا تذکرہ بعض روایات میں آیا ہے یا تو اس لئے ہے کہ بعض نام ایسے ہیں جو کہ ایک دوسرے میں لدغم ہونے کے قابل ہیں اور بعض ایسے کہ جنہیں ایک دوسرے سے مطابق دی جا سکتی ہے، یا پھر اس سے یہ مراد ہے کہ یہ نام بھی قرآن مجید میں ہیں نہ یہ کہ فقط یہی تعداد ہے۔ جبکہ بعض آیات میں ان ناموں کا مضمون ملتا ہے مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے نام کے لئے "صادق' کا لفظ استعمال نہیں ہوا لیکن " ﴿من اصدق من اللہ قیلا ﴾ " (النسأ/۱۲۲) یا " ﴿ومن اصدق من اللہ حدیثا ﴾ " (نسأ/۷۷) یعنی خدا سے بڑھ کر

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بعض دعاؤں اور روایات میں خداوند تعالیٰ کے لئے کئی اور نام بھی ذکر ہوئے ہیں۔ (مثلا دعائے جوشن کبیر مکمل) البتہ بعض اسماء ایسے ہیں جن کے خصوصی آثار وبرکات اور اختیارات ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں: "خدا کی قسم! اللہ کے اسماء حسنیٰ ہم ہی ہیں" (اصول کافی) یعنی خداوند عالم کی صفات ہمارے اندر جلوہ گر ہیں اور ہم ہی خدا خدا کی معرفت کا حقیقی ذریعہ ہیں" تو ان احادیث کی روشنی میں آیت میں موجود یہ جملہ " ﴿وذروالذین یلحدون ﴾ ' ہمیں کہہ رہا ہے کہ فضائل اہلبیت علیہم السلام کے بارے میں الحاد کرنے والوں کی پرواہ نہ کریں" (از تفسیر نورالثقلین ، منقول از اصول کافی)

وضو کے بغیر خدا کے کسی نام کو ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا، اور نہ ہی اللہ کے نام کو جنب شخص کے بدن کا کوئی حصہ میں کر سکتا ہے اور اس کی ہر طرح کی توہین بھی حرام ہے۔

"اسم اعظم" کیا ہے اور کونسا؟ تو اس بارے میں یہ عرض ہے کہ بعض روایات کے مطابق جو شخص خدا کا رسم اعظم جانتا ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور عالم طبعیت اور جہان فطرت میں تصرف کر سکتا ہے بلعم باعورا (کہ جس کا ذکر اسی سورت کی ۱۷۵ ویں آیت میں گزر چکا ہے) بھی اسم اعظم جانتا تھا۔

بعض علماء کے بقول یہ خدا کا ایک ایسا نام ہے جو ہم سے پوشیدہ ہے۔ جبکہ بعض دوسرے علماء فرماتے ہیں "اسم اعظم" درحقیقت کوئی لفظ اور نام نہیں ہے بلکہ خدا کی صفت اور کمال ہے اور صفت اور کمال کا پرتو جو شخص اپنے وجود میں پا لیتا ہے اس کی روحانی قدرت اس حد تک جا پہنچتی ہے کہ وہ عالم فطرت اور جہاں طبعیت میں تصرف کر سکتا ہے ورنہ ایسی کوئی بات نہیں کہ ایک فاسق و فاسد شخص ایک لفظ یا کلمے کو یاد کر لے اور مستجاب الدعوت بن جائے، یا عالم فطرت میں تصرف کرنا شروع کر دے۔ (تفسیر نمونہ)

فخر الدین رازی فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی تمام صفات دو چیزوں کی طرف پلٹتی ہیں۔

۱۔ خدا کی بے نیازی۔ ۲۔ ما لوی اللہ کی خدا کی طرف نیاز مندی، (تفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ "اللہ" تمام اسمائے الٰہی محور و مرکز ہے۔ ﴿وللہ الاسماء الحسنی ﴾ (۞)

۲۔ تمام نیک اور مقدس نام جو خدا کے شایان ہیں اسی کے لئے ہیں ﴿الاسماء ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ "اسمائے حسنیٰ" صرف خدا ہی کے ساتھ خاص ہیں، دوسرے لوگوں کو "حسنیٰ" کی رسائی کے لئے اسی کے پاس جانا چاہیئے ﴿لله الاسماء ﴾

۴۔ خدا کے کچھ نام ایسے ہیں جو دوسروں کے لئے نہیں رکھے جا سکتے مثلاً "رازق" کسی کا نام نہیں رکھا جا سکتا۔ ﴿ولله الاسماء ﴾

۵۔ اپنی طرف سے خدا کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا۔ مثلاً از خود خدا کو "عفیف" یا "شجاع" یا کسی اور نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت امام علی رضا فرماتے ہیں: "ان الخالق لایوصف الا بما وصف بہ نفسہ" خالق کائنات کو صرف انہی تصیف کی ہے (تفسیر فرقان)

۶۔ اسم، اپنے مسمی پر دلالت کرتا ہے چونکہ اس کی ذلت مقدس ہے لہذا اس کے نام بھی مقدس ہونے چاہئیں۔ اور خدا کو ہرنا روا صفات و اسماء سے پاک و منزہ جاننا چاہیئے "سبح محمد ربک ۔۔" اور "سبح اسم ربک"۔

۷۔ دعا بھی اچھائی اور زیبائی کے ساتھ مانگی جانی چاہیئے۔ ﴿الحسنیٰ - فادعوه بها ﴾

۸۔ اسلام، نام پر بھی توجہ رکھتا ہے ﴿الاسماء يلحدون فی اسمائه ﴾ ۔۔۔)

۹۔ اسمائے الٰہی، اس کی نشانی کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس کے نشانات کے ذریعہ سے اس کی ذات تک رسائی حاصل کرنا چاہیئے۔ ﴿فادعوه بها ﴾

۱۰۔ اولیاء اللہ بھی اللہ کی آیات اور نشانیاں ہیں (روایات میں ہے حضرات ائمہ اطہار علیہم السلام فرماتے ہیں "ہم خدا کے اسمائے حسنیٰ ہیں

۱۱۔ ملحدین کے متعلق رد عمل ظاہر کرنا چاہائے ﴿ذرواالذين يئلحدون ﴾

۱۲۔ حق کا راستہ، فطری ہے اور تمام کمالات کی جامع ذات خداوند ذوالجلال پر ایمان فطرت اور ضمیر کی آواز ہے۔ اور اس راہ سے انحراف، فطرت کے راستوں سے ہٹ کر راستہ ہو گا۔ ﴿يلحدون ﴾ الحاد کا معنی انحراف اور بے راہ روی ہے۔

۱۳۔ خدا کا نام کسی کو دنیا بھی الحاد ہے اور دوسروں کا نام خدا کو دینا بھی الحاد اور گمراہی ہے ﴿يلحدون فی اسمائه ﴾

۱۴۔ اسمائے حسنیٰ کے تین مصداق ہیں۔ ۱۔ صفات الٰہی ۲۔ اولیاء الٰہی اور ۳۔ اسمائے الٰہی۔ (از تفسیر فرقان)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۵۔ دعا اور نام رکھنا ایمان اور عمل کی علامت ہوتے ہیں۔ (م ﴿اکانوایعملون﴾ یہ نہیں فرماتا: " ﴿ما کانوایعلمون﴾ "۔

۱۶۔ غفلت کا علاج خدا کی یاد ہے، جیسا کہ اس سے گزشتہ آیت میں بتایا گیا ہے کہ "ھم الغافلون" اور اس آیت میں فرمایا ہے ﴿للہ الاسماء الحسنیٰ﴾

آیت ۱۸۱

﴿وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِه يَعْدِلُوْنَ﴾

ترجمہ:

اور جن لوگوں کو ہم نے پیدا کیا ہے ان میں سے کچھ ایسے گروہ بھی ہیں جو (دوسروں کو) حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں۔

دو نکات:

اسی سورت کی ۱۰۹ ویں آیت میں حضرت موسیٰ کی قوم کے کچھ افراد کے لئے یہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ " ﴿ومن قوم موسیٰ امة﴾ ۔۔"

روایات کے مطابق اس آیت میں "امت" سے مراد "امت محمد ہے جو تمام امتوں سے بہتر امت ہے۔ اور بعض اہل سنت روایات میں ہے کہ مسلمانوں کے بہتر فرقے ہوں گے جن میں سے صرف ایک فرقہ ہی نجات پائے گا۔ (تفسیر نور الثقلین منقول از تفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ حق وہدایت کے پیروکار کم ہی ہوا کرتے ہیں ﴿ومن خلقنا امة﴾

۲۔ ہدایت اور حکومت کا محور مرکز صرف اور صرف "حق" کو ہی ہونا چاہیئے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ وہی لوگ قابل قدر ہوتے ہیں جو ہدای قبول کرنے کے ساتھ ساتھ نظام حق کو وجود میں لانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں، صرف شناخت اور معرفت ہی کافی نہیں اس کی نشر و اشاعت اور اس پر عمل بھی ضروری ہے۔ ﴿به يعدلون ﴾ یعنی " ﴿به يحكمون ﴾ "

آیت ۱۸۲ ۔ ۱۸۳

﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْ رِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَ اُمْلِيْ لَهُمْط اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہم بہت جلد انہیں مرحلہ وار ہاں سے اپنی گرفت میں لائیں گے جہاں کے بارے میں وہ جانتے بھی نہیں ہوں گے۔

اور میں انہیں مہلت دیتا ہوں (تاکہ ان کے ظلم کا پیمانہ پوری طرح لبریز ہو جائے) یقینا میری تدبیر تو محکم اور مستحکم ہوتی ہی ہے۔

چند نکات:

"استدراج" جو کہ خدائی طریقہ کاروں میں سے ایک ہے اور جس کا تعلق آیات خداوندی کی تکذیب کرنے والوں اور مفہ حال آسائش پرستوں سے ہے لفظ "درجہ" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے "تدریجی طور پر لپیٹنا" (ملاحظہ ہو مفردات راغب) اور یہی صورت حال سورہ قلم/۴۴ میں بھی بیان ہوئی ہے۔ امیر المومنین حضرت علی فرماتے ہیں: "جو لوگ مرفہ حالی اور آسودگی کی زندگی گزارتے ہیں انہیں اس طرف بھی متوجہ رہنا چاہئے کہ کہیں تدریجی لپیٹ کا شکار نہ ہو جائیں اور ان کی یہ نعشیں ان کی غفلت کا موجب نہ بن جائیں" (تفسیر نور اثقلین)

استدراج کے طور پر خدا کا کسی کو مہلت دینا، کسی کو لمبی عمر دینا اور اس طرح کی دوسری چیزیں قرآن مجید میں بارہا بیان ہو چکی ہیں۔ مثلاً زیر نظر آیات ہیں یا " ﴿نذر هم فى غمر تهم حتى حين ﴾ (مومنون/۵۴) " ﴿لايحسبن الذين كفروا انما على لهم خير لانفسهم انما على لهم يزداوا اثما ﴾ "(آل عمران/۱۷۸) نیز یہی موضوع انعام/۴۴۔ مومنون/۵۵ توبہ/۵۵۔ آل عمران/۱۹۸ اور کہف/۱۰۳ میں بھی متعظہ کیا جا سکتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ خدا کی طرف سے نعمتوں کا حصول امیر کی طرف سے گناہوں سے پردہ پوشی، لوگوں کا داد تحسن کے ڈونگرے برسانا ان سب باتوں کا تعلق ایسی چیز سے ہے جو انسان کے مغرور ہو جانے کا موجب اس کے سرگرم رہنے اور خدا کی طرف سے استدراج کا سبب بن سکتی ہے۔ ۵۷

۲۔ انسان کی پستی بعض اوقات قدم بقدم اور آہستہ آہستہ ہوتی ہے جسے وہ محسوس نہیں کر پاتا با الفاظ دیگر خدائی لاٹھی بے اوند ہوتی ہے، ﴿سنستدر جھم من حیث لایعلمون ﴾

۳۔ اللہ تعالیٰ کی اظہر من الشمس آیات کی تکذیب تدریجی سقوط اور مخفی ہلاکت کا موجب ہوتی ہے۔ (کفربوا۔ سنستدر جھم)

۴۔ لوگوں کو مہلت دینا خدائی طریقہ کار ہے جو ازل سے چلا آرہا ہے تاکہ جو شخص جس راہ کا چاہے انتخاب کر لے اور اس راہ پر چل کر پروان چڑھے، اور سب لوگوں کے واسطے دروازے کھلے ہوں، تاہم اس میں سرکشی کی فرصت بھی باقی رہے اور توبہ اور بازگشت کی مجال بھی موجود ہو۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو تلخ ترش مشکلات سے دوچار کر کے انہیں متنبہ کرتا ہے اور ۴ افراد کو ان کی سرمستیوں میں مگن رہنے دیتا ہے۔ ۵۸

۶۔ جو لوگ تحریف کر کے توجیہ کرتے اور ہر روز نئے طاغوت کی اطاعت میں لگے رہتے ہیں وہ بھی اس استدراج کے قانون میں شامل ہیں۔ ۵۹

۷۔ زندگی اللہ کے ہاتھوں میں ہے۔ ﴿اُملی ﴾

۸۔ ضروری نہیں ہے نعمتیں ہمیشہ خدا کے لطف و کرم کی علامات ہوں، بعض اوقات اس کے ناگہانی قہر و غضب کا موجب بھی بن سکتی ہیں۔ ﴿املی - کیدی ﴾

۹۔ گناہگار لوگ خدا کے شکنجے سے بچ کر نہیں جا سکتے ﴿املی لھم ﴾ اور خواب غفلت میں بڑے ہوئے اشرافیہ کے افراد خدا کے مقابلے میں کربستہ ہوتے ہیں ﴿کیدی ﴾

۱۰۔ خداوند عالم توبہ اور گناہوں کی تلافی کی مہلت تو کافروں کو بھی دیتا ہے، لیکن وہ اس کے اہل ثابت نہیں ہوتے۔ (لھم)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۱۔ غرور وار غفلت کا خطرہ اس حد تک زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل تین بار مختلف تعبیروں کے ساتھ اس سے آگاہ کیا ہے۔ ﴿استدراج - کیدی - املی لھم ﴾

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کا منصوبے اور اس کی تدبیریں ایسی ہیں کہ جنہیں کوء شکست نہیں دے سکتا۔ ﴿متین ﴾

آیت ۱۸۴

﴿اَوَ لَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍط اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾

ترجمہ: آیا ان لوگوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ ان کے ساتھی (پیغمر اسلام) کو کوئی دیوانگی اور جنون نہیں ہے۔ وہ تو بس آشکارا طور پر ڈرانے والا ہے۔

ایک نکتہ:

"جنہ" کے معنی ہیں "جنون" اور اس کا اصل معنی ہے "ڈھنپنا" گویا جب کجسی پر جنون طاری ہوتاق ہے تو اس کی عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔

پیام:

۱۔ تہمت لگانا، جسارت اور گستاخی کرنا صاحبان فکر و اندیشہ کا کام نہیں ہوتا ﴿اولم یتفکروا ﴾

۲۔ پیغمبر اسلام لوگوں کا ساتھی یا باالفاظ دیگر ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھنے ولای ہستی ہے۔ (اگر ﴿نعوذ باللہ ﴾دیوانے ہوتے تو یہ لوگ سالہا سال تک ان کے ہم نشین کیوں رہے؟ ﴿صاجھم ﴾

۳۔ پیغمبر تو لوگوں کے ہم نشین اور دولت تھے، ان سے ہٹ کر اور کٹ کر کبھی نہیں رہے ﴿صاحبھم ﴾

۴۔ فاسد نظام میں ہمیشہ حق گو افراد کو مجنون کہا ہی جاتا ہے۔

۵۔ تمام انبیاء کو ان کے مخالفین کی طرف سے جادو اور جنون کی تہمتوں کا سامنا ہمیشہ سے رہا ہے۔ ۶۰

۶۔ خطابت اور مخاطب شناسی کے فن میں یہ بات شامل ہے کہ غفلت کے شکار لوگوں کو ہمیشہ ڈرایا جاتا ہے، انہیں خوشخبری نہیں دی جاتی ﴿ان ھولانذیر ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ مغرور اور خواب غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے لئے صاف صاف اور دوٹوک بات کہنی چاہئے۔ ﴿مبین﴾

آیت ۱۸۵

﴿اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّ اَنْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ م بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾

ترجمہ: آیا وہ آسمانوں اور زمین کے ملکوت (اور باطن) میں اور ہر اس چیز کے بارے میں خوب غور و فکر سے کام نہیں لیتے جسے خدا نے پیدا کیا ہے۔ (تاکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ ان تمام چیزوں کے پیدا کرنے میں یقینا کوئی مقصد کار فرما ہے اور ان کی تخلیق بے سود نہیں اور یہ کہ شاید ان کی موت نزدیک ہو چکی ہے؟ پس اس قدر روشن آیات کے بعد پھر کسی بات پر ایمان لے آئیں گے؟

ایک نکتہ:

"ملکوت" کا کلمہ "مُلک" سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں حکومت اور مالکیت اور اس آیت میں یہ کلمہ عالم ہستی پر خداوند عالم کی حکومت مطلقہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔

پیام:

۱۔ نگاہ کو عمیق اور تفکر کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے تاکہ وہ کسی نتیجہ پر جا پہنچے، اس کائنات کے باطنی نظام میں توجہ اور غور و فکر اور اس کا خالق کائنات کے رابطہ کے بارے میں عمیق سوچ سے کام لینا انسان کو خدا سے جا ملاتا ہے، توحید اور نبوت کو عقل و فکر کے ساتھ سمجھنا چاہئے، کسی کی تقلید نہیں کرنی چاہئے "اولم یتفکروا" سابقہ آیت میں اور ﴿اولم ینظروا﴾ اسی آیت میں۔

۲۔ تشریعی نظام کے بغیر، تکوینی ظام نامکمل ہے ﴿اولم ینظروا --- فبای حدیث﴾

۳۔ توحید، نبوت کا سرچشمہ اور پشت پناہ ہے۔ اور کائنات کے نظام میں غور و فکر کرے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اس نظام کو رہبر اور قائد کے بغیر نہیں چھوڑا جا سکتا ﴿اولم ینظروا--- فبای حدیث﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ اس جہان کا ظاہر جسم کی مانند اور باطن روح کی مثل ہے ﴿ملکوت ﴾

۵۔ نظام تخلیق کائنات میں کوئی بھی ذرہ بے مقصد اور بغیر فلسفہ کے نہیں ہے ﴿من شيءٍ ﴾

۶۔ انسانوں کی بہت سی بدبختیاں اس وجہ سے ہوتی ہیں کہ وہ موت کی یاد سے غافل ہو چکے ہوتے ہیں ﴿عسی ان یکون قد اقترب اجلھم ﴾

۷۔ موت کی یاد، بہت سی ہٹ درمیوں کے خاتمہ کا سبب ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو فرصت سے استفادہ اور مرنے سے پہلے ایمان لانے کی دعوت دیتی ہے ﴿قداقترب اجلھم ﴾

۸۔ قرآن بہترین کتاب اور بہترین گفتگو ہے۔ اور اسے قبول نہ کرنے کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ ﴿فبای حدیث بعدہ یوٴمنون ﴾

آیت ۱۸۶

﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ط وَ يَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾

ترجمہ: جسے خداوند عالم (اس کے فق واعمال کی وجہ سے) گمراہی میں چھوڑدے۔ اسے کوئی تقویت کرنے والا نہیں ہوتا اور انہیں ان کی سرکشی اور طغیان میں چھوڑدیتا ہے تاکہ وہ سرگردان رہیں۔

پیام:

۱۔ جو لوگ انبیاء کرام کی تنبیہات پر کان نہیں دھرتے اور ان کے فرمودات کے بارے میں غور و فکر نہیں کرتے ان کی سزا یہ ہے کہ ہمیشہ خدائی قہر و غضب میں جکڑے رہیں اور اپنے حال میں مگن رہیں "فبای حدیث بعدہ یومنون۔۔۔" سابقہ آیت میں اور ﴿یذرھم ﴾اسی آیت میں۔

۲۔ اضلال وہدایت خدا کا کام ہے لیکن ان کے لئے اسباب کی فراہمی انسان کی نیت اور اس کے عمل میں مضمر ہے۔ جو اس بات کا موجب ہوتی ہے کہ انسان کا دل زنگ آلود وہ جاتا ہے اور ہدایت الٰہی اس کے شامل حال نہیں ہوتی ﴿یضلل اللہ ﴾٦١

۳۔ طاغوت ہمیشہ، سرگردان اور پریشان حال رہتا ہے ﴿یعمھون ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ لوگوں کی سرکشی زبردستی نہیں ہوتی۔ ﴿طغیانھم﴾

آیت ۱۸۷

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰھَاط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْھَا لِوَ قْتِھَااِلَّا ھُوَط ثَقُلَتْ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِط لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَةًط یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَاط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر!) آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ ہر وقت برپا ہوگی؟ تو ااپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے پروردگار کے پاس اور اس کے علاوہ کوئی اور اس کے وقت کو آشکار نہیں کر سکتا۔ قیامت کا آسمانوں اور زمین میں آنا بہت ہی سنگین ہوگا، اور یہ تمہاری پاس اچانک آن پہنچے گی۔ یہ لوگ آپ سےیوں سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کی مکمل آگاہی رکھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اس کا علم اور صرف خدا کے پاس ہے لیکن بہت سارے لوگ اس چیز کو نہیں جانتے۔

چند نکات:

کفار قریش نے کچھ لوگوں کو یہودی علماء کے پاس بھیجا تاکہ اسن سے چند مشکل اور پچیدہ سوالات سیکھ کر آئیں اور پیغمبر اسلام سے جا کر پوچھیں اور وہ ان مشکل سوالوں کا جواب نہیں دے پائیں گے جس کی وجہ سے وہ (نعوذباللہ) مغلوب ہو کر شکست کھا جائیں گے، ان مشکل سوالات میں سے ایک قیامت کے واقع ہونے کے وقت کی تعین کے بارے میں بھی تھا۔

"ایان" زمانے کے بارے میں سوال ہے (یاد رہے لفظ "الساعۃ" قیامت کے شروع کے لئے بولا جاتا ہے اور "القیاۃ" سزا وجزا کے لئے حساب و کتاب کے زمانے کو کہتے ہیں۔ لزیز "مراغی

"مُرسیٰ" ثابت اور واقع ہونے کے معنی میں ہے، "جبال راسیات" محکم اور استوار پہاڑوں کو کہا جاتا ہے۔

"حفی" کے معنی ہیں ہمیشہ جستجو میں لگا رہنے والا شخص، اور پیغمبر کا "حفی" ہونا اس معنی میں ہے کہ گویا آپ نے قیامت کے بارے میں خدا سے بار بار پوچھ کر اس کی مکمل طور پر تحقیق کر لی ہے اور پوری طرح آگاہ ہو چکے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آسمانوں اور زمین کے قیامت کی سنگینی شاید آسمانوں کے ایک دوسرے پر گرنے مختلف کرات کے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے سورج کے بے نور ہو جانے اور زمین کے اوپر تلے ہو جانے وغیرہ کی صورت میں ہو گی۔

پیام:

۱۔ خداوند عالم کے علاوہ کوئی بھی شخص قیامت کے واقع ہونے کے وقت کو نہیں جانتا ۔﴿انما علمها عندربی ﴾

۲۔ وقت کا نہ جاننا انسان کی تربیت اور ہمہ وقت آمادہ رہنے کے لئے بہتر ہے۔

۳۔ قیامت، اچانک واقع ہو گی﴿بغتة ﴾۶۲

۴۔ قیامت کی گھڑی بہت ہی سخت ہو گی حتی کہ آسمانوں اور زمین تک کے لئے بھی، اللہ جانے انسان کا کیا حال ہو گا؟﴿ثقلت ﴾

۵۔ "میں نہیں جانتا" کہنے سے نہ گھبراو، اس لئے کہ اس آیت میں پیغمبر خدا کے بارے میں بھی حکم کوئی خداوندی ہے کہ وہ کہیں "میں نہیں جانتا"﴿قل انما علمها عندربی ﴾

۶۔ قیامت کے خصوصیات اور جزئیات کو نہ جاننے سے قیامت کے اصل عقیدہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی بھی شخص اپنی موت کے زمانے اور مکان کو نہیں جانتا لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ اصل موت کا ہی منکر ہے۔﴿انما علمها عندربی ﴾

آیت ۱۸۸

﴿قُلْ لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعاً وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُط وَ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّانَذِیْرٌ وَ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُوْمِنُوْنَ ﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ میں اپنے لئے کسی نفع نقصان کا مالک نہیں ہو مگر صرف اسی کا جو خدا چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا اپنے لئے بہت سے فوائد اکٹھے کر لیتا اور مجھے کبھی بھی کوئی نقصان نہ پہنچتا ۔ میں تو صرف لانے والوں کے لئے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں،

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ کسی کا خبر کا خدا پر ایمان س قدر زیادہ ہو گا، خدا کی قدرت کے آگے اسی قدر اس کا سر زیادہ جھکا ہو گا، اور اپنے بارے میں اسی قدر زیادہ عجز و نیاز کا اظہار کرے گا ﴿لااملک لنفسی ﴾ ۔۔۔)

۲۔ ہر قسم کا نفع و نقصان خداوند عالم کے منشاء اور ارادے کے تحت ہی ہوتا ہے۔ ﴿الاماشاء اللہ ﴾

۳۔ پیغمبر خدا اپنی طرف سے اور اپنی نجی زندگی کے بارے میں غیب نہیں جانتے اگر غیب نہیں جانتے، اگر غیب کی خبریں انہیں عطا کی گئی ہیں تو وہ بھی پیغمبر خدا ہونے کے ناطے، اور وہ بھی خداوند متعال بھی ہی کی طرف سے۔ ﴿لوکنت ﴾ ۔۔)

۴۔ پیغمبر عالیقدر ویسے تو تمام عالم انسانیت کے لئے بشیر و نذیر ہیں لیکن اس سے فائدہ صرف مومنین ہی حاصل کرتے ہیں ﴿بشیر و نذیر لقوم یو ٔمنون ﴾

آیت ۱۸۹

﴿هُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حُمِلَتْ حَمْلاً خَفِیْفاً فَمَرَّتْ بِه فَلَمَّا اَثْقَلَتْ دَعَوُا اللهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحاً لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ﴾

ترجمہ: وہ وہی (خدا) ہے جس نے تمہیں ایک قفس جان سے پیدا کیا ہے اور اس کی زوجہ کو بھی اسی کی جنس سے قرار دیا تاکہ اس سے اسے سکون حاصل ہو۔ پس جب مرد اپنی بیوی کو آغوش میں ڈھانپ لیتا ہے (اور اس سے جنسی آمیزش کرتا ہے) تو عورت ہلکا بوجھ اٹھا لیتی ہے (اور حاملہ ہو جاتی ہے) اور ایک عرصے تک اسے اپنے ساتھ لئے پھرتی ہے، پس جب اس سے بوجھل ہو جاتی ہے تو زن و مرد دنوں خدا سے جو ان کا پروردگار ہے دعا کرتے ہیں (اور اس سے عہد کرتے ہیں) کہ اگر تو ہمیں نیک فرزند عطا فرمائے گا تو ہم شکر کرنے والوں میں سے ہوں گے۔

پیام:

۱۔ زن و مرد کا جوہر وجودی ایک ہی ہے۔ ﴿جعل منهازوجها ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ ازدواج یا شادی روح اور زندگی کے آرام و سکون کا موجب ہوتی ہے اور ازدواجی روحانی بے چینی کا سبب ہوتی ہے﴿یسکن الیھا ﴾

۳۔ زندگی انس و الفت کی بنیادوں پرت استوار ہے اختلاف اور انتشار ہر نہیں ﴿یسکن الیھا ﴾

۴۔ جنسی مسائل کے بارے میں کنایہ کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔﴿تغشٰھا ﴾

۶۔ جنسی ملاپ صرف لذات اور شہوت کی تسکین کے لئے نہیں بلکہ نیک بلکہ نیک اور صالح نسل کی بقا اوردوم کے لئے ہوتا ہے۔﴿صالحا ﴾

۷۔ انسان فطری طورپر اولادچ اوربقا کی طرف مائل ہوتا ہے۔﴿آتیتنا ﴾

۸۔ جب تک انسان کابوجھ سنگین نہ ہو جائے اس وقت تک متوجہ نہیں ہوتا۔﴿فلما القلت دعوا ﴾ ۔۔)

۹۔ مشکلات خدا کی طرف توجہ کا ذریعہ اور روحانی اور معنوں کیفیت کے پیدا ہونے کا سبب ہوتی ہیں۔ حاملہ عورتیں چونکہ تقدیر الٰہی سے بے خبر اور اضطرابی کیفیت سے دو چار ہوتی ہیں لہذا ان کی اس کیفیت سے فائدہ اٹھا کر انہیں موعظہ اور نصیحت کی جا سکتی ہے۔ (از کتاب روانشناسی تبلیغی)

۱۰۔ انسان کی نفسیاتی کیفیت یہ ہے کہ وہ مجبوری کے وقت ہر طرح کا قول قرار دینے کے لئے تیار ہوتا ہے لیکن عام معمول کی حالت اور رفاہ وآسائش میں بے وفائی پر اُتر آتا ہے﴿لنکونن۔۔۔ ﴾

۱۱۔ فطری طورپر انسان صلاح و بہتری کا خواہاں ہوتا ہے فساد اور بے پرواہی کا نہیں۔ اسی لئے تو کہا ہے﴿صالحا﴾اور "ولدا"نہیں کیا۔

۱۲۔ والدین اپنی اولاد کے انجام میں خود کو شریک سمجھتے ہیں﴿دعوا ﴾

۱۳۔ شکم میں پروان چڑھنے والے بچے کسی نشوونما تدریجی ہوتی ہے تا کہ عورت میں اس کے اٹھانے کی آمادگی پائی جائے۔﴿خفیا، ﴾

۱۴۔ اولاد کو خدا کا عطیہ سمجھو، اس میں اپنا کمال یا کسی اور کا عمل دخل نہ سمجھو۔﴿آتیتنا ﴾

آیت ۱۹۰، ۱۹۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿فَلَمَّا آتٰی هُمَا صَالِحاً جَعَلاً لَّه شُرَکَآءَ فِیمَا آتٰی هُمَا فَتَعٰلَی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ   اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَایَخْلُقُوْ شَیْئاً وَ هُمْ یَخْلُقُوْنَ﴾

ترجمہ۔ پس جونہی خدا نے انہیں صالح فرزند عطا فرمایا تو وہ اس چیز میں خدا کا شریک ٹھہرانے لگے جو لطیف اور اولاد جیسی نعمت خدا نے انہیں عطا فرمائی تھی۔ یقینا اللہ تعالیٰ اس چیز سے بلند اور بالاتر ہے جس کو وہ خدا کا شریک جانتے ہیں۔

آیا وہ ان چیزوں کو خدا کا شریک جانتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتیں اور خود مخلوق ہیں؟!!

پیام

۱۔ اولاد کا تعلق ماں اور باپ دونوں سے ہوتا ہے ﴿آتاھما ﴾

۲۔ اللہ تعالیٰ تو نیک 'صالح اور شائستہ اولاد ہمیں عطا فرماتا ہے یہ ہم ہوتے ہیں جو ان کی کجروی 'گمراہی اور بے لا پرواہی کا موجب بنتے ہیں ﴿آتا ھما صالحا ﴾

۳۔ خدائی امانت کو دوسروں کے سپرد کرنا خیانت ہے۔ ﴿جعلاله شرکاء ﴾

۴۔ انسان بہت جلد اپنے وعدے بھول جاتا ہے ﴿جعلاله شرکاء ﴾

۵۔ ناشکری ہوگی کہ انسان ایک چیز کسی سے لے اور کسی دوسرے کو دیدے، یا اس کی مرضی کے خلاف اسے مصرف میں لے آئے۔ ﴿شرکاء فیما آتاھما ﴾

۶۔ اولاد خُدا کا عطیہ ہے اسے کسی اور شخص، چیز یا عمل کا نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا، اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مشکل وقیافے، ماں باپ کی غذا، معالج یا علاج اور اسپتال وغیرہ کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ایسا سمجھنا شرک ہے ﴿شرکاء ﴾

۷۔ بعض اوقات اولاد جیسی نعمت، والدین کے لئے غفلت کا سبب بن جاتی ہے ﴿فلما آتا ھما--- ﴾

۸۔ معبود ہونے کے سب سے اولین شرط اس کا تخلیق پر قدرت کا ملہ رکھنا ہے، تعجب کی بات ہے کہ آج کے ترقی یافتہ اور علم و صنعت کے دور میں بھی لاکھوں کروڑوں افراد بت پرستی کرتے ہیں ﴿ایشرکون مالا یخلق ﴾۶۳

قرآن مجید کا یہ خطاب ہر دور کے لوگوں کے لئے ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۹۲ـ ۱۹۳

﴿وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْراً وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ   وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتْبَعُوْكُمْط سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدْعَوْتُمُوْ هُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور (ان کے یہ معبود) ان لوگوں کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، حتی کہ وہ تو اپنی نصرت و حمایت بھی نہیں کر سکتے۔

اور اگر تم ان (معبودوں) کو ہدایت کے لئے بلاؤ تو وہ تمہاری التجا نہیں کریں گے تمہارے لئے برابر ہے کہ تم انہیں بلاؤ یا خاموش رہو۔ ٦٣

ایک نکتہ

ہو سکتا ہے کہ" ﴿وان تدعو هم الى الهدى ﴾ "کا ایک معنی یہ بھی ہو کہ اگر تم ان سے یہ درخواست کرو کہ ہو تمہاری رہنمائی کریں تو وہ اس کا جواب تک نہیں دیں گے۔

پیام

۱۔ جو معبود نہ تو دوسروں کی امداد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنا دفاع کر سکتے ہیں پھر ان کی پرستش کیسی؟ ﴿ولا يستطيعون-- ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۹۴

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾

ترجمہ۔ یقینا جن لوگوں کو تم پکارتے (اور جن کی تم عبادت کرتے)ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں۔ (جو زبان و مکان وغیرہ میں محدودہیں)پس تم انہیں پکارو، اگر تم سچے ہو تو وہ تمہیں جواب دیں۔

ایک نکتہ

"عباد" سے مراد ممکن ہے، وہ انسان ہوں جنہیں یہ لوگ خدا سمجھتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، یا فرشتے مراد ہوں، یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بت مراد ہوں جنہیں بت پرست "الہٰ" سمجھتے ہیں۔

پیام

۱۔ پرستش اورپوجا پاٹ کیلئے دلیل اور کسی خاص امتیاز کی ضرورت ہوتی اور مخلوق یا اپنے جیسے انسانوں کی بندگی کے لئے نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی انہیں کسی قسم کا امتیاز حاصل ہے﴿عباد ﴾۶۵

۲۔ "معبودوں"کی خاموشی ان کے عاجزا اور بے وقعت ہونے کی دلیل ہے ﴿فلیستجیبوا ﴾

۳۔ "معبود"کاکام ہوتا ہے کہ اپنے"عبد" کی ذہنی نشوونما کرے اور اسے پروان چڑھائے تاکہ اسے ساکت وجامد اور موقوف کردے۔ ﴿فلیستجیبوا ﴾

آیت ۱۹۵

﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَاط قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَ كُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ آیا ان (معبودوں) کے لئے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چل سکیں، یا ہاتھ ہیں جن کے ذریعہ وہ اپنا زور دکھا سکیں، یا آنکھیں ہیں جن کے ذریعہ وہ دیکھ سکیں، یا کان ہیں جن کے ذریعہ وہ سن سکیں؟(تو اے پیغمبر!) کہہ دو کہ تم اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر میرے خلاف نقشے بناؤ اور مجھے کوئی مہلت بھی نہ دو!

دو نکات

" ﴿یبطشون ﴾ "کا لفظ "بطش" سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کو پوری قوت اور زور سے پکڑنا۔

اس آیت میں ان مشرکین کو جھنجھوڑا گیا ہے جو خدا کیلئے ایسے شریک ٹھہراتے ہیں جو ان سے بھی زیادہ عاجز اور لاچار ہیں، کیونکہ یہ مشرکین تو اپنے پاؤں سے چل بھی سکتے ہیں، ہاتھوں سے پکڑا سکتے ہیں آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں، کانوں سے سن سکتے ہیں جب کہ وہ بے روح مجسمے ایسی تمام باتوں سے محروم ہیں۔ اگر ان سے درخواست کی جائے کہ فلاں کام کر دیں تو وہ ایسا کرنے سے عاجز ہیں، تو پھر ان کی یہ بت پرستش اور عبادت کیسی؟

پیام

۱۔ خدائی رہبر میں اس قدر جرات اور قدرت ہونی چاہیئے کہ پورے اطمینان کے ساتھ مخالف طاقتوں کے للکار سکے اور اس میں چیلنج کی وہ طاقت ہونی چاہیئے کہ باطل اور طاغوتی طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر کہہ سکے "تمہارے جو بھی خطرناک "ناپاک اور گھناوے منصوبے ہیں انہیں بے شک عملی پا جامہ پہناؤ، میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے، تاکہ اس طرح سے ان کا عجز اور ناتوانی ثابت ہو جائے﴿قل ادعوا--- ﴾

۲۔ جن کے ہاتھ اور پاؤں ہیں وہ تو مشرکین کی امداد نہیں کر سکتے اب بے چاری بے دست و پا چیزوں کی کیا مجال کہ ان کی کوئی مدد کر سکیں!

۳۔ مشرکین کی عقلیں بھی عجیب ہیں، کسی پیغمبر کی بات کو اس لئے ماننے کے لئے تیار نہیں کہ کہتے ہیں "یہ تو ہمارے جیسے بشر ہیں!" لیکن بتوں کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں اُن جیسے تو کیا ان سے بھی کم ترین ہیں۔

۴۔ تبلیغ و مناظرے کا یہ شیوہ بہترین ہے کہ سوال بھی ہو، تنقید بھی ہو، دباؤ بھی ہو پھر ساتھ ہی للکار اور چیلنج بھی! (اس آیت کے اور اس سے پہلی آیات کے پیش نظر)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۹۶

﴿اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ---- وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴾

ترجمہ۔ میرا ولی اور سرپرست یقینا وہ اللہ ہے جس نے (اس آسمانی) کتاب کو نازل کیا ہے اور وہ تمام صالح لوگوں کی ولایت ، سرپرستی (اور مخصوص ہدایت) کرتا ہے۔

ایک نکتہ

اس سے پہلی آیات میں باطل معبودوں کی ناتوانی اور عاجزی کا تذکرہ تھا اور اس آیت معبود برحق کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔

پیام

۱۔ اللہ اور مومن انسان کا باہمی رابطہ بہت ہی قریبی ہے﴿ولیّ ﴾

۲۔ آسمانی کتاب کا نزول ، ولایت الٰہی کا ایک پرتو ہے﴿ولی - نزل ﴾

۳۔ معبود حقیقی تو وہ ہوتا ہے جو منصوبے اور پروگرام بھی بھیجتا ہے (نزل الکتاب) اور ان کے اجراء اور نفاذ میں اس راہ پر چلنے والوں کی سرپرستی بھی کرتا ہے﴿یتولی الصالحین ﴾۔ یعنی جہاں سے قانون بن کر آتا ہے اسے نفاذ کے لئے قانون کا اجرا کرانے والوں کی حمایت اور سرپرستی بھی ہونی چاہئے﴿نزل- یتولی ﴾

۴۔ تنہائی سے نہیں گھبرانا چاہئے، اس لئے کہ خداوند عالم صالحین کا ولی و سرپرست ہے۔ اور امداد کا وعدہ کیا ہوا ہے (یتولی الصالحین۔ ولی)

۵۔ متقی اور صالح افراد کو کبھی اور کسی مقام پر رکاوٹ پیش نہیں آتی﴿یتولی الصالحین ﴾٦٦

۶۔ خدا کی ولایت اپنے اولیاء کے ساتھ دائمی ہوتی ہے﴿یتولی ﴾

۷۔ انسانوں کی مشکل یہ ہے کہ تو ان کے پاس کوئی ٹھوس پروگرام نہیں ہوتا یا پھر اس کے ساتھ انہیں دلچسپی نہیں ہوتی ، جبکہ مومن کے لئے مذکورہ دونوں مشکلات میں سے کوئی بھی مشکل نہیں ہوتی ﴿نزل الکتاب- یتولی الصالحین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۸۔ فاسق لوگ اللہ تعالیٰ کی حمایت اور امداد کے مدار سے باہر ہیں ﴿صالحین ﴾

آیت ۱۹۷۔ ۱۹۸

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ كُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْاط وَ تَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْکَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور تم لوگ خدا کے علاوہ دوسرے جن لوگوں کو پکارتے اور ان کی عبادت کرتے ہو نہ وہ تمہاری امداد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی کوئی مدد کر سکتے ہیں۔

اور اگر تم ان (بت پرستوں یا بتوں) کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ نہیں سن پاتے اور اگر تم انہیں دیکھو تو (معلوم ہو گا کہ) وہ تمہاری طرف نگاہ کر رہے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھ رہے ہوتے (اس لئے کہ ان میں بصیرت نہیں ہوتی)۔

(بتوں اور بت پرستوں کی نگاہیں، مصنوعی آنکھوں سے ہوتی ہیں گویا وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کی نگاہیں ہر طرح کے غور اور شعور سے خالی ہوتی ہیں)۔

پیام

۱۔ شعور، ارادے اور قدرت سے عاری معبود، کبھی لائق عبادت نہیں ہوا کرتے۔ ﴿لا يستطيعون - لايسمعوا، لا يبصرون ﴾ گذشتہ تمام آیات سے مجموعی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معبود، مدبر اور رب کو:

الف: خالق اور مالک ہونا چاہیئے:" ﴿ايشركون مالا يخلق وهم يخلقون ﴾ "

ب: ناجر اور مددگار ہونا چاہیئے: ﴿لا يستطيعون نصركم ﴾

ج: حاجات اور دعاؤں کو سننا اور قبول کرنا چاہیئے:" ﴿سواء عليكم ادعوتموهم ﴾ "

د: قادر اور توانا ہونا چاہیئے: ﴿ام لهم ايديبطشون بها--- ﴾ ،

ھ: سمیع اور بصیر (سننے اور دیکھنے وال) ہونا چاہیئے: ﴿ام لهم اذان يسمعون بها ام لهم المين يبصرون بها ﴾ ،،

و: دشمنوں کی چالوں کو ناکام بنانے والا ہونا چاہیئے: ﴿ادعوا شركائكم ثم كيدون ﴾ ،،

ز: کتاب اور قانون دینے والا ہونا چاہیئے:" ﴿نزل الكتب ﴾ ،،

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ح: نیک اور صالح افراد کو اپنی مخصوص ولایت عطا کرنے والا ہونا چاہیئے:" ﴿یتولی صالحین﴾ "

آیت ۱۹۹

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ﴾

ترجمہ۔ (لوگوں کے ساتھ) عفو و درگزر سے کام لو (ان کے ساتھ آسانی برتو اور میانہ روی کا سلوک کرو) نیک کاموں کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

چند نکات

"عفو" کے معنی ہیں متوسط اور درمیانی حد، خطاکار کے عذر کو قبول کرکے اسے معاف کردینا، کاموں میں سختی سے کام نہ لینا، اور اضافی مقدار وغیرہ۔ لیکن اس آیت میں بظاہر پہلا معنی مراد ہے۔

یہ آیت اختصار اور سادگی کے باوجود تمام اخلاقی کی جامع ہے۔ مثلاً ا: انفرادی جیسے "عفو" ب: اجتماعی جیسے "امر" ج: دوستوں کے ساتھ جیسے "عفو" د: دشمنوں کے ساتھ جیسے: "جاھلین" ھ: زبانی جیسے: "امر" و: عملی جیسے: "اعرض" ز: مثبت جیسے: "خذ" ح: منفی جیسے: "اعرض" ط: رہبر کے لئے بھی ی: امت کے واسطے بھی۔ ک: گزشتہ زمانے کے لئے بھی۔ ل: موجودہ اور آئندہ دور کے لئے بھی۔ ٦٧

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے اس کی وضاحت طلب کی تو جبرائیل باردیگر یہ پیغام لے کر آئے: "تعفوا عمن ظلمک، تعطی من حرمک و تصل من قطعک" جس نے تم پر ظلم کیا ہے اسے معاف کردو، جس نے تمہیں محروم کردیا ہے اسے عطا کرو اور جو تم سے تعلقات توڑ چکا ہے اس سے اپنے ناتے بحال کرو۔

پیام

۱۔ ہمیشہ اور ہر ایک کے ساتھ عفو و درگزر کے ساتھ کام لینا اور خاطر و مدارات سے کام لینا چاہیئے (خذ) اس کا معنی ہے ہمیشہ اور ہر وقت عمل کرنا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ طاقت کے مطابق ہی فریضہ کی ادائیگی کا حکم ہونا چاہیئے ﴿خذا العفو ﴾

۳۔ دین کی بنیاد آسانی اور نرمی پر ہے تنگی اور سختی پر نہیں ﴿خذ العفو ﴾

۴۔ ذاتی اور نجی معاملات میں بھی عفو و درگز سے کام لینا چاہیئے ﴿خذالعفو ﴾

۵۔ صرف خود کو اچھا بنانا یا خود اچھا بننا کافی نہیں معاشرے میں بھی نیکیوں کو فروغ دینا اور ان کا حکم دینا بھی ضروری ہے ﴿وامر بالمعروف ﴾

۶۔ آیت کے مخاطب صرف سرکار سرور دو عالم ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان، ہر مبلغ اور ہر مصلح کو معاشرے میں ضدی مزاج اور ہٹ دھرم، جاہل اور یاوہ گو لوگوں کے ساتھ روگردانی والی حکمت عملی اپنانی چاہیئے، اگر وہ توہین کریں یا تہمتیں لگائیں تو چشم پوشی اور صبر سے کام لینا چاہیئے، ان سے الجھنا اور لڑنا جھگڑنا نہیں چاہیئے ﴿اعرض--- ﴾

۷۔ جہاں نیکیوں کا حکم دینا چاہیئے وہاں پر یہ حکم بھی اچھے اور معروف انداز میں دینا چاہیئے ﴿وامر بالعرف ﴾

۸۔ جاہلوں سے مراد بے عقل لوگ ہیں نا کہ ان پڑھ افراد (جہل، عقل کے مقابلے میں ہے نا کہ علم کے مقابلے میں)٦٨

۹۔ جاہلوں سے میل ملاقات یا عفو و درگزر کے موقع پر ان کی مرضی یا خواہشات کے مطابق عمل نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی ان کی طرف توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ یہ قرین مصلحت نہیں ہے، بلکہ ان سے روگردانی کر لینی چاہیئے ﴿اعرض عن الجاهلين ﴾

۱۰۔ یہ ساری کی ساری سورت مختلف تعبیرات کے ساتھ اعتدال پسندی کی دعوت دے رہی ہے، مثلاً حقوق میں اعتدال کی: جیسے آیت ۲۹۔ خرچ اخراجات میں اعتدال کی جیسے: آیت ۳۱۔ زینت میں اعتدال کی جیسے: آیت ۳۲۔ عبارت میں اعتدال کی جیسے: آیت ۵۶۔ مکان بنانے میں اعتدال کی جیسے آیت ۷۳۔ اقتاصد میں اعتدال کی جیسے: آیت ۸۵۔ حضرت موسیٰ کی امت کو حق و عدل کا حکم ملا اسی طرح حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو حق و عدل اپنانے کا حکم ہوا۔ جیسے آیت ۱۵۷۔ امت موسیٰ کے بارے میں اور آیت ۱۸۱ امت پیغمبر اسلام کے بارے میں (" ﴿يهدون بالحق و به يعدلون ﴾

آیت ۲۰۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِط اِنَّه سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

ترجمہ۔ اور اگر تمہیں شیطان (اور شیطان صفت لوگوں) سے کوئی وسوسہ دامن گیر ہو تو تم خدا کی پناہ طلب کرو، کیونکہ وہ یقینی طور پر سننے اور جاننے والا ہے۔

دو نکات

"نزع" کا معنی ہے کسی کام میں فساد پیدا کرنے اور گڑبڑ پھیلانے کی غرض سے شامل ہونا۔ (تفسیر المیزان۔ تفسیر نمونہ) اسی سورت کی آیت ۱۶ سے ۲۷ تک شیطانی کے آدم کو وسوسے ڈالنے کا تذکرہ ہے۔ اور سورت کے آخر میں بھی شیطانی وسوسوں سے خبردار رہنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس سے پہلی آیت میں جاہل لوگوں سے روگردانی اختیار کر لینے کی دعوت دی گئی تھی، جس پر رسول خدا نے جبرائیل سے دریافت کیا: "غصے کے عالم میں اس پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں یہی آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر نمونہ۔ و۔ تفسیر المنار)

پیام

۱۔ اگرچہ انبیاء کرام علیہم اسلام معصوم ہیں، لیکن شیطان ان کے لئے بھی وسوسے ڈالنے سے نہیں چوکتے۔ ۶۹ (اور انبیاء علیہم اسلام کی عظمت بھی اسی میں ہے کہ بشری ضروریات، شیطانی اور وسوسوں کے باوجود پاک و پاکیزہ، معصوم، متقی اور ہر طرح کے گناہ سے دور ہیں۔ ﴿ینزغنک ﴾

۲۔ تمام انبیاء معصوم ہیں، اور ان کی عصمت کا ایک راستہ یہی خدا سے امداد طلب کرنا، اس کی طرف متوجہ رہنا اور اسی سے پناہ مانگنا ہے ﴿فاستعذ ﴾

۳۔ گناہ یا وسوسے کا فرض کر لینا اس کے واقع ہونے پر دلالت نہیں کرتا، صرف متوجہ اور خبردار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ "اما" کا لفظ شرط کے سانچے میں ہے ثبوت اور وقوع کی صورت میں نہیں۔ ۷۰

۴۔ خداوند عالم سے مدد خواہی اور پناہ طلبی شیطانی وسوسوں کا بہترین علاج ہے، (فاستعذ) ۷۱

۵۔ انبیاء کو بھی خدا کی امداد اور پناہ کی ضرورت ہوتی ہے ﴿فاستعذ ﴾

۶۔ اولیاء اللہ کے لئے شیطانی وسوسہ جزوی صورت میں ہوتا ہے ﴿نزغ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ شیطانی وسوسہ حتمی ہوتا ہے ﴿ینز غنک ﴾نون تاکید ثقیلہ کے ساتھ۔

۸۔ شیطانی وسوسے دائمی اور ہمیشہ کے لئے ہوتے ہیں ﴿ینز غنک ﴾فعل مضارع کی صورت میں،

۹۔ خطرے کے وقت خصوصی ہوشیاری اور زیرکی درکار ہوتی ہے ﴿﴿فاستعذ ﴾

۱۰۔ چونکہ شیطانی وسوسے مختلف انداز اور مختلف صورتوں میں ہوتے ہیں لہٰذا پناہ بھی "اللہ" ہی سے طلب کرنا چاہیئے جو کمال کی تمام صفات کا جامع ہے (باللہ) فرمایا ہے "بالغنی" یا "بالعلیم" یا کسی اور صفت کو بیان نہیں فرمایا۔

۱۱۔ اس خدا سے پناہ طلب کرنا چاہیئے جو سننا بھی ہے اور جاننا بھی اور ہر ظاہری اور باطنی مسئلے سے آگاہ ہے لہٰذا بتوں یا کسی اور خرافات کی پناہ بے سود ہے ﴿سمیع علیم ﴾

آیت ۲۰۱۔ ۲۰۲

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۚ وَ اِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ یقیناً جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے، جب شیطان کی طرف سے کوئی چکر لگانے والا انہیں مل جاتا ہے تو وہ فوراً (خدا اور اس کی سزا و جزا کی طرف) متوجہ ہو جاتے ہیں اور بینا ہو جاتے ہیں (اور انہیں بصیرت مل جاتی ہے)

اور ان کے (شیطان صفت گمراہ کن) بھائی انہیں گمراہی کی طرف کھینچ کر لے جانے میں مصروف رہتے ہیں اور پھر وہ اس بارے کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔

پیام

۱۔ شیطان، مومن اور متقی افراد کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ﴿اتقوا ﴾

۲۔ شیاطین ہمیشہ اپنی مشقوں میں لگے رہتے ہیں اور مسلسل چکر لگاتے رہتے ہیں اور ان کے لئے تختہ مشق اور چکروں کا محور ہمیشہ انسان ہی ہوا کرتے ہیں۔ ﴿طائف ﴾

۳۔ شیطانی اور نفسانی وسوسے جراثیموں کی مانند ہر جگہ گھومتے رہتے ہیں۔ اور کمزور جسم و جان اور ضعیف الاعتقاد و الایمان لوگوں کے تو پیچھے ہوتے ہیں ﴿طائف من الشیطان ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ شیطانی وسوسے کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ کبھی تو دور سے ہوتے ہیں جیسے "﴿وسوس الیه﴾ "(طٰہ ۱۲۰) کبھی جان و دل میں نفوذپیدا کرکے جیسے "﴿فی صدور الناس﴾ "(والناس/۵) کبھی ہم نشینی کی صورت میں جیسے "فھو له قرین" (زخرف/۳۶) اور کبھی چکر لگنے اور گھومنے کی صورتمیں جیسے "﴿مسھم﴾ " (یہی آیت)

۵۔ علماء، مصلحین اور تربیت کنندگان کو خاص طور پر ہوشیار اور خبردار رہنا چاہئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشکوک اور مجہول الحال لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم کرکے دشمن کی چالوں اور ان کے جالوں میں نہ پھنس جائیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو خاص طور پر خدا کی پناہ طلب کرنا چاہئے ﴿اذا منھم...تذکروا﴾

۶۔ خدا کی یاد انسان کو بصیرت عطا کرتی ہے اور وسوسوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ ﴿تذکروا...مبصرون﴾

۷۔ شیطان کے شکنجوں میں جکڑا ہوا انسان دل کا اندھا ہوتا ہے اور ابلیس کے دام سے محفوظ لوگ بابصیرت ہوتے ہیں (مبصرون)

۸۔ اگر معاشرہ اخلاقی، سیاسی، اقتصادی اور عسکری اعتبار سے پاک اور متقی ہو تو شیطان صفت لوگوں کی اس معاشرے میں آمد و رفت اور میل جول معاشرہ کے افراد پر کوئی اثر نہیں کر سکتی ﴿تذکروا- مبصرون﴾

۹۔ متقی لوگ، شیطان شناس اور آگاہ و باخبر ہوتے ہیں۔ ﴿اتقوا- تذکروا﴾

۱۰۔ اگر تقویٰ اور یاد خدا نہ ہو تو شیطان انسانوں کے بھائی بند بن جائیں اور انسانوں پر ان کی گرفت آسان اور موثر ہو جائے ﴿اخوانھم﴾

۱۱۔ انحراف اور گمراہی کی راہیں بے انتہا اور لامحدود ہیں ﴿یمدونھم فی الغی﴾

۱۲۔ اللہ تعالیٰ صالح اور متقی افراد کو اپنی ولایت کے سایہ میں لے لیتا ہے لیکن غیر متقی اور بے ایمان لوگ شیطانی اخوت کے جال میں پھنس جاتے ہیں ﴿اخوانھم﴾

۱۳۔ گمراہ کرنے میں شیطان، کسی پر رحم نہیں کرتا۔ ﴿لا یقصرون﴾

آیت ۲۰۳

﴿وَ اِذَا لَمۡ تَاۡتِهِمۡ بِاٰیَةٍ قَالُوۡا لَوۡ لَا اجۡتَبَیۡتَهَاط قُلۡ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ مِنۡ رَّبِّیۡ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّکُمۡ وَ هُدًی وَّ رَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر!) جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہیں لاتے (اور وحی کی تاخیر کی وجہ سے، چند روز کے لئے تلاوت کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے) تو وہ کہتے ہیں: کسی آیت کو کیوں منتخب نہیں کیا؟

(تلاوت یا آیت کی کوئی بات نہیں ہوئی) تو تم کہہ دو کہ میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر وحی ہوتی ہے۔ یہ (قرآن) بصیرتوں کا مجموعہ ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

ایک نکتہ

"اجتباء" کا لفظ "جبایت" سے لیا گیا ہے جس کا اصل معنی ہے "حوض میں پانی کا جمع کرنا" اور حوض کو "جابیہ" کہا جاتا ہے۔ خراج اور مالیات کی جمع آوری کو بھی جبایت کہتے ہیں۔ پھر اس کا استعمال ہر طرح کی برگزیدہ چیزوں پر ہونے لگا، اور اس کے "اجتباء" کا انتخاب نہیں کہ اسے پڑھے؟" اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت کا معنی یوں ہو کہ: "جس معجزے کا ہم نے تم سے مطالبہ کیا تھا اس کا انتخاب نہیں کیا اور دوسرا معجزہ لے آؤ ہو اور ہمارے سلیقے کے مطابق عمل کیوں نہیں کیا؟"

پیام

۱۔ کفار، بہانے جو لوگ ہوتے ہیں۔

۲۔ کفار، قرآنی آیات کو پیغمبر خدا کے برگزیدہ مطالب سمجھتے تھے وحی الٰہی کے طور پر نہیں مانتے تھے ﴿لولا اجتبیتھا ﴾

۳۔ الٰہی رہبر کا فرض بنتا ہے کہ لوگوں کے حیلوں بہانوں اور ان کے ناجائز مطالبات کے آگے سر تسلیم خم نہ کردے بلکہ اپنے موقف کو ڈٹ کر اور صاف صاف واضح کردے ﴿قل انما اتبع ﴾

۴۔ ضروری نہیں ہے کہ مبلغ ہر روز ہی تبلیغی کام سرانجام دے، شاید بعض اوقات سکوت بھی تبلیغی کام کی ایک صورت شمار ہوتی ہو۔ ﴿لم تاتھم بایہ ﴾

۵۔ پیغمبر گرامی صرف اور صرف وحی کے سرچشمہ سے ہی اپنی راہیں متعین کرتے اور احکام لیتے ہیں۔ ﴿انما اتبع ما یوحیٰ الی ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ وحی، پیغمبر اور امت دونوں کے لئے تربیت کا ذریعہ ہوتی ہے ﴿ربي - ربکم﴾

۷۔ ارشاد اورہدایت و رہنمائی بصیرت کی بنیادوں پر ہونی چاہیئے۔ ﴿بصأر - هدی﴾

۸۔ قرآن مجید ایک طرف تو فکری بصیرت اور معرفت کی کتاب ہے دوسری طرف ہدایت اور عملی حرکت کے لئے رہنما بھی ہے۔ اور اس کی اتباع و پیروی کا نتیجہ بھی دونوں جہانوں میں رحمت اور برکت ہی ہوتا ہے۔

۹۔ قرآن اگرچہ عمومی طورپر اور ہر ایک کے لئے کتاب ہدایت ہے، لیکن اس سے فائدہ صرف صاحبانِ ایمان ہی اٹھاتے ہیں۔ اور دل کے اندھے بصیرت سے بھی محروم ہوتے ہیں اورہدایت الٰہی سے بھی دور ہوتے ہیں۔ اور نتیجہ اس کی رحمت سے بھی محروم ہوتے ہیں، ﴿هدی، رحمة ، قوم یوٴمنون﴾

سورہ اعراف آیت ۲۰۴

﴿وَ اِذَا قُرِیَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمَعُوْا لَه وَا نْصُتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

ترجمہ۔ اور جب بھی قرآن پڑھا جائے تو تم اسے غور سے سنو اور خاموش ہو جاؤ تاکہ اسے سن سکو، شاید کہ خدا کی رحمت تمہارے شامل حال ہو جائے۔

چند نکات

فقہاء کرام سکوت کو مطلقاً واجب نہیں سمجھتے صرف نماز میں واجب جانتے ہیں، یہ آیت اس بات کی تاکید کر رہی ہے کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو ادب کے طورپر خاموش ہو جاؤ اور اسے سنو۔

حضرت علی علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے تو ساتھ ہی ایک منافق بارہا قرآن کو بلند آواز سے پڑھنے لگا۔ حضرت خاموش ہو گئے، جب وہ پڑھ چکا تو آپ نے باقی سورت کو مکمل کیا۔ (از تفسیر نمونہ)

"الضات" کا معنی ہے "کان لگا کر سننے کے لئے خاموش ہونا"

پیام

۱۔ قرآن جو کہ بصیرت اور رحمت کا وسیلہ ہے اسے مودبانہ طورپر اور کان لگا کر سننا چاہیئے ﴿وانصتو﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ قرآن کو کانوں کے راستے سے گزر کر دل تک جا پہنچنا چاہیئے اور دلنشین ہو جانا چاہیئے تاکہ اس طرح سے تم پر رحم کیا جائے۔ ﴿لعلکم ترحمون ﴾

(اگر سکوت اور خاموش رہنے کا حکم نہ بھی ہوتا، پھر بھی عقل اور ادب اس بات کے متقاضی تھے کہ کلام الٰہی کو خاموش ہو کر سنا جائے)

آیت ۲۰۵

﴿وَ اذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور اپنے پروردگار کو اپنے دل میں گڑگڑاتے ہوئے، ڈر کر آہستہ اور آرام کے ساتھ صبح و شام یاد کرو اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

چند نکات

سابقہ آیت میں تلاوت قرآن کے آداب کو بیان کیا گی تھا اس آیت میں ذکر اور دعا کے آداب کے بیان کو کیا جا رہا ہے۔

"آصال" جمع ہے "اصیل" کی جس کے معنی ہیں غروب کے نزدیک شام کا وقت۔

بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں مذکور "ذکر" تمام شبانہ روزی نمازوں کے لئے ہے۔

پیام

۱۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہمیشہ کے لئے اور دائمی ہے لہٰذا اس کی یاد بھی ہمیشہ کے لئے ہونی چاہیئے ﴿ربک ﴾

۲۔ قرآن مجید، زبان کے ساتھ ذکر الٰہی کو سراہنے کے ساتھ ساتھ قلبی اور اندرونی یاد کو بھی ستائش کرتا ہے۔ ﴿فی نفسک ﴾

۳۔ وہ ذکر یاد الٰہی انسان کو محفوظ رکھتی ہے جو عاشقانہ اور سوزناک ہو اور ہر صبح و شام کی جائے۔ ﴿تضرعا ﴾

۴۔ انبیاء علیہم اسلام کو بھی ہمیشہ خدا کی یاد میں مگن رہنا چاہیئے۔ دوسروں کا حال تو واضح ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ صبح و شام خدا کو یاد کرنا چاہیئے، یعنی جب کام کا آغاز کیا جائے اور دن کے پروگرام مرتب کئے جائیں تو پہلے خدا کو یاد کرنا چاہیئے، اور جب سارے دن کے کاموں کے نتیجے کو سمیٹا جائے اور کام کی جمع بندی کی جائے تو بھی اسے یاد کیا جائے۔﴿بالغدو و الاصال ﴾

۶۔ یاد خدا اس وقت غفلت کو دور کرتی ہے جب کسی قسم کے ریاً، دکھاوے اور شور شرابے سے پاک صاف ہو، ورنہ بذات خود ایک طرح سرگرمی اور غفلت ہو جائے گی۔﴿تضرعا و خیفة و دون الجھر ﴾

۷۔ جو لوگ صبح و شام خدا کو یاد نہیں کرتے ان کا غافلوں میں شمار ہوتا ہے۔

سورہ اعراف آیت ۲۰۶

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَاْ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہِ وَ یُسَبِّحُوْنَہ وَلَہ یَسْجُدُوْنَ ﴾ ع

ترجمہ۔ یقیناً جو لوگ تیرے پروردگار کی بارگاہ کے مقرب ہیں وہ اس کی عبادت اور پرستش سے سرکشی اور تکبر نہیں کرتے، اس کی تسبیح بیان کرتے اور اس کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔

ایک نکتہ

"الذین عند ربک" کا جملہ احتمالاً فرشتوں کو بھی شامل ہے اور مقربان بارگاہ رب العزت بندوں کو بھی کہ جن کا رابطہ ذات الٰہی کے ساتھ ہے اور خود کو خدا کے حضور میں سمجھتے ہیں،

پیام

۱۔ اپنی عبادت پر کبھی ناز نہ کرنا اس لئے کہ خدا کے ایسے فرشتے ہی جو ہمیشہ عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

۲۔ عبادت کے ساتھ خود کو فرشوتں کے ہم رنگ اور ہم آہنگ کر دو۔

۳۔ استکبار اور اظہار تکبر کی بدترین قسم، خدا کے آگے تکبر کا اظہار اور سرپیچی اور اس کی عبادت کو ترک کر دینا ہے۔

۴۔ سب سے پہلے استکباری کیفیت کو خیرباد کہا جائے، پھر اس کی تسبیح بیان کی جائے اور اس کے بعد سجدہ کیا جائے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ مستکبرین کبھی بھی خداوند عالم کے مقام قرب تک نہیں پہنچ سکتے، ﴿عند ربک لایستکبرون﴾

۶۔ خدا کے سامنے تضرع اور زاری کی جائے۔ تواضع اختیار کی جائے۔ اس کی پاکیزگی کی طرف توجہ کی جائے اور سجدہ صرف اسی کی ذات کے لئے خاص سمجھا جائے۔ ﴿لایستکبرون- یسجونه، له یسجدون﴾

حوالاجات ۔ فٹ نوٹس

۱۔ ابروبادومہ وخورشید و فلک درکارند۔ تاتونانی بہ کف آری و بہ غفلت نخواری ہم ازبہر تو سرگستہ وفرمانبردار۔ شرط انصاف بنا شد کرتوفرمانبری بادل، ہوا، چاند، سورج اور فلک سب اس کام میں لگے ہوئے ہیں کہ تو روٹی حاصل کرے مگر غافل ہو کر نہ کھائے۔ چیزیں ہی لئے سرگرداں ار تیرے ہی فرمانبردار ہیں۔ لیکن یہ انصاف سے بعید ہوگا کہ جس کی اطاعت کے لئے تو پیدا ہوا ہے اس کی اطاعت نہ کرے۔

۲مکتب تشیع اس قدر غنی اور بے نیاز ہے کہ اسے "قیاس" سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت ابو حنفیہ کے قیاس سے کام لینے کی سخت مذمت کی ہے۔ عامۃ المسلمین کی کتب تفسیر مثلاً المنار اور طبرسی میں بھی قیاس سے روکا گیا ہے۔

۳ سورہ کہف / ۵۰میں ہے "ففسق عن امرربه" (اس نے اپنے رب کے امر کی خلاف ورزی کی)

۴حضرت علی علیہ السلام خطبہ "قاصعہ" میں فرماتے ہیں، ابلیس سے عبرت حاصل کرو اس نے اپنی طوالانی عمر کو ایک لمحے میں تکبر کے ساتھ کیونکر برباد کر دیا۔ روایات میں ہے کہ کفر کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ ۱۔ حرص ۲۔ حسد ۳۔ تکبر (کام) جلد ۲ باب ۶ ف خوافی ۔ شیعہ سنی روایات میں ہے کہ قیامت کے دن متکبرین گواہی کی حالت میں گواہ ہوں گے۔ اور اہل محشر کے پاؤں تلے روندے جائیں گے۔

۵سورہ ص / ۸۳ میں ہے کہ ہم پڑھتے ہیں کہ شیطان نے کہا: "فبعزتک لاغوینهم" (تیری عزت کی قسم! میں ان (تیرے بندوں) کو ضرور گمراہ کروں گا۔

۶برادرانِ یوسف نے بھی یوسف کو باپ سے جدا کرنے کے لئے کیا تھا "یابا انالہ لناصحون" ہم تو یوسف کے خیر خواہ ہیں۔ (سورہ یوسف)

۷شیطان کی انسان کے ساتھ دشمنی کی طرف اور حق بات پر بھی اشارہ کیا گیا ہے جن میں سے ایک سورہ طٰہ کی ۱۱۰۔ ۱۱۶ویں آیات میں ہیں کہ جب آدم علیہ السلام شیطانی وسوسوں کا مقابلہ نہ کرسکے "فنسي ولم بخدله غرما" اور بہشت سے نکال دیئے جانے کی سزا پائی اور "فقلنا یٰادم --- فتشقی" "آنے کیا اے آدم! یہ تمہارا اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے کہیں تمہیں بہشت سے نہ نکلوا دے کہ بدبخت ہو جاؤ گے۔"

۸"ان من شيءٍ الاعندنا خزائنه ومان ننزله الاقدر معلوم" کوئی بھی چیز نہیں ہے مگر اس کے خزانے تمہارے پاس ہیں اور ہم معلوم اندازے کے علاوہ نہیں بھیجتے (حجر / ۲۱) اور بھیجتے کیا ہیں؟ "انزلنا الحدید" "انزل لکم من الانعام" ۔۔۔۔ "انزل علیکم لباسا"

۹ہو سکتا ہے کہ جنگی لباس مثلاً زرہ ڈھال، خود وغیرہ بھی "لباس تقویٰ" کے مصداق میں شامل ہوں، کیونکہ حضرت علی علیہ السلام نے جہاد کو بھی لباس تقویٰ قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں "الجهاد لباس التقویٰ" نہج البلاغہ خطبہ ۲۷۔

۱۰۔ ابلیس کا لشکر ہے۔ "وخبودابلیس" (شعراء / ۹۵)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۱ بحارالانوار جلد ۱۱ ص ۳۱۸

۱۲ اس سے ملتی جلتی سورہ نحل / ۱۰۰ ہے۔

۱۳ اور آیات میں بھی ہے۔ "لوشاءاللہ ماشرکنا" (انعام / ۱۴۸) یعنی اگر خدا چاہتا تو ہم مشرک نہ بنتے۔ "ولوشاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شی ءٍ" (نحل / ۳۵) یعنی اگر خدا چاہتا تو ہم اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرتے۔

۱۴ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن لوگ ننگے بدن اور ننگے پاؤں محشور ہوں گے جیسا کہ پہلے دن اس دنیا میں قدم رکھا تھا۔ (تفسیر نورالثقلین)

۱۵ توبہ اور یادِ الٰہی شیطانی وسوسوں کو ختم کرتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے "اذامسھم طائف من الشیطان تذکروا" (اعراف / ۲۰۱)

۱۶ سورہ کہف کی آیت ۱۰۴ میں ایسے لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے "قل انبئکم بالاخیرمن اعمالا الذین ضل سیعھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا" کہہ دو کہ آیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے خسارے میں رہے، وہی تو ہیں جن کی تگ و دو اس دنیاوی زندگی میں اکارت گئی اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

۱۷ حدیث شریف میں ہے کہ "المعدۃ بیت الداء" معدہ بیماریوں کا گھر ہے، چنانچہ ایک مسیحی ڈاکٹر کہتا ہے کہ: "سارا علم طب اسی صرف اسی آیت میں پوشیدہ ہے۔" حدث میں ہے کہ جو لوگ دنیا میں اکثر اوقات پیٹ بھرے رہتے ہیں قیامت کے دن بھوکے پیاسے ہوں گے۔ (تفسیر فرقان)

۱۸ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "جس کے پاس ایک دن کی غذا موجود ہو اور پھر بھی لوگوں سے مانگنے یا گداگری کرے تو اس کا شمار بھی مشرقین میں ہوتا ہے۔ (تفسیر فرقان)

۱۹ سورہ کہف / ۵۹ میں فرماتا ہے "جعلنا لمھلکھم موعدا" ہم نے ان کی ہلاکت کے لئے وقت مقرر کر رکھا ہے۔

۲۰ ایک اور آیت میں ہے "کلانمدھؤلاء وھولاء"

۲۱ سورہ عنکبوت / ۲۰ میں ارشاد ہوتا ہے "یکفر بعضکم ببعض ویلعن بعضکم بعضا" تم ایک دوسرے کو کافر بتاؤ گے۔

۲۲ ارشاد باری ہے: "ولوان اھل القریٰ امنو اواتقوالفتحنا علیھم برکات من السماء و الارض" اگر ان بستیوں والے ایمان لے آئیں اور تقویٰ اختیار کریں تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیں

۲۳ دوسری آیت میں بھی اسی طرح ہے: "لمیحطۃ بالکافرین" یعنی کافروں کو گھرے ہوئے ہیں (عنکبوت / ۵۵)

"لھم من فوقہ ظلل من النار و من تحتھم ظلل" یعنی انکے اوپر بھی آگ کے سائبان ہیں اور نیچے بھی ایسے ہی (زمر / ۱۶) اور "یغشھم العذاب من فوقھم و من تحت ارجلھم" یعنی عذاب انہیں اوپر سے بھی ان کے پاؤں کے نیچے سے بھی ڈھانپ لے گا۔ (عنکبوت / ۵۵)

۲۴ "ماجعل علیکم فی الدین من حرج" خدا نے دین میں تمہارے لئے کوئی تنگی قرار نہیں دی (حج / ۴۷) "یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر" خدا تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور مشکل نہیں چاہتا

۲۵ ایک اور آیت میں فرماتا ہے کہ مومن کہتے ہیں "لا تجعل فی قلوبنا غلا" ہمارے دلوں میں کینہ نہ رکھ (حشر / ۱۰) جو کہ اہل ایمان کی دعا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۶انسان بھی اس حقیقت کا اعتراف کرے گا اور کہے گا"اغنی عنی مالیہ" میرے مال نے مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچایا

۲۷قرآن کہتا ہے:"انما الحیوۃ الادنیا لعب ولھو"دنیا تو بس کھیل تماشا ہے جبکہ وہ دین کو تماشا سمجھتے ہیں۔

۲۸خدا فرماتا ہے:"فاذکرونی اذکرکم"تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا تو انسان کی یاد، خدا کی یاد کا سبب ہوتی ہے اور اسکی خدا سے غفلت، انسان کی فراموشی کا موجب ہوتی ہے۔

۲۹چونکہ اس سے پہلے آیت "کتاب" سے تعلق رکھتی ہے لہذا "نسوہ" کا جملہ کتاب کے فراموش کرنے کے بارے میں ہے۔ تو کیا آج مسلمان کتاب اور قرآن کو فراموش نہیں کر چکے؟ قرآن کا فراموش کرنا خدا کو بھلا دینا اور خدا کو بھلا دینے والے شیطان کے جماعتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے "انساھم ذکر اللہ اوئیک حزب الشیطان" (مجادلہ/۱۹۳

۳۰قرآن کہتا ہے کہ اگر کفار دنیا میں واپس آ بھی جائیں تو بھی وہی کام کریں گے "ولوی دو انعاد والمانھوا عنہ" (انعام/۲۱)

۳۱:بکر شیطان است تعجیل و شتاب

خوی رحمان است صبر واحتساب

یاتانی گشت موجود از خدا

تا بہ شش روز این زمین و چرخ ہا

ورہ قادر بود کز کن فیکون

صد زمین و چرخ آوردی برون

آدمی را اندک اندک آن ہمام

تاچہل سائش کند مردی تمام

این تانی ازپی تعلیم توست

صبر کن در کار در آئی درست

ترجمہ: شیطان کا کام اور مکاری جلد بازی میں ہے۔ جبکہ رحمان کا کام صبر و حوصلے کے ساتھ کام کرنا ہے۔ خداوند عالم آرام اور حوصلے کے ساتھ تخلیق کا عمل انجام دیتا ہے اور یہ زمین و آسمان چھ دن میں پیدا کئے وہ اس بات پر بھی قادر تھا کہ "کن" کہہ کر اس طرح کے سینکڑوں آسمان و زمین پیدا کرتا وہ خالق و مالک انسان کو بھی چالیس سال کی عمر میں پختہ کرتا ہے۔ یہ سب کچھ تمہارے سمجھانے کیلئے ہے لہذا صبر سے کام لو تاکہ دیر آید درست آید کے مصداق تمہارے کام صحیح طریقے سے انجام پائیں۔

۳۲زمین شوہ سنبل نیارد دراو تخم و عمل ضایع مگردان

شورہ زار: زمین میں سنبل کا درخت نہیں اگ سکتا لہذا اس میں نہ تو بیج کو ضائع کرو اور نہ ہی اپنی کاوشوں کو۔

گوہر پاک بیاید کہ شود قابل فیض ورنہ ہر سنگ و گلی لوٹو و مرجان نشود

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ذرہ راتا نبود ہمت عالی حافظ طالب چشمہ خورشید درخشاں نشود

ایک پاک جوہر ہونا چاہئے جو فیض کے قابل بھی ہو۔ ورنہ ہر پتھر اور مٹی لولو و مرجان نہیں ہو سکتے۔

اے حافظ) جب تک ذرہ میں عالی ہمتی نہ ہو تو اس وقت تک وہ نیر درخشاں کے چشمہ فیض کا طالب نہیں ہو سکتا۔

افتادگی آموز اگر طالب فیضی ہرگز نخورد آب زمینی کہ بلند است

اگر فیض کی ضرورت ہے تو پھر انکساری سیکھو۔ کیونکہ بلند زمین کبھی پانی سے سیراب نہیں ہو سکتی۔

۳۳از حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام (تفسیر نور الثقلین)

۳۴اس آیت کے واضح ترین مصداقوں میں سے ایک حضرت امام زمان عجل اللہ فرجہ کا زمانہ ظہور ہے جس میں بقول روایات آسمان اور زمین سے برکتیں نازل ہوں گی (تفسیر نور الثقلین جلد نمبر ۰۲)

۳۵وفاداروں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "مومنون" (سورہ منون/۱-۲) متقین (آل عمران/۷۶)

"الوالالباب" (رعد/۲۰) "ابرار" (الدھر/۷) جبکہ بے وفاؤں اور عہد شکنوں کی ان الفاظ میں مذمت کی ہے " فاسقین " (زیر نظر آیت) "کافرین" (نسا/۱۰۰) اور "مشرکین" " ظالمین" "شرالاواب' و (بدترین جانور)

۳۶سورہ طہ/۷۱ میں ہم پڑھتے ہیں"انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر" تم سب جادو موسیٰ کے شاگرد ہو۔

۳۷سورہ طہ/۷۰ میں ہم پڑھتے ہیں کہ جادوگروں نے فرعون سے کہا "فاقض ما انت قاض انما تقضی ھذہ الحیٰوۃ الدنیا" جو چاہو کرو تمہارا تسلط صرف اور صرف اسی دنیوی زندگی کے ساتھ محدود ہے۔

۳۸جیسے قرآن کہتا ہے "ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی" جب انسان خود کو تونگر سمجھنے لگتا ہے تو سرکشی پر اتر آتا ہے۔

۳۹آن گزشت لذنیل بایاران چو برق موسیٰ اپنے ساتھیوں سمیت دریائے نیل سے ایسے گزر گئے جیسے بجلی گزرتی ہے۔

وین بہ خواری گشت درود ابہ غرق لیکن فرعون بڑی ذلت اور خواری کے ساتھ دریائے نیل کے پانی میں غرق ہو گیا۔

ناظران بینند با چشم سئود دیکھنے والوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ موسیٰ کہاں پر جا پہنچے اور کان کجا رقت، این کجا مانند از حجود فرعون، نافرمانی کا ارتکاب کر کے کہاں پر رہ گیا۔

۴۰ایک دن کسی یہودی نے مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: "تم مسلمانوں نے ابھی اپنے پیغمبر کا جنازہ دفن نہیں کیا تھا کہ اختلاف شروع کر دیا اس پر حضرت علی نے فرمایا: ہمارا اختلاف تو حضرت پیغمبر خدا کی باتوں کے سلسلے میں تھا نہ تو خود پیغمبر کے بارے میں اور نہ ہی خدا کے بارے میں تھا۔ جبکہ تمہارے پاؤں ابھی دریا کے پانی سے خشک نہیں ہوئے تھے کہ تم نے موسیٰ سے بتوں کا تقاضا شروع کر دیا (نہج البلاغہ حکمت ۳۱۷) ۲قرآن مجید کی بعض آیات میں جہالت عمقل کے مقابلے میں ہے تاکہ علم کے مقابلے میں یعنی جہالت بے عقلی کا نام ہے۔

۴۱سفینۃ البحار جلد اول ص ۰٫۰ وص ۴٫۰ نیز سید رضا نقوی کی کتاب "اربعین در فرہنگ اسلامی" کا بھی مطالعہ کیا جائے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۲حدیث منزلت یعنی پیغمبر اسلام کا حضرت علی سے فرمانا "انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ" یعنی اے علی تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کیلئے ہارون تھے اہل سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو صحیح بخاری جلد ۶ ص ۳ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۱۸۷ سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۴۲ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۷۳ ص ۱۷۰، ۱۷۷ ـ ۱۷۹ـ ۱۸۲

۴۳"لا تدرکۃ الابصار" اسے ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں البتہ خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔"رائۃ القلوب بحقائق الایمان" (از تفسیر صافی) بقول شاعر چشم دل باز کن کہ جان بینی آنچہ نادیدنی است، آن بینی

۴۴امام جعفر صادق فرمتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا، جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس لئے برگزیدہ کیا ہے؟" اس لئے کہ تمہارا خضوع و خشوع میری بارگاہ میں بے نظیر تھا، جب بھی نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہو تو الٹے اپنے رخسار زمین پر رکھے (اصول کافی)

۴۵مثلاً جہاں ہر "قصاص" اور "معافی" کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو "معافی کو اپنائیں

۴۶یعنی یہ نکتہ سورہ عنکبوت ۴۸ میں بھی بیان ہو چکا ہے "وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب"

۴۷جو آیات آنحضرت کی عالمی اور آفاقی رسالت پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ سورہ عبس/۲۸ "کافۃ للناس" انعام/۱۹ "لا نذرکم و من بلغ" فرقان/۱ "للعالمین نذیرا"

۴۸حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے داماد (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو دیکھا کہ ان سے ملاقات کیلئے انتظار کرنے کیلئے بہت بڑی قطار کھڑی ہوئی ہے تو شعیب نے موسیٰ کو اس بات کی پیشکش کی کہ ان لوگوں کو چند گروہوں میں تقسیم کر دیں اور ہر ایک گروہ کا ایک مسئول مقرر فرمائیں تاکہ مسئول قسم کی مشکلات کو وہ حل کریں اور اہم ترین سائل موسیٰ کیخدمت میں پیش کئے جائیں (از تفسیر کاشف)

۴۹ہم دعائیں پڑھتے ہیں "یا من یقبل الیسیرو و یعفوا عن الکثیر" یعنی اے وہ اللہ جو تھوڑے سے عمل کو بھی قبول کر لیا ہے اور زیادہ سے زیادہ گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔

۵۰حضرت علی علیہ السلام نے گناہوں کی توجہ اور شراب کو نیند کے نام سے رشوت کو تحفے کے نام سے اور سود کو منافع کے نام سے موسوم کرنے کی بڑی سخت مذمت کی ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۶)

۵۱اسی طرح کے ایک اور امتحان کا تذکرہ سورہ مائدہ/۹۴ میں ہے کہ "یبلوکم اللہ بشیئی من الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم" اس آیت میں حالت احترام کی حرمت کا تذکرہ ہے کہ جب شکار یا تو انسان کی دسترس میں ہوتا ہے یا تیر کی زد میں اور ایسی ہیجانی کیفت میں شکار سے روکنا خدا کی طرف سے ایک امتحان ہے۔

۵۲حضرت علی علیہ السلام نے بارہا اپنے زمانہ کے بیوفا لوگوں کی شکایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ مجھے تمہارے درمیان سے اٹھا لے اور دوسروں کو تم پر مسلط فرمائے"

۵۳بنی اسرائیل اس قدر حیلہ سازی، دنیا طلبی، حرص و بہر اور قانون شکنی کے باوجود ہمیشہ ذلیل و خوار ہی رہے ہیں ہٹلر نے لاکھوں یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔

۵۴دوسری آیات میں ہے کہ کہیں پر تو کہتے تھے "نحن ابناء اللہ و احبائہ" ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے دوست ہیں (مائدہ/۱۸) یا کہتے تھے "لن تمسناالنار" ہمیں تو آگ چھوئے گی بھی نہیں مگر چند گنتی کے دن (بقرہ/۸۰ آل عمران/۲۴)

۵۵اسی سے ملتا جلتا حضرت علی علیہ السلام کا یہ جملہ ہے کہ "لدوا للموت وابنو اللخراب" پیدائش کا انجام موت ہے اور تعمیر کا انجام خانہ خرابی ہے۔

۵۶شاعر کا قول ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com

آدمی زادہ طرفہ معجونی است وز فرشتہ سرشتہ و ز گل

گر رود سوے این شود بہ ازاین ور رود سوی آن شود یس ازان

اسکا مفہوم وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۵۷حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث کا مفہوم (تفسیر مونہ منقول از تفسیر نور الثقلین)

۵۸ایضاً (تفسیر نمونہ منقول از تفسیر برہان)

۵۹حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حدیث کا مفہوم (تفسیر نمونہ منقول از نور الثقلین)

۶۰مسفطہ ہو سورہ ذاریات / ۵۲ ۔ "کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الاقالوا ساحر اومجنون"

۶۱دوسری آیات جو اس حقیقت کو بیان کر رہی ہیں بہت زیادہ ہیں منجملہ انکے یہ ہیں کہ "ومایضل بہ الاالفاسقین" (بقرہ/۲۶) یا "بل ران علی قلوبھم ماکانو ایکسنون" (مطففین/۱۴)

۶۲حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قائم آل محمد کے ظہور کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا "مثلہ مثل الساعة" یعنی انکا ظہور بھی قیام قیامت کی مانند اچانك ہو گا پھر آپ نے آیت تلاوت فرمائی "لا بحلیھا توقنا......الانقبة" (از حضرت امام رضا علیہ السلام تفسیر نور الثقلین)

۶۳قرآن مجید بارہا مختلف انداز میں مثلاً "لا یستطیعون لھم نصرا" (اعراف/۱۹۲) "لایملکون لا نفسھم نفعا" (رعد/۱۶) کہہ کر ہمیں شرک سے منع کر دیا ہے۔

۶۴یقین جانیے طاغوتی طاقتوں کا یہی کام ہے کہ اپنی حکومت کو مستحکم بنائیں اور تمہارا استعمال کریں اگر یقین نہ آئے آزما کر دیکھ لیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ انہیں چند اصلاحی اور تعمیری باتوں کی پیشکش کریں تو وہ یقینا قبول نہیں کریں گے انکے نزدیک آپ لوگوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے خواہ آپ نالہ و فریاد کریں یا خاموشی اختیار کئے رکھیں آپ کیلئے ایک جیسی بات ہے۔ حتی کہ اگر آپ انہیں کرنا چاہیں تو بھی آپکی بات کو نہیں سنیں گی۔ اس لئے تو قرآن کہتا ہے "وان تدعوھم ...."

۶۵علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

آدم از بے بصری بندگی آدم کرد

یعنی انسان نے اپنی بے بصیرتی کی وجہ سے دوسرے انسان کی بندگی اختیار کی

گوہری داشت ولی نذر قباد و جم کرد

اس نے انسانیت جیسے عظیم گوہر کی بے قدری کرتے ہوئے اسے قباد اور جمید جیسے بادشاہوں کے قدموں میں ڈال دیا

یعنی از خوے غلامی زسگان پست تراست

من ندیدم کہ سگی پیش سگی سر خم کرد

ایسے انسان خصلت کے لحاظ سے تو کتوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ میں نے کبھی کسی کتے کو دوسرے کتے کے آگے سر جھکائے ہوئے نہیں دیکھا

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۶ایک اور مقام پر فرماتا ہے "الله ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمات الی النور" (بقرہ/۲۵۷)

۶۷حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے قرآن مجید میں مکارم اخلاق کے سلسلے میں اس سے بڑھ کر کوئی اور آیت جامع نہیں ہے (تفسیر فرقان از درمنشور)

۶۸۔ قرآن اور حدیث کی لغات میں کبھی "جہل" "عقل" کے مقابلے میں بھی آتا ہے اور روایات میں "کتاب العقل و الجہل"

۔۶۹ جیسا کہ یہ آیت ہے "وکذالک جعلنا لکل بنی عدو الشیاطین الانس والجن" (انعام/۱۱۲) جو اس بات کی نشاندہی کر رہی ہے کہ انبیاء کے دشمن جنوں میں سے بھی ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔

۷۰۔ جیسے یہ آیت ہے "لئن اشرکت لیحبطن عملک" اگر شرک کرو گے تو تمہارے سارے اعمال تباہ ہو جائیں گے۔ (زمر/۶۰) یہاں پر شرط ، واقع ہونے پر دلیل نہیں بن رہی۔

۷۱صرف "اعوذباللہ" کہہ دینے سے پناہ نہیں مل جاتی۔ بلکہ خدا کے ساتھ ایک خصوصی روحانی تعلق، اسکے ساتھ ربط ، اس پر توکل اور خود کو مکمل طور پر اسکے سپرد کر دینے سے ہی پناہ طلب کی جا سکتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سورہ مائدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ:

سورہ مائدہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت سے ایک دو ماہ پہلے نازل ہوئی اور اس کی کوئی ایک آیت بھی منسوخ نہیں ہوئی ہے۔

اس کو سورہ "مائدہ" کہنے کی وجہ یہ ہے اس کی ایک سو چودھویں آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے آسمانی مائدہ کے نازل ہونے کا تذکرہ ہے اس لئے اسے سورہ مائدہ کہتے ہیں۔ اس کی ایک سو بیس آیات ہیں اور "یا ایھا الذین امنوا" کے ساتھ خطاب اس صورت میں سب سے زیادہ آیا ہے مثلاً سورہ بقرہ میں یہ خطاب گیارہ مرتبہ آیا ہے جبکہ اس سورت میں سولہ مرتبہ بیان ہوا ہے۔

اس سورت میں ولایت اور رہبری، عقیدہ تثلیث کی تردید، ایفائے عہد کی اہمیت، عدل و انصاف پر مبنی گواہی، کسی کو قتل کرنے کی حرمت، کھانے کی چیزوں کے احکام، وضو، اور تیمم اور عدالت اجتماعی وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

چونکہ یہ نازل ہونے والی آخری سورت ہے لہذا سورت کے آغاز ہی میں "اوفوا بالعقود" کے جملہ کے ساتھ ہر قسم کے عہد وپیمان کو پورا کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾

آیت ۱

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِط اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ طِ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴾

ترجمہ۔ اے وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہو اپنے (ان) عہد اور پیمانوں کو پورا کرو (جو تم نے خدا یا لوگوں کے ساتھ باندھا ہے) حلال چوپایوں (کے گوشت کھانے) کو تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے، مگر جن کی (حرمت) کو تمہارے لئے پڑھا (اور بیان کیا) جائے گا، جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کو حلال نہ جانو، یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ کہنا چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام و نکات:

۱۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ جس شخص یا گروہ کے ساتھ جس قسم کا معاہدہ کریں اس کی پابندی اختیار کریں۔ چاہے وہ معاہدہ زبانی ہو یا تحریری اور عملی، چاہے سیاسی معاہدہ ہو یا اقتصادی، اجتماعی اور عائلی، خواہ طاقتور کے ساتھ ہو یا کمزور کے ساتھ، دوست کے ساتھ ہو یا دشمن کے ساتھ۔ ۱ چاہے خدا کے ساتھ ہو (جیسے نذر اور عہد وغیرہ) خواہ لوگوں کے ساتھ، فرد کے ساتھ ہو یا معاشرہ کے ساتھ، چھوٹے کے ساتھ ہو یا بڑے کے ساتھ، علاقائی حکومتوں کے ساتھ ہو یا بین الاقوامی سطح پر، کیونکہ " ﴿اوفوا بالعقود﴾ " میں موجود "الف لام" ہر قسم کے معاہدوں کو شامل ہے۔

۲۔ جس طرح عہد شکنی اور ظلم بہت سی چیزوں سے محروم ہو جانے کا موجب ہوتے ہیں ۲ اسی طرح عہد و پیمان کی پابندی بہت سی چیزوں سے استفادہ کا موجب ہوتی ہے "اوفوا بالعقود احلت لکم" اچھے طریقے سے لوگوں کے ساتھ پیش آنا، اچھی روزی کی علامت ہے مثل مشہور ہے "اچھے طریقہ سے لین دین کرنے والا، لوگوں کے مال میں شریک ہوتا ہے"

۳۔ آسمانی کتابیں بھی خدا کا "عہد" ہیں۔ ان کی پابندی بھی ضروری ہے، عہد قدیم (تورات) عہد جدید (انجیل) اور عہد اخیر (قرآن مجید) ہیں۔ حدیث میں ہے کہ "القرآن عهد الله" ۳ یعنی قرآن اللہ کا عہد ہے۔

۴۔ ایمان، عہد و پیمان کے وفا کی بنیاد ہے، ارشاد نبوی ہے "لا دین لمن لا عهد لہ" یعنی جو عہد و پیمان کی پابندی نہیں کرتا ہے وہ بے دین ہے۔

اگر عہد و پیمان پر عمل درآمد نہ ہو تو معاشرتی بنیادیں ہل کر رہ جائیں، عمومی اعتماد ایک دوسرے سے ختم ہو جائے اور معاشرہ تباہ و برباد وہ جائے۔

۵۔ مکہ کے امن و امان کو محفوظ رکھنے کے لئے بعض چیزوں سے محروم ہونے کو برداشت کیا جائے اور شکار سے چشم پوشی کی جائے۔ (غیر محلی الصید)

آیت ۲

﴿يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْ اشَعَآئِرَ اللهِ وَلَاالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْىَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ط وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ط وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوْا اللهَ ط اِنَّ اللهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اے وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہو! شعائر خداوندی، حرمت والے مہینے، بغیر نشانی والی قربانی اور گلے میں پڑی ہوئی نشانیوں والی قربانی اور بیت اللہ کے قصد سے آنے والوں جو کہ اپنے رب کے فضل اور خوشنودی کے طلبگار ہوتے ہیں (کی حرمت) کو حلال نہ سمجھو۔ اور جب تم (اعمال عمرہ بجا لا کر حالت احرام سے نکل جاؤ تو پھر شکار کر سکتے ہو۔ اور ایسے لوگوں کے ساتھ دشمنی، جنہوں نے (اپنے اقتدار کے دوران) تمہیں مسجد الحرام (مکہ) میں داخل ہونے سے روکا تھا، تمہیں بے عدالتی اور بے اعتدالی پر آمادہ نہ کرے۔ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور گناہ اور ستم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اور خدا سے ڈرتے رہو، اس لئے کہ یقیناً (مجرمین کے لئے) خدا کا عذاب بہت سخت ہے۔

نکتہ:

"ھدی" بغیر نشانی کے وہ جانور ہوتے ہیں حج کے موقع پر ہدیہ (قربان) کئے جاتے ہیں۔ اور "قلائد" نشانیوں والے جانور ہوتے ہیں۔

پیام:

۱۔ شعائر اللہ کے تقدس اور ان کی عظمت کو پامال نہ کرو ﴿لا تحلوا شعائراللہ﴾

۲۔ تمام زمانے ایک جیسے نہیں ہوتے، بعض دن اور "ایام اللہ" کا خصوصی احترام ہوتا ہے۔ یعنی وہ خاص طور پر محترم ہوتے ہیں۔ ﴿ولاالشھر الحرام﴾

۳۔ جو جانور الٰہی مقاصد کی تکمیل کے لئے کام میں لائے جاتے ہیں وہ بھی قابل احترام ہوتے ہیں۔ ﴿والھدی ولاالقلائد﴾

۴۔ بیت اللہ کے مسافروں کا احترام کیا جانا چاہیئے ﴿ولا آمین البیت الحرام﴾

۵۔ حج، دنیوی اور اخروی مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے ﴿یبتغون فضلا من ربھم و رضوانا﴾

۶۔ حج میں سفر کا اصل ہدف تو خانہ خدا ہی ہے باقی سرگرمیاں ضمنی ہیں۔ ﴿آمین البیت الحرام﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ مکہ میں انجام دی جانے والی ہر قسم کی اقتصادی سرگرمیاں اور اسلامی ممالک کے لئے تجارت اور درآمدات و برآمدات آزاد ہیں ﴿یبتغون فضلا ﴾

۸۔ اگر کسی زمانے میں لوگوں نے ہمارے ساتھ دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسرے دور میں ہم ان پر ظلم و تجاوز کو جائز سمجھنے لگ جائیں۔ ﴿ولا یجرمنکم ﴾ ---)۴

۹۔ خدا کے حرم کے تقدس و احترام کے لئے ہمارے باہمی تعاون کی ضرورت ہے ﴿لاتحلوا شعائر اللہ---وتعاونوا ﴾

۱۰۔ دوسروں کی غلطیوں سے چشم پوشی، انہیں اپنی طرف مائل کرنے اور نیکی کے کاموں میں تعاون کا ایک راستہ ہے ﴿لایجر منکم---تعاونوا ﴾

۱۱۔ اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرہ بین الاقوامی تلخ و شیریں حوادثات اور ظالم و مظلوم کے مدمقابل آنے میں اپنا فعال کردار ادا کریں جہاں ضرورت ہو حمایت کریں اور جہاں ضروری سمجھیں مذمت کریں۔ ﴿تعاونوا علی البر ﴾ --)

۱۲۔ تمام پہلوؤں کے لحاظ سے فضلیتوں کو پروان چڑھانے کی راہیں ہموار کرنی چاہئیں اور اس مقصد کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہئے ﴿تعاون علی البر ﴾ ---)۵

۱۳۔ کسی خاص قبیلے، علاقے، قوم، زبان اور اتحادی ملکوں وغیرہ کی بے جا حمایت کی بجائے "حق" کی حمایت کرنی چاہئے اور "نیکی" میں مدد بہم پہنچانی چاہئے۔ ﴿تعاونوا علی البر ﴾

۱۴۔ اسلامی معاشرہ میں نیک شخص اپنے آپ کو اکیلا نہ سمجھے، جبکہ ظالم کا کوئی یارومددگار نہیں ہوتا۔ ﴿تعاونوا علی البر-- ولاتعاونوا--- ﴾

۱۵۔ ظالموں اور گناہ کا ارتکاب کرنے والوں پر ہر قسم کے دروازے بند کر دینے چاہئیں، تاکہ فساد اور بدکاری کا قلع قمع کیا جا سکے۔ ﴿ولاتعاونوا ﴾۶

۱۶۔ جو لوگ شعائراللہ کے تقدس کو پامال کرتے ہیں اور گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں انہیں خدا کے عذاب کے لئے خود کو تیار کر لینا چاہئے۔ ﴿واتقوااللہ ان اللہ شدید العقاب ﴾۷

آیت ۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِه وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ط اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْ ا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًاط فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِ ثْمٍ فَاِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

ترجمہ۔ تمہارے اوپر حرام کیا گیا ہے مردار کا گوشت خون، سور کا گوشت (کا کھانا) اور وہ جانور جو غیر خدا کے نام سے ذبح کیا جائے، اور حلال گوشت جانور جو گلا گھٹنے یا مار کھانے یا بلندی سے گرنے یا کسی دوسرے جانور کے سینگ لگنے کی وجہ سے مر جائیں یا کسی درندہ کا باقی ماندہ جانور (بھی حرام ہیں) مگر جس جانور کو (درندہ کے شکار کی وجہ سے مرنے سے پہلے تم اس کے پاس پہنچ جاؤ اور اسے شرعی طریقہ سے) ذبح کرو اور (اسی طرح وہ جانور بھی حرام ہیں) جو بتوں کے آگے ذبح کئے جائیں۔ یا جنہیں تم "ازلام" کے ذریعہ تقسیم کرتے ہو ۸ یہ سب خدا کی نافرمانی کی چیزیں ہیں۔

آج کے دن کفار تمہارے دین سے مایوس ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو "دین" کے طور پر پسند کر لیا۔

لیکن جو شخص بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف مائل بھی نہ ہو (تو وہ مذکورہ حرام شدہ غذا سے کھا سکتا ہے) کیونکہ خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

نکتہ:

اسی سورت کے اول میں چوپایوں کے گوشت سے بہرہ مندی کا تذکرہ تھا کہ یہ گوشت تمہارے لئے حلال ہے مگر جس قسم کے گوشت کی حرمت بعد میں بیان ہوگی وہ حلال نہیں ہے۔ چنانچہ اس آیت میں دوسری قسم کے گوشت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

"مخنقہ" وہ جانور ہوتا ہے جس کا گلا گھٹ جائے خواہ کسی انسان کے ہاتھوں سے گھٹے یا کسی جوان سے یا خود بخود۔

"موقوذہ" وہ جانور ہوتا ہے جو مارنے، یا تشدد کرنے یا بیماری کی وجہ سے مر جائے۔ چنانچہ عربوں کی رسم یہ تھی۔ بتوں کے احترام کی خاطر بعض جانوروں کو اس قدر تشدد کا نشانہ بنائے کہ وہ اس کی وجہ سے مر جاتا تھا۔ اور وہ اسے اپنے لئے ایک قسم کی عبادت سمجھتے تھے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر قرطبی)

"متردیہ" وہ جانور ہوتا ہے جو کسی بلندی سے گرنے کی وجہ سے مر جائے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"نطیحہ" وہ جانو رہوتا ہے جو کسی دوسرے جانور کے سینگ لگنے کی وجہ سے مر جائے۔

اس آیت میں جس قسم کی غذا کی حرمت بیان کی گئی ہے قرآن مجید میں کئی بار ذکر کی گئی ہے۔ سورہ انعام اور سورہ نحل مکی سورتیں ہیں ان میں بھی اور سورہ بقرہ جو مدنی سورت ہے اس میں بھی۔ لیکن اس آیت میں مردار کی مختلف نوعیتیں بیان کی گئی ہیں کہ جن کا مصرف حرام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس مقام پر دو آیتیں ایک ہی آیت میں بیان کی گئی ہیں، ایک میں تو اضطراری اور مجبوری کے علاوہ حرام گوشت کے استعمال کو بیان کیا گیا ہے اور دوسری "الیوم" سے لے کر "دنیا" تک ایک مستقل آیت ہے۔ اور اس کی چند دلیلیں ہیں۔

۱۔ اگر مذکورہ آیت سے "الیوم" سے "دنیا" تک کو حذف کر دیا جائے تو آیت کے معنی میں کسی قسم کی کمی اور نقص واقع نہیں ہوتا۔

۲۔ کفار کو دین سے اس لئے مایوسی نہیں ہوتی کہ وہ کسی قسم کے گوشت کو کھائیں یا کسی قسم کے گوشت کو نہ کھائیں۔

۳۔ شیعہ اور سنی روایات کی رو سے جو اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بیان ہوئی ہیں۔ " ﴿الیوم یئس الذین کفروا ﴾ " کا تعلق " ﴿الیوم الکملت لکم دینکم ﴾ ۔۔۔ " سے تا کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد کے جملوں سے۔

چونکہ آیت کا یہ حصہ نہایت ہی حساس تھا اور حاسدوں اور مخالفوں کے دل میں بہت کھٹکتا تھا۔ لہٰذا حضرت رسول خدا کے حکم ہی سے اسے گوشت کی حرمت کے حکم کے درمیان قرار دیا گیا ہے تاکہ مخالفین کی دستبرد سے محفوظ رہ جائے۔ ویسے ہی جیسے طلا اور جواہرات کو دوسری عام قسم کی چیزوں کے درمیان میں چھپایا جاتا ہے تاکہ چوروں اور لٹیروں کی لوٹ مار سے محفوظ رہ سکیں۔

شیعہ اور سنی روایات بتاتی ہیں کہ آیت کا یہ حصہ " ﴿الیوم یئس الذین ﴾ ۔۔۔ تا ۔۔۔ ﴿ لکم الاسلام دینا ﴾ " حضرت علی علیہ السلام کے مقام غدیر خم میں منصب امامت پر فائز ہونے کے بعد نازل ہوا۔ نقلی دلائل سے قطع نظر عقلی دلائل بھی اسی بات کی راہنمائی کرتے ہیں۔ کیونکہ اس دن "الیوم" کے لئے چار اہم خصوصیات بیان ہوئی ہیں۔ ۱۔ تمام کفار کی مایوسی کا دن ۲۔ دین کے کامل ہونے کا دن ۳۔ لوگوں پر نعمت خداوندی کے تمام ہونے کا دن ۴۔ ایک دن کہ جس میں اسلام لوگوں کے لئے ایک کامل دین اور مکمل مذہب کے طور پر خدا کا پسندیدہ قرار دیا گیا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اگر ہم تاریخ اسلام کے تمام ایام پر اچھی طرح غور و حوض سے کام لیں تو تاریخی نوعیت کا کوئی بھی دن خواہ وہ روز بعثت پیغمبر ہو یا روز ہجرت، یا یوم ولادت حضرت فاطمہ زہرا ہو یا کسی بھی جنگ میں لشکر اسلام کی کامیابی کا دن، حجۃ الوداع ہو یا کوئی اور تاریخی اہمیت کا حامل دن، اس دن کی عظمت، سربلندی، اعزاز اور افتخار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ حجۃ الوداع کا دن بھی اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ حج خواہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو پھر بھی ہے تو دین کا ایک جزو۔ پس مذکورہ چار صفات کا حامل صرف روز عزیز خم ہی ہے جس میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کو پیغمبر کے جانشین کے طور پر منصوب کیا گیا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امامت کی رہبری کے لئے منتخب کیا گیا۔

پیام:

قرآن میں رہبر کا مقام

۱۔ دین و مذہب اور مکتب فکر صحیح معنوں میں اس کے قائد کے دم قدم ہی سے قائم رہ سکتا ہے اور تمام کفار کو اسی قائد کی موجودگی سے ہی مایوسی ہوئی ہے کسی اور چیز سے نہیں،

۲۔ اگر اسلامی معاشرہ میں عذیر و ولایت جیسا رہبر موجود ہو تو مسلمانوں کو کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ (ف ﴿لاتخشوھم ﴾

۳۔ کفار کی امیدوں کا اہم ترین مرکز اسلامی رہبر و قائد کی موت ہے اور امیرالمومنین علی کے رہبر و قائد کی حیثیت سے انتخاب نے ان کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ ﴿الیوم یئس--- ﴾

۴۔ اگر خارجی دشمن سے محفوظ رہ بھی جاؤ پھر بھی داخلی دشمن اور گناہ کا اندرونی امکان موجود ہے جس کا مقابلہ صرف خوف خدا ہی کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔ ﴿لاتخشوھم و اخشون ﴾

۵۔ رہبر و قائد کے بغیر دین نامکمل ہے ﴿اکملت لکم دینکم ﴾

۶۔ اگر رہبر و قائد کی طرف سے خدائی نعمتوں کی طرف راہنمائی نہ ہو تو تمام نعمتیں نامکمل اور ناقص ہوتی ہیں ﴿اتممت علیکم نعمتی ﴾

۷۔ بغیر رہبر اور قائد کے دین رضائے الٰہی کی سند حاصل نہیں کر سکتا۔ (---- ﴿رضیت لکم الاسلام دینا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۸۔ اگر اکمال دین، اتمام نعمت، رضائے الٰہی اور کفار کی مایوسی میں سے کوئی ایک صورت بھی کسی دن انجام پا جائے تو اس دن کے لئے کافی ہے کہ اس کا شمار "ایام اللہ" میں ہونے لگے چہ جائیکہ غدیر جیسا دن کہ جس میں تمام خصوصیات یکجا انجام پا گئیں۔ اسی لئے تو اہلِ کتاب کہتے ہیں کہ اگر "ہماری کتاب میں اس قسم کا دن ہوتا تو ہم اسے "عید کا دن" قرار دیتے۔ چنانچہ روایات اہلبیت میں "عید غدیر" کو اسلام کی عظیم ترین عید قرار دیا گیا ہے۔

۹۔ کفار، ایک کامل اور اکمل دین سے ڈرتے ہیں اور مسلمانوں سے مایوس ہو چکے ہیں تاکہ ایسے دین سے کہ جس کا رہبر ان کے سامنے ہتھیار ڈال دے، جس میں جہاد کا حکم معطل ہو جائے، جس کے مصادر اور منابع تہس نہس ہو چکے ہوں اور جس کے ماننے والے پراگندہ ہو چکے ہوں ﴿الیوم یئس-- الیوم اکملت لکم دینکم ﴾

۱۰۔ اگر اس کے باوجود بھی کفار تم سے امیدیں لگائے ہوئے ہیں اور مایوس نہیں ہوئے تو تم جان لو کہ تمہاری دینداری میں کچھ کمی ہے۔ ﴿الیوم یئس--- الیوم اکملت لکم--- ﴾

۱۱۔ کفار کی اس وقت تک امیدیں وابستہ تھیں جب تک "غدیر کے دن کا رہبر" منصوب اور متعین نہیں ہوا تھا۔ اور جب رہبر متعین ہو گیا تو ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں، تو معلوم ہوا کہ تمام کفار ایک طرف اور اکیلے علی بن ابی طالب ایک طرف۔

۱۲۔ خدائی رہبر کے بغیر تمام نعمتیں نامکمل ہیں ﴿الیوم--- اتممت علیکم نعمتی ﴾

۱۳۔ جب دیکھو کہ کفار اسلام اور مسلمانوں کی گھات میں لگے ہوئے ہیں تو فوراً اسلامی معاشرہ کی رہبری کی اصلاح کی فکر کرو۔ ﴿الیوم یئس الذین کفروا ﴾

۱۴۔ دین کامل ہے لیکن لوگ نہ! لہٰذا اپنا خاص خیال رکھو اور خدا سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ ﴿اکملت لکم دینکم-- واخشون ﴾

۱۵۔ مسلمانوں کو کفار کی مایوسی کے دن کا انتظار تھا اور یوم غدیر اس انتظار کی تکمیل کا دن ہے۔

۱۶۔ خدا کا علی بن ابی طالب کو امامت کے عہدے پر فائز کرنا، نعمتوں کے تمام ہونے کا موجب ہے اور علی کی ولایت کا انکار، کفران نعمت ہے اور کفران نعمت کا انجام بہت خطرناک ہے۔ "یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونھا" یعنی لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہوئے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۷۔ اگر مسلمان، غدیر کے دن کے رہبر کا انکار نہ کرتے تو انہیں کفار کی طرف سے تاریخ میں کبھی بھی کوئی خطرہ لاحق نہ ہوتا۔ ﴿لاتخشوهم ﴾

۱۸۔ قرآن میں مسلمانوں کو جس خطرے سے زیادہ خبردار کیا گیا ہے وہ ہے رہبر سے انحراف اور منہ موڑنے کا خطرہ۔ (واخشون) اور سورہ آل عمران/۲۸ میں ارشاد ہوتا ہے " ﴿ويحذركم الله نفسه ﴾ "یعنی خدا تمہیں اپنی نافرمانی سے ڈراتا ہے۔

۱۹۔ اشیاء کے آثار بعض اوقات ان کے مجموعی اجزا پر مترتب ہوتے ہیں۔ مثلاً روزہ ہے کہ اگر اذان مغرب سے ذرا بھی پہلے اسے افطار کیا جائے تو باطل ہو جاتا ہے اسی لئے روزہ کے بارے میں لفظ "تمام" کا استعمال ہوا ہے کہ " ﴿ثم اتموا الصيام الى الليل ﴾ "

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی چیز کی ہر جزو کا اپنا علیحدہ اثر ہوتا ہے۔ مثلاً قرآنی آیات کی تلاوت ہے کہ تلاوت کا کمال یہ ہے کہ پورے قرآن کی آیات کو تلاوت کیا جائے، لیکن اگر صرف چند ایک آیت کو پڑھا جائے تو بھی ثواب مل جاتا ہے۔

بعض اوقات کسی چیز کے بعض اجزاء ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اس میں نہ ہوں تو وہ چیز کلی طور پر ناقص ہوتی ہے۔ ہر چند کہ دوسرے تمام اجزا موجود ہی ہوں جیسے ہوائی جہاز کا پائلٹ یا گاڑی کا ڈرائیور اگر نہ ہوں تو جہاز یا گاڑی بے ثمر اور بے مقصد ہوتی ہے۔

برحق رہبر کی قیادت اور ولایت بھی بعینہ اسی طرح ہے کیونکہ یہی چیز تو انسان کو خدا سے جا ملاتی ہے۔ اور اگر یہ نہ ہوتی تو تمام کائنات اور اس کی نعمتیں، عذاب میں بدل جاتی ہیں اس لئے کہ یہ چیزیں بذات خود انسان کو خدا تک نہیں پہنچاتیں۔

یہ تو تھی ولایت اور قیادت و رہبری کے بارے میں تھوڑی سی بحث، اب ہم آیت کے پہلے حصہ کے بارے میں گفتگو کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور غذاؤں اور گوشت کے بارے چند ایک مطالب کا ذکر کرتے ہیں۔

پیام:

غذا کا زندگی کے ساتھ تعلق

۱۔ روح اور جسم کی سلامتی کے لئے غذا اس حد تک ضروری ہے کہ قرآن مجید میں بارہا اس کی تاکید کی گئی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ اسلام ایک ایسا جامع دین ہے کہ جو انسان کی تمام طبعی اور روحانی ضروریات کو مدنظر رکھ کر ان کے بارے میں اپنا واضح اور صریح نظریہ پیش کرتا ہے (حرمت)

۳۔ ایسا قانون صحیح معنوں میں مکمل اور کامل کہلا سکتا ہے جو تمام انسانوں کے حالات اور ضروریات پر توجہ قائم کئے رکھے کہ عام حالات میں انہیں کیا کرنا چاہیئے؟ مجبوری اور بھوک وغیرہ کی صورت میں کیا کریں؟

۴۔ اسلامی احکام کہیں پر بھی مشکل یا ناتوانی سے دوچار نہیں ہوتے (ف ﴿من اضطر ﴾

۵۔ مجبوری کے خاص حالات، گناہ اور مطلق آزادی کے موجب نہیں بننے چاہئیں، بلکہ صرف اس حد تک اکتفا کرنا چاہیئے جس سے صرف مجبوری دور ہو سکے۔ ﴿غیرمتوانف لاثم ﴾

۶۔ نظام توحید میں جانوروں کا ذبح کرنا بھی رنگ الٰہی میں رنگا ہوا ہونا چاہیئے، ورنہ جانور حرام ہو جائیں گے ﴿وما اهل لغیرالله ﴾

۷۔ شرک کے تمام مظاہر سے نبردآزمائی کرنی چاہیئے خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو (وما ﴿ ذبح علی النصب ﴾ ۱۱

۸۔ اسلام، دین عدل ہے، نہ تو یورپی ملکوں کی مانند گوشت کے کثرت استعمال کا حکم دیتا ہے اور نہ بدھ بھکشوؤں کی مانند اسے حرام جانتا ہے۔ اور نہ ہی چینیوں کی طرح ہر قسم کے جانور کا ہر صورت میں استعمال کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام میں گوشت کے استعمال کے لئے کچھ شرائط اور حدود مقرر کئے گئے ہیں۔ منجملہ ان کے چند ایک شرائط یہ بھی ہیں۔

الف۔ گوشت خور جانوروں کے گوشت کو نہیں کھانا چاہیئے، اور اس کی وجہ شاید یہ ہو سکتی ہے کہ اس قسم کے جانور عام طور پر مردار کا گوشت کھاتے ہیں۔

ب۔ درندوں کا گوشت نہیں کھانا چاہیئے، کیونکہ اس سے انسان میں شقاوت اور درندگی کی روح پیدا ہوتی ہے۔

ج۔ ان جانوروں کا گوشت نہیں کھانا چاہیئے جو عام طور پر نفرت کا موجب ہوتے ہیں۔

د۔ جس جانور پر ذبح کے وقت خدا کا مبارک نام نہ لیا جائے اس کا گوشت نہیں کھانا چاہیئے۔ ۱۲

۹۔ تمام حرام گوشت جانوروں میں سے صرف "سور" کا نام ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس کے استعمال کا عام رواج ہے۔

۱۰۔ خون کا خوراک کی صورت میں استعمال چونکہ (سنگدلی) دل کی قساوت اور بیماریوں کے منتقل کرنے کا موجب ہوتا ہے لہٰذا حرام ہے۔ البتہ دوا کے طور پر اور انجکشن کی صورت میں استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت میں مذکور گوشت خوری اور غذا کے حصول پر ایک نظر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مردار کے گوشت کے بارے میں فرماتے ہیں "جو شخص بھی اس (مردار کے گوشت) کے قریب گیا، کمزوری، لاغری، سستی، قطع نسل، سکتہ اور ناگہانی موت نے اسے اپنا شکار بنا لیا۔'

خون کا پینا زمانہ جاہلیت کی رسم تھی اور یہ کام سنگدلی اور رحمدلی کے فقدان کا اس حد تک موجب ہوتی ہے کہ انسان اپنی اولاد اور ماں باپ تک کو قتل کرنے سے نہیں چوکتا، خونخوار انسان اپنے رفیق اور دوست تک کو نہیں پہچانتا۔ اسی طرح سور کے گوشت کے بارے میں بھی بہت سی روایات موجود ہیں۔ (تفسیر المیزان)

کچھ گوشت خوری کے بارے میں

بدھ مت کے پیروکار گوشت کھانے کے مخالف ہیں، جبکہ بعض دوسرے افراد ہر قسم کے جانور کا ہر قسم کا گوشت کھاتے ہیں، خواہ وہ کتا ہو یا خنزیر، مینڈک ہو یا کیکڑا وغیرہ۔

البتہ یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ "آیا گوشت کے حصول کے لئے کسی جانور کی جان لینا اور اسے ذبح کرنا رحمدلی کے ساتھ سازگار ہے؟

جواب:

۱۔ نظام تخلیق کائنات تغیر اور تبدل پر مبنی ہے۔ مٹی، نباتات بنتی ہے، نباتات حیوانات میں تبدیل ہو جاتی ہے اور حیوانات کا گوشت انسان میں بدل جاتا ہے۔ یہی ایک ارتقاء ہے اور ان تبدیلیوں کا نتیجہ انسانی ارتقا اور نشو و نما ہے۔

۲۔ نظام ہضم کی کیفیت اور دانتوں کی نوعیت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ انسان کی غذا کیا کیا چیزیں ہیں؟

۳۔ عدل ہر جگہ بہتر ہے لیکن رحمدلی ہر مقام پر بہتر نہیں ہے ورنہ جنگ اور قصاص کا حکم نہ ہوتا۔

۴۔ جانورں کے ذبح کے بارے میں جن جن باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے وہ سنگدلی اور بے رحمی کے برعکس ہے۔ مثلاً جانور کو تیز دھار آلے سے ذبح کیا جائے، اسے تکلیف نہ دی جائے، ذبح کرنے سے پہلے اسے پانی پلایا جائے اور مکمل طور پر جان نکل جانے سے پہلے اس کے اعضا نہیں کاٹنے چاہئیں۔ وغیرہ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۴

﴿یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ ط قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَمَاعَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ فَکُلُوْا مِمَّآ اَمْ سَکْنَاعَلَیْکُمْ وَاذْکُرُوْ ا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاتَّقُوْااللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴾

ترجمہ: (اے رسول) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں؟ تو آپ کہہ دیں کہ تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور ان جانوروں کا شکار (بھی حلال ہے) جنہیں تم نے وہ کچھ سکھایا جس کی خدا نے تمہیں تعلیم دی تھی۔ جبکہ تم شکاری کتوں کو سکھاتے ہو، پس جو کچھ کہ شکار کے لئے سدھائے ہوئے کتے تمہارے لئے شکار کرتے ہیں اور روک رکھتے ہیں وہ کھا لو اور (جب جانور کو شکار کے لئے چھوڑو تو) اس پر خدا کا نام لیا کرو، اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ حساب لینے والا ہے۔

نکتہ

لفظ "مکلبین" کے پیش نظر شیعہ عقیدہ کے مطابق صرف سدھائے ہوئے شکاری کتے کا شکار حلال ہے (نا کہ کسی اور جانور کا شکار کہ جو شکار کو جائے اور کوئی چیز شکار کر کے لے آئے) اور پھر سدھائے ہوئے کتے کا بھی وہ شکار کہ کتا جس کے پیچھے چھوڑا جائے اور وہ اسے پکڑ کر لے آئے یا اسے بچائے رکھے۔ نا کہ کتا خود شکار کے پیچھے جائے اسے پکڑے چیر پھاڑ کرے خود کھائے اور جو بچ جائے وہ تمہارے لئے لے آئے۔ کیونکہ ایسا شکار حرام ہے۔

"جوارح" جمع ہے "جارحہ" کی اور لفظ "جرح" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے "کمانا" اور "کسی چیز کا حاصل کرنا" اور "زخم" کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور شکاری جانوروں کو "جارحہ" کہتے ہیں اس لئے کہ وہ اسے زخمی کرتے ہیں۔ یا اس لئے کہ اپنے مالک کے لئے شکار حاصل کرتے ہیں۔ اعضائے بدن کو بھی "جوارح" کہتے ہیں کیونکہ یہ تلاش و کوشش اور حصول اشیاء کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

پیام

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ انبیائے عظام معاشرہ کے ہر قسم کے طبعی سوالوں اور ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جواب گو ہوتے ہیں ﴿یسئلونک ﴾

۲۔ ہم جو کچھ نہیں جانتے وہ انبیاء یا ان کے وارثوں سے پوچھنا چاہیئے ﴿یسئلونک ﴾

۳۔ اصول اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ تمام پاکیزہ اور من پسند چیزیں حلال ہوں کہ جن سے انسان کو نفرت نہ ہو۔ ﴿احل لکم الطیٰبت ﴾

۴۔ جو غذا یا عمل حرام ہوا ہے اس کی وجہ یا تو اس کا فاسد اور خراب ہونا ہے یا پھر اس کا "خبیث" ہونا ہے ﴿احل لکم الطیٰبت ﴾

۵۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے لہٰذا جو چیزیں قابل نفرت نہیں اور نہ ہی ان میں کسی قسم کے فاسد ہونے کا پہلو ہے وہ حلال ہیں ﴿احل لکم الطیٰبت ﴾

۶۔ تعلیم دینا اور سدھانا صرف انسان ہی کے لئے نہیں ہے حیوان بھی سدھائے اور سکھائے جا سکتے ہیں اور انسان کے لئے مسخر ہیں ﴿تعلمونھن ﴾

۷۔ دانش کی اہمیت اس قدر ہے کہ اگر کتا بھی اسے حاصل کر لے تو وہ قدر و قیمت کا حامل ہوجاتا ہے اور اس کی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۸۔ کتا اپنی تھوڑی سی سکھلائی اور تعلیم سے اپنی ساری زندگی کا شکار اپنے معلم کو ہدیہ کرتا رہتا ہے۔ ﴿امسکن علیکم﴾ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو خدا سے سب کچھ، تعلیم پاتے ہیں ﴿علیکم اللہ ﴾ مگر خدا کو کیا ہدیہ دیتے ہیں؟ معلوم نہیں!

۹۔ حصول غذا کا مسئلہ اہم ہے (شکار بھی حصول غذا یا حصول رزق کے لئے کیا جائے) اور اسے معمولی نہیں سمجھنا چاہیئے لہٰذا حرام شکار، اسراف کے شکار اور نفسانی خواہشات کے تحت شکار سے پرہیز کرنا چاہیئے ﴿اتقوا اللہ ﴾

آیت ۵

﴿اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتِ ط وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ ط وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴾ ۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ آج تمام پاکیزہ اور دلپسند چیزیں تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں اور (نیز) اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔ اور (نیز) پاکدامن مومنہ عورتیں اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں، بشرطیکہ ان کا حق مہر ادا کرو اور پاکدامن رہو (ناکہ زنا کرو) اور (نامشروع) پوشیدہ طریقہ سے دوستی نہ لگاؤ۔ اور جو شخص ایمان لانے سے انکار کرے گا یقینا اس کا عمل تباہ ہو جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

نکتہ:

تنہا لفظ "طعام" اگرچہ ہر قسم کی غذا پر بولا جاتا ہے لیکن سابقہ آیت کی وجہ سے بھی کہ حیوانوں کے گوشت کے لئے ان کے ذبح کے وقت خدا کا نام لینا شرط قرار دیا گیا تھا، نیز روایات اہل بیت کی رو سے بھی اس سے مراد گندم، جو اور دیگر غلہ ہے۔ اور ابن کثیر اور خلیل جیسے ماہرین لغات کہتے ہیں کہ "حجاز کی لغت میں "گندم" کو بھی "طعام" کہا جاتا ہے" (تفسیرالمیزان)

چونکہ اس آیت کی رو سے دینی اقلیتوں (یہود و نصاریٰ) کے ساتھ آمد و رفت، غذا کھانے اور ان کی عورتوں سے نکاح کی راہیں کھل جاتی ہیں اور ممکن ہے کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کی لڑکیوں کو حاصل کرنے کے لئے اپنی روزانہ کی آمد و رفت میں اضافہ کر دیں اور آہستہ آہستہ ان کے افکار و آداب کو اپنانے لگ جائیں اور اسلام کا راستہ چھوڑ کر کافر ہو جائیں لہٰذا آیت کا آخری حصہ اس قسم کے خطرات کے پیش نظر مسلمانوں کو متنبہ کر رہا ہے۔

"اخدان"، "خدن" کی جمع ہے جس کا معنی ہے "دو دوست" لیکن عام طور پر مخفی اور غیر شرعی دوستوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کے لئے سابقہ محدودیت کو لازم قرار نہیں دیا گیا، بلکہ اہل کتاب کے ساتھ ارتباط اور معاشرے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لئے کہ مسلمان طاقتور ہو چکے ہیں اور کفار مسلمانوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔

آیت مذکورہ میں فریقین (مسلمانوں اور اہلِ کتاب) کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے طعام سے استفادہ کریں، لیکن ازدواج کے بارے میں اسلام نے مسلمانوں کو اہلِ کتاب سے رشتہ لینے کی اجازت دی ہے لیکن رشتہ دینے کی اجازت نہیں دی، اس لئے کہ عورتیں عموماً اپنے لطیف اور ہمدردانہ جذبات کے تحت مرد کے زیر اثر آ جاتی ہیں۔ چنانچہ اگر

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کتابیہ عورتیں اسلام کو اپنا لیں گی تو یہ اسلام کی ترقی کی ایک صورت ہوگی جبکہ مسلمان عورتیں اگر اہلِ کتاب کے مذہب کو اپنا لیں گی تو یہ اسلام کی تنزلی کی ایک صورت ہوگی۔ اسی لئے مسلمانوں کا اہلِ کتاب کو رشتہ دینا جائز نہیں ہے۔

زنانِ اہل کتاب سے ازدواج سے مراد نکاح موقت (متعہ ہے) اور اس کی چند دلیلیں ہیں۔

۱۔ اس بارے میں متعدد روایات موجودہیں۔ ۲۔ لفظ "اجورھن" کا استعمال، کہ جو زیادہ تر متعہ کے مہر کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ۳۔ چونکہ عدم زنا اور دوستانہ مراسم کی شرط ازدواج موقت (متعہ) سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے جبکہ دائمی عقد (نکاح) کے سلسلہ میں زنا یا دوستانہ مراسم کی بات نہیں ہوتی۔

البتہ شیعہ اور سنی علماء میں سے کچھ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کتابیہ عورت سے ہر قسم کا عقد (دائمی یا موقت) جائز ہے اور اس میں کوئی جرم نہیں ہے۔

پیام

۱۔ احکام اور قوانین میں "زمانہ" کے عنصر سے غافل نہیں ہونا چاہئے ﴿الیوم﴾

۲۔ کسی نعمت کی حرمت یا حلیت ممکن ہے کہ تدریجی طور پر ہو، جبکہ شراب یا سور کی حرمت تدریجی طور پر ہوئی۔ اور یہ تدریج بھی حکمت اور مصلحت کے تحت تھی۔

اسی طرح بنی اسرائیل پر بعض حلال چیزیں ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر حرام قرار دے دی گئیں۔ (سورہ بقرہ/۱۰۹) یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بعض ممنوع چیزوں کے استعمال کو حلال قرار دے دیا۔ لیکن زیر بحث آیت نے کلی طور پر تمام پاک و پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دے رہی ہے۔

۳۔ ازدواجی روابط میں اقتصادی اور لین دین کے روابط سے افکار میں رسوخ و نفوذ کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے لہٰذا خبردار رہنا اور اہل کتاب کو اپنا رشتہ نہ دینا۔

۴۔ پاکدامنی خواہ کسی بھی مذہب و ملت میں قابلِ ستائش ہے ﴿والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذین اوتواالکتاب﴾

۵۔ پاکدامنی، مردوں اور عورتوں دونوں قسم کے افراد کے لئے لازمی شرط ہے ﴿محصنین، محصنات﴾

۶۔ عورت کو حق مالکیت حاصل ہے خواہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم ﴿اجورھن﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ دھوکہ، فریب اور جعل سازی خواہ غیر مسلم ہی سے کیوں نہ ہو ہر حالت میں ممنوع ہے ﴿آتیتموهن اجورهن ﴾
۸ اہل کتاب سے مراسم، ان کے محلوں میں رہائش، ان کے ملکوں میں سفر، لغزش کے مواقع فراہم کرتے ہیں، اس لئے اس آیت میں جہاں پر ان سے مراسم قائم کرنے کی اجازت دی گئی ہے وہاں پر اس بات سے بھی خبردار کیا گیا ہے کہ اپنے ایمان کو بچائے رکھنا۔
۹۔ مخفی اور غیر شرعی دوستی خواہ غیر مسلمان سے ہی کیوں نہ ہو ناجائز اور ممنوع ہے ﴿ولا متخذی اخدان ﴾
۱۰۔ خبردار! اقتصادی اور خاندانی رابطے تمہارے عقیدوں کو تبدیل نہ کر دیں اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھو۔ ﴿ومن یکفر بالایمان ﴾

آیت ۶

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لیا کرو، اور اپنے سروں اور پاؤں کے کچھ حصے کا ٹخنوں (پاؤں کی ابھری ہوئی جگہ) تک کا مسح کر لیا کرو۔ اور اگر تم حالت جنب میں ہو تو خود کو پاک (غسل) کر لیا کرو۔ اور اگر تم بیمار یا مسافر ہو یا تم میں سے کوئی شخص نشیبی جگہ (قضائے حاجت سے) لوٹا ہے یا عورتوں کو (جنسی آمیزش کے لئے) ہاتھ لگایا ہے تو اگر (غسل یا وضو کے لئے) پانی تک تمہاری رسائی نہیں ہے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ پس چہرے اور ہاتھوں (کے کچھ حصے) پر اس مٹی سے (جو تمہارے ہاتھوں پر رہ گئی ہے) مسح کر لیا کرو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تمہارے لئے مشکل اور تنگی پیدا کرے، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کرے شاید کہ تم اس کے شکرگزار (بندے) بن جاؤ۔
سورہ نساء کی ۴۳ ویں آیت میں غسل اور تیمم کے مسئلہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہاں پر مذکورہ دو مسائل کے علاوہ وضو کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"قیام" کا لفظ جب "الیٰ" کے ساتھ استعمال ہو تو اس کا معنی "ارادہ کرنا" ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے " ﴿قمتم الی الصلٰوة ﴾ "کا معنی ہو گا اور جب تم نے نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا"۔

"جنب" کے لفظ کا مرد، عورت، مفرد اور جمع سب کے لئے یکساں اطلاق ہوتا ہے۔ اور اس آیت میں شاید جنب سے مراد "احتلام" ہو، اور "عورتوں کو ہاتھ لگانے" سے مراد جنسی آمیزش ہے۔

" ﴿فاطھروا ﴾ " کا لفظ "غسل کرنے" کا معنی دے رہا ہے۔ اور سورہ نساء کی ۴۳ ویں آیت میں "فاطھروا" کی بجائے "تغتبلوا" ہے۔

" ﴿الی المرافق ﴾ " کا جملہ ہاتھوں کی دھونے کی مقدار کو بیان کر رہا ہے نا کہ دھونے کی کیفیت کو۔ (یعنی دھونے کی مقدار کہنیوں سے انگلیوں کے سرے تک ہے نا کہ انگلیوں کے سرے سے لے کر کہنیوں تک)

تیمم میں بھی عبادت کی روح موجود ہے۔ کیونکہ ہاتھوں کا خاک پر مارنا اور پھر اس کا عضائے بدن میں سے بالاترین عضو (چہرے) پر ملنا ایک قسم کی تواضع اور خاکساری ہے جس کا اظہار جلیل القدر خدا کے سامنے کیا جاتا ہے۔

جس طرح پانی آلودگیوں کو دور کرتا ہے اسی طرح پاک مٹی بھی جراثیم کشی کی صلاحیت رکھتی ہے کیونکہ اس پر سورج کی شعاعیں پڑ چکی ہوتی ہیں۔

"صعید" کا لفظ "صعود" سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے بلند، اور یہ بلند زمین کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ برجستہ اور بلند زمین کی مٹی آلودگی اور نجاست سے بچی رہتی ہے۔ یا پھر اس سے مراد وہ مٹی ہے جو زمین کی بلند جگہوں پر ہوتی ہے۔

پیام

۱۔ طہارت، نماز کے لے شرط ہے ﴿فاغلوا ﴾

۲۔ جس طرح قرآن کو پاکیزہ لوگ مس کر سکتے ہیں اسی طرح خدا سے بھی رابطہ کرنے کے لئے طہارت ضروری ہے۔

۳۔ نجاست سے آلودگی اور کثافت، قرب خداوندی سے مانع ہے۔ ۱۴

۴۔ نماز کے لئے غسل جنابت واجب ہے ﴿اذاقمتم الی الصلٰوة-- وان کنتم جنبا فاطھروا ﴾

۵۔ نماز کے شرائط اور مقدمات میں تخفیف تو ہو سکتی ہے لیکن انہیں بطور کلی ختم نہیں کیا جا سکتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ ناپاک مقدمات کے ذریعہ خداوند پاک و منزہ کی بارگاہ میں حاضری نہیں دینی چاہیئے۔﴿صعید اطیبا ﴾

۷۔ جس طرح خوراک پاک اور طیب ہونی چاہیئے اسی طرح پاک اور طیب مٹی سے تیمم کے ساتھ خدا کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

۸۔ کلام کا کلی اصول یہ ہے کہ اس کے دوران آداب کو پیش نظر رکھا جائے﴿لامستم النساء ﴾صرف ان مسائل میں بے حجاب گفتگو کی جاتی ہے جن کا تعلق حقوق سے ہوتا ہے، تاکہ کسی کا حق ضائع نہ ہو۔ جیسے عورتوں کے حق مہر کے بارے میں ہے کہ "دخلتم بھن" یا حضرت مریم سلام اللہ علیہا سے تہمت کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ " ﴿احصنت فرجھا ﴾ "۔

۹۔ بعض اوقات صرف ایک کلمہ ہی سے نہیں بلکہ ایک صرف سے بھی کلام کا مطلب الٹ ہو جاتا ہے۔ جیسے (وامسحوابرو سکم) ہے کہ اگر اس میں "روو سکم" ہوتا تو اس سے سارے سر کا مسح مراد ہوتا نہ کہ کچھ حصے کا۔

۱۰۔ دین میں دشواری اور مشکل نہیں ہے﴿من خرج ﴾

۱۱۔ غسل، وضو اور تیمم کا مقصد معنوی اور اندرونی طہارت کا حصول اور خداوند متعال سے رابطہ قائم کرنا ہوتا ہے ﴿لیطھرکم﴾۱۵

۱۲۔ خدا کی طرف سے عائد فرائض انسان کے لئے نعمت ہیں (﴿لتم نعمة علیکم ﴾

۱۳۔ فرائض کی ادائیگی، خدا کا شکر ہے﴿لعلکم تشکرون ﴾

آیت ۷

﴿وَاذْكُرُوْ ا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِیْ وَ اثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاتَّقُوْا اللهَ ط اِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ م بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾

ترجمہ: اپنے اوپر خدا کی نعمت کو یاد کرو نیز اس عہد و پیمان کو بھی، جو اس نے تم سے لیا ہے جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ سینوں کے اندر چھپے ہوئے حالات سے آگاہ ہے۔

نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت میں اگرچہ ایک کلی اور عمومی تنبیہ ہے لیکن ممکن ہے کہ چند دلائل کے پیش نظر اسلامی امہ کی قیادت اور رہبری کا مسئلہ اور قیادت کی اطاعت مراد ہو۔ اور وہ دلائل یہ ہیں۔

۱۔ خدا کی طرف سے عطا کردہ قیادت اور رہبری خدا کا یثاق ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی داستان میں ان کا اپنی ذریت میں امامت کے لئے درخواست کرنا اور خدا کا جواب دینا کہ "ظالم افراد میرے عہد (امامت) کو نہیں پہنچیں گے۔"

۲۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو مقام غدیر خم میں منصب امامت پر فائز کر دیا گیا تو آیت نازل ہوئی کہ "میں نے اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں"

۳۔ غدیر خم کے مقام پر لوگوں نے علی علیہ السلام کی بیعت کی اور "سمعاً و طاعةً" (یعنی ہم نے سن لیا اور اطاعت کریں گے) کہا۔ شاید اس آیت میں لوگوں کو ایک بار پھر قائد اور رہبر کے ساتھ کئے ہوئے اس عہد و پیمان کو پورا کرنے کے لئے بلایا گیا ہو جو انہوں نے غدیر خم کے مقام پر کیا تھا۔

پہلی آیت میں ایفائے عہد کو لازمی قرار دیا، تیسری آیت میں رہبر اور قائد کی تعین کر کے دین کو کامل کر دینے کا مژدہ سنایا اور اس آیت کے آخر میں اس خدا کا تقویٰ اختیار کرنے کو کہا جو جان کی گہرائیوں اور دلوں کے راز سے بخوبی واقف ہے۔

" ﴿سمعنا و اطعنا ﴾ " کہہ کر سننے اور اطاعت کرنے کا پیمان ہوتا ہے جو ہر قسم کے عہد و پیمان کو شامل ہے جو انسان فطری، طبعی، قولی یا عملی طور پر انبیاء سے باندھتا ہے۔ جیسے ان کی بیعت ہے اور توحید و نبوت کی گواہی ہے۔

پیام:

۱۔ نعمت کو یاد کرنا بھی، نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔

۲۔ عظیم ترین اور کامل ترین نعمت قیادت اور رہبری کی نعمت ہے۔ (جو کہ اس سے پہلے والی آیت میں ذکر ہو چکی ہے) اور اس نعمت کی یادآوری مسلمین کے ولی امر کی اطاعت ہے۔

۳۔ اس آیت کی نعمت، یثاق، سمع و طاعت اور ذات الصدور جیسے مفاہیم پر تاکید اور وہ بھی غدیر خم کے واقعہ کے بعد اور آیت ۳ میں بیان ہونے والے مضمون کی فراموشی اور اس کی خلاف ورزی پر تنبیہ اور اشارہ ہو سکتا ہے کہ خبردار!

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

غدیر خم میں پیش کئے گئے خطوط سے منحرف نہ ہو جانا۔ (جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے، ملاحظہ ہو تفسیر نور الثقلین)

آیت ۸

﴿یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِ مَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوْا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اے وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہو! ہمیشہ اللہ کے لئے قیام کرو۔ اور عدالت کی گواہی دو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدالت کے ترک کرنے کی طرف نہ لے جائے، عدل کرو کہ وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔ اور خدا سے ڈرو کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔

نکتہ:

اسی آیت سے ملتی جلتی مگر قدرے تفاوت کے ساتھ سورہ نساء کی ۱۳۵ ویں آیت ہے کہ "﴿یاایھاالذین امنواکونوا قوامین بالقسط شھدآء للہ ولو علی انفسکم اوالوالدین والاقربین ﴾ ---"یعنی اے ایماندارو! مکمل طور پر عدالت کے ساتھ قیام کرو، خدا کے لئے گواہی دو خواہ یہ تمہارے اپنے یا تمہارے والدین اور عزیز و اقارب کے لئے ہی نقصان دہ کیوں نہ ہو۔

یعنی کسی قسم کا کینہ تمہیں عدالت کی راہ سے نہ ہٹا دے---

چونکہ لوگوں سے کینے کا جدا ہونا مشکل ہوتا ہے لہذا اس آیت میں چند فرمان اور چند ترغیبیں پیش کی گئی ہیں۔

پیام:

۱۔ عدالت اجتماعی صرف اور صرف خدا اور معاد (قیامت) پر ایمان ہی کے سایہ میں برقرار ہو سکتی ہے (ی ﴿اٰ یھا الذین امنوا--- --- اعدلوا--- ﴾ ورنہ جس نظام میں نہ مبدا کا تصور ہو اور نہ معاد کا، نہ تو جبر کا کوئی ولی و وارث

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ہو اور نہ ہی کسی قسم کا حساب کتاب تو اس کا کیا فائدہ؟ انسان ہوں اور عدالت کا اجرا کریں اور غصے پر قابو پائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

۲۔ اگر انسان کا مقصد کینہ پروری قرار پا جائے تو خلوص و اخلاص رخصت ہو جاتا ہے لیکن اگر اس کا مقصد رضائے الٰہی ہو تو ہر قسم کے کینے کافور ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ہمیشہ کی عدالت اور وہ بھی عادت اور ملکہ کی صورت میں ہو تو قابل قدر ہوتی ہے وقتی اور عارضی عدالت کا کوئی فائدہ نہیں۔ ﴿قوامین ﴾

۴۔ عدالت صرف ایک اخلاقی صفت ہی نہیں خدا کا حتمی فرمان بھی ہے۔ ﴿کونوا ﴾

۵۔ انتقام اور کینہ توزی، عدالت سے انحراف کے اسباب میں سے ایک عامل ہے۔ ﴿شنان قوم﴾

۶۔ داخلی اور خارجی سیاست حتیٰ کہ دشمنوں کے ساتھ بھی عدالت کے ساتھ رفتار کرنی چاہیئے۔ ﴿شنان قوم ﴾

۷۔ مومنین کا خدا کے ساتھ بھی رابطہ ہوتا ہے (ہمیشہ خدا ہی کے لئے قیام کرتے ہیں) اور لوگوں کے ساتھ بھی ان کا رابطہ ہوتا ہے کہ عدل کے ساتھ گواہی دیتے ہیں ﴿شھدآء بالقسط ﴾

۸۔ فریضہ جس قدر سنگین اور مشکل ہو گا اس کے بارے میں تاکید اور تشویق بھی اسی قدر زیادہ ہو گی کیونکہ لوگوں کی دشمنی کو نظر انداز کرنا سخت مشکل بات ہوتی ہے لہٰذا اس آیت میں "کونوا" "اعدلوا" اور "اتقوا" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۹۔ "قسط" اور "عدل" کا ایک ہی مفہوم ہے کیونکہ آیت میں "قسط" کی تفسیر "عدل" سے کی گئی ہے۔ ﴿شھداء بالقسط--- اعدلوا ﴾

۱۰۔ کینہ ور اور منتقم مزاج لوگ عادل نہیں ہو سکتے۔

۱۱۔ عادل اور منصف لوگ تقویٰ سے زیادہ نزدیک ہیں اور قرآن ان کے لئے موجب ہدایت ہے۔

آیت ۹, ۱۰

﴿وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ- وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور شائستہ اعمال بجا لاتے رہے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا، وہ سب دوزخی ہیں۔

نکتہ:

قرآن مجید میں چند مختلف اقسام کے اجر کا ذکر ہے۔ "اجر کریم"، "اجر کبیر" اور "اجر عظیم"۔

خدا کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا " ﴿ان اللہ لا یخلف المیعاد ﴾ "یعنی اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ (آل عمران۔۔۔ ۹)

" جحیم "کا لفظ " جحم " سے ہے جس کا معنی ہے " آگ کا شدت سے بھڑکنا" چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داستان میں ہے کہ انہیں نمرود نے " جحیم "یعنی شعلہ ور آگ میں ڈالا تھا۔ اور " ﴿اصحاب الحجیم ﴾ " کا معنی ہے جو لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

پیام:

۱۔ ایمان اور عمل صالح دو ایسے عناصر ہیں جو گزشتہ گناہوں کی تلافی کرتے ہیں اور آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا موجب ہوتے ہیں۔ ﴿مغفرة – اجر ﴾

۲۔ گزشتہ اعمال کی یادآوری اور عاقبت، کی طرف توجہ، انسان کے ارادوں کے لئے زبردست اہمیت کے حامل ہیں۔

۳۔ مغفرت، اجر کے عطا کرنے کا مقدمہ ہوتی ہے ﴿مغفرة و اجر ﴾

۴۔ کافروں اور آیات الٰہی کی تکذیب کرنے والوں کی سزا ابدی جہنم ہے۔

آیت ۱۱

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اتَّقُوْااللّٰهَ ط وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ ٥

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اے ایمان والو! خدا کی وہ نعمت یاد کرو جو اس نے تمہیں عطا کی ہے جب (دشمنوں کی) ایک جماعت نے ارادہ کر لیا تھا کہ تمہاری طرف دست ستم دراز کرے (اور تمہیں ختم کردے) لیکن خدا نے ان کے دست تجاوز کو تم سے کوتاہ کردیا اور خدا سے ڈرتے رہو اور مومنین کو چاہیئے کہ صرف خدا پر ہی توکل کریں۔

نکتہ:

اگرچہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ آیت کس سلسلہ میں نازل ہوئی ہے، لیکن اسے تمام ان واقعات کے بارے میں سمجھنا چاہیئے جہاں پر مسلمانوں نے دشمنوں کے غلط ارادوں اور جارحیت کے ارتکاب کے موقع پر خدا پر توکل کرکے کامیابی حاصل کی اور نجات پائی۔

پیام:

۱۔ خدائی نعمتوں کی یادآوری ایک طرح کا شکر ہوتا ہے اور انسان کو غرور و غفلت سے دور کرکے اس کے خدا کے ساتھ عشق کو دوبالا کرتی ہے۔

۲۔ دشمن کے خطرات کو دور کرنا خدا کی اہم ترین نعمت ہے۔

۳۔ خدا سے تقویٰ، اس پر توکل اور ایمان رکھ کر لطف پروردگار کو حاصل کرو، اور دشمن کے خطرات کو خود سے دور ہٹاؤ۔ (جس طرح کہ گناہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان پر اس کے دشمن کو مسلط کردیتا ہے، اسی طرح خدا کی طرف توجہ دشمنوں کو دور بھگانے کا موجب ہوتی ہے)

آیت ۱۲

﴿وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ بَعَثْنَا مِنْھُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا ط وَ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ ط لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْھُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ فَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴾ ٥

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: یقینا اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ سرپرست اور رہبر (بارہ گروہوں کے لئے) معبوث کئے۔ اور اللہ نے (ان سے) فرمایا: میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور ان کی مدد کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو تو میں (بھی) یقیناً تمہارے گناہوں کو چھپاؤں گا اور تمہیں بہشت کے ایسے باغات بھیجوں گا جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں بہتی ہیں۔ تو اس کے بعد تم میں سے جو شخص بھی کافر ہو جائے تو وہ راہِ راست سے بھٹک جائے گا۔

نکتہ:

بنی اسرائیل کے نقیب بارہ افراد تھے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وزیر اور بنی اسرائیل کے بارہ ٹولوں (گروہوں) کے سرپرست اور رہبر تھے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "میرے بعد میرے بارہ خلیفے ہوں گے بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے برابر: ١٦

مسلک اہلبیت علیہم اسلام کے مخالفین اس تعداد کو خلفائے راشدین، خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس سے پورا کرنے کی فضول کوشش کرتے چلے آئے ہیں لیکن کبھی بھی یہ تعداد ان سے پوری نہیں ہو سکی۔ جبکہ اس کے برعکس پیغمبر اکرم کی زبانی بیسیوں ایسی احادیث منقول ہیں جن میں ان بارہ نائبین کا نام بنام تذکرہ ہے اور حضرت علی سے لے کر حضرت امام مہدی علیہم السلام تک بارہ اماموں کا کہیں تفصیلی اور کہیں اجمالی تذکرہ ہے۔

"عذرتموھم" کا کلمہ لفظ "عذر" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے کسی کی اس انداز میں امداد کرنا کہ احترام بھی اس کے ساتھ ہو۔ اسی طرح "تعزیر" کا لفظ ہے جس سے مجرم کو ترک جرم میں مدد ملتی ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی سزائیں تربیتی پہلو کی حامل ہوتی ہیں نا کہ انتقامی پہلو کی۔

"﴿سواء السبیل﴾" کا معنی ہے راستے کا درمیانی حصہ کہ جس سے انحراف، سقوط اور گمراہی کا موجب ہوتا ہے۔

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ خدا ہمارے ساتھ چند شرائط کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ ہیں نماز، زکوٰۃ، ایمان، انبیاء کی نصرت، راہ خدا میں خرچ کرنا وغیرہ اور ان کے بغیر لطف پروردگار ختم ہوجاتا ہے۔

۲۔ نماز، زکوٰۃ اور انفاق ازراہ خدا میں خرچ کرنا، تمام آسمانی ادیان میں شامل ہے۔

۳۔ انبیاء عظام پر صرف ایمان ہی کافی نہیں، ان کی نصرت بھی ضروری ہے (وعذرتموھم)

۴۔ صرف واجبات کی بجاآوری ہی کافی نہیں ہوتی، واجبات اور مستحبات مل کر ہی کارساز اور کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ (نماز، زکوٰۃ اور انفاق)

۵۔ مخلوق خدا کی امداد ہی خدا کی امداد ہوتی ہے ﴿اقرضتم اللہ ﴾

۶۔ دین کے راہنما کو خدا ہی کی طرف سے معبوث ہونا چاہئے (بعثنا) اور انبیاء کے برگزیدہ افراد بھی خدا کے فرمان کے مطابق ہونے چاہئیں۔

۷۔ نماز، زکوٰۃ اور انفاق بھی صحیح معنوں میں اس وقت حقیقت کا روپ حاصل کرتے ہیں جب خدائی رہبر اور قائد کی رہنمائی میں انجام دیئے جائیں۔ اور وہ بھی تمام انبیاء کی ولایت کو تسلیم کرنے کے ساتھ نا کہ بعض کی۔

۸۔ رہبر اور قائد اگر خود انہی لوگوں میں سے ہو تو اپنے مقاصد میں کامیاب رہتا ہے۔ ﴿بعثنا منھم ﴾

۹۔ بہشت "قیمت" دے کر حاصل کی جاتی ہے حیلوں بہانوں سے نہیں۔ اگر نماز، زکوٰۃ، انبیاء پر ایمان، ان کی امداد، راہ خدا میں انفاق ہو گا تو بہشت بھی ملے گی ورنہ نہیں!

۱۰۔ بہشت پلید لوگوں کی جگہ نہیں ہے، پہلے پاک ہونا چاہئے پھر بہشت میں داخلہ ممکن ہوگا۔ ﴿لاکفرون--- لارخلنکم ﴾

۱۱۔ خدا کی بخشش تک دسترسی، ایمان اور عمل صالح ہی سے ہو سکتی ہے ﴿لاکفرن ﴾

۱۲۔ یثاق، اتمام حجت اور لطف پروردگار کے حصول کی شرائط کے بیان کے بعد اب کسی کے لئے کوئی عذر اور بہانہ باقی نہیں رہ گیا۔

آیت ۱۳

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِه وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِه وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: پس ان کی پیمان شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا وہ کلمات (الٰہی) کی اپنی جگہ سے تحریف کرتے ہیں۔ اور جو چیز کے ان کے گوشزد کی گئی تھی اس کے کچھ حصے کو فراموش کر دیا۔ اور تم ہمیشہ ان کی (نئی) خیانت سے آگاہ ہوتے رہتے ہو (روزانہ ان کی نئی سازش اور نئی خیانت ہوتی ہے) مگر ان میں سے بہت کم لوگ (جو سنگدل، تحریف کرنے والے اور خائن نہیں ہیں) پس تم ان سے درگزر سے کام لو اور ان کی لغزشوں کو معاف کر دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

نکتہ:

۱۔ اس سورت کی سب سے پہلی آیت میں ایفائے عہد کی بات ہوئی ہے، بارھویں آیت میں بنی اسرائیل کے خدا کے ساتھ عہد و پیمان باندھنے اور پھر اس سے روگردانی کا تذکرہ ہے اور زیر نظر آیت عہد شکنی کے نتائج کا پتہ دے رہی ہے۔ اسی لئے اس سورت (مائدہ) کو "سورہ عہد" بھی کہتے ہیں، اگر تمام آیات کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ پیمان شکنی کے بارے میں زبردست تنبیہ کی گئی ہے۔

پیام:

۱۔ عہد شکنی لطف الٰہی سے محرومی اور سنگدلی کی پیدائش کا موجب ہوتی ہے ﴿لعنا هم جعلنا قلوبهم قاسية﴾ ۱۷

۲۔ عہد شکنی، سنگدلی کا اور سنگدلی دین میں تحریف اور تصرف کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ ﴿وقلوبهم قاسية يحفون﴾

۳۔ بنی اسرائیل ہمیشہ سے خیانت کرتے چلے آرہے ہیں۔ ﴿لاتزال﴾

۴۔ بنی اسرائیل کی عہد شکنی اور اس عہد شکنی کے نتائج سے تم بھی عبرت حاصل کرو ﴿فبمانقضهم---﴾

۵۔ جو لوگ دین میں تحریف کرتے ہیں وہ اپنے ایک بہت بڑے حصے کو فراموش کر دیتے ہیں۔ ﴿يحرفون، نسواحظ﴾

۶۔ عفو درگزر نیکی کی ایک بہترین قسم ہے ﴿فاعف--- محسنين﴾

آیت ۱۴

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِه فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کہا کہ ہم "نصاریٰ" ہیں ہم نے ان سے (بھی) عہد لیا، تو انہوں نے (بھی بنی اسرائیل کی طرح) اس کے ایک حصے کو فراموش کردیا جو انہیں بتایا گیا تھا۔ پس ہم نے ان کے درمیان دشمنی اور کینے کو قیامت کے دن تک ڈال دیا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت جلد انہیں ان کے کئے سے آگاہ کردے گا۔

نکتہ:

۱۔ سابقہ آیت میں بنی اسرائیل کی عہد شکنی کی بات ہو رہی تھی اور اس آیت میں نصاریٰ کی پیمان شکنی کا تذکرہ ہے، اس آیت میں تمام بنی اسرائیل کو عہد شکن بتایا گیا (سوائے چند لوگوں کے " ﴿الاقليلا منهم﴾ اور اس آیت میں پہلے سے ہی نصاریٰ کے صرف ایک گروہ کو پیمان شکن کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے (من الذین) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے گمراہ لوگوں کی تعداد نصرانیوں کے گمراہوں سے زیادہ ہے (از تفسیر نمونہ)

۲۔ "نصاریٰ" جمع ہے "نصرانی" کی، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوستوں کا یہ نعرہ تھا کہ "نحن انصار اللہ" یعنی ہم خدا کے یار و مددگار ہیں۔ اس لئے عیسائیوں کو "نصاریٰ" کہتے ہیں۔

۳۔ "بغضاء" باطنی دشمنی اور بغض و کینہ کو کہتے ہیں جبکہ "عداوت" ظاہری دشمنی کو کہا جاتا ہے۔

۴۔ نصرانیوں کو بتائی ہوئی باتوں میں سے بعض کو فراموش کردینا یہ ہے کہ وہ "توحید" کی حدود سے بڑھ کر "تثلیث" کی حدوں تک جا پہنچے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت تبلیغ کو قبول کرنے کی بجائے ان کے بارے میں بتائی ہوئی خدا کی نشانیوں کو چھپا دیا۔

پیام

۱۔ دعوے تو زیادہ ہوتے ہیں لیکن عمل اور حقیقت بہت کم ہوتی ہے۔ ﴿قالوا انا نصاریٰ﴾

۲۔ تفرقہ بازی اور فرقہ بندی کی جڑ، خدا کو فراموش کردینا ہے، جبکہ توحید پرستی وحدت و اتحاد کا موجب ہوتی ہے۔ ﴿فنسوا--- فاغرینا﴾۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ خدا کی طرف سے کرائی گئی یاددہانی کو فراموش کر دینے حقائق اور عہدین (قدیم و جدید عہدوں) کو چھپانے کا نتیجہ تفرقہ اور دشمنی ہوتا ہے۔

۴۔ دوسروں کی عہد شکنی کے تلخ نتائج سے عبرت حاصل کرو (ہم نے نصاریٰ سے عہد و پیمان لیا اور انہوں نے اسے فراموش کر دیا لہٰذا بد بختی او رشقاوت سے دوچار ہو گئے، خبردار تم ایسا نہ کرنا)

۵۔ یہود اور نصاریٰ تا قیامت باقی ہیں اور منقرض نہیں ہوں گے ﴿الی یوم القیمة ﴾

۶۔ تفرقہ اور دشمنی، خدائی عذاب کا ایک حصہ ہیں ﴿نسوا--- فاغرینا ﴾

۷۔ تمہارے سارے کام خدا کی نظروں میں ہیں لہٰذا خدا تمہیں تمہارے اعمال کی سزا اور جزا دے گا۔ ﴿ینبئھم الله بما کانوایصنعون ﴾

آیت ۱۵

﴿یٰاَۤ ھلَ الْکِتٰبِ قَدْجَآئَکُمْ رُسُولِنَا یُبَیِّنَ لَکُمْ کَثِیْرًا مِمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ط قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ وَ کِتٰبٌ مُبِیْنٌ ﴾

ترجمہ: اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا ہے جو (آسمانی) کتاب کے ان بہت سے حقائق کو تمہارے لئے بیان کرتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ اور بہت سے حقائق سے (کہ جنہیں تم چھپاتے ہو اور سر دست ان کی ضرورت نہیں) چشم پوشی کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کی خدا کی طرف سے تمہارے پاس نور اور واضح کتاب پہنچ چکی ہے۔

پیام:

۱۔ اسلام ایک عالمی دین ہے اور سب ادیان کو حق اور اپنی طرف دعوت دیتا ہے ﴿یااھل الکتاب ﴾

۲۔ لوگوں کو راہ راست کی دعوت دینے سے مایوس نہ ہو جاؤ حتیٰ کہ عہد شکن اہل کتاب کو بھی دعوت دینے سے گریز نہ کرو ﴿یااھل الکتاب ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ انبیاء علیہ السلام کے فرائض میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ایسی چیزوں کو بیان کریں جو چھپائی گئی ہیں ﴿یبین۔۔ ﴾

۴۔ چھپائے گئے مطالب کو بیان کرنا پیغمبر کی غیب دانی کی دلیل اور ان کی معرفت کا ایک راستہ ہے۔ (تفسیر المیزان)

۵۔ توریت ہو یا انجیل دونوں میں تحریف کی گئی ہے ﴿کثیر اىما تخفون ﴾

۶۔ اسلام سب سے آسان اور نہایت ہی سادہ دین ہے (﴿یعفوا عن کثیر ﴾

۷۔ تبلیغ و ارشاد کا ایک شیوہ یہ بھی ہے کہ مطالب کو بقدر ضرورت بیان کیا جائے نا کہ کسی کو رسوا کیا جائے یا اسے نقصان پہنچایا جائے ﴿ویعفوا عن کثیر ﴾

۸۔ یہ کائنات اور عالم انسانیت قرآن کے بغیر تاریک ﴿قدجاء کم من اللہ نور ﴾

آیت ۱۶

﴿یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾ ٥

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اسی (نور) کے ذریعہ ان لوگوں کو سلامتی کے رستوں کی ہدایت کرتا ہے جو رضائے الٰہی کی پیروی کرتے ہیں۔ اور انہیں اپنے (لطف و کرم اور) حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور سیدھے رستے کی ہدایت کرتا ہے۔

نکتہ

"سلام" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے " ﴿السلام المؤمن المھیمن--- ﴾ " اور بہشت کو "دارلسلام" کہا جاتا ہے، گویا "سلام" کی راہوں کی ہدایت کا مقصد اللہ اور بہشت کی راہوں کی ہدایت ہے۔ اور اگر ان دونوں "سلام" تک پہنچنا مقصود ہو تو "سبل اسلام" کو اختیار کرنا چاہیئے جو پیروان حق سے مخصوص ہے۔

"سلام" فرد و معاشرہ، خاندان و نسل اور فکر و روح و ناموس غرض ہر قسم کی سلامتی کو شامل ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام

۱۔ صرف وہی لوگ قابل ہدایت ہیں جو رضائے حق کے حصول کی کوشش کرتے ہیں، نا کہ جاہ و مقام، مال و منال، ہوائے نفسانی اور انتقام کے طلبگار ہوتے ہیں۔

۲۔ رضائے الٰہی کے پیروکاروں کے واضح مصداق "غدیر خم" کے بتائے ہوئے رستوں پر گامزن افراد ہیں۔ کیونکہ "رضیت لکم الاسلام دینا" کی سورت اسی دن نازل ہوئی تھی۔ (ملاحظہ ہو تفسیر اطیب البیان)

۳۔ سلامتی اور سعادت کی تمام راہیں رضائے الٰہی کے حصول سے ہی ملتی ہیں۔ اور جو شخص "غیر اللہ" کو راضی کرے گا وہ گمراہی کی راہوں پر گامزن ہو گا۔

۴۔ "نور" صرف ایک ہی ہے اور "ظلمات" (تاریکیاں) بہت زیادہ ہیں ﴿ظلمات، نور ﴾

۵۔ حصول حق کے لئے متعدد فروعی رستے، انجام کار حق کے اصل راستے تک لے جاتے ہیں۔ " ﴿سبل اسلام ﴾ " (سلامتی کی راہیں) صراط مستقیم تک جا پہنچاتی ہیں۔ اور یہ سب راستے جو مختلف حالات میں گوناگوں فرائض کی بجاآوری اور رضائے الٰہی کے حصول کے ساتھ ایک ہی راستے تک پہنچ جاتے ہیں۔

۶۔ صرف نور اور کتاب ہی کافی نہیں خدا کا لطف و کرم اور ارادہ بھی ضروری ہے ﴿باذنہ ﴾

۷۔ منزل مقصود ایک ہی ہے لیکن اس تک پہنچنے کی راہیں متعدد ہیں (یعنی "سبل السلام"، رضوان اللہ تک پہنچا دیتے ہیں)

۸۔ قرآن مجید اور مکتب وحی فرد اور معاشرے، روح اور جسم، افطار اور نظام کی ہر گونہ سلامتی کی ضمانت دیتے ہیں۔ ﴿سبل السلام ﴾

۹۔ عالم انسانیت قرآن مجید کے زیر سایہ بقائے باہمی اور صدق و صفا کے زریں اصولوں کے تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ ﴿سبل السلام ﴾

۱۰۔ قرآن مجید تمام ظلمانی بیماریوں کی شافی علاج ہے چاہے وہ شکوک و شبہات کی ظلمانی بیماری ہو یا خواہشات، خرافات، جرائم اور کوئی دوسری ظلمانی بیماری۔۔۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۷

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَاط يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے یہ کہا کہ (حضرت عیسیٰ) مسیح بن مریم ہی اللہ ہے تو یقیناً وہ کافر ہو گئے (اے پیغمبر! ان سے) کہہ دو کہ اگر خدا ارادہ کرے کہ مسیح بن مریم اور اس کی ماں کو اور روئے زمین پر موجود تمام لوگوں کو ہلاک کر دے تو کون شخص ان سب کو خدا کے اس ارادے سے بچا سکتا ہے؟ اور زمین اور آسمانوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کی حکومت اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

نکتہ:

خدا کے بارے میں عیسائیوں کے چند بے بنیاد دعوے ہیں قرآن مجید جن کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ:

۱۔ ان کا دعویٰ ہے کہ خدا تین ہیں: اور قرآن یکتا ہے " ﴿لاتقو لوائلثة ﴾ "یعنی یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ (نسأ/ ۱۷۱)

۲۔ وہ کہتے ہیں خداوند خالق کائنات ان تین خداؤں میں سے ایک ہے جو کہ "باپ خدا" ہے قرآن مجید اس عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے " ﴿قالوا ان اللہ ثالث ثلثة ﴾ "یعنی وہ کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے تیسرا خدا ہے (مائدہ/ ۷۳)

۳۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا، حضرت عیسیٰ اور روح القدس سب ایک ہیں، اور یہ آیت اسی عقیدہ کی رو میں ہے۔ قرآن کہتا ہے " ﴿مخلق ما یشاء ﴾ "یعنی خدا جو چاہے پیدا کرے، اور یہ حضرت عیسیٰ کی بغیر باپ کے اور حضرت آدم کی بغیر ماں اور باپ کے پیدائش کی طرف اشارہ ہے۔

پیام

۱۔ اسلام، کفر، شرک اور خرافات کے مخالفت ہے خواہ وہ کسی مذہب و ملت میں ہو (غلو بھی ایک قسم کا کفر ہے)

۲۔ اگر حضرت عیسیٰ مسیح خدا ہیں تو پھر (تمہارے اپنے عقیدے کے مطابق) کیونکر قتل ہو گئے؟ اور "صلیب" کس لئے ان کی مظلومیت کی علامت قرار پائی؟ خدا کو تو قتل نہیں کیا جا سکتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ خدا تو ماں کے شکم میں نہیں ٹھہرتا اور تم کہتے ہو " مسیح بن مریم"۔

۴۔ "واجب الوجود" (خدا) ہونے کے ساتھ فنا اور نیستی کا احتمال قطعاً ہی سازگار نہیں

۵۔ انسان ہونے کے ناتے حضرت عیسیٰ، ان کی والدہ اور روئے زمین کے لوگ سب یکساں ہیں۔ ﴿المسیح بن مریم و امه و من فی الارض جمیعا ﴾

۶۔ قدرت خداوندی کسی خاص نظام میں محدود نہیں ہے، وہ چاہے تو بغیر باپ کے بیٹا پیدا کر سکتی ہے۔ ﴿علیٰ کل شیٔ قدیر ﴾

آیت ۱۸

﴿وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللهِ وَ اَحِبَّآؤُه ط قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ط یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴾

ترجمہ۔ یہود اور نصاریٰ کہتے آرہے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے (خاص) دوست ہیں۔ تو (اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ پھر تمہیں وہ تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے؟ (ایسی بات نہیں ہے) بلکہ تم بھی اس کی مخلوقات میں سے (باقی انسانوں کی طرح) انسان ہو (اور تمہیں کوئی خاص امتیاز حاصل نہیں ہے) خدا جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا اور عذاب دے، اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب خدا ہی کے لئے ہے اور (سب کی) بازگشت اسی کی طرف ہے۔

نکتہ

جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا "ہم تو خدا کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں" ۱۹ (ملاحظہ ہو تفسیر نمونہ منقول از تفسیر فخر رازی)

یہود اور نصاریٰ خود کو خدا کا حقیقی فرزند نہیں سمجھتے تھے بلکہ ایک قسم کے تکلف کے طور پر خدا کا منہ بولا بیٹا سمجھتے تھے۔ "ابناء اللہ" ان کی کسی دلیل کے بغیر بلند پروازی کی توقع سے ایک کنایہ ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام

۱۔ نسل پرستی، امتیاز طلبی، خود کو یا اپنے گروہ اور اپنی جماعت کو برحق جاننا اور دوسروں کو ناحق سمجھنا، ضوابط کو چھوڑ کر روابط کو اپنانا، قطعاً ممنوع اور ناجائز ہے ﴿بل انتم بشرممن خلق﴾

۲۔ کوئی بھی فرد، قوم، نسل اور امت خدا کی بخشش سے سو فیصد مطمئن نہ ہو جائے اور نہ ہی اس کی رحمت سے قطعاً مایوس ہو جائے ﴿یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء﴾

۳۔ گستاخ یہودی، خدا کی اس قدر آیات کو دیکھ لینے کے باوجود اس قدر جرائم کے مرتکب ہوتے ہوئے بھی خود کو خدا کا خاص دوست سمجھتے تھے، اس سے بڑھ کر اور کیا ڈھٹائی اور بے شرمی ہو سکتی ہے؟ ۲۰

آیت ۱۹

﴿یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآئُکُمْ رُسُولُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلیٰ فِتْرَۃٍ مِنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَ نَا مِنْ بَشِیْرٍ وَلاَ نَذِیْر فقد جائکم بشیر و نذیر ط واللہ علی کل شئی قدیر﴾

ترجمہ: اے اہل کتاب! ہمارا رسول اس دوران میں تمہارے پاس آیا ہے جس میں رسول نہیں آئے۔ تاکہ (کہنے کی باتوں کو) تمہارے لئے بیان کرے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ تم (قیامت کے دن) یہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔ اب یقیناً بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (پیغمبر) تمہارے پاس آگیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

نکتہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا درمیانی فاصلہ اور "فترت" کا عرصہ تقریباً چھ سو سال ہے۔

جس دوران میں کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوتا، زمین پھر بھی محبت خدا سے خالی نہیں ہوئی اس لئے کہ اس دوران میں انبیاء علیہم السلام کے اوصیاء موجود ہوتے ہیں۔ بقول حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام "زمین ہرگز حجت خدا سے

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

خالی نہیں ہوتی چاہے وہ طاقتور ہوں یا کمزور تاکہ خدا کا راستہ، طے کرنے والوں کے لئے مخفی نہ رہے" ۲۱ تو معلوم ہوا کہ فترت کا عرصہ ایسا نہیں ہے کہ بندوں کو کسی ہادی اور راہنما کے چھوڑ دیا جائے۔

پیام

۱۔ انبیاء علیہم اسلام کا کام ان حقائق کو بیان کرنا ہے جو چھپائے جا چکے ہوتے ہیں یا جن میں تحریف کی جا چکی ہوتی ہے یا جنہیں فراموش کر دیا گیا ہوتا ہے ﴿یبین لکم ﴾

۲۔ فترت کا عرصہ یا لمبی یا طویل مدت کا فاصلہ خدا کے تربیتی نظام میں مفید پروگراموں کا ایک حصہ ہے۔ ۲۲

۳۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت، لوگوں کے لئے اتمام حجت ہوتی ہے اور ان کے واسطے عذر اور بہانے کی راہیں بند کر دیتی ہے۔ ﴿ما جاء نا من بشیر ﴾ ---)

۴۔ انبیاء کی تبلیغ کا انداز بشارت اور انذار (ڈرانا) ہوتا ہے۔

۵۔ حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے بارے میں شک نہ کرنا (کہ دنیا میں کسی سے سبق نہ پڑھنے والا انسان کیونکہ چھپائے جانے والے حقائق اور دینی تحریفات کو بیان کر سکتا ہے؟) کیونکہ خداوند عالم ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔

۶۔ انبیاء کا کام صرف بشارت (خوشخبری دینا) اور انذار (ڈرانا) ہے، اب یہ انسان کا اپنا کام ہے کہ کس راہ کا انتخاب کرتا ہے، کیونکہ اس بارے میں انسان آزاد ہے۔

آیت ۲۰

﴿وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴾

ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کرو کہ) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہیں دی ہے کہ اس نے تمہارے درمیان انبیاء مقرر کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا (اور تم، لوگوں کے جان و مال،

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

عزت و ناموس اور ملک و حکومت کے لئے صاحب اختیار قرار پائے) اور تمہیں وہ چیزیں عطا کیں جو تمام جہانوں میں سے کسی ایک کو نہیں دیں۔

پیام

۱۔ خدائی نعمتوں کی یادآوری خدا کے ساتھ عشق، اس کے شکر اور اس کی عبادت کرنے کا موجب ہوتی ہے۔

۲۔ نبوت، حکومت، اقتدار اور آزادی جیسی نعمتیں ہوتی ہیں۔

۳۔ لوگوں کو دعوت دینے کے لئے ان کے جذبات اور احساسات کے عناصر کو پیش نظر رکھنا چاہیئے ﴿یقوم ﴾

۴۔ کسی کے کام کے لئے اور اپنے ساتھ چلنے کے لئے لوگوں کو دعوت دینے کے واسطے پہلے انہیں خدا کے لئے لطف و کرم کی یاددلائی جائے پھر انہیں اپنے ساتھ ملایا جائے۔ (اس آیت میں خدا کی نعمتوں کا ذکر ہے اور بعد کی آیت میں ایک اہم فرمان صادر ہو رہا ہے)

۵۔ نعمتوں میں سے خصوصی نعمات کو یاد کیا جانا چاہیئے ﴿آ تا کم مالم یوٴ ت احدا ﴾ ۔۔۔) ۲۳

۶۔ لوگوں کے لئے خدا کی نعمتوں کی یاددہانی انبیاء کے فرائض میں شامل ہے ﴿اذکرو نعمة اللہ ﴾۔

۷۔ تاریخ سے عبرت حاصل کرو، کیونکہ موسیٰ کی قوم خدا کی خصوصی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے اور حکومت حاصل کرنے کے بعد، ذلت اور خواری کا شکار ہو گئی۔ ﴿لم یوٴ ت احدا من العالمین ﴾

آیت ۲۱

﴿یٰقَوْمِ ادْخُلُوْا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُم وَلَا تَرْتَدُّوْ ا عَلَی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ﴾

ترجمہ: (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اے میری قوم! مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جسے خدا نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اور اپنے پچھلے پاؤں واپس نہ لوٹو (پیچھے نہ ہٹو) ورنہ خسارہ اٹھا کر واپس لوٹو گے۔

نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"ارض مقدس" یا تو شامات کے تمام علاقے (شام، اردن اور فلسطین وغیرہ) مراد ہیں یا پھر صرف "بیت المقدس" مراد ہے۔

" ﴿لاترتدوا ﴾ " کے تحت پیچھے کی طرف نہ لوٹنے سے مراد یا تو اس راستے سے واپس نہ پلٹنا ہے جو اختیار کئے ہوئے ہیں یا پھر احکام و فرامین الٰہی کو پشت نہ کرنا مراد ہے۔

پیام

۱۔ عوام اور رہبر کا ایک دوسرے سے رابطہ اور تعلق گہرا اور پیار و محبت پر مبنی ہونا چاہیئے ﴿یقوم ﴾

۲۔ تمام زمینیں ایک جیسی نہیں ہوتیں بعض مقامات کو زیادہ تقدس حاصل ہوتا ہے ﴿الارض المقدسة ﴾

۳۔ بنی اسرائیل میں سرکشی کا عنصر پایا جاتا تھا جس کی بنا پر انہیں پیچھے لوٹنے سے روکا گیا ہے ﴿لاترتدوا ﴾

۴۔ خدا کا بندوں پر لطف و کرم مشروط ہوتا ہے (اس آیت میں مقدس سرزمین کا مقدر ہونا ان لوگوں کے لئے بیان کیا گیا ہے کہ ﴿کتب اللہ لکم ﴾ جبکہ ایک اور آیت میں وہی سرزمین ان پر چالیس سال تک حرام قرار دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ: " ﴿فانھا محرمته علیھم بعین سنته ﴾ "

۵۔ دین سے فرار اور مرتد ہونے کا انجام "خسارت" ہے۔

۶۔ مقدس سرزمینوں کو نا اہل افراد کے چنگل سے نکالنا چاہیئے ﴿ادخلوا الارض المقدسة ﴾

سورہ مائدہ آیت ۲۲

﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰی اِنَّ فِیْھَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْ خُلَھَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْھَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْھَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴾

ترجمہ: (بنی اسرائیل نے جواب میں) کہا اے موسیٰ! اس (زمین) میں ظالم اور جابر لوگ (رہتے) ہیں اور ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ اس سے باہر نہیں چلے جائیں گے۔ پس اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم یقیناً اس میں داخل ہو جائیں گے۔

نکتہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"جبار" کا کلمہ "جبر" سے لیا گیا ہے، جس کا معنی ہے زور اور غلبہ کے ساتھ کسی چیز کی اصلاح کرنا، پھر ان دونوں میں سے ہر ایک معنی جداگانہ طور پر استعمال ہونے لگا۔

۱۔ تلافی کرنا ۲۔ قہر اور غلبہ اور خداوند عالم کے بارے میں اس کلمہ کے دونوں معنی استعمال ہوتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو تفسیر نمونہ)

"قوم جبار" سے مراد "شام" کی نسل سے "عمالقہ" تھے جو جزیرہ نمائے عرب کے شمال اور صحرائے سینا میں رہتے تھے۔ اور مصر پر حملہ کرکے وہاں پر پانچ سو سال تک حکومت کرتے رہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب "دائرۃ المعارف" از فرید وجدی)

پیام

۱۔ کسی مقام پر نااہل افراد کا ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اہل اور شائستہ افراد موجود ہی نہیں ہیں۔ لہٰذا چاہیئے کہ دشمن کو نکال باہر کیا جائے اور اس بات کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ خود بخود باہر نکل جائے گا۔

۲۔ آرام طلبی صحیح نہیں ہے لہذا آگے بڑھنا چاہیئے اور امداد کی اپیل کرنی چاہیئے تاکہ دشمن کو نکال باہر کیا جا سکے۔

۳۔ جنگ میں سستی اور شکست کا موجب احساس کمتری اور خوف ہے ﴿لن ند خلھا ﴾۲۴

سورہ مائدہ آیت ۲۳

﴿قَالَ رُجُلٰنِ مِنَ الَّذِیۡنَ یَخَافُوۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمَا ادۡخُلُوۡا عَلَیۡہِمُ الۡبَابَ فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡہُ فَاِنَّکُمۡ غٰلِبُوۡنَ وَ عَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوۡۤا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴾

ترجمہ: (ڈرپوک لوگوں کے مقابلے میں) دو خدا ترس افراد نے کہ اللہ نے جنہیں (عقل، ایمان اور جرأت کی) نعمت سے نوازا تھا، کہنے لگے (شہر کے) دروازہ سے ہی ان (دشمنوں) کے پاس داخل ہو جاؤ (اور کسی قسم کا خوف نہ کرو) پس، جونہی تم ان کے پاس پہنچ جاؤ گے تو تم یقینی طور پر کامیاب ہو گے اور خدا پر بھروسہ کرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

نکتہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تفسیروں میں مذکور ہے کہ جن دو افراد کا آیت میں ذکر ہے وہ بنی اسرائیل کے بارہ نقیبوں میں سے تھے جن کا نام ۱۔ یوشع بن نون اور ۲۔ کالب بن یوفنا تھا، توریت سفر تشنیہ میں یہی نام مذکور ہیں۔ (ملاحظہ ہو تفسیر نمونہ)

تفسیر المیزان میں ہے کہ اگرچہ "نعمت" کا حکم قرآن مجید میں کلی طور پر بیان ہوا ہے لیکن یہاں پر اس سے مراد ولایت اور نبوت کی نعمت مراد ہے۔

پیام

۱۔ خدا ترسی (خوف خدا) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور لطف و کرم کے فراہم کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ (یخافون انعم اللہ علیھما)

۲۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ دنیا کی کسی اور طاقت سے نہیں ڈرتا۔ ﴿یخافون--- ادخلوا﴾

۔ حرکت میں برکت ہے۔ اٹھ باندھ کر کیا ڈرتا ہے۔ پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے ﴿ادخلوا علیھم- غالبون﴾

۔ حملہ کرنے کے موقع پر مجاہدین کے حوصلے بڑھانے چاہئیں ﴿ادخلوا--- فانکم غالبون﴾

۔ توکل صرف خدا کی ذات پر اور وہ بھی خلوص کی بنیادوں پر ہونا چاہئے ﴿علی اللہ فتو کلوا﴾

۔ جرأت اور جسارت بھی ضروری ہے اور تقویٰ اور عہد کی پاسداری بھی لازم ہے ﴿یخافون--- ادخلوا﴾

۔ دلیرانہ انداز میں دشمن پر تمہارا حملہ اس کی شکست اور کمزوری سبب ہوتا ہے ﴿ادخلوا--- غالبین﴾

۸۔ کامیابی کے دو بنیادی اصول ہیں ۱۔ خدا پر ایمان اور توکل اور ۲۔ عزم صمیم اور جرأت۔ صرف مادی ذرائع اور ہتھیار کافی نہیں ہیں۔

۹۔ خدا پر توکل، سعی اور کوشش کے ساتھ ہونا چاہئے ﴿ادخلوا--- توکلوا﴾

۰۔ اگر دشمن پر خالصانہ انداز میں یلغار کردو اور ساتھ ہی خدا پر توکل بھی ہو تو یہ تمہاری کمیابی کا ضامن ہوگا۔

۱۱۔ خدا کا خوف اور تقویٰ و پرہیزگاری کے ذریعہ انسان میں بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے انسان مسائل کا صحیح طریقے سے تجزیہ و تکمیل کرسکتا ہے۔ ﴿یخافون--- انکم غالبون﴾

۱۲۔ توکل لفظوں کا نہیں بلکہ ایمان کی ایک روحانی کیفیت کا نام ہے۔ ﴿فتوکلوا ان کنتم موٴمنین﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سورہ مائدہ آیت ۲۴

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ ان لوگوں (اور بنی اسرائیل) نے کہا: اے موسیٰ! جب تک کہ وہ (ظالم اور جابر لوگ) اس (شہر) میں ہیں ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ لہٰذا تم خود اور تمہارے پروردگار جاؤ اور جا کر (ان سے) لڑو۔ ہم تو یہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

نکتہ:

مکہ معظمہ اور بیت المقدس دونوں ہی مقدس سرزمینیں ہیں۔ لیکن حضرت موسیٰ نے جب اپنی قوم سے کہا کہ: "اس سرزمین میں داخل ہو جاؤ اور دشمن سے جنگ کرو!" تو وہ بہانے بنانے لگے اور موسیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ لیکن ۶ ہجری میں جب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علی آلہ و سلم کی ہمرای میں عمرہ کی بجا آوری کی غرض سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے لیکن مکہ پہنچنے سے پہلے ہی روک دیئے گئے۔ اگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مسلمانوں کو نہ روکتے تو وہ یقینا شہر پر حملہ آور ہوجاتے۔ اور اسی سفر کے دوران ہی "صلح حدیبیہ" عمل میں آئی۔

گویا دونوں قومیں (موسیٰ کی قوم بھی اور پیغمبرِ اسلام کی قوم بھی) دو مقدس شہروں کے دروازے تک پہنچ گئیں لیکن ایک (موسیٰ کی) قوم اس قدر بزدل اور دوسری (محمدِ مصطفٰی کی) قوم اس حد تک نڈر!

پیام:

۱۔ بنی اسرائیل بے ادبی، بہانہ جوئی، کمزوری اور رفاہ طلبی کا مجسم نمونہ تھے۔ انہوں نے "انا" کا لفظ کہہ کر اپنی برتری اور فوقیت ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ اور یہ بہت بڑی بے ادبی ہے۔ ﴿هم﴾

انہوں نے خدا کے فرمان "ادخلوا" (داخل ہو جاؤ) کے مقابلہ میں "لن ندخلھا" (ہرگز نہیں جائیں گے) کہہ کر جسارت اور گستاخی کی انتہا کر دی۔

"ابدا" (ہمیشہ کے لئے) کا کلمہ ان کی گستاخی اور جسارت پر اصرار کی دلیل ہے۔

"اذھب" (تو خود جا) کے کلمہ سے حضرت موسیٰ کی توہین واضح ہوتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

"ربک" (تیرا رب) کے کلمہ سے ذاتِ پروردگار کی توہین ظاہر ہوتی ہے۔

"قاعدون" (ہم بیٹھے ہیں) کے جملہ سے ان کی رفاہ طلبی واضح ہوتی ہے نا کہ عزت خواہی۔

۲۔ بجائے اس کے کہ وہ بذاتِ خود معاشرہ کی اصلاح کے لئے قدم بڑھاتے خدا اور دینی رہبر سے اس کی توقع قائم کرلی۔ ﴿قاتلا انا ھٰھنا قاعدون﴾

۳۔ وہ لوگ تو کامیابی کے حصول کے لئے اپنی جگہ سے ہلنے کے بھی روادار نہیں تھے۔ (ھ ﴿ ھٰھُنا﴾

۴۔ دشمن سے جنگ کے لئے بنی اسرائیل کی سستی اس حد تک شہرت حاصل کرگئی کہ مسلمانوں نے (۲ ھ میں) جنگ بدر شروع ہونے سے پہلے اور (۶ ھ میں) مکہ میں داخل ہونے کے وقت کہ جب کفار نے انہیں مکہ جانے سے روک دیا تھا۔ اور "صلح حدیبیہ" کا واقعہ پیش آگیا۔ حضرت رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا کہ "ہم بنی اسرائیل کی مانند نہیں ہیں کہ آپ سے کہیں "انا ھٰھنا قاعدون" (ہم یہیں پر بیٹھے ہیں) ہم ہر حالت میں آپ کے ہم رکاب لڑنے کیلئے تیار ہیں۔"

سورہ مائدہ آیت ۲۵

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ﴾

ترجمہ۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا پروردگار! میرا بس تو صرف اپنے اور اپنے بھائی پر چلتا ہے پس تو ہمارے اور فاسق و بدکار قوم کے درمیان جدائی ڈال دے۔

نکتہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دُعا، بنی اسرائیل سے مایوس ہوجانے کے بعد ہوئی۔ جدائی ڈالنے کی درخواست اس لئے کی تھی کہ خدا کے قہر و غضب کی آگ موسیٰ علیہ السلام کے یاران و مددگاران کو نہ جلا ڈالے۔ اور دشمن اپنے کئے کی سزا پائیں۔ یا پھر وہ یہ دُعا مانگ رہے تھے کہ موت دے کر ان کے اور دشمنوں کے درمیان جدائی ڈال دے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس جملہ میں صرف اپنا اور اپنے بھائی کا ذکر کیا ہے۔ اور ان دو حضرات کا ذکر نہیں کیا جو خدا کا خوف رکھنے والے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہم نوا تھے۔ اور لوگوں کو شہر میں داخل ہونے کی رغبت دِلائی تھی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس بارے میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تفسیر مراغی میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان دونوں کی ثابت قدمی کا بھی یقین نہیں تھا۔

تفسیر المیزان میں ہے کہ چونکہ حضرت موسیٰ نے خدا سے ان لوگوں کی شکایت کی تھی اور اپنی ذات کے لئے مدد کے طلبگار ہوئے لہٰذا اپنے کم سے کم ساتھیوں کا ذکر کیا۔

تفسیر اطیب البیان میں ہے کہ چونکہ مذکورہ دونوں حضرات کو اس ضدی اور ہٹ دھرم قوم کی طرف سے سنگسار کرنے کی دھمکی مل چکی تھی لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زبان حال سے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا۔

"پروردگار! اب میرا کوئی بس نہیں چل سکتا، حتیٰ کہ وہ دو حضرات کی جان بھی خطرے میں ہے۔"

پیام:

۱۔ تبلیغ میں انبیاء علیہم السلام کا طریقہ کار "زور اور زبردستی" سے ماورا ہوتا ہے۔﴿لااملک الانفسی ﴾

۲۔ بددُعا یا خُدا کی بارگاہ میں شکایت اس وقت کی جانی چاہیے جب لوگوں کی اطاعت سے مایوسی حاصل ہوجائے۔

۳۔ انبیاء علیہم السلام کی اطاعت سے روگردانی "فسق" ہے۔

سورہ مائدہ آیت ۲۶

﴿قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ط فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴾ ٥

ترجمہ۔ (اللہ نے موسیٰ سے) فرمایا! یقینا وہ (مقدس سرزمین) چالیس برس تک ان پر حرام کردی گئی ہے۔ (پس وہ اس سستی اور خلاف ورزی کی وجہ سے) چالیس سال تک زمین میں سرگرداں رہیں گے۔ (اور اس مقدس سرزمین کی مادی اور معنوی نعمتوں سے محروم رہیں گے۔) پس فاسق اور بدکار لوگوں پر افسوس نہ کرو۔

نکتہ:

"یتیھون" کا کلمہ "تیہ " کے لفظ سے لایا گیا ہے جس کا معنی ہے "سرگردانی" لیکن وقت گذارنے کے ساتھ ساتھ "تیہ" "صحرائے سینا" کو کہا جانے لگا جس میں بنی اسرائیل سرگرداں مارے مارے پھرتے رہے۔ اور وہاں پر چالیس برس تک مادی اور معنوی نعمتوں سے محروم رہے۔ اور مقدس سرزمین کی برکات سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

بنی اسرائیل کی خلاف ورزی، ان پر خدا کے قہر و غضب اور وادی تیہ میں ان کی سرگردانی کی داستان توریت سفر اعداد فصل چہارم میں بھی موجود ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں! وہ لوگ چالیس سال کی سرگردانی، آوارہ وطنی اور موسیٰ وہارون سے محروم ہو جانے کے بعد بھی فوجی حملہ کئے بغیر شہر میں داخل نہ ہو سکے۔ اور ان کی رفاہ طلبی نے انہیں تاخیر اور سرگردانی کے سوا کوئی فائدہ نہیں دیا۔"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہی فرماتے ہیں کہ: بنی اسرائیل سے ملتی جلتی داستان مسلمانوں کو بھی درپیش آئے گی۔

پیام:

۱۔ کمزوری اور سستی دِکھانے، رہبر کے فرمان سے منہ موڑنے اور جنگ سے فرار کی سزا، خدا کی نعمتوں سے محرومی اور آوارہ وطنی ہوتی ہے۔ ﴿فانها محرمة علیهم ﴾

۲۔ سرگردانی، فاسقوں کے لئے عذاب کی ایک قسم ہے۔ اور "نور" و "فرقان" کا حامل ہونا "متقین" کے لئے ایک قسم کا ہدیہ ہے۔

۳۔ میدان جنگ سے فرار کرنے والوں اور تن آسان لوگوں کی سزا یہ ہونی چاہیئے کہ انہیں وسائل اور امکانات اور بعض خصوصیات سے محروم کردیا جائے۔ ﴿فانها محرمة علیهم ﴾

۴۔ "اربعین" (چالیس) کے عدد میں ایک خاص رمز ہے جو خدا کے لطف و کرم یا قہر و غضب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۵۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے نسل قدیم کے منقرض ہوجانے کے بعد ہی نسل جدید کی اصلاح ہوتی ہے۔ ﴿اربعین سنة ﴾۲۵

۶۔ انبیاء کرام علیھم السلام اور ان لوگوں کے لیے دردمند دل رکھتے ہیں ﴿لا تائس ﴾

۷۔ فاسقوں کے لئے کسی قسم کی ہمدردی اور دلسوزی نہیں کرنی چاہیئے۔ مجرم کو سزا، کڑوی دوا کے مانند ہے جو فرد اور معاشرہ کے مفاد میں ہے۔ ﴿فلاتائس ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سورہ مائدہ آیت ۲۷

﴿وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يَتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط قَالَ لَاَ قْتُلَنَّکَ ط قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کی برحق داستان پڑھو! جبکہ ان میں سے ہر ایک نے (اپنی اپنی) قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی تو قبول ہوگئ اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئ ۔ (ہابیل کی قربانی قبول ہوئ اورقابیل کی قبول نہیں ہوئ قابیل نے کہا) میں تجھے یقیناقتل کردو ں گا۔ (ہابیل نے) کہا: خداتو صرف ہرپیز گاروں سے قبول کرتا ہے۔

نکتہ

"برحق" داستان کی تلاوت سے مراد شاید یہ ہو کہ یہ داستان توریت میں یاتو تحریف کی گئ ہے یا پھر اس کے ساتھ خرافات کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ لیکن جو کچھ قرآن میں ہے وہ حق ہے۔

اسلامی روایات اور توریت (سفر تکوین باب چہارم) میں مذکورہے کہ ہابیل گلہ بانی کرتے تھے اور انہوں نے اپنی بہترین گوسفند قربانی کے لئے پیش کی اورقابیل کسان تھا اور کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا ، اور اپنی زراعت میں سے بدترین چیز قربانی کے لئے پیش کی ۔ اور قرآن بھی کہتا ہے کہ: " لن تنالو اا برحتی تنفقو اما تحبون" یعنی تم نیکی تک ہر گزنہیں پہنچ سکو گے جب تک تم اپنی اس چیز سے خرچ نہیں کرو گے جسے تم دوست رکھتے ہو ،

پیام

۔ تاریخ کا مطالعہ عزت حاصل کرنے کے لیے ہونا چاہئیے﴿واتل علیھم ﴾

۔ تاریخ کے اہم ترین واقعات بیان کئے جانے چاہئیں﴿نبا ﴾

۔ تاریخ حقائق کو عام قصے کہانیوں سے جدا رکھنا چاہیئے (ب ﴿الحق ﴾

۔ اصل حقیقت ،،قرب خداوندی ،، ہے ناکہ قربانی تو کسی بھی قسم کی ہو سکتی ہے﴿قربان ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۔ اعمال کی قبولیت یا عدم قبولیت کے لئے دلی جذبات، روحانی کیفیات اور خصائل کو بڑی حد تک عمل دخل ہوتا ہے۔

۔ حسد اور کینہ اس حد تک بڑھ سکتا ہے کہ بھائی کو بھائی قتل کر ڈالے(ل ﴿اقتلنک ﴾

۔ اعمال کو قبولیت کا دارو مدار تقویٰ پر ہے نا کہ میں اور آپ !﴿انمایتقبل اللہ من المتقین ﴾

۔ قتل اور خونریزی کی تاریخ !تاریخ انسانیت ہی سے شروع ہو جاتی ہے﴿نباء النبی آدم ﴾

۔ قبولیت یا عدم قبولیت حکمت کی بنیاد پر ہوتی ہے ۔ کسی کو کسی پر ترجیح دینے کی وجہ سے نہیں ۔ ﴿من المتقین ﴾

۔ قاتل کو بھی منطقی جواب دینا چاہیئے﴿انماتیقبل اللہ ﴾

۔ خودسازی اور تقوی کا حصول ہر قسم کے دوسرے کام پر مقدم ہے۔﴿انماتیقبل اللہ من المتقین ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۸

﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَه کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ ط قَالَ یٰوَیْلَتٰی اَعَجَزْتُ اِنْ اَکُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ه اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾

ترجمہ۔ (ہابیل نے اپنے بھائی قابیل سے) کہا! اگر تو نے میرے قتل کے لئے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا تو میں تیرے قتل کے لئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ کیونکہ میں تو تمام جہانوں کے پروردگار سے ڈرتا ہوں،

پیام

۱۔ حاسدین کے ساتھ نرمی سے بات کرنی چاہیئے، اور حسد کی آگ کو آرام و سکون کی گفتگو سے بجھایا جائے ﴿لئِن بسطت ﴾

۲۔ نہی عن المنکر کا نیک راستہ یہ بھی ہے کہ آپ گناہگار کو اس بات کا اطمینان دلائیں کہ اس سے تجاوز اور زیادتی نہیں کی جائے گی ﴿ماانابباسط یدی---- ﴾

۳۔ ہابیل کا قابیل کو قتل کرنے کا ارادہ ہی نہیں تھا، نا کہ وہ اپنا دفاع کر رہے تھے۔
(کیونکہ قاتل کے آگے سر جھکا دینا، تقوی سے میل نہیں کھاتا)

۴۔ جو چیز قابل قدر ہے وہ یہ کہ کسی کو خوف خدا کی بنیاد پر قتل نہ کیا جائے نا کہ عجز و ناتوانی کی وجہ سے کسی کو قتل نہ کیا جائے۔ ﴿انی اخاف اللّٰه ﴾

۵۔ خوف خدا اور تقوی، حساس ترین حالات میں گناہ اور سرکسی سے بازو رکھنے کا بہت بڑا عامل ہوتا ہے۔ ﴿انی اخاف اللّٰه ﴾

آیت ۲۹، ۳۰

﴿اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ فَطَوَّعَتْ لَه نَفْسُه قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَه فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴾

ترجمہ۔ میں تو یقینا یہی چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ کے (بوجھ کے) ساتھ (خدا کی طرف) پلٹ جائے۔ اور تو جہنمیوں میں سے ہو جائے گا، اور ظالموں کی یہی سزا ہے،

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پس (حسد کی وجہ سے پیدا ہونے والے وسوسوں کی وجہ سے) اس (قابیل) کے نفس نے بھائی کے قتل کو اس کے لئے آسان اور رام کردیا اور اس نے اسے قتل کرڈالا ۔ جس کی وجہ سے وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔

نکتہ

ہابیل نہیں چاہتے تھے کہ دوسرے کے گناہ کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائیں ۔ اسی لئے انہوں نے برادرکشی اور خونریزی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا ۔ بلکہ اپنے گناہوں کا بوجھ بھی دوسرے کے کندھوں پرڈال دیا۔ ایک حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: من قتل مومنا متعمدا اثبت الله علی قاتلہ جمیع الذنوب وبرء المقتول منھا، ذالک قولہ:"انی اریدان تبوا۔۔۔یعنی جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اللہ تعالی مقتول کے تمام گناہ پھر (قاتل) کے کھاتے میں لکھ دیتا ہے اور مقتول کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے (ازتفسیرنورالتقین)

البتہ آیت کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ ظالم کے آگے سکوت اختیار کر لیا جائے اس امید کے ساتھ کہ وہ ہمارے گناہ اپنے کندھوں پر اٹھا رہا ہے ۔

پیام:

۱۔ مقتول کے گناہ قاتل کو منتقل ہو جاتے ہیں ﴿تبوء باثمی﴾

۲۔ معاد (قیامت) پر ایمان ، روئے زمین کے سب سے پہلے انسانوں کے عقائد کا حصہ رہ ہے ۔ ﴿اصحٰب النار﴾

۳۔ نہی المنکر کرنے کی سزا کے علاوہ مظلوم کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھانا ہو گا کہ جس کی سزا اورعذاب بہت زیادہ ہے۔

۴۔ انسان کا نفس اگریکبارگی اس پر تسلط حاصل نہ کر سکے تو پھر آہستہ آہستہ اور مختلف ذرائع مثلاً وسوسوں ، مختلف اندازمیں آرائش اوردل میں مختلف باتوں کورائج کرنے کے ذریعہ انسان کو رام اور خام کر کے یہی گناہ کا ارتکاب کرا دیتا ہے ﴿فطوعت له نفسه﴾

۵۔ انسان کی پاک "انسانی فطرت" آدم کُشی سے بیزار ہوتی ہے لیکن اس کا نفس اس کام کو اس کے سامنے مزین کر کے پیش کرتا ہے اور اسے انسان کے قتل پر آمادہ کر دیتا ہے ﴿فطوعت﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ روئے زمین پر سب سے پہلی موت کا آغاز " شہادت " سے ہوا ﴿فقتله﴾

۷۔ قاتل ' خود کو بھی خسارے میں ڈالتا ہے اور مقتول کو بھی خسارہ پہنچاتا ہے ، مقتول کے خاندان کو بھی نقصان پہنچاتا ہے اور معاشرے کو بھی زیاں سے دوچار کرتا ہے۔

۷ ۔ قاتل اندرونی طور پر بھی "ضمیر کے عذاب " میں مبتلا رہتا ہے اور بیرونی طور پر معاشرے کی خدمت میں گرفتار ہوتا ہے ۔ اور قصاص اور عدل کے آہنی ہاتھوں میں جکڑا جاتاہے ۔ غرض جس مقصد کے لئے اس نے قتل کیا ہوتا ہے اسے وہ مقصد حاصل نہیں ہوپاتا۔ ﴿فاصبح من الخسرین﴾

۷۔ حق اور باطل کے درمیان محاذ آرائی اتنا ہی پرانی ہے جتنا انسانی تاریخ۔

آیت ۳۱

﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَه كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْئَةَ اَخِيْهِ ط قَالَ يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْئَةَ اَخِىْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ه اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

ترجمہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کھودتا تھا، تاکہ امر (قاتل) کو دکھا سکے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے (اور دفن کرے) ۔ اس (قاتل) نے کہا کہ وائے ہو مجھ پر کہ آیا میں اس بات سے بھی عاجز ہوں کہ اس کوے کی طرح ہو سکوں؟ اور اپنے بھائی کے لاشے کو دفن کر سکوں! آخرکار وہ پشیمانوں میں سے ہو گیا۔

نکتہ

قابیل جب اپنے بھائی کے قتل کے گناہ کا مرتکب ہو چکا تو دیکھا کہ درندے اس کی لاش کو کھانے کے لئے اس کی طرف آرہے ہیں تو اس نے اسے وہاں سے اٹھا لیا اور اٹھائے پھرتا رہا، لیکن جب اسے اس میں بھی کوئی فائدہ نظر نہ آیا اور اسی حالت پر سرگرداں رہا، تو خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے کوے سے سبق حاصل کیا کہ وہ دوسرے مردہ کوے کے جسم کو زمین میں دفن کر رہا ہے تو اس نے اپنے بھائی کی لاش کو زمین میں دفن کر دیا۔

پیام

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱ ۔ بعض اوقات جانوروں کو بھی خدا کی طرف سے ڈیوٹی سونپی جاتی ہے اور پرندوں کی حرکت بھی اس کے فرمان کے مطابق ہوتی ہے جس راستے پر وہ انہیں چلانا چاہتا ہے ﴿فبعث اللہ غرابا﴾

۲ ۔ ہر قسم کی حرکت سے سبق حاصل کیا جا سکتا ہے بہت سی انسانی معلومات، حیوانات کی حرکات و سکنات کی مرہون منت ہیں۔

۳ ۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ، مغرور اور سرکش لوگوں کو چھوٹے چھوٹے جانوروں کے ذریعہ ذلیل کروا دیتا ہے تاکہ انہیں یہ باور کروائے کہ ہدہد اور کوا بھی انسان کو سکھانے کا ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ بس غرور کو اپنے دماغ سے نکال دو۔

۴ ۔ انسان کو ہمیشہ سیکھتے رہنا چاہیئے خواہ اسے جانوروں ہی سے سیکھنا پڑے! پس اصل چیز "سیکھنا اور نہ یاد کرنا" ہے خواہ کسی سے ہو اور کہیں پر ہو۔

۵ ۔ مردوں کو زمین ہی میں دفنانا چاہیئے (انہیں شیشے میں رکھنا یا مومیائی کرنا یا جلادینا وغیرہ صحیح نہیں ہے)

۶ ۔ تاریخی طور پر انسان کی زیادہ تر تعلیم، تجربوں کے ساتھ ہوئی ہے۔ تاریخ انسانیت میں تجرباتی تعلیم کی ایک لمبی تاریخ ہے۔

۷۔ پشیمانی، انسانی فطرت کی حق طلبی کی دلیل ہے۔ ﴿اصبح من النادمین﴾

آیت ۳۲

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلَى بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنَّہ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ط وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ط وَلَقَدْ جَائَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ کَثِیْرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ﴾ ٥

ترجمہ۔ اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا (واجب قرار دے دیا) کہ جو شخص کسی انسان کو قتل کرے بغیر اس کے کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو یا زمین پر تباہی پھیلائی ہو تو ایسے ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور جو کسی ایک انسان کو زندہ کرے (اسے مرنے سے بچالے) گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔ البتہ ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ ان کے پاس آئے، پھر ان میں سے بہت سے لوگ (انبیاء کے) اس (پیغام) کے بعد زمین پر اسراف کرنے والے ہو گئے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ تاریخ حوادث بعض اوقات فرامین الٰہی کے صدور کا موجب بن جاتے ہیں۔ ﴿من اجل ذالک ﴾

۲۔ تاریخی طور پر انسانوں اور ان کی سرنوشت کا چولی دامن کا ساتھ چلا آرہا ہے۔ ﴿من اجل ذالک کتبناعلی بنی اسرائیل ﴾

۳۔ چاہے انسان کسی قوم، نسل اور علاقہ سے تعلق رکھتے ہوں سب کی جان محترم ہے ﴿نفسا ﴾

۴۔ کسی انسان کو دو صورتوں میں قتل کرنا جائز ہے۔ الف! قاتل سے قصاص کے طور پر ب۔ مفسد کا خاتمہ کرنے کے عنوان سے۔

۵۔ تمام انسان، ایک مشترکہ حقیقت اور ایک ہی قسم کی روح کے حاصل ہوتے ہیں۔ اور ایک جسم کے مختلف اعضاء کی مانند لہذا ایک انسان کو قتل کرنا گویا تمام انسانیت کا ایک طرح قتل کرنا ہے ﴿فکا نماقتل الناس جمیعا ﴾

۶۔ روایات کے مطابق لوگوں کو راہ حق کی ہدایات بھی انسانیت کے احیاء (زندہ کرنے) کی ایک قسم ہے۔۲۶ اور لوگوں کو گمراہ کرنا انسانیت کا ایک طرح کا قتل ہے۔

۷۔ اعمال کی قدرو قیمت کا دارومدار ان اعمال کے مقاصد پر ہوتا ہے۔ ظلم وجود کی بناء پر ایک انسان کا قتل، پورے انسانی معاشرے کی موت ہے۔ جبکہ کسی کو قصاص کے عنوان کے قتل کرنا پورے معاشرے کی زندگی ہے۔

۸۔ کسی ایک انسان کی زندگی یا موت بعض اوقات پورے انسانی معاشرے کی زندگی یا موت کے لئے موثر ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات انفرادی قتل، اجتماع قتل و غارت کا موجب بن جاتے ہیں۔

۹۔ جس قدر روئے زمین کے لوگوں کا قتل مشکل بات ہے اسی طرح ایک انسان کا قتل بھی خطرناک ہے۔

۱۰۔ ہر انسان میں ایک عظیم معاشرے اور جدید نسل کی پیدائش کی صلاحیت ہوتی ہے اسی لئے کسی ایک شخص کی نابود بعض اوقات ایک پوری نسل کی تباہی ہوتی ہے۔

۱۱۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کو بے گناہ قتل کرتا ہے اس کا عذاب اس شخص کی مانند ہے جو تمام لوگوں کو شہید کر ڈالے، اور ایک نفس کی جان بچانے کا اجر پوری انسانیت کو بچانے کے برابر ہے۔ (از تفسیر نور الثقلین)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۲ ۔ ایک زندہ معاشرے کی شناخت یہ ہے کہ وہ مصیبت میں گھرے لوگوں کو امداد بہم پہنچاتا اور انسانی جانوں کو مرنے سے بچاتا ہے۔﴿من احیاھا فکانما احی الناس جمیعا ﴾

۱۳ ۔ خودکشی اور اسقاط حمل بھی "قتل النفس" میں شمار ہوتے ہیں، اور حرام ہیں۔

۱۴ ۔ ایک فرد کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا پورے انسانی معاشرہ کے امن و امان کو سلب کرنے کے مترادف ہے۔﴿وکانما قتل الناس جمیعا ﴾

۱۵ ۔ جو شخص کسی دوسرے انسان کی جان کی قدر و قیمت کو کچھ نہیں سمجھتا یا ذہن میں فساد پھیلاتا ہے تو اس کا اپنا خون بھی بے ارزش ہے ۔ اس کی بھی کوئی قدروقیمت نہیں ہے ۔﴿بغیر نفس او فساد ﴾

۱۶ ۔ جن لوگوں کا کام انسانی جان کو بچانا ہے ، انہیں اپنی قدروقیمت کو جاننا نہیں چاہیئے۔ مثلاً، ڈاکٹر، اطباء، نرسیں، آگ بجھانے والے افراد، ان کے معاون، دو کزانے والے افراد وغیرہ﴿فکانمااحی الناس جمیعا ﴾

۱۷ ۔ انسان خود مختار ہے انبیاء کے تشریف لے آنے کے بعد بھی ان کے بر خلاف رستوں پر چل سکتا ہے﴿بعد ذالک ﴾

۱۸ ۔ لوگوں کے ایمان نہ لانے سے پریشان نہ ہونا ، کیونکہ قدیم الایام سے یہی سلسلہ چلا آرہا ہے۔

﴿کثیر امنهم بعد ذالک فی الارض لمترفون ﴾

آیت ۳۳

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا وَ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

ترجمہ۔ جو خدا اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور (اسلحہ ،دہشت اور لوٹ مار کا ذریعہ) زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں ، ان کی سزا بس یہی ہے کہ یا تو انہیں قتل کردیا جائے یا سولی پہ لٹکایا جائے یا ان کے مخالف طریقہ سے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں ۔ ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کی مقدار وہی ہے جو چور کے کاٹنے کی ہے (یعنی ہاتھ کی انگلیاں) اور "مخالف طریقہ" سے مراد جو کہ آیت میں مذکور ہے یہ ہے کہ بالترتیب دائیں ہاتھ کی انگلیاں اور بایاں پاؤں یا بائیں ہاتھ کی انگلیاں اور دایاں پاؤں۔ یا پھر (اپنی) سرزمین سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوا کن سزا ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ:

آیت کے شانِ نزول کے بارے میں ہے کہ کچھ مشرکین مدینہ آئے اور مسلمان ہو گئے چونکہ وہ مریض تھے لہٰذا حضور پیغمبرِ خدا کے حکم کے مطابق شہر کے اچھی آب و ہوا کے بیرونی علاقہ میں چلے گئے اور انہیں اس بات کی اجازت تھی کہ وہاں پر زکواۃ کی اونٹنیوں کے دودھ کو استعمال کریں، جب وہ وہاں پر ٹھیک ہو گئے تو اور جانوروں کو اپنے ساتھ بھگا لے گئے۔ اور اسلام سے بھی دستبردار ہو گئے۔

اس پر حضرت رسالتمآب نے انہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا جب گرفتار ہو گئے تو آنجناب نے ان کے ساتھ وہی سلوک کرنے کا حکم دیا جو انہوں نے چرواہے سے کیا تھا۔ مذکورہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔

آیت میں مذکور سزائیں "حقوق اللہ" میں شمار ہوتی ہیں لہٰذا نہ تو معاف ہو سکتی ہیں اور نہ ہی تبدیل کی جا سکتی ہیں۔ (تفسیر اطیب البیان) ۲۸

پیام

۱ ۔ معاشرے کی اصلاح کے لئے موعظہ اور تبلیغ بھی لازم ہے اور تلوار اور دوٹوک اور انقلابی رفتار بھی ضروری ہے۔

(سابقہ آیت میں قاتل کو علمی اور منطقی طور پر خبردار کیا گیا تھا اور یہاں پر ہرڈاکو اور مفسد کی سزا کو بیان کیا گیا ہے)

۲ ۔ خلق خدا کے ساتھ جنگ، خود خدا کے ساتھ جنگ ہوتی ہے اور جو لوگ مخلوق خدا کے مقابل آتے ہیں گویا خود خدا کے مقابلہ میں آتے ہیں۔

۳ ۔ جو لوگ معاشرے کے امن و سکون کو تہ و بالا کرتے ہیں ان کے لئے کئی قسم کی سزائیں مقرر کی گئی ہیں، موت، جلا وطنی، ہاتھ اور پاؤں کا کاٹنا اور سولی پر لٹکانا۔

۴ ۔ سزائیں، عدالت کے مطابق ہیں، چونکہ فسادات اور مفسدین کی خصوصیات مختلف ہوتی ہیں لہٰذا سزائیں بھی ایک جیسی نہیں ہیں۔ اگر فساد میں دردناک پہلو ہوتا ہے تو اس کی سزا قتل ہے۔ اگر عام قسم کا ہوتا ہے تو سزا جلا وطنی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اور یہ بات روایت سے معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ کہ قتل کی سزا موت ہے۔ ڈرانے دھمکانے اور دہشت پھیلانے کی سزا جلا وطنی ہے چوری کی سزا ہاتھ پاؤں کاٹنا ہے

قتل اور مسلحانہ ڈکیتی کی سزا ہاتھ اور پاؤں کاٹنا اور پھانسی ہے۔ (تفسیر صافی)

۵ ۔ سخت قسم کی سزائیں، ستم پیشہ لوگوں کے لئے ہیں تاکہ ان لوگوں کے لئے جو اچانک اس معاملہ میں آپھنسے ہیں۔ ﴿یحاربون – یسعون ﴾

۶ ۔ حدود و احکام الٰہی کا اجرا اسلام نظامِ حکومت کے سائے میں ہی ہو سکتا ہے یہیں سے پتہ چلتا ہے کہ دین سیاست سے جدا نہیں ہے۔

۷ ۔ حکومت اور نظامِ حکومت کا فرض ہے کہ شہروں، دیہاتوں اور رستوں کے امن و امان کو یقینی بنائے۔

۸ ۔ رسولِ خدا کی ولایت کے مخالفین کہ جو نبوی حکومت کو ختم کرنا چاہتے ہیں یا نظام کے ساتھ برسرپیکار ہیں ان کا قلع قمع کر دینا چاہیئے۔

۹ ۔ جو لوگ امام المسلمین یا صحیح اسلامی حکومت پر خروج کرتے ہیں وہ "یحاربون اللہ" (خدا سے لڑنے والوں) کے زمرے میں آتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو تفسیر فی ظلال القرآن)

۱۰ ۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں اور فسادی کی جلا وطنی کا عرصہ ایک سال ہے اور لوگوں میں اس کی جلا وطنی کا اعلان کرنا چاہیئے تاکہ جلا وطن شخص سے لوگوں کا کسی قسم کا رابطہ نہ ہو سکے۔ (تفسیر نور الثقلین)

۱۱ ۔ قرآنی آیت کی رو سے "سود خور" بھی "خدا کے ساتھ جنگ کرنے والا" ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی معاشرہ کے اقتصادی امن و امان کو تباہ کرتا ہے۔ روایت کے مطابق کسی مسلمان کی توہین بھی خدا کے ساتھ جنگ میں شمار ہوتی ہے۔ حدیث کی رو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "من اھانی لی ولیا فقد بارزنی ابا لمحاربۃ" یعنی جس نے میرے کسی دوست کی توہین کی اس نے مجھے جنگ کے لئے للکارا۔

آیت ۳۴

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلُ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْا ﴾ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ ﴾

ترجمہ۔ مگر جو لوگ ان پر تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کر لیں، تو جانے رہو کہ خداوند عالم بخشنے والا مہربان ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ

خدا اور رسول کے ساتھ لڑنے والے ڈاکو اور مفسد کی توبہ سے صرف اسے ڈرانے دھمکانے کی سزا اٹھ سکتی ہے لیکن قتل اورچوری کی سزا اسے ضرور ملے گی۔ یعنی توبہ صرف "حقوق اللہ" میں موثر ہوتی ہے "حقوق الناس" میں نہیں۔ کیونکہ حقوق الناس کا تعلق حقداروں کی رضا مندی سے ہوتا ہے۔ "محارب" کا اپنا علیحدہ عنوان ہوتا ہے اور چور اور قاتل کا اپنا علیحدہ حساب۔ (ملاحظہ ہو تفسیر نمونہ)

پیام

۱۔ توبہ کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہوا ہے۔

۲۔ ایسی توبہ قابلِ قدر ہوتی ہے جو مجرم کی گرفتاری اور عدالت میں پیش ہونے سے پہلے ہو۔ اور پھر یہ کہ پوری سوجھ بوجھ، سوچ سمجھ بغیر کسی جبر و اکراہ اور مکمل آزادی کے ساتھ کی جائے۔ (دوسرے گناہوں میں توبہ مرنے سے پہلے تک مفید ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ نساء / ۱۸)

ضمنی طور پر یہ بات بھی جاننی ضروری ہے کہ سزا ختم کرنے کے لئے حقیقی توبہ کا معلوم ہونا ضروری ہے (کہ مجرم کے اخلاق، رفتار اور کردار سے عیاں ہو یا پھر دو عادل آدمی گواہی دیں)

۳۔ خدا کی مقرر کردہ سزائیں، فرد اور معاشرے کی اصلاح اور تربیت کی حامل ہوتی ہیں، ان میں جذبہ انتقام کارفرما نہیں ہوتا۔ لہذا گنہگار کی توبہ موثر ہوتی ہے۔

آیت ۳۵

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِه لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ ٥

ترجمہ۔ اے ایماندارو! خدا سے ڈرتے رہو اور (اس کے تقرب کے لئے) وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو ہو سکتا ہے تم فلاح پا جاؤ۔

نکتہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت علی علیہ السلام نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۱۰ میں فرماتے ہیں ۔ "بہترین وسیلہ کہ جس کے ذریعہ خدا کا تقرب حاصل ہو سکتا ہے ، خدا کی ذات اور اس کے پیغمبر پر ایمان ، اس کی راہ میں جہاد، کلمہ اخلاص ، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا ماہ رمضان کو روزوں کا رکھنا، حج اور عمرہ کا بجا لانا، صلہ رحمی کرنا، خدا کی راہ میں چھپا کر اور ظاہر کر کے خرچ کرنا اور نیکی کا کام کرنا۔"

پیام

۱ ۔ سعادت اور فلاح و کامیابی کا راستہ، ایمان، تقویٰ ، شفاعت اور جہاد ہے۔ ﴿لعلکم تفلحون﴾

۲ ۔ فلاح اور رستگاری تک پہنچنے کے لئے گناہوں کو بھی ترک کرنا چاہیئے اور خدا اور رسول کی اطاعت بھی کرنی چاہیئے۔ ﴿اتقوالله – وابتغوا-- ﴾

۳ ۔ نیکی کے تمام کام ، سعادت و نیک بختی کے وسیلہ اور ذریعہ میں بشرطیکہ ہم خود گناہوں کا ارتکاب کر کے ان وسیلوں کو ختم نہ کردیں۔ ﴿لعلکم ﴾

۴ ۔ اہلِ بیت اطہار علیہم السلام خدا تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور اس کی مضبوط رسی ہیں۔

آیت ۳۶، ۳۷

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَ مِثْلَه مَعَه لِيَفْتَدُوْابِه مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُم وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيْمٌ ﴾

ترجمہ: یقیناً جو لوگ کافر ہو گئے ہیں، اگر روئے زمین پر جو کچھ ان کے پاس ہے اور اس کے برابر کے بھی (زمین پر موجود دوگنا کے) مالک بن جائیں اور وہ قیامت کے دن سزا سے بچنے کے لئے سب کچھ فدیہ کے طور پر یکجا دے دیں تو بھی ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اور وہ جب بھی جہنم سے باہر آنا چاہیں گے تو اس سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لئے پائیدار عذاب ہے۔ ۳۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ مال ، صرف دنیا میں ہی کارآمد ہوتا ہے اور آخرت میں یہ دولت بیکار ہے ﴿ماتقبل--- ﴾

۲۔ عدل الٰہی کے نظام میں دوزخ سے نجات حاصل کرنے کے لئے فدیہ قبول نہیں (م ﴿اتقبل ﴾

۳۔ کافر، ہر حالت میں جہنمی ہے اور کسی بھی قیمت اس کی بخشش نہیں ہے۔

۴۔ سعادت اور نیک بختی کا عامل انسان کے اندر موجود ہے (یعنی ایمان، تقویٰ اور جہاد) نا کہ اس کے باہر میں (مال اور ثروت وغیرہ)

۵۔ کافروں کو ملنے والا دائمی عذاب نہ تو فدیہ سے ٹل سکتا ہے اور نہ ہی زمانے کے گزرنے سے ختم ہو سکتا ہے۔﴿وماھم بخارجین ﴾

۶۔ نجات کی تمام راہیں کافروں پر بند ہو چکی ہیں۔ نہ تو وہ خدا کی رحمت سے بہرہ مند ہو سکیں گے کیونکہ وہ تو پرہیزگاروں کے ساتھ خاص ہے " ﴿رحمتی وسعت کل شیٔ فساکتبھا للذین یتقون ﴾ "یعنی میری رحمت نے ہر چیز کو اپنی وسعت میں لیا ہوا ہے جس کو میں ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔۔۔ (اعراف/۱۵۶) اور نہ ہی شفاعت سے بہرہ ور ہو سکیں گے کیونکہ شفاعت ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جن سے خدا راضی ہو گا ارشاد ہوتا ہے " ﴿یومئذٍ لاتنفع الشفاعۃ الامن اذن لہ الرحمن رضی لہ قولا ﴾ "یعنی قیامت کے دن کسی شخص کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی سوائے اس شخص کے کہ جسے خدائے رحمان نے اجازت دی ہو گی اور وہ اس کی گفتگو سے راضی ہو گا۔ (طہ/۱۰۹) اور نہ ہی وہاں پر موت آئے گی۔ وہ ہمیشہ جہنم میں زندہ رہیں گے اور ان کی موت کی درخواست قبول نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ ارشاد باری ہے " ﴿ونا دوا، یٰملٰک لیقض علینا ربک- قال انکم مکئون ﴾ "یعنی وہ پکاریں گے کہ اے مالک (داروغہ جہنم!) ہماری آرزو ہے کہ تیرا پروردگار ہمیں موت دیدے، وہ جواب دے گا کہ تمہیں اسی حال میں رہنا ہو گا (زخرف/۷۷)

۷۔ جو شخص دنیا میں اس قدر واضح اور روشن براہین و ارشادات کے باوجود شرک و جہالت کی تاریکیوں سے باہر نہیں نکلتا وہ آخرت میں بھی جہنم سے باہر نہیں نکلے گا۔ ﴿لھم عذاب مقیم ﴾

آیت ۳۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيْهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

ترجمہ: چور مرد اور عورت کا ہاتھ ان کے انجام دیئے گئے عمل کی سزا میں کاٹ دو۔ یہ سزا خدا کی طرف سے ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

نکتہ:

اس مقام پر پہلے چور مرد کا نام لیا گیا ہے پھر چور عورت کا ﴿السارق – والسارقة﴾ لیکن سورہ نور کی دوسری آیت میں کہ جہاں پر زناکاری کی سزا کے بارے میں بتایا گیا ہے پہلے زناکار عورت کا نام لیا گیا ہے پھر زانی مرد کا۔ "الزانیۃ۔ والزانی" تو شاید اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ چوری میں مرد کا نقش زیادہ ہے اور زناکاری میں عورت کا۔

مرحوم سید مرتضیٰ علم الہدیٰ سے (تقریباً آج سے ایک ہزار سال پہلے) سوال کیا گیا تھا کہ: جس ہاتھ کی دیت پانچ سو دینار ہے وہ ایک چوتھائی دینار چوری کرنے کے بدلے میں کیوں کاٹا جاتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: امانت کی عزت نے اس ہاتھ کو گراں قیمت بنا دیا تھا، لیکن خیانت کی ذلت نے اس کی قیمت گرا دی۔

روایات کے مطابق ہاتھ کے کاٹنے کی مقدار صرف اس کی چار انگلیاں ہیں۔ لہذا انگوٹھا اور ہتھیلی کو نہیں کاٹا جائے گا۔

چوری کے مال کی مقدار کم از کم ایک چوتھائی دینار ہو کہ جس چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور وہ مال بھی کسی مکان کے اندر محفوظ ہو۔ لہذا مسافرخانوں، حماموں، مسجدوں اور اس قسم کے عوامی مقامات میں نہ ہو۔

جب چور پر حد جاری ہو جائے تو مسروقہ مال اس کے مالک کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ اور چور کو اس سزا کا علم بھی ہو یعنی اسے یہ بھی معلوم ہو کہ چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے، ورنہ اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اسی طرح اگر چور اپنے شریک کے مالک و چرائے یا قحط سالی کے دوران مجبور ہو کر اشیائے خوردنی کی چوری کرے تو بھی اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

اسی طرح باپ کا اپنے بیٹے کے مال کو چرانا، غلام کا اپنے آقا کے مال کو چوری کرنا، نابالغ یا دیوانے یا ایسے شخص کا چوری کرنا جو یہ سمجھتا ہے وہ مال لینے کا حق رکھتا ہے۔ ان کے چوری کرنے سے، ان کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ البتہ مذکورہ موارد میں صرف ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، دوسری سزا دی جا سکتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حدیث میں ہے کہ حضرت رسول خدا نے چوری کی بدترین قسم نماز میں چوری کو قرار دیا ہے جس میں رکوع اور سجود کو ناقص طریقہ سے بجا لایا جائے۔ (تفسیر قرطبی)

بعض بزرگان دین کی تصریحات میں آیا ہے کہ: مسلمانوں کا ایک گروہ سورہ حمد کی تلاوت میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کی چوری کیوں کرتے ہیں؟"

چوری میں ہاتھ کاٹنے کا پہلا مرحلہ ہے۔ جب دوسری دفعہ چوری کرے گا تو بایاں پاؤں ابھری ہوئی جگہ کے نیچے سے کاٹا جائے گا۔ تیسری مرتبہ عمر قید کی سزا کاٹے گا اور چوتھی مرتبہ میں اسے سزائے موت دی جائے گی

(تفسیر صافی اور تفسیر مجمع البیان)

پیام و نکات:

۱۔ صرف سنگین جرمانہ اور سخت سزا سے ہی چوری کا سدباب کیا جا سکتا ہے ﴿فاقطعوا ایدیهما ﴾

۲۔ اسلام کے قانون سزا میں جسمانی نقصان کے علاوہ حیثیت عرفی اور عزت و آبرو کا نقصان بھی ہے۔ تاکہ جرائم کا زیادہ سے زیادہ سدباب ہو سکے۔ (مجمع عام میں کوڑوں کی سزا یا ہاتھ کا کاٹنا وغیرہ)

۳۔ اسلام کے قانون سزا میں جہاں مجرم کو تنبیہ کا پہلو مدنظر رکھا گیا ہے وہاں دوسروں کی عبرت کا سامان بھی فراہم کیا گیا ہے۔ (حدود کے اجرا میں لوگوں کا موجود ہونا) اس کے علاوہ جب بھی لوگ ہتھ کٹے شخص کو دیکھیں گے فوراً متوجہ ہو جائیں گے کہ چوری کی سزا سخت ہے۔

۴۔ حدود الٰہی کے اجراء (سزا دینے) کے لئے رحمدلی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔

۵۔ چونکہ چوری کی سزا کے لئے دنیا کا قانون سزا صرف قید اور جرمانے پر مبنی ہے لہٰذا چوری کا سدباب کرنے سے عاجز ہے اور قید یا جرمانے سے اس کے اعداد و شمار میں کمی نہیں آئی ہے۔

۶۔ ہاتھ کاٹنے کی سزا خود مجرم کے لئے بھی ہمیشہ کے لئے خبردار کرنے اور دائمی طور پر متنبہ رہنے کا موجب ہے کہ دوبارہ اس قسم کی غلطی نہ کرے۔

۷۔ چونکہ سرقہ (چوری) ہاتھ اور پاؤں سے انجام پاتی ہے لہٰذا پہلے مرحلہ میں ہاتھ کاٹا جائے گا اور دوسرے مرحلہ میں پاؤں تاکہ پھر ایسا جرم سرزد نہ ہونے پائے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۸۔ جہاں پر چوری کے لئے ہاتھ کاٹنے کی تمام شرائط موجود نہ ہوں تو پھر تعزیر اور تنبیہ کے طور پر دوسری سزا دی جائے گی۔

۹۔ سرقہ کا موجب یا تو مال اکٹھا کرنا اور دولت جمع کرنا ہوتا ہے یا پھر مستقبل بہتر صورت میں گزرنے کی توقع ہوتی ہے، جبکہ ہاتھ کا کاٹنا ان تمام عوامل کو کمزور کر دیتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی سزا ہے جس کا مقابلہ قید یا کوڑے نہیں کر سکتے۔

۱۰۔ سارق (چوری) کا صرف ہاتھ ہی نہیں کاٹا جاتا مال مسروقہ کا ضامن بھی ہوتا ہے۔

۱۱۔ کسی کی ذاتی ملکیت اور عمومی امن وامان اس قدر اہم ہے کہ اس کے لئے مسلمان کا ہاتھ تک کاٹنا پڑتا ہے۔

۱۲۔ ان احکام کے اجراء کے لئے حکومت، اقتدار، نظام خاص اور سسٹم کی ضرورت ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "اسلام، حکومت اور سیاست کا دین ہے۔"

۱۳۔ غربت، سرقت کا موجب اور اس کے جواز کا سبب نہیں بن سکتی۔ (کیونکہ اسلام نے ہاتھ کاٹنے سے پہلے عوام کے لئے روزگار کی اہمیت پر زور دیا ہے اور غریبوں کو بیت المال سے وظیفہ یا ان کے عزیزوں رشتہ داروں کو ان کا حق دینے پر زور دیا ہے اور قرض حسنہ اور امداد اور تعاون کے دوسرے راستوں سے ان کی زندگی بسر کرنے کے سامان فراہم کرنے کی تاکید کی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر (فی ظلال القرآن)۔

۱۴۔ خداوند عالم کی مقرر کردہ سزائیں انتقام کے طور پر نہیں ہیں بلکہ جرائم کے سدباب کے لئے ہیں (کیونکہ "نکال" کا معنی ہے "مہار" جو جانور کو روکنے کا ایک ذریعہ ہوتی ہے)۔

۱۵۔ روایات کی رو سے چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا تاکہ بایاں ہاتھ بیت الخلاء کی طہارت کے لئے محفوظ رہے اور ایسا حفظان صورت کی اہمیت کے پیش نظر کیا جاتا ہے (ملاحظہ ہو تفسیر صافی اور تفسیر مجمع البیان)

۱۶۔ قدرت اور طاقت کا استعمال بھی جچے تلے انداز میں ہونا چاہئے۔ ﴿عزیز حکیم﴾

آیت ۳۹

﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِه وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهِ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ پس جو شخص اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور (اپنے برے کاموں کی) اصلاح کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

نکتہ:

اسلام میں سزائیں، تبلیغ، ارشاد اورہدایت کے ساتھ ساتھ ہیں، اس سے پہلی آیت میں چور کی سزا بیان ہوئی ہے اور یہاں پر خداوند غفور کی بارگاہ میں توبہ کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اور اپنی برائیوں کی اصلاح کی طرف رہنمائی کی گئی ہے کہ جو اس بات کا موجب ہوتی ہے کہ خداوند کریم بھی اپنا لطف و کرم بندے کی طرف پھیر دے۔

پیام:

۱۔ خطارکار انسان کے لئے بازگشت اور اصلاح کا راستہ ہمیشہ کھلا ہے ﴿فمن تاب ﴾

۲۔ توبہ صرف باطنی طور پر ندامت ہی کا نام نہیں بلکہ گزشتہ برائیوں کی تلافی بھی ضروری ہوتی ہے ﴿واصلح ﴾

۳۔ اگر انسان توبہ کرے اور اپنی حقیقت کی طرف لوٹ آئے تو خداوند عالم بھی اپنے قطع شدہ لطف و کرم کو اسکی طرف پلٹا دیتا ہے۔ ﴿یتوب علیه ﴾

۴۔ اگر چور (گرفتار ہو جانے اور عدالت میں پیش ہونے سے پہلے) توبہ کر لے اور مال مسروقہ اس کے اصل مالک کو واپس کر دے تو دنیا میں بھی اسے معاف کر دیا جائے گا اور آخرت میں بھی، لیکن اگر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کرے تو اس پر سرقہ کی حد جاری کی جائے گی رہا توبہ کا معاملہ، تو یہ قیامت سے متعلق ہوجائے گا۔

۵۔ سرقہ کوئی معمولی جرم نہیں بلکہ خودپر اور معاشرہ پر ظلم کے علاوہ اپنی روح اور معاشرہ کے امن وامان پر زیادتی ہوتی ہے۔

۶۔ مجرمین کو ہر طرح سے راہ خدا کی دعوت دینی چاہیئے اور انہیں امید دلانی چاہیئے۔ ﴿یتوب، غفور، رحیم ﴾۳۱

آیت ۴۰

﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَه مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْ ءٍ قَدِيْرٌ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ آیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت خدا ہی کے لئے ہے (اپنی حکمت اور عدالت کے مطابق جسے چاہتا ہے عذاب میں ڈالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ چاہے تو مفسد اور چور کو ذلت اور عذاب دیتا ہے اور پشیمان ہونے والے، توبہ کرنے والے اور اپنی اصلاح کرنے والوں کو بخش دیتا ہے)

پیام:

۱۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کی توبہ کی احتیاج نہیں ہے کیونکہ تمام عالم ہستی پر اسی کی حکومت ہے ﴿له ملک السماوات والارض﴾

۲۔ چوروں، لٹیروں، غنڈوں اور بدمعاشوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کے لئے کوئی بھی راہ فرار نہیں ہے لہذا انہیں خدا کی ہی کی طرف لوٹ آنا چاہیئے۔ ﴿له ملک السموت والارض﴾

۳۔ انسان کو ہمیشہ خوف اور امید کی حالتوں میں رہنا چاہیئے ﴿یعذب من یشأ ویغفر من یشا﴾

آیت ۴۱

﴿یٰاَیُّهَاالرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْکَ ط یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِه یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ط وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَه فَلَنْ تَمْلِکَ لَه مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا ط اُوْلٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ط لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾

ترجمہ۔ اے رسول! جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں وہ آپ کو غمگین نہ کر دیں، ان میں سے کچھ لوگ (منافقانہ طور پر) زبان سے کہتے ہیں کہ ہم لے آئے، لیکن ان کے دل ایمان نہیں لائے، اور (نیز) یہودیوں سے بھی غم نہ کھاؤ! جو کہ جھوٹ گھڑنے اور تحریف کرنے کے لئے بڑے غور سے آپ کی باتوں کو سنتے ہیں، وہ ان لوگوں کی جاسوسی کے لئے آپ کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آئے ہیں، وہ آسمانی قوانین کی تحریف کرتے ہیں اور (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں: اگر یہ مطلب (جو ہماری منشا کے مطابق ہے) تمہیں دے دیا جائے تو تم لے لو اور قبول کر لو، اور اگر (جو ہماری منشا کے مطابق ہے) تمہیں نہ دیا جائے تو اس سے دوری اختیار کر لو۔ اور جس شخص کو خدا عذاب دینا

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چاہے اور رسوا کرنا چاہے تو تم قہر خداوندی کے سامنے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی قلبی طہارت کو خدا نہیں چاہتا۔ (یہ دل کے مریض، متعصب اور ہٹ دھرم لوگ ہیں جنہوں نے اپنے لئے ہدایت کی راہیں بند کرلی ہیں) ان کے لئے دنیا میں ذلت و خواری ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

پیام:

۱۔ گمراہ لوگوں کے بارے میں بھی انبیاء دل سوزی سے کام لیتے ہیں ﴿لا یحزنک﴾

۲۔ دوسرے لوگوں کا کفر کی طرف میلان، پیغمبر کی حالت اور ان کے فیصلہ کے بارے میں کسی قسم کا ردوبدل کا سبب نہیں بننا چاہئے۔ ﴿ولا یحزنک﴾

۳۔ ایمان، دل سے قبولیت کا نام ہے، زبانی اظہار کا نہیں۔ ﴿باخواهم--- قلوبهم﴾

۴۔ منافقین اور یہودی ایک دوسرے کے شانہ بشانہ ایک مقصد کو پیش نظر رکھ کر آگے بڑھتے ہیں۔ ﴿ومن الذین هاروا﴾

۵۔ کان لگا کر سننا اتنا زیادہ اہم نہیں ہے جتنا اس کے مقاصد کی تکمیل اہم ہے ﴿سماعون للكذب﴾

۶۔ کفار نے اپنے ایجنٹ اور جاسوس مسلمانوں کے درمیان چھوڑے ہوئے ہیں۔ مبلغین دین کو ہوشیار رہنا چاہئے اور اپنے تمام سامعین کو نیک نیت نہیں سمجھنا چاہئے ﴿سماعون لقوم آخرین﴾

۷۔ تحریف، یہود کی ایک علمی خیانت ہے ﴿یحرفون الكلم﴾

۸۔ ہمیں خدا کے اوامر اور حقائق کو تسلیم کرنا چاہئے، صرف اپنی مرضی کے دینی احکام ہی کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔ ﴿خذوه--- فاحذوه﴾ ۳۲

۹۔ انسان کا گناہ، اس کی ہدایت کے لائق ہونے کو ختم کر دیتا ہے۔ ﴿مرداللہ فتنة﴾

۱۰۔ ہٹ دھرم متعصبین اور ہوس کے پجاریوں کے لئے تو اللہ کا رسول بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ ﴿فلن تملک﴾

۱۱۔ سخت اور ہٹ دھرم قسم کا دل خداوند عالم کے لطف و کرم کے حصول سے محروم ہوتا ہے۔

۱۲۔ دشمن تو کفر اور نفاق میں جلدبازی سے کام لیتے ہیں، لیکن مسلمان راہ حق میں سستی سے کام لیں، یہ عجیب نہیں ہے؟ ﴿یسارعون فی الكفر﴾

۱۳۔ جاسوسانہ انداز میں بیان ہونے والا جھوٹ سننا، کفر میں جلدی کرنے کی علامت ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۴۔ تقویٰ سے ہٹ کر مرتب کی جانے والی رپورٹیں، بہت ہی خطرناک کھیل ہوتی ہیں۔ ﴿سماعون للکذب--- یحرفون---﴾

۱۵۔ منافقین، دنیاوی بدبختی کے بھی حامل ہوتے ہیں (جھوٹ سنتے ہیں، جاسوسی کرتے ہیں، تحریف کرتے ہیں اور اپنے مقصد و منشا کا دین چاہتے ہیں) اور قیامت کے دن آخرت کا عظیم عذاب بھی ان کا منتظر ہے ﴿لهم فی الاخرة عذاب عظیم﴾

آیت ۴۲

﴿سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ط فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ط وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾

ترجمہ: (وہ لوگ) جھوٹ کو بڑے غور سے سنتے ہیں اور حرام کا مال بڑی فراوانی سے کھاتے ہیں۔ پس اگر وہ (فیصلہ کے لئے) آپ کے پاس آئیں تو آپ یہ تو ان کے درمیان فیصلہ کردیں یا پھر ان سے منہ پھیر لیں۔ اور اگر آپ ان سے منہ پھیر لیں تو وہ ہرگز آپ کو کسی قسم کی گزند نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر ان کے درمیان فیصلہ کریں تو قسط و عدل کے مطابق فیصلہ دیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

نکتہ:

کچھ یہودی جو کہ "زنائے محصنہ" (شوہردار عورت سے زنا) کے مرتکب ہو چکے تھے، سنگساری کی سزا سے بچنے کے لئے۔۔۔ جو یہودیوں کے دین میں ہے۔۔۔ پیغمبر اسلام کی خدمت میں فیصلہ کرانے کے لئے حاضر ہوئے۔ لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ایسے لوگوں کے بارے میں اسلام کا حکم بھی یہی (سنگساری) ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے دیکھا کہ اس بارے میں اسلام کا بھی یہی حکم ہے تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کردیا۔

"سحت" کا معنی روایات کے مطابق رشوت یا ایسا تحفہ ہے جو کسی کام کی بجاآوری کے لئے دیا جاتا ہے۔ جبکہ اس کا لغوی معنی "ہلاکت" یا ایسی چیز ہے جو ہلاکت کا موجب ہوتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ علمائے یہود راشی تھے ﴿اکالون للسحت ﴾اوریہودی جھوٹ سننے کو پسند کرتے تھے۔ (سماعون للکذب) اور لفظ "سماعون" کا تکرار شاید اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ خصلت آہستہ آہستہ ان کی عادت ثانوی بن چکی تھی۔

۲۔ کفار اہل کتاب کے ساتھ مسلمانوں کا باہمی میل جول اس حدتک تھا کہ وہ اپنے فیصلے پیغمبر اسلام کے پاس لے آتے تھے۔

۳۔ انبیاء کو بعض مسائل میں یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق عمل کریں اور وحی کا انتظار نہ کریں، ﴿فاحکم--- اواعرض ﴾

۴۔ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ ہمیشہ اور ہر قوم کے لئے قابل قدر چیز ہے ﴿فاحکم بینهم بالقسط ﴾

۵۔ اگر کوئی اسلامی حاکم یا اسلامی حکومت، غیر مسلم حکومتوں کے لئے "جج" مقرر ہو جائے تو اسے چاہئے کہ عدالت، جرأت اور صراحت کے ساتھ مگر دوٹوک فیصلہ کرے۔ ﴿فاحکم بینهم ﴾

۶۔ فیصلہ کرنے کے لئے نسلی اور علاقائی مسائل اور جماعتی تعصب اور ذاتی میلان یا کسی کی طرف سے کسی قسم کی دھمکی کو اثرانداز نہیں ہونا چاہئے۔ ﴿بالقسط ﴾

۷۔ اگر مناسب سمجھو کہ کسی مقدمہ میں فیصلہ دینا خلاف مصلحت ہے تو اس سے دستکشی کر لو اور نہ ڈرو۔

آیت ۴۳

﴿وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَ هُمُ التَّوْرٰ ۃُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ ط وَمَآ اُوْلٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور وہ (یہودی) آپ کو کس طرح اپنا فیصلہ کرنے والے کی حیثیت سے قبول کر سکتے ہیں؟ جبکہ توریت ان کے پاس ہے۔ اور اس میں خدا کا حکم (بیان کیا گیا) ہے۔ پھر آپ کے فیصلہ کے بعد وہ منہ موڑ لیتے ہیں اور وہ مومن نہیں ہیں۔

پیام:

۱۔ تمام توریت، تحریف شدہ نہیں ہے ﴿فیها حکم الله ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔یہودیوں کے لئے جو چیز اہمیت کی حامل ہے وہ ان کی آسائش طبی اور سزا میں تخفیف ہے نا کہ قانون اور ادائیگی فرائض پر ایمان! (اسی لئے تو توریت میں قانون موجود ہونے کے باوجود اپنی سہولت کی خاطر آپ کے پاس آئے ہیں)

۳۔ کاش کہ اہل کتاب: اپنی کتاب میں موجود احکام ہی کے پابند ہوتے!! ﴿وعذرهم التوراة ﴾

۴۔ ایمان کی علامت یہ ہے کہ قوانین الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے ﴿وما اولئک المؤمنین ﴾

آیت ۴۴

﴿إِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَ نُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَلَاتَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ ہم نے تورات کو نازل کیا جس میں ہدایت اور نور ہے۔ انبیاء اللہ جو حکم خدا کے سامنے تسلیم تھے (اور توریت کے نازل ہونے کے بعد اپنے فرائض انجام دینے لگے، سارے کے سارے) اسی کے مطابق یہودیوں کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے اور (اسی طرح) یہودیوں کے بڑے علماء اور پاک دل اور نیک دانشور بھی اسی آسمانی کتاب کے مطابق (فیصلے کرتے تھے) جو ان کے سپرد کر دی گئی تھی اور وہ اسی پر گواہ تھے۔ پس (اے علماء!) تم لوگوں سے نہ ڈرو (اور خدائی احکام کو بیان کرو) اور مجھ سے (یعنی میری مخالفت سے) ڈرو اور میری آیات کو معمولی قیمت نہ بیچو اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے پس وہ کافر ہیں۔

نکتہ:

"ربانی" کا لفظ "ربّان" (بروزن عطشان) سے نکلا ہے جس کا معنی ہے "تربیت کرنے والا" اور بعض علماء کے بقول "ربانی" وہ شخص ہوتا ہے جس کا تعلق رب العالمین سے ہو اور اس کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اسے کسی کروٹ چین نہ آئے۔ اور اپنے علم و عمل کے لحاظ سے خدائی رنگ میں رنگ چکا ہو اور لوگوں کی تربیت کرے۔

"حِبر" کا معنی ہے "نیک اثر" چونکہ معاشرہ میں علماء کرام نیک اثر کا موجب ہوتے ہیں لہٰذا انہیں "حِبر" اور "احبار" کہتے ہیں۔ ۳۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ تحریف کا اعتراف کرنے کے باوجود اصل آسمانی کتاب کا احترام کرنا چاہئے۔

۲۔ اگرچہ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، لیکن ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء اور علماء مامور تھے کہ اسی کے مطابق فیصلے کریں۔

۳۔ اگر حکم الٰہی کے سامنے انبیاء تسلیم ہو چکے ہیں تو پھر ہم کیوں نہ ہوں؟ ﴿اسلموا﴾ انبیاء اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں کرتے بلکہ حکم خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔

۴۔ اسلام، تمام لوگوں کا دین ہے، انبیاء بنی اسرائیل کی بھی "اسلموا" کے جملہ سے توصیف و تعریف کی گئی ہے، نصرانیت اوریہودیت سے نہیں!

۵۔ ہر امت کے علماء لوگوں کے درمیان احکام الٰہی کے اجرا کے ذمہ دارہیں اور "ولایت فقیہ" تمام ادیان کے رگ و ریشہ میں موجود ہے ﴿یحکم بھا النبیون﴾

۶۔ سلسلہ مراتب کی رعایت ضروری ہے، پہلے انبیاء پھر ربانیوں (ائمہ) پھر احبار اور علماء و صاحبان دانش و بصیرت۔

۷۔ انبیاء تمام توریت کے عالم ہیں۔ لیکن اخبار و علماء صرف اس حصہ کے کہ جو انہیں سونپا گیا ہے ﴿بما استحفظوا﴾

۸۔ مبلغ اور قاضی کو مسائل دین سے آگاہ ہونا چاہئے، اور جس قدر کسی کا مبلغ علمی ہے اسی قدر اس بارے میں مداخلت کرے ﴿کانوا علیہ شھداء - بما استحفظوا من کتاب اللہ﴾

۹۔ علماء کو چاہئے کہ فیصلوں کے اجرا پر مکمل نگرانی رکھیں اور مذہب کے محافظ بنے رہیں ﴿کانوا علیہ شھداء﴾

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے علما اور قاضیوں سے دو طرح کا عہد و پیمان لیا ہے: الف: لوگوں کے خوف سے حکم خدا کو تبدیل نہ کریں۔ ب۔ معمولی مال کے لالچ میں حق بات کو چھپانے کے مرتکب نہ ہوں اور کسی مقام پر لغزش سے دوچار نہ ہوں۔

۱۱۔ فیصلہ کرتے وقت انحراف کا شکار ہو جانا کفر ہے۔ ۳۴

۱۲۔ فیصلہ کرتے وقت، صراحت، جرأت، ہمت اور شہامت ضروری ہے اور دھمکیوں اور غلط پروپیگنڈوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے ﴿لاتخشوا الناس﴾

۱۳۔ جو شخص اپنا معاملہ خدا کے ساتھ صاف رکھتا ہے وہ مخلوق خدا سے نہیں ڈرتا ﴿لاتخشوا الناس واخشون﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۴۔ تحریف، سکوت، حق پوشی اور فرمانِ الٰہی سے ہٹ کر فیصلے کرنا اگرچہ پوری دنیا کی قیمت حاصل کر لینے کے بدلے ہی میں کیوں نہ ہوں پھر بھی خسارہ ہی خسارہ ہے، اس لئے کہ ساری دنیا "متاع قلیل" ہے (ثمنا قلیلا)

۱۵۔ آسمانی قوانین کے ہوتے ہوئے مشرق و مغرب کے (انگریزی اور دوسرے کافرانہ) نظام اور قوانین کو اپنانا کفر ہے ﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ---﴾

۱۶۔ احکام الٰہی کا قلبی انکار، عملی تکبر کا اظہار اور جان بوجھ کر ان میں تبدیلی پیدا کرنا کفر ہے۔

۱۷۔ طاغوتوں کے سامنے خاموشی اختیار کرنا اور حق کو چھپانا، سرمایہ داروں کے آگے دین فروشی اور عوام کو دھوکہ اور فریب ایسے خطرات ہیں جو علماء کو ہر وقت درپیش رہتے ہیں ﴿لاتشتروا ولاتخشواالناس---﴾

آیت ۴۵

﴿وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ط فَمَنْ تَصَدَّقَ بِه فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّه ط وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَه﴾

ترجمہ: اور ہم نے اس (توریت) میں ان (یہودیوں) کے لئے لکھ دیا کہ (قصاص میں) جان کے بدلے میں جان، آنکھ کے بدلے میں آنکھ، ناک کے بدلے میں ناک، کان کے بدلے میں کان اور دانت کے بدلے میں دانت ہے اور ہر زخم کے لئے قصاص ہے۔ پس جو شخص معاف کرتے ہوئے (قصاص سے) درگزر کرے تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ شمار ہو گا۔ اور جو شخص خدا کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

نکتہ:

جسم کو اور اس کے دوسرے حصوں مثلاً آنکھ، کان، دانت اور ناک وغیرہ کو نقصان پہنچانے کا قصاص ہے اور "اس جیسے عضو" کو ہی قصاص کی صورت میں کاٹا جائے گا۔ آیت میں مذکور اعضاء کا نام صرف نمونہ کے طور پر ہے ورنہ ہر ایک عضو کا قصاص ہے (تفسیر اطیب البیان)

پیام:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ تمام انسان خواہ وہ کسی قوم اور قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں، امیر ہوں یا غریب قانون کے سامنے برابر ہیں اور کسی ایک کا خون دوسرے کے خون سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔ ۳۵

۲۔ قصاص کا حکم سابقہ ادیان میں بھی تھا ۳۶ اور اسلام اور دوسرے ادیان ایک جیسے عادلانہ قوانین کے حامل ہیں۔

۳۔ صدقہ صرف، مال کو خرچ کرنے ہی کا نام نہیں، مجرم سے عفو و درگزر بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ (فمن تصدق)

۴۔ تمہارا دوسروں کو معاف کر دینا، خدا کا تمہیں معاف کر دینے کا موجب بن جاتا ہے۔ (فھو کفارۃ لہ) اور شاید اس سے یہ بھی مراد ہو کہ تمہارا مجرم کو معاف کر دینا، اس کے جرم کا بھی کفارہ ہو گا اور وہ قیامت میں تمہارے معاف کر دینے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہیں ہو گا۔ (تفسیر المیزان)

۵۔ سزا کے مسائل کے ساتھ ساتھ اخلاقی مسائل کو بھی بیان کیا گیا ہے ﴿قصاص ﴾ ۔ اور۔ ﴿عفو ﴾

۶۔ توریت میں "دیت" نہیں ہے یا "قصاص" اور یا "عفو" لیکن اسلام میں "دیت" کا ایک تیسرا راستہ بھی موجود ہے۔ (تفسیر قرطبی)

۷۔ فقط مالی جرمانہ یا قید، جرائم کی روک تھام کے لئے کافی نہیں ہیں۔

۸۔ اگر حکم خداوندی کا اجراء نہ ہو تو انسانیت مظلومیت کا شکار ہے۔﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون ﴾

۹۔ آنکھ اور کان وغیرہ کا نام بطور نمونہ ہے ورنہ ہر عضو کو نقصان پہنچانے کا قصاص ہے (تفسیر الطیف البیان)

آیت ۴۶

﴿وَ قَفَّيْنَا عَلَى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴾ ٥

ترجمہ: اور ہم ان (گزشتہ انبیاء) کے بعد عیسیٰ بن مریم کو لے آئے جبکہ وہ تورات کی تصدیق کرتے تھے جو عیسیٰ سے پہلے موجود تھی۔ اور خود عیسیٰ کو انجیل عطا کی کہ جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اور (خود عیسیٰ کی مانند) توریت کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے تھی۔ اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور موعظہ ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ:

قرآن بھی پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے (سورہ بقرہ/۱) اور انجیل بھی تیقن کے لئے ہدایت اور موعظہ ہے۔

ممکن ہے کہ اس آیت کا معنی اس طرح ہو کہ: ہم نے انبیاء بنی اسرائیل کے بعد عیسیٰ کو بھیجا کہ جن کی ذاتی خصوصیات ان نشانیوں سے مطابقت رکھتی ہیں جو توریت میں ان کے بارے میں بتائی گئی ہیں۔ پس خود حضرت عیسیٰ اور نشانیاں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔

پیام:

۱۔ انبیاء عظام اور ان کی کتابیں، تمام کا سرچشمہ ایک ہے اور ہدف بھی ایک ہے اور ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ ﴿مصدق ﴾ ا)۳۷

۲۔ توریت، انجیل اور قرآن تینوں "﴿نور ﴾ "ہیں۔ ۳۸

۳۔ لوگوں کے عقائد حقہ کا احترام کیا کرو ﴿مصد قالمابین یدیه﴾۳۹

۴۔ اگرچہ انبیاء عظام اور آسمانی کتابیں تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہیں، لیکن اس نور سے صرف صاحبان تقویٰ ہی ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

آیت ۴۷

﴿وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ط وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾

ترجمہ: انجیل والوں کو چاہئے کہ وہ اس حکم کے مطابق حکم (فیصلہ) کریں جو اللہ نے انجیل میں نازل کیا ہے، اور جو لوگ خدا کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ فاسق ہیں۔

نکتہ:

اس آیت میں پیغمبر اسلام کی تشریف آوری سے پہلے حضرت عیسیٰ کے دین کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، ورنہ دین اسلام کے آجانے کے بعد تمام لوگوں کا شرعی فریضہ دین اسلام پر عمل کرنا ہوتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

جو لوگ قوانین الٰہی کے مطابق حکم اور فیصلہ نہیں کرتے ان کی پے درپے چند آیات میں مذمت کی گئی ہے اور انہیں "ظالموں"، "فاسقوں" اور "کافروں" کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اسی سے مسئلہ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے کہ ایسے لوگ قوانین الٰہی کو زیرپا قرار دیتے ہیں لہٰذا "کافر" ہیں۔ چونکہ وہ اپنی ذمہ داری کی حدود سے نکل جاتے ہیں لہٰذا "فاسق" ہیں اور چونکہ فیصلہ کرنے میں ایک فریق کے حق کو پامال کرتے ہیں لہٰذا "ظالم" ہیں۔

اسی سورت کی ۴۴ ویں اور ۴۵ ویں آیت میں یہودیوں سے خطاب ہے اور انہیں "ظالم" اور "کافر" قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ وہ قانون میں تحریف اور ردوبدل کرتے ہیں، دین کو معمولی قیمت کے بدلے بیچ ڈالتے ہیں اور خدا سے ڈرنے کی بجائے خلق خدا سے ڈرتے ہیں اسی لئے "اولئک ھم الکافرون" اور افراد معاشرہ کے حقوق پر ظلم کرتے ہیں اسی لئے " ﴿اولئک ھم الظٰلمون ﴾ " ہیں۔

اور اس ۴۷ ویں آیت میں نصاریٰ کے بارے میں صرف یہ ہے کہ وہ انجیل کے مطابق حکم اور فیصلہ نہیں کرتے (نہ تو قصاص میں سکوت اختیار کرتے ہیں اور نہ ہی دین کو معمولی قیمت کے بدلے بیچتے ہیں) اور صرف حق کی حدود سے نکل جاتے ہیں لہٰذا ﴿اولئک ھم الفسقون ﴾ہیں۔

آیت ۴۸

﴿وَ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتٰبِ وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ عَمَّا جَآئَکَ مِنَ الْحَقِّ ط لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَا جاً ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ط اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْهِ ﴾ ﴿تَخْتَلِفُوْنَهُ ﴾

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ہم نے کتاب (قرآن) کو آپ پر برحق نازل کیا، جبکہ یہ کتاب گزشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی اور ان کی محافظ اور نگہبان ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کے درمیان خدا کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم کریں اور اس (حق سے دور ہوکر) جو آپ کے لئے آیا ہے، ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے آئین اور واضح طریقہ مقرر کردیا ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تم سب کو ایک امت قرار دیتا (اور سب کے لئے ایک ہی قسم کا آئین اور قانون ہوتا) لیکن (خدا چاہتا ہے کہ) تمہیں ان چیزوں کے بارے میں آزمائے جو اس نے تمہیں عطا کی ہیں۔ لہٰذا تم نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، تم سب کی بازگشت خدا کی طرف ہے پس وہ تمہیں اس چیز سے آگاہ کرے گا جس میں تم اختلاف کرتے ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ:

"شرعۃ" اس رستے کوکہتے ہیں جو پانی پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ اور "منہاج" روشن اور واضح راستے کو کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ: "شرعہ" وہ احکام ہیں جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں اور "منہاج" وہ ہیں جو سنت نبوی میں بیان ہوئے ہیں (مفردات راغب)

پیام:

۱۔ قرآن مجید، آسمانی کتابوں کے اصول کا شاہد اور محافظ ہے اور ان کا تکمیل کنندہ ہے۔ ﴿مهيمن﴾ یعنی قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں پر نظر رکھے ہوئے ہے، جس طرح یونیورسٹی کی کتابیں پرائمری سے ہائی سٹینڈرڈ کی کتابوں پر نظر رکھے ہوئے ہوتی ہیں)

۲۔ اہل کتاب کے درمیان، قرآن مجید کے مطابق فیصلہ دیا جا سکتا ہے ﴿فاحکم بينهم بما انزل الله ﴾

۳۔ دینی رہنماؤں کے لئے جس بات کا زیادہ خطرہ لاحق رہتا ہے وہ ہے لوگوں کی خواہشات کی پیروی اور حق کو نظر انداز کردینا، ﴿ولاتتبع اهوائهم ﴾

۴۔ توریت اور انجیل جیسی کتابوں کی یہ تصدیق کہ آسمانی ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں ہمیشہ کے لئے برقرار رکھا جائے گا۔

۵۔ دین صرف ایک ہے لیکن "شریعتیں" متعدد ہیں، جیسے ایک دریا ہوتا ہے کہ جس تک پہنچنے کے لئے متعدد راستے ہوتے ہیں۔

۶۔ لوگوں کی آزمائش کا ایک ذریعہ، ادیان کا مختلف ہونا ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون شخص ایمان لے آتا ہے اور کون کفر اور تعصب کا شکار ہو جاتا ہے۔

۷۔ منفی لڑائی جھگڑوں میں الجھنے کی بجائے خیر اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ (فاستب ﴿قوا ﴾

۸۔ آگے بڑھنے کا میدان اور راستہ امور خیریہ اور معنویہ ہونا چاہئے ﴿فاستبقوا الخيرات ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹۔ قیامت کے دن رسوا ہونے سے پہلے ہی اپنے اختلافات حل کر لو ﴿فینبئکم، بما کنتم فیه تختلفون﴾

۱۰۔ قبل اس کے کہ موقع ہاتھ سے نکل جائے، نیکی کے کاموں میں سبقت لے جاؤ۔

۱۱۔ معاد (قیامت) پر ایمان تمام اختلافات کے رفع کرنے کا موجب ہے ﴿فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون﴾

آیت ۴۹

﴿وَ اَنِ احْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَ لَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعَ اَهْوَآءَ هُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنمبَعْضٍ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْکَ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ط وَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ﴾

ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر!) ان (اہلِ کتاب) کے درمیان وہی فیصلہ کرو جو خدا نے نازل کیا ہے۔ اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، اور ان سے ان باتوں سے بچو کہ وہ تمہیں ان بعض چیزوں سے منحرف کردیں جو خدا نے تم پر نازل کی ہیں۔ پس اگر وہ تمہارے حکم اور فیصلہ سے روگردانی کریں تو پھر تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انہیں ان کے کچھ گناہوں کے بدلے سزا دے۔ اور یقیناً بہت سے لوگ فاسق (نافرمان) ہیں۔

نکتہ:

مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں کہا ہے کہ: کچھ یہودی علماء حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ "اگر آپ فلاں مسئلہ کے بارے میں جو ہمارے اور دوسروں کے درمیان اختلافی مسئلہ ہے (ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور ہمارے ساتھ تمام یہودی بھی ایمان لے آئیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قرطبی کہتے ہیں کہ اس آیت میں "یفتنوک" کا کلمہ آیا ہے جس میں فتنہ سے مراد "خدا کی راہ کو بند کرنا ہے"

پیام:

۱۔ نہایت ہی اہم اور حیات بخش مسائل میں پیغامات کا تکرار کہ "صرف حکم خداوندی کے مطابق فیصلہ کرو اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو" اس آیت میں اور اس سے پہلی آیت میں)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ "مقصد ذرائع کو جائز قرار نہیں دیتا" (یعنی کچھ لوگوں کے مسلمان ہونے کے لئے ناجائز فیصلے نہیں کرنے چاہئیں۔

۳۔ انبیاء عظام کو خدا کی تنبیہ ان کی عصمت کا عامل ہوتی ہے ﴿فاحذرھم﴾

۴۔ جب حضرت رسول خدا کو کفار کی ثقافتی یلغار کا خطرہ درپیش ہے تو عام لوگوں کا حال تو واضح ہے۔

۵۔ دشمن کی ثقافتی یلغار کے نفوذ سے ہوشیار رہو! ﴿واحذرھم ان یفتنوک﴾

۶۔ اس قدر سخت قسم کی تنبیہات ﴿لاتتبع، احذرھم، یفتنوک---﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور صراحت کی دلیل ہیں کہ یہ آیات خدا کی طرف سے نازل کردہ ہیں، کیونکہ کوئی شخص خود کو ایسے سخت لہجے میں خطاب نہیں کرتا۔

۷۔ گناہ انسان کی پستی کا عامل اور عذاب الٰہی کا موجب ہوتے ہیں۔ ﴿لیعصیبھم ببعض ذنوبھم﴾

۸۔ مخالفین بھی بعض الٰہی احکام کو پسند کرتے ہیں، تحریف کا خطرہ بعض قسم کے احکام میں ہوتا ہے۔ ﴿عن بعض ما انزل اللہ﴾

۹۔ دشمن کی روگردانی کا سبب اس کا اپنا فسق ہے ورنہ اے پیغمبر! نہ آپ میں کسی قسم کا نقص ہے اور نہ ہی آپ کے دین میں کسی قسم کی کوئی کمی ہے، گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ﴿فان تولوافاعلم﴾

۱۰۔ تمام لوگوں کے ہدایت پا جانے کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے ﴿کثیرا منھم لفاسقون﴾

آیت ۵۰

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ط وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَه﴾

ترجمہ۔ آیا وہ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں؟ صاحبان ایمان و یقین کے لئے خدا سے بڑھ کر اور کون بہتر فیصلہ کر سکتا ہے؟

نکتہ:

بہترین قانون وہ ہوتا ہے جس کا مقنن (قانون ساز) مندرجہ ذیل شرائط کا حامل ہو،

۔ جو تمام کائنات اور انسانوں کے حال اور مستقبل سے اچھی طرح واقف ہو۔

۔ اس کا اپنا کوئی ذاتی فائدہ پیش نظر نہ ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۔ کسی قسم کی عمداً اور سہواً غلطی کا ارتکاب نہ کرے۔

۔ کسی بھی طاقت سے نہ ڈرے۔

۔ سب کا خیر خواہ ہو۔

اور یہ تمام شرائط ذات پروردگار میں بدرجہ اتم موجود ہیں لہذا (ومن احسن من اللہ حکما) یعنی خدا سے بڑھ کر اور کون بہتر فیصلہ کر سکتا ہے؟

پیام:

۔ روابط و مراسم اور خارجہ سیاست میں کفار کا مسلمانوں پر تسلط اور ان کی سرپرستی قطعاً ناجائز ہے۔﴿لاتخذوا ﴾ ۴۰ تسلط خواہ کسی بھی قسم کا ہو خواہ ماہر کے عنوان سے ہو یا سپیشلسٹ اور سیاح کے عنوان سے۔

۲۔ دشمن سے تبرا (اظہار برائت) ایمان کی شرط ہے (ی ﴿ٰٓا یهاالذین امنوا لاتخذوا--- ﴾

۳۔ جو مسلمان حکومتیں کفار کے تسلط اور ان کی آقائیت کو قبول کریں گی، کافر سمجھی جائیں گی﴿فانه منهم ﴾ہر انسان اور گروہ کے ساتھ دوستی انسان کو اس کا جزبنا دیتی ہے۔

۴۔ کفار، مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جاتے ہیں﴿بعضهم اولیاء بعض ﴾

۵۔ کفار کی ولایت اور آقائیت کو ہرگز قبول نہ کرنا کیونکہ صرف اپنی ذات کے فائدہ کے لئے سوچتے ہیں۔﴿بعضهم اولیاء بعض ﴾۴۱

۔ نہ تو کفار کو اپنا "ولی" اور مقتدر اعلیٰ سمجھو اور نہ ہی ان افراد اور حکومتوں سے اپنے کسی قسم کے دوستانہ مراسم کو جو کفار کی "ولایت" کو قبول کئے ہوئے ہیں۔﴿فانه منهم ﴾

۷۔ کفار سے ولایت کے رابطے کا مطلب ہے خدا سے رابطہ ولایت کا انقطاع۔ ﴿لا یهدی القوم الظٰلمین ﴾

۸۔ کفار پر بھروسہ اسلامی امہ اور نظام اسلام پر ظلم ہے﴿القوم الظٰلمین ﴾

آیت ۵۲، ۵۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿فَتَرَى الَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى اَنْ تُصِيْبَنَا دَائِرَةٌ ط فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ه وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْط حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴾ ٥

ترجمہ: (اے پیغمبر! کفار کی سرپرستی قبول نہ کرنے کی اس قدر تاکید کے باوجود) تم ایسے لوگوں کو بھی دیکھو گے کہ جن کے دل میں بیماری ہے وہ کفار کے ساتھ دوستی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں (اور اپنے اس اقدام کی توجیہ میں) کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر اس بات کا ہے کہ ہمیں کوئی حادثہ درپیش آجائے (اور ہمیں ان کی مدد کی ضرورت پڑ جائے) پس امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے (مسلمانوں کے فائدہ کے لئے) کوئی فتح یا کوئی اور واقعہ ان کے درپیش کر دے اور اس وقت (منافقین) جو کچھ کہ اپنے دل میں چھپاتے ہیں اس پر پشیمان ہو جائیں۔

اور (مسلمانوں کی فتح و کامرانی اور منافقین کی رسوائی کے موقع پر) مومنین (بڑے تعجب سے) کہتے ہیں، آیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑی تاکید کے ساتھ خدا کی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ (اور کہتے تھے کہ) ہم تو تمہارے ساتھ ہیں؟ (اب ان کی یہ کیفیت کیوں ہو چکی ہے؟) ان کے اعمال اکارت گئے اور وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔

پیام:

۱۔ کمزور ایمان کے بیمار دل لوگوں کو کافر دشمنوں کے ساتھ دوستی کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی جلدی ہوتی ہے۔ ﴿فی قلوبھم مرض یسارعون﴾

۲۔ بیمار دل، ضعیف الایمان افراد اور منافقین انہی کفار کا ایک حصہ ہیں (یسارعون فیھم) ہے "یسارعون الیھم" نہیں ہے۔ (غور کیجئے گا)

۳۔ سپر طاقتوں کے ساتھ رسوا کن تعلقات قائم کرنے کا موجب ایمان کی کمزوری اور غیر خدا سے خوف اور وحشت ہے (یقولون نخشی)

۴۔ مسلمانوں کو اپنی فتح و کامرانی، اسلام کی وسعت اور منافقین کے راز فاش ہونے کی امید رکھنی چاہئے ﴿عسی اللہ ان یاتی بالفتح﴾

۵۔ سیاسی عزت، اقتصادی قدرت اور فوجی کامیابی سب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھ میں ہے (بالفتح اور امر ض عندہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ اقتدار اور حکومت آنے جانے والی چیزیں ہوتی ہیں ﴿دائرة ﴾

۷۔ مستقبل کا خوف، دل کی بیماری اور خدا پر ایمان و توکل کی کمزوری ہے۔

۸۔ خوف اور ڈر کا بہانہ بنانا ایک توجیہ ہے حقیقت نہیں ہے ﴿یقولون نخشی ﴾

۹۔ کفار کے ساتھ "ولایت" پر مبنی تعلقات قائم نہ کرو تاکہ تمہاری طرف غیبی امدادیں امڈ آئیں ﴿امر من عنده ﴾

۱۰۔ نفاق کا انجام، اعمال اکارت جانا، رسوائی اور شرمندگی ہے ﴿نادمین ﴾

۱۱۔ منافقین کی قسموں کے فریب میں نہ آؤ۔ ﴿اقسموابالله ﴾

آیت ۵۴

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴾

ترجمہ۔ اے ایماندارو! تم میں سے جو شخص بھی اپنے دین سے پھر جائے گا (وہ خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا) کیونکہ عنقریب اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جسے خدا دوست رکھتا ہو گا اور وہ خدا کو دوست رکھتی ہوگی۔ وہ ایسے لوگ ہوں گے جو مومنین کے سامنے متواضع اور کفار کے مقابلہ میں طاقتور ہوں گے۔ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ سب خدا کا فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

نکتہ:

روایات میں ہے کہ جب یہ نازل ہوئی تو حضرت رسول اکرم نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر مار کر فرمایا: "تمہارے ہم وطن میں اس آیت کے مصداق ہیں'ذ(تفسیر نورالثقلین)

سابقہ آیت میں کفار اور منافقین کے تسلط کے خطرہ کی بات ہو رہی تھی اور اس آیت میں ارتداد کے بارے میں گفتگو ہو رہی ہے۔ جو شاید اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کفار نفاق اور کفار کے ساتھ دوستانہ مراسم کا انجام ارتداد (دین سے پھر جانا ہوتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ خردمند اور روشن ضمیر رہبر اور قائد وہ ہوتا ہے جو اپنے پیروکاروں کے بارے میں ارتداد اور اصل اہداف سے پھر جانے کا احتمال بھی دے۔ ﴿من یرتد منکم ﴾

۲۔ ہر مومن کو اپنے انجام بخیر کی فکر میں رہنا چاہئے ﴿امنوا--- یرتکد منکم--- ﴾

۳۔ مضبوط قیادت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ کسی لگی لپٹی بغیر کہہ دے کہ: "اگر کوئی پیروکار پھر بھی جائے تو ہمارے مقصد کو نقصان نہیں پہنچائے گا"۔

۴۔ ارتداد، نتیجہ ہے معرفت، دین اور خدا سے محبت کے فقدان کا۔ ﴿یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ ﴾

۵۔ خدا اپنے دوستوں اور حامیوں کو لے آئے گا، اس تمہاری کوئی ضرورت نہیں لہٰذا اس پر احسان نہ جتاؤ۔ ﴿فسوف یاتی اللہ ﴾

۶۔ ایمان کی راہ میں اور جاہلانہ عادات و رسوم کے توڑنے میں دشمن کے سرزنش شور وشرابے اور مسموم پروپیگنڈے سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ اور نہ ہی ماحول، عوام اور اکثریت کے آگے ہتھیار ڈالنے چاہئیں۔ (لایخافون لومۃ لائم)

۷۔ مسلمان کا لائحہ عمل یہ ہونا چاہئے کہ اپنے دینی بھائی کے سامنے تواضع اور انکساری کا مظاہرہ کرے اور دشمن کے آگے خم ٹھونک کر آجائے۔ اور تواضع ہو یا طاقت کا مظاہرہ ان میں سے کوئی ایک بھی اصل مطلق نہیں ہے ﴿اذلۃ - اعزۃ ﴾

۸۔ فضل خداوندی صرف مال اور جاہ و مقام کے ملنے کا نام نہیں، خدا کی محبت، اس کی راہ میں جہاد اور دین میں پختگی کا مظاہرہ بھی پروردگار عالم کے فضل و کرم کا مظہر ہوتے ہیں۔

۹۔ خدا اور بندہ کے درمیان برابر کی دوستی انسانی کمالات میں سے ایک ہے ﴿یحبھم و یحبونہ ﴾۳۲

آیت ۵۵

﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ﴾ ٥

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ: تمہارا ولی اور سرپرست تو بس اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے، نماز کو قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت زکوٰۃ دیتے ہیں۔

نکتہ:

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ: ایک سائل مسجد نبوی میں داخل ہوا اور لوگوں سے راہ خدا میں اپنی امداد کی درخواست کی، کسی نے بھی اسے کچھ نہ دیا، حضرت علی علیہ السلام اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اور حالت میں اسے انگلی سے اشارہ کیا اور اسی حالت میں اسے اپنی انگوٹھی عطا فرمائی، اس بخشش اور عطیہ کی عزت و تکریم کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

اس ماجرا کو دس اصحاب پیغمبر نے نقل کیا ہے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس، عمار بن یاسر، جابر بن عبداللہ، ابوذر غفاری، انس بن مالک اور بلال وغیرہ۔ اور اس کے شان نزول ہر شیعہ اور سنی کا اتفاق ہے اور حضرت عمار یاسر کہتے ہیں کہ جب مولا نے حالت رکوع میں انگشتری دے دی اور اس پر آیت ولایت بھی نازل ہوگئی تو حضرت رسول خدا نے فرمایا "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" یعنی جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں۔ (ملاحظہ ہو تفسیر المیزان)

پیغمبر اکرم نے غدیر خم کے مقام پر علی بن ابی طالب کی اوصاف اور ان کا مقام و منزلت بیان کرتے ہوئے اس آیت کو تلاوت فرمایا، (تفسیر صافی) خود حضرت علی علیہ السلام بھی اپنی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے بارہا اس آیت کو پڑھا کئے۔ (تفسیر المیزان) اور حضرت ابوذر غفاری جو خود اس واقعہ کے شاہد تھے مسجد الحرام میں اس واقعہ کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہے (تفسیر مجمع البیان)

اس آیت میں "ولی" کا لفظ "دوست" اور "مددگار" کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ دوستی اور امداد رسانی کا تعلق تمام مسلمانوں سے ہے۔ صرف ان سے نہیں جو حالت رکوع میں راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ اور روایات کی رو سے اس سے مراد ذات علی بن ابی طالب ہے اور ایک شخص کے لئے جمع کے الفاظ کا اطلاق (امنوا۔۔۔) اس کی اہمیت کو بیان کرنے کے لئے ہے جس طرح آیہ مباہلہ میں "انفسنا و انفسکم" آیا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ اسلام تولا اور تبرا کا دین ہے۔ اس میں جذب کرنے کی کشش بھی پائی جاتی ہے اور دور کرنے کی طاقت بھی، گزشتہ آیت میں یہود و نصاری کو ولی و سرپرست بنانے کے لئے روکا ہے۔

۲۔ خدا، رسول اور علی کی "روح ولایت" ایک ہے اسی لئے (ولیکم) فرمایا ہے ورنہ "اولیائکم کہا جاتا۔

۳۔ قرآن مجید میں عام طور پر نماز اور زکوۃ ساتھ ساتھ بیان ہوئی ہیں، لیکن اس آیت میں دونوں ایک دوسرے میں ملکی ہوئی ہیں۔ (رکوع کی حالت میں زکوٰۃ کی ادائیگی)

۴۔ جن لوگوں کا نماز و زکوۃ سے کوئی سروکار نہیں ہوتا انہیں لوگوں کی ولایت اور رہبری کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ معاشرہ کے محروم طبقہ کی فریادرسی کے لئے نماز جیسی عبادت کو بھی مانع نہ سمجھو اور مسلمانوں کے مجمع سے سائل کو خالی ہاتھ نہیں پلٹنا چاہئے۔

۶۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے مخلوق خدا کی طرف توجہ، اخلاص کے لئے مضر نہیں ہوتی (حالت رکوع میں زکوۃ) اسی طرح خدا کو چھوڑ کر خلق خدا کے لئے کام کرنا "مارکسزم" ہے، خلق خدا سے بے پرواہ ہو کر خدا کے لئے کام کرنا "رہبانیت" (سادھو ازم) اور رضائے الٰہی کی خاطر خلق خدا کے لئے کام کرنا "اسلام" کی روش ہے)۔

۷۔ جسے غریبوں کی آہ کا کوئی خیال نہیں ہوتا وہ تمہارا رہبر اور ولی نہیں ہو سکتا۔

۸۔ (راہ خدا میں رضائے خدا کے لئے خرچ کرنے جیسے) جزوی کام نماز کو باطل نہیں کرتے۔

۹۔ قرآن نے مستحبی صدقہ اور انگوٹھی کو بھی زکوٰۃ کہا ہے ﴿یو ٔتون الزکوٰۃ ﴾

۱۰۔ مسلمانوں پر ولایت کا حق پہلے مرحلہ میں خدا کو حاصل ہے اس کے بعد اس رسول خدا کو پھر امام کو اور اس کے بعد "ولی فقیہ" کو۔

۱۱۔ رسول اسلام کے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہی مسلمانانِ عالم کے اکلوتے رہنما ہیں۔

۱۲۔ تعارف کی بہترین نوعیت یہ ہے کہ کسی کا نام لئے بغیر اس کے اوصاف اور خصوصیات کو بیان کیا جائے، مخاطب خود ہی اس کا مصداق پیدا کرے۔ (جیسا کہ آیت میں علی علیہ السلام کا نام لئے بغیر ان کے اوصاف و افعال کو بیان کیا گیا ہے)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۶

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ ٥

ترجمہ۔ جو شخص خدا، رسول اور مومنین سے ولایت کا تعلق رکھتا ہے تو (اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کامیاب ہے، کیونکہ) خدا کا گروہ یقینی طور پر کامیاب ہے۔

نکتہ:

" ﴿امنوا﴾ " کا مصداق سابقہ آیت میں بیان ہو چکا ہے۔

" ﴿حزب اللہ﴾ " (خدا کا گروہ) کے اوصاف سورہ مجادلہ/۲۲ میں مذکورہ ہیں۔

یہ آیت کہ جس میں خدا، رسول اور مومنین کی ولایت کے قبول کرنے کا ذکر ہے، یہ بات سمجھا رہی ہے کہ سابق آیت میں "ولیکم" سے مراد سرپرست اور حاکم ہے نا کہ دوست اور مددگار۔ کیونکہ "حزب اللہ" اور اس کے غالب آنے کی تعبیر ایک مقتدر نظام اور حکومت کی طرف اشارہ ہے۔ ۴۳

"حزب" کا معنی ہے طاقتور اور مضبوط گروہ (کتاب معجم الوسیط)

پیام:

۱۔ "حزب اللہ" صرف وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا، پیغمبر اور اہلبیت کی ولایت اور حکومت کو تسلیم کیا ہے۔

۲۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب "اسلام" تمام دنیا پر حکم فرما ہو گا "لیظہرہ علی الدین کلہ" اور اسی دور میں تشیع ہی کا مکمل غلبہ ہو گا ﴿ومن یتول--- ھم الغالبون﴾

۳۔ ہر طرح کی کامیابی حق پر مبنی قیادت اور رہبری میں ہے ﴿ومن یتول--- ھم الغالبون﴾

۴۔ چونکہ نظم و ضبط، مدیریت، قدرت، طاقت، وحدت اور جرأت کے بغیر کامیابی کا حصول ناممکن ہے لہذا حکومت اور غلبہ و کامرانی کے لئے "حزب اللہ" کو ان اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے۔

۶۔ اسلامی غلبہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فلاح، عزت، وقار اور منطق کارفرما ہوتی ہے صرف اور صرف طاقت یا حکومت کا تختہ الٹنا نہیں ہوتا۔ ﴿حزب اللہ ھم الغالبون﴾ اور ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے "حزب اللہ ہم المفلحون"

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ چونکہ خداوند عالم غالب ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے "واللہ غالب علی امرہ" لہٰذا اس سے تعلق رکھنے والے افراد بھی غالب ہیں ﴿حزب اللہ ھم الغالبون﴾

آیت ۵۷

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوْ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَ الْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ اِنْ کُنْتَمْ مُؤْمِنِیْنَ﴾

ترجمہ۔ اے ایماندارو! ان (یہودی اور نصرانی) لوگوں کہ جنہیں تم سے پہلے آسمانی کتاب دی گئی ہے اپنا سرپرست نہ بناؤ جو تمہارے دین کا مذاق اڑائے اور اسے کھیل تماشہ سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہیں (دوسرے) کفار کو اور اگر تم مومن ہوتو خدا سے ڈرتے رہو۔

پیام:

۱۔ دین خدا اور مذہبی مقدسات کی توہین اور مسخرہ بازی کی دنیا میں سزا یہ ہے کہ ایسا کرنے والوں سے تعلقات ختم کر دیئے جائیں ﴿لاتتخذوا---﴾

۲۔ دین کا مذاق اڑانا، کافروں کا کام ہے۔

۳۔ دینی حمیت رکھنا اور نا اہل افراد سے تبرا کرنا، ایمان کی شرط ہے۔

۴۔ اگر تم ایماندار ہو اور خدا سے بھی ڈرتے ہو تو پھر دین کا مذاق اڑانے والے کفار سے تعلقات منقطع کرنے سے ہرگز نہ گھبراؤ۔

آیت ۵۸

﴿وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ط ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا یَعْقِلُوْنَ﴾ ۵

ترجمہ۔ اور جب تم (اذان کے ذریعہ لوگوں کو) نماز کیلئے بلاتے ہو تو وہ تمہارے بلاوے کا مذاق اڑاتے ہیں اور اسے کھیل تماشہ سمجھتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ ان لوگوں سے دوستانہ مراسم نہ رکھو جو اذان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

۲۔ نماز، دین کا چہرہ اور نمونہ ہے، (گزشتہ آیت میں دین کے مذاق اڑانے کی بات ہو رہی تھی اور اس آیت میں نماز کو مذاق سمجھنے کی بات ہو رہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز دین کی ایک نمایاں تصویر ہے۔

۳۔ نماز کیلئے بلند آواز سے بلانا چاہیئے تاکہ سب لوگ اکٹھے ہوں اور نماز اعلانیہ طور پر ہونی چاہیئے ﴿ناديتم ﴾

۴۔ اسلامی معاشرہ میں نماز کیلئے بلند آواز سے بلانا چاہیئے اور اس کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ کرنی چاہیئے اور انداز ایسا ہو کہ کسی کے مزاحم بھی نہ ہو۔

۵۔ عقلمندوں کا طریقہ کار تو منطقی گفتگو ہے لیکن بے عقل لوگوں کا کام مذاق اڑانا ہوتا ہے ﴿ذالک باھم قوم لا يعقلون ﴾

آیت ۵۹

﴿قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا اِلَّا اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ اَنَّ اَكْثَرَ كُمْ فٰسِقُوْنَ ﴾ ۵

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) آپ کہہ دیں کہ اے اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) یہ جو تم ہم پر اعتراض کرتے ہو آیا ہم نے اس کے علاوہ کوئی کام کیا ہے کہ خدا پر ایمان لائے، جو چیز ہم پر نازل ہوئی ہے اس پر اور جو کچھ (قرآن سے) پہلے نازل ہوا (گزشتہ انبیاء پر) ایمان لائے، یقیناً تم میں سے بہت سے لوگ حق کی حدود سے نکل گئے ہیں (اور فاسق ہو چکے ہیں)

پیام:

۱۔ مخالفین کے ساتھ بھی اچھے انداز سے جھگڑنا چاہیئے، یعنی ایسے استدلال پیش کرنے چاہئیں جن میں دل کو نرم کر دینے والے سوالات موجود ہوں ﴿هل تنقمون ﴾ ؟)

۲۔ ہمارے ساتھ مخالفین کی دشمنی صرف ہمارے ایمان کی وجہ سے ہے ﴿الا ان امنا باللہ ﴾

۳۔ تاریخی اعتبار سے اہلِ کتاب نے ہم پر ظلم کرنے کی کیا کسر باقی چھوڑی ہے؟ ﴿هل تنقمون منا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۴۔ دشمن کی سختی کے باوجود تم عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ اور سب کو ایک جیسا اور فاسق نہ سمجھو ﴿اکثرکم﴾

۵۔ حق کا انکار اور حق کے پیروکاروں کی ایذارسانی، فسق ہے ﴿فاسقون﴾

آیت ۶۰

﴿قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِ يْرَوَعَبْدَ الطَّاغُوْتِ ط اُوْلٰٓئِكَ بِشَرٍّمَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ﴾

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ آیا میں تمہیں یہ خبر نہ دوں کہ خدا کے نزدیک کن لوگوں کی بدترین جزا ہے؟ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان پر غضب ڈھایا ہے، اور ان میں سے کچھ لوگوں کو بندروں اور سوروں کی شکل میں تبدیل کر دیا ہے اور جنہوں نے طاغوت کی پرستش کی ہے۔ اللہ کے نزدیک ایسے لوگوں کا بدترین ٹھکانہ ہے اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے گمراہ ترین لوگ ہیں۔

نکتہ:

جو لوگ مسلمانوں کے دین اور نماز کا مذاق اڑاتے ہیں، اور انہیں ایمان رکھنے کی وجہ سے اذیتیں دیتے ہیں وہ اپنے تاریک اور بے شرمانہ ماضی پر نگاہ کیوں نہیں کرتے؟ کہ خدا کے قہر و غضب میں گرفتار ہو کر مسخ اور رسوا ہوئے۔ اگرچہ زمانہ پیغمبر اسلام کے یہودی بندروں اور خنزیروں کی صورت میں تبدیل نہیں ہوئے لیکن چونکہ بنی اسرائیل خود کو ایک قوم اور اجتماعی اوصاف کا حامل سمجھتے تھے اور اپنے اسلاف کے کارناموں پر فخر کرتے تھے اور انہیں اپنی طرف نسبت دیتے تھے لہٰذا ان کے اسلاف کی رسوائیاں، ان کے غرور کو توڑ رہی ہیں۔

پیام:

۱۔ دشمن کے مسموم پروپیگنڈے اور ان کی نیش زنی سے خوف مت کھاؤ کہ ان کی اپنی ایک رسوا کن تاریخ ہے۔

۲۔ جو دوسروں کا احترام نہیں کرتا، اس کا بھی احترام نہیں کیا جاتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۳۔ اگر اہل کتاب نے تہیہ کر لیا ہے کہ تمہارا مذاق اڑائیں اور تمہیں دکھ پہنچائیں تو ہم بھی ان کا تاریخی ریکارڈ پیش کئے دیتے ہیں (ان کا بندر اور خنزیر بن جانا اور طاغوت کی پرستش کرنا)

۴۔ دشمن کے مسخرہ بازی کے سوتوں (غرور اور تفوق طلبی) کو ان کے رسوا کن ریکارڈ کے ذریعہ خشک کر دینا چاہیئے۔

۵۔ طاغوت کی اطاعت کرنے والے، مسخ ہو جانے والوں کے زمرہ میں شامل ہیں۔

۶۔ تنقید یا مذمت تو وہ کرے جس کے پاس منطقی استدلال ہو اور دل پاک ہو۔ (گزشتہ آیت میں بتایا گیا ہے کہ ان کے پاس کوئی منطقی دلیل نہیں ہے اور اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کے دل پاک نہیں تھے)

سورہ مائدہ آیت ۶۱

﴿وَ اِذَا جَآءُ وْ کُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْکُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا یَکْتُمُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور جب بھی وہ (منافقین) تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ "ہم ایمان لے آئے" حالانکہ وہ یقینی طور پر کفر میں داخل ہو چکے ہوتے ہیں اور یقین کے ساتھ کفر کی حالت میں باہر جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر طور پر آگاہ ہے کہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں۔

پیام:

۱۔ لوگوں کا اظہار ایمان تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔

۲۔ کفر کی حالت میں آنا اور کافر ہو کر واپس جانا دل کی قساوت کی دلیل ہے۔

۳۔ ماحول اور معاشرہ انسان کو کسی چیز کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ دشمن کی باطنی کیفیت سے آگاہ ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ، انسان کے ضمیر اور باطن سے اس کی اپنی نسبت زیادہ آگاہ ہے ﴿اعلم ﴾

۶۔ بعض اوقات اسلامی معاشرہ کے مذہبی اجلاسوں میں بعض افراد کی شرکت ضروری نہیں ہے کہ ان کے خلوص کی وجہ سے اور ہدایت پانے کے لئے ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سورہ مائدہ آیت ۶۲

﴿وَ تَرٰی کَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَ اَکۡلِهِمُ السُّحۡتَ ط لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴾

ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر! تم) ان (ایمان کے دعویداروں) میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھو گے کہ گناہ اور ظلم اور حرام کا کھانے میں جلدی کرتے ہیں۔ اور کیا ہی برا کام ہے جو وہ کرتے ہیں۔

نکتہ:

گزشتہ آیت میں ان لوگوں کی کافرانہ کیفیت کی بات ہو رہی تھی اور اس آیت میں ان کی اخلاقی، اجتماعی اور اقتصادی خرابیوں کی گفتگو ہو رہی ہے۔

پیام:

۱۔ منحرف اور گمراہ لوگوں پر تنقید اور ان کی مذمت کرنے میں بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ ﴿کثیرامنهم ﴾

۲۔ اسلامی معاشرے کی تصویر یہ ہے کہ اس میں صدقات و خیرات اور نیکی کی طرف سبقت ہوتی ہے اور کافرانہ اور منافقانہ معاشروں میں فساد و خرابی کی طرف دوڑ ہوتی ہے۔ پہلے معاشرہ کے لئے ہے "یسارعون فی الخیرات" اور دوسرے کے لئے ہے ﴿یسارعون فی الاثم والعدوان ﴾

۳۔ منافقین کا اصل مقصد "شہوت" اور "ثروت" اور "قدرت" ہوتا ہے۔ ("اثم"، "سحت"، "عدوان

۴۔ گناہ سے برتر، اس کا علانیہ انجام دینا ہے ﴿تری ﴾

۵۔ اخلاقی برائیوں ﴿اثم ﴾ اجتماعی برائیوں (عدوان) اور اداری و دفتری برائیوں (سحت و رشوت) سے برتر برائیوں کی عادت بنا لیا ہے۔ ﴿یسارعون ﴾ استمرار پر دلالت کر رہا ہے)

۶۔ گناہ کی آلودگی سے بدتر گناہ میں غرق ہونا ہے ﴿فی الاثم ﴾

آیت ۶۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اللہ والے اور تربیت کرنے والے علماء (جن کا معاشرے میں مقام ہے اور کردار موثر ہے) ان لوگوں کو گناہ آلود گفتار اور کردار سے اور ناجائز طریقے سے مال کھانے سے کیوں نہیں روکتے؟ کس قدر برا کام کرتے ہیں!

نکتہ:

حضرت علی علیہ اسلام خطبہ قاصعہ (نہج البلاغہ کے ۱۹۲ ویں خطبہ) میں ارشاد فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام پر اس لئے قہر و غضب نازل کیا ہے کہ انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کر دیا تھا، خدا لعنت کرے گناہ کا ارتکاب کرنے والے عوام اور چپ رہنے والے علماء پر"۔

پیام:

۱۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی سب سے پہلے علماء پر عائد ہوتی ہے اور ان کا کام صرف دین سکھانا اور تقریر کرنا نہیں ہے۔

۲۔ علماء کی خاموشی اور معاشرے سے ان کی لاتعلقی برائیوں کی ترویج کا سبب ہوتی ہے۔

۳۔ علماء کے پاس اقتدار ہونا چاہئے تاکہ وہ وعظ و تبلیغ کے علاوہ اس کے ذریعہ برائیوں کا سدباب کر سکیں (ی ﴿نھاھم ﴾

۴ اگر نہی عن المنکر، گناہ کو نہیں روک سکتی، کم از کم اس کی سرعت اور تیزی کو تو روک سکتی ہے۔ (ی ﴿ساروعون ﴾ ۔۔۔ ﴿لولا ینھا ھم ﴾

۵۔ علماء اہل کتاب نے تو اپنے کم از کم فریضہ کو بھی ادا نہیں کیا (اس سے پہلی آیت اثم، عدوان اور حرام خواری کو ان کے گناہ شمار کیا گیا ہے لیکن اس آیت میں "عدوان" کا لفظ نہیں آیا۔ جو شاید یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر علماء اہل کتاب عدوان کو نہیں روک سکتے تھے، "سحت" کو تو روک سکتے تھے اور کیوں نہیں روکا؟)

۶۔ علم زینت یہ ہے کہ اس کا اظہار کیا جائے اور اس کی برائی اس بات میں ہے کہ خاموشی اختیار کرکے حق بات کو چھپایا جائے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ برائیوں کے سامنے خاموشی اختیار کرلینے والا عالم، مجرم اور جرائم پیشہ لوگوں سے زیادہ بدتر ہے کیونکہ یہ سمجھ رکھتا ہے اور بیان کی قدرت بھی، لیکن کوئی کام نہیں کرتا۔ ۴۴

آیت ۶۴

﴿وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ط غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآئُ ط وَ لَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ط وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ط کُلَّمَآ اَوْ قَدُوْ ا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًاط وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ﴾

ترجمہ۔ اور یہودیوں نے کہا کہ "خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے" ان کے اپنے ہاتھ بندھتے رہیں، وہ اس طرح کی بات کرنے سے خدا کے لطف و کرم سے دور ہو گئے۔ بلکہ خدا کے تو دونوں دست (قدرت) ہمیشہ کھلے ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے بخشش کرتا ہے۔ (دشمن اس قدر ہٹ دھرم اور ضدی ہیں کہ) جب بھی کوئی چیز (اے رسول!) آپ پر نازل ہوتی ہے (اسے قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے کے لئے بجائے) ان میں سے بہت لوگوں کے کفر اور سرکشی میں اضافہ کر دیتی ہے۔ اور ہم نے (ان کے بغض و عناد کی وجہ سے) قیامت کے دن تک ان کے درمیان دشمنی اور کینہ ڈال دیا ہے۔ وہ جب بھی جنگ کے لئے آگ بھڑکاتے ہیں خداوند عالم (اسلام کے فائدہ اور ان کے نقصان میں) اسے بجھا دیتا ہے۔ وہ ہمیشہ زمین میں فتنہ و فساد اور تباہی و بربادی کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فساد کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔

نکتہ:

گزشتہ آیت میں یہودیوں کی مخالفانہ اور غیر مربوط باتوں کا ذکر اور علماء کا ایسی باتوں سے نہ روکنے کا تذکرہ تھا۔ اور اس آیت میں ایسی باتوں کا ایک نمونہ بیان کیا گیا ہے کہ یہودی کہتے ہیں۔ "خدا کا ہاتھ بندھا ہوا اب وہ ہمیں اقتدار و قدرت اور شان و شوکت نہیں دے سکتا جیسا کہ ہم سابق میں قدرت مند تھے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

شیعی روایات کے مطابق یہ آیت بتا رہی ہے کہ یہودیوں کا قضا و قدر کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟ کیونکہ یہودیوں کے عقیدہ کے مطابق ابتدائے آفرینش میں تو خدا کے ہاتھ کھلے تھے جو چاہتا تھا پیدا کر دیتا تھا۔ اور جب سب کچھ خلق کر لیا اب اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔

آیت میں "ید" (ہاتھ) کا لفظ "قدرت" کے معنی میں ہے۔ عربی میں "ید" فارسی میں "دست' (اور اردو میں "ہاتھ" کنایہ کے طور پر قدرت اور اثر و رسوخ کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً ہم روزمرہ کی باتوں میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص کا فلاں علاقہ یا فلاں ادارے میں ہاتھ ہے۔ یا فلاں شخص کے بڑے لمبے ہاتھ ہیں۔ یا فلاں کے ہاتھ کٹ گئے۔ یا فلاں شخص تک ہمارا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ یعنی ہمارے بس سے باہر ہے وغیرہ۔

روایات میں یہ آیا ہے کہ "اولیاء اللہ خدا کے ہاتھ ہیں" یعنی لوگوں کے لئے خدا کی رحمت اور لطف و کرم کا واسطہ اور وسیلہ ہیں۔

پیام:

۔ اپنی عدم لیاقت اور نا اہلی کا الزام دوسروں پر نہ لگاؤ۔ (شیطان نے اپنے تکبر کا الزام خدا پر لگایا اور اس کی طرف گمراہ کرنے کی نسبت دی اور کہا: " ﴿رب بما اغوتینی﴾ اور یہودیوں نے بھی اپنی بے لیاقتی اور نا اہلی کا الزام خدا پر لگایا اور اس کی توجیہیوں کی کہ خدا بخیل ہے ﴿یداللہ مغلولہ﴾

۲۔ دین میں کج فہمی کی اجازت نہیں ہے۔ (علامہ طباطبائی مرحوم فرماتے ہیں کہ جب فقر و فاقوں کی نوبت آجاتی یا خدا کو قرض دینے کی آیت نازل ہوئی تو یہودی کہتے کہ: یہ قحط کی صورت اور قرض الحسنہ کی یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں)

۳۔ جیسا کردار ویسی ہی کیفر۔ انہوں نے کہا: ﴿یداللہ مغلولہ﴾ اللہ نے فرمایا، ﴿غلت ایدیھم﴾

۴۔ دوسروں کے گناہ پر راضی ہونا خود گناہ میں شریک ہونا ہوتا ہے (خدا کی طرف ہاتھ بندھنے کی نسبت بعض یہودی دیتے تھے۔ لیکن چونکہ دوسرے تمام یہودی اس پر راضی تھے لہٰذا اس غلط اور گمراہ کن نظریہ کی نسبت سب کی طرف دی گئی۔ ﴿قالت الیھود﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ جواب، اعتراض سے زیادہ طاقتور ہونا چاہیئے۔ (انہوں نے کہا: خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے، آیت کہہ رہی ہے خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ یعنی خدا صرف قدرت ہی نہیں رکھتا قدرت کاملہ بھی رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا "یداللہ" آیت نے کہا: "یداہ"

۶۔ قرآن مجید میں جس جگہ کوئی ایسا نقطہ نظر آئے جس کا بظاہر عقل کے ساتھ سازگار نہیں ہوتا تو اس کی صحیح تفسیر تلاش کرنی چاہیئے۔ (خدا کی طرف "ہاتھ" کی نسبت کہ "یداہ بسوطتان) جبکہ خدا کا جسم ہی نہیں کہ اس کے دو ہاتھ ہوں۔ تو یہاں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ "ہاتھ" خدا کی قدرت اور طاقت سے کنایہ کے طور پر استعمال ہوئے ہیں)

۷۔ جس طرح قرآن مجید، پرہیزگاروں کے لئے نور اور ہدایت ہے، اسی طرح ضدی اور ہٹ دھرم لوگوں کے لئے کفر اور سرکشی کا موجب بن جاتا ہے (ویزیدن۔۔۔)

۹۔ یہودی ہمیشہ سے فتنہ کی آگ بھڑکاتے آرہے ہیں لیکن خود ہی اس میں جل جاتے ہیں۔ ﴿کلما اوقدوا ﴾ ۔۔)

۱۰۔ یہودی بظاہر قیامت تک رہیں گے ﴿الی یوم القیمٰة ﴾

۱۱۔ جب تک مسلمان، حضرت رسول پاک کی اتباع کرتے رہے اس وقت تک خدا بھی یہودیوں کے فتنہ و فساد اور جنگ کی آگ کو بجھاتا رہا اور جب سے وہ اس رستے سے ہٹ گئے اور نصرت الٰہی کا سہارا چھوڑ دیا اس وقت سے یہودیوں کے فتنوں کی آگ میں جل رہے ہیں۔

۱۲۔ سزا کے طور پر ان یہودیوں میں کینہ اور دشمنی کا ڈالنا بھی خدا کی طرف سے ہے اور آتش جنگ کا بجھانا بھی اسی کی طرف سے ہے۔ ﴿القینا۔۔۔ اطفا ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۵

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاَ دْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴾

ترجمہ۔ اور لوگ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کرتے تو یقیناً ہم بھی ان کے گناہ معاف کر دیتے، اور پورے یقین کے ساتھ ہم انہیں نعمتوں بھری بہشت میں لے جاتے۔

پیام:

۱۔ شدید طریقہ پر مذمت کرنے کے ساتھ، واپسی کی راہ بھی کھلی رکھنی چاہئے ﴿ولو ان اهل الكتاب ﴾

۲۔ ایمان اور اسلام لے آنے سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں (حدیث پاک میں ہے کہ " ﴿الاسلام يجب ما قبله ﴾ "یعنی اسلام سابقہ خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اور قرآن مجید کہتا ہے ﴿لفكرنا ﴾

۳۔ تقویٰ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے ﴿اتقوا لكفرنا ﴾

۴۔ تقویٰ کے بغیر ایمان کارساز نہیں ہوتا ﴿امنوا و اتقوا ﴾

۵۔ خدا کی رحمت اور اس کے لطف و کرم کے حصول کے لئے پہلے پاک صاف ہونا چاہئے ﴿كفرنا، ادخلنا ﴾

۶۔ خدا کے پاس عفو و درگزر کے علاوہ لطف و کرم بھی ہے ﴿ولادخلنا ﴾

آیت ۶۶

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوْا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَاَ كَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ط مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ط وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور اگر وہ (یہودی و نصاریٰ) توریت، انجیل اور اس چیز کو قائم رکھتے جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ہے تو ان کے اوپر سے (آسمانی برکتیں) اور نیچے سے (زمینی برکتیں) ان تک پہنچ جائیں اور وہ) مزے سے کھاتے۔ ان میں سے کچھ تو میانہ رو (اعتدال پسند) ہیں اور بہت سے لوگ برے کام کرتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ:

اگر دوسری آسمانی کتابوں کے پیروکار قرآن کے آگے جھک جاتے، اور قرآن کے آگے جھکنے کا مقصد بنی اسرائیل کا عربوں کے آگے گھٹنے ٹیکنا نہ سمجھتے، اور یہ سمجھتے کہ انبیاء کی اصول تعلیمات ایک ہی ہیں اور توریت و انجیل کے بعد نازل ہونے والی کتاب (قرآن) پر ایمان، اوپر کی کلاس تک رسائی ہے نا کہ سابقہ آئین و دستور کا بطلان ہے تو وہ قیامت کے دن آخرت میں بہرہ مندی کے علاوہ اسی دنیا میں بھی انواع و اقسام کی نعمتوں سے مالا مال ہوتے۔

سابقہ آیت میں معنوی اور اخروی سعادت کے حصول میں ایمان کے عمل دخل کو بیان کیا گیا ہے اور اس آیت میں دنیوی سعادت اور اقتصادی آسائشوں کو ذکر کیا گیا ہے۔

پہلی آیت میں یہودیوں کے عقیدہ کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ خدا کے بارے میں کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ بند ہے، اور اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہودیو تم آسمانی کتابوں کی طرف رجوع کرو پھر دیکھو کو خدا کے ہاتھ بندھے ہیں یا کھلے؟ اگر تمہاری عظمت، ذلت میں تبدیل ہوگئی ہے تو یہ تمہارے کفر اور احکام الٰہی سے منہ موڑ لینے کی وجہ سے ہے نا کہ خدا کے بخل کی وجہ سے!

پیام:

۱۔ تمام آسمانی کتابیں قابل احترام ہیں ﴿اقامو اا لتورۃ والا نجیل﴾ ۔۔۔۔۔)

۲۔ دوسروں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے ان کے صحیح عقائد اور مقدسات پر حملہ نہ کرو۔ ﴿اقاموا التورٰۃ والانجیل﴾ ۔۔)

۳۔ آسمانی کتابیں، تمام تحریکوں کے لئے راہنما، محور اور آئین کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جس طرح محاذ جنگ پر جھنڈے کی حیثیت ہوتی ہے کہ اسے ہمیشہ کھلا اور سربلند رہنا چاہئے ﴿اقاموا﴾

۴۔ مذہب کی طرف توجہ اور دینی دستوروں پر عمل مادی زندگی کو بھی سنوارتا ہے ﴿لاکلوا﴾ ۔۔۔) ۴۴

۵۔ اسلام، عوام کے رفاہ اور سہولت کو بھی مدنظر رکھے ہوئے ہے۔ ﴿لاکلوا۔﴾ ۔۔)

۶۔ بگڑا ہوا معاشرہ انسان کو بگڑنے پر مجبور نہیں کرتا، بدکاروں کے انبوہ کثیر میں معتدل مزاج لوگ بھی موجود ہوتے ہیں ﴿منهم امة معتقدة﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ لوگوں کا ایمان، نظام کائنات، زمین، ابر وباراں، زراعت اور باغات وغیرہ میں جڑا عمل دخل رکھتا ہے (تفسیرالمیزان)

۸۔ کبھی بھی ایک اکائی، ایک قوم، ایک علاقہ اور ایک مذہب کے تمام لوگوں کو برا نہ سمجھو، ﴿منهم امة مقتصدة﴾

۹۔ کتاب آسمانی کی صرف تلاوت ہی کافی نہیں اس کا قائم کرنا بھی ضروری ہوتا ہے ﴿اقاموا التورٰة﴾

۱۰۔ قرآن کی مخاطب تمام امتیں ہیں صرف مسلمان نہیں ہیں ﴿ما انزل اليهم من ربهم﴾

آیت ۶۷

﴿يَآ يُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَه ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِيْنَ﴾

ترجمہ۔ اے رسول! جو کچھ کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ پہنچا دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو الٰہی رسالت کو نہیں پہنچایا۔ (ڈرو نہیں) خدا تمہیں لوگوں (اور ان افراد کے شر) سے بچائے گا (جو اس اہم پیغام کو سننا گوارا نہیں کرتے) یقیناً خداوند عالم کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

نکتہ:

تمام شیعہ مفسرین روایات اہل بیت کی رو سے اور فخر رازی اور صاحب تفسیر "المنار" جیسے بعض اہلسنت مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کا تعلق علی بن ابی طالب کی ولایت اور واقعہ غدیر خم سے ہے۔

آیت کا انداز تخاطب اور لب و لہجہ اسے پہلے اور بعد کی آیات سے جدا کر رہا ہے پورے قرآن میں صرف اسی مقام پر پیغمبر کو پیغام نہ پہنچانے پر زبردست تہدید کی گئی ہے کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو جو کچھ تم نے ۲۳ سال کے عرصہ میں کاررسالت انجام دیا ہے وہ سب اکارت جائے گی۔

اب یہاں پر دیکھنا یہ چاہئے کہ یہ کیسا اہم پیغام ہے جس کے بارے میں اس قدر تاکید و تہدید سے کام لیا گیا ہے؟

اس آیت میں چند نکات ایسے ہیں جو اس کے مضامین پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں۔

۱۔ سورہ مائدہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام میں نازل ہوئی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ آیت میں آنجناب کو "یا ایھا النبی" کے ساتھ خطاب کرنے کی بجائے "یا ایھا الرسول" کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا کوئی اہم پیغام ہے۔

۳۔ "ابلغ" کی بجائے "بلغ" کے ساتھ تبلیغ رسالت کا حکم دیا گیا ہے جو ایک اہم سرکاری اور حتمی پیغام ہونے کی علامت ہے۔

۴۔ آیت شریفہ میں پیغمبر اکرم کو اس اہم پیغام نہ پہنچانے پر اس قدر دھمکی دی گئی ہے کہ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور لوگوں تک اسے نہ پہنچایا تو ان کی تمام تئیس سالہ دینی خدمات اور رسالت کا کام رائیگاں ہو جائے گا۔

۵۔ رسول گرامی اسلام کو اس پیغام کے پہنچانے پر کوئی خاص اندیشہ درپیش تھا، جس کی بنا پر خداوند عالم ان کی دلجوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ "ہم تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیں گے"۔

۶۔ سرکار رسالت کو اپنی جان کا خطرہ نہیں تھا، کیونکہ آپ تو اس وقت بھی نہیں ڈرے تھے تنہائیوں کے خلاف برسرپیکار رہے اور مشرکین کے ساتھ کئی لڑائیاں لڑیں حالانکہ اس وقت آپ اکیلے تھے اور خطرات اس سے کہیں زیادہ تھے۔ اس زمانے میں تو آپ کو پتھر مارے جاتے اور اصحاب کو اذیتیں پہنچائیں جاتیں۔ اب جبکہ آپ عمر کے آخری حصے میں ہیں اور اصحاب و احباب کی کثرت ہے کیسے ڈر سکتے ہیں؟

۷۔ آیت میں ایک ایسا پیغام ہے جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے نبوت و رسالت کے تمام عرصے کے کار رسالت کے برابر ہے۔

۸۔ اس آیت میں الٰہی تربیت کے تسلسل کا پیغام پنہاں ہے۔ ﴿من ربک﴾

۹۔ اس پیغام کا مضمون کوئی خاص بنیادی اور اساسی مسئلہ ہونا چاہئے، ورنہ عام جزوی اور انفرادی مسائل میں اس قدر دھمکی یا دلجوئی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۱۰۔ آیت کا پیغام توحید، نبوت اور معاد (قیامت) سے متعلق بھی نہیں ہے، کیونکہ یہ اصول تو بعثت کے پہلے ہی ایام میں مکہ مکرمہ میں بیان کئے جا چکے تھے اور آنحضرت کی عمر کے آخری دنوں میں اس بارے میں اس قدر تاکید کی ضرورت نہیں ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۱۔ آیت کا پیغام، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، خمس، جہاد وغیرہ کے بارے میں بھی نہیں ہے کیونکہ یہ سب کچھ آنحضرت کی ۲۳ سالہ زندگی میں بیان ہو چکے ہیں اور لوگ بھی ان پر عملدرآمد کر چکے ہیں اور ان کے بارے میں کسی قسم کا خدشہ یا اندیشہ بھی پیش نظر نہیں ہے۔

تو پھر اس اہم پیغام کا مضمون اور مقصد کیا ہے جو اس آخری سورت میں آیا ہے؟ بہت سی شیعہ اور سنی روایات ہمیں اس حیرت سے نجات دلاتی ہیں اور ہماری راہنمائی کرتی ہیں۔ روایات بتاتی ہیں کہ اس آیت کا تعلق ۸ ذی الحجہ ۱۰ ہجری سے ہے جو حجۃ الوداع کے سفر میں آنحضرت پر نازل ہوئی ہے۔ اور وہ یوں کہ جب سرکار رسالت آخری حج سے فارغ ہو کر مدینہ واپس تشریف لے جا رہے تھے تو "غدیر خم" کے مقام پر آپ نے حکمِ الٰہی کے تحت تمام لوگوں کو رکنے کا حکم دیا اور سب حاجی صاحبان وہیں پر جمع ہوئے۔

یہ وہ جگہ ہے جس میں پانی بھی تھا اور درخت بھی جو حجاز کی گرمی میں بڑے کارآمد تھے اور یہیں سے ہی اہلِ یمن، عراق، شام، مدینہ اور حبشہ کے حاجیوں کے قافلے ایک دوسرے سے جدا ہوتے۔

مقام غدیر خم میں حضرت رسالت مآب نے مسلمانوں کے جم غفیر میں اونٹوں کے پالانوں کا منبر تیار کرایا اور اس پر تشریف لے جا کر ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص اور اہم ترین مسئلہ پیش نظر ہے جس کے لئے طولانی خطبہ ارشاد کیا جا رہا ہے۔ اور وہ بھی ایسی جگہ پر جہاں جھلسا دینے والی گرمی ہو اور زمین آگ اگل رہی ہو۔ لوگ اپنے سروں پر کپڑے ڈالے ہوئے تھے اور عبائیں نیچے بچھائے ہوئے تھے۔ اس خطبہ کا ابتدائی حصہ توحید، نبوت اور معاد پر مشتمل تھا۔ جو نوعیت کے لحاظ سے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ نئی بات وہاں سے شروع ہوئی جب آنحضرت نے اپنے وصال کی خبر دی اور اپنے بارے میں لوگوں کا نظریہ معلوم کرنا چاہا۔ سب نے آپ کی عظمت، شرافت، خدمت اور رسالت کی اعلیٰ درجہ کی گواہی دی۔

جب آپ مطمئن ہو گئے کہ آپ کی آواز چار اطراف تک بخوبی پہنچ رہی ہے، تو اس پر مستقبل کے لئے ایک اہم پیغام ان لوگوں تک پہنچایا۔ اور اطمینان کا یہ حصول مستقبل کی پیش بندی کے لئے تھا تاکہ کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم نے آپ کا پیغام نہیں سنا تھا۔ کیونکہ جب آنحضرت کی وفات کے بعد بنت پیغمبر حضرت فاطمہ زہرا نے ہر ایک کے دروازے پر جا کر یہ کہا: "کیا تم غدیر خم میں موجود نہیں تھے؟ اور تم نے نہیں سنا تھا رسول خدا نے علی کے بارے میں کیا کہا؟ اور

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کیا علی کا امام اور رہبر کی حیثیت سے تعارف نہیں کرایا؟ ۔۔۔" تو وہ لوگ جواب میں کہتے: "ہم غدیر خم میں پیغمبر سے دور بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی آواز کو نہیں سنا!"

خدا کی پناہ اس حق پوشی، ڈر، بے وفائی اور بنت پیغمبر سے جھوٹ بولنے سے!!!

بہر حال، تاریخ کے ان حساس ترین لمحوں میں اور اس کیفیت کے ساتھ ارشاد فرمایا: "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" یعنی جس کا میں مولا و رہبر ہوں، علی بھی اسی کے مولا و رہبر ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اس اہم پیغام کا موضوع "علی بن ابی طالب کی رہبری، امامت اور خلافت" تھا۔

پیام:

۱۔ خطاب کی نوعیت، ہدف کی نوعیت سے ہم آہنگ ہونی چاہئے۔ چونکہ ہدف، پیغام کی رسالت ہے لہٰذا خطاب بھی ﴿یاایھاالرسول ﴾کے ساتھ ہوا ہے۔

۲۔ خدائی احکام اور پیام، سب ایک سطح کے نہیں ہوتے، بعض اوقات ایک جملہ کو ظاہر نہ کرنا، تمام حقائق کے چھپانے کے برابر ہوتا ہے۔

۳۔ دشمن کے نیزوں، تلواروں اور ایذارسانیوں سے زیادہ خطرہ نہیں ہوتا جتنا خطرہ داخلی فتنوں سے ہوتا ہے۔

۴۔ اگر قیادت اور رہبری صحیح نہ ہو مذہب اور امت برباد ہو جاتے ہیں۔

۵۔ یہود و مشرکین سے جنگ کرنا اتنا خطرناک نہیں جتنا حسد کی آفتیں خطرناک ہوتی ہیں۔

۶۔ اسلام کا اصل رکن اسلامی قیادت اور اسلامی حکومت ہے۔ ﴿رسالتہ ﴾

۷۔ اسلامی رہبر کا انتخاب خدا کی طرف سے ہونا چاہئے ﴿ماانزل الیک من ربک ﴾

(ملاحظہ ہو تفسیر المیزان)

۸۔ ولایت کا انکار ایک طرح کا کفر ہے ﴿ان اللہ لایھدی القوم الکافرین ﴾

۹۔ زمان اور مکان دو ایسے عناصر ہیں جو تبلیغ کے لئے اہم ارکان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ "غدیر خم"

۱۰۔ لوگ تو دو گواہوں کے ساتھ اپنا حق حاصل کر لیتے ہیں، لیکن علی بن ابی طالب ہزارہا گواہوں کی موجودگی میں اپنا حق حاصل نہ کر سکے۔ خدا برا کرے دنیا کی محبت اور حسد کا!

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۸

﴿قُلْ یَآ ھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا لتَّوْرٰیةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ ط وَ لَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِنْھُمْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ﴾

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب! جب تک تم تورات، انجیل اور اس چیز کو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے قائم نہیں کرو گے (دین برحق کی) کسی چیز پر نہیں ہو گے۔ اور جو قرآن (اے پیغمبر!) تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے بالیقین ان میں سے بہتیروں کی سرکشی اور کفر میں اضافہ کر دے گا، لہٰذا کافر لوگوں پر افسوس نہ کیا کرو۔ ۴۵

پیام:

۱۔ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے ﴿یقیموا التوراة والانجیل و ما ﴾ ۔۔۔)

۲۔ ایمان کا دعویٰ ہی کافی نہیں اسے قائم رکھنا اور اس کے مطابق عملی اقدام بھی ضروری ہوتا ہے ﴿حتی یقیموا ﴾جو عمل نہیں کرتا بے دین ہے ﴿لمنکم علی شیٔ ﴾

۳۔ دینی احکام اور آسمانی کتاب کے قوانین کو محور عمل ہونا چاہیئے اور انہی کی مقتدر اعلیٰ ہونا چاہیئے۔ ﴿تقیموا، اقاموا ﴾

۴۔ انسان کی شخصیت اور ان کی قدر و قیمت ان کے مذہبی امور کی پاسداری کے مطابق ہوتی ہے۔ ﴿لستم علی شیٔ حتی تقیمون ﴾

۵۔ تبلیغ کا خوبصورت انداز یہ ہے کہ سب سے پہلے دوسروں عقائد حقہ کا احترام کرو پھر انہیں اپنے مذہب کی راہیں دکھاؤ (توریت، انجیل اور قرآن)

۶۔ افراد کا کفر اور ان کی سرکشی نہ تو نظام کو نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی دین و مذہب کو، بلکہ خود ان کے اپنے لئے نقصان دہ اور مضر ہوتی ہے اور دین و مہذب کا حامی خود خدا ہے، ﴿فلاتاس ﴾

۷ ضدی مزاج اور ہٹ دھرم افراد کے لئے افسوس کرنا جائز نہیں ہے ﴿فلاتاس ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۶۹

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَ النَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ یقینا جو لوگ مومن ہیں، یہودی، صابی اور نصرانی ہیں، جو بھی (اپنے زمانے میں) خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لے آیا اور نیک کام انجام دیئے ان پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ ۳۶

نکتہ:

حضرت امام رضا علیہ اسلام کے فرمان کے مطابق "صائبین" ستارہ پرست ہیں۔ (تفسیر اطیب البیان)

آیت کا تعلق ان لوگوں کے ایمان اور عمل صالح سے ہے جو اپنے دور کے دین کے پیروکار تھے اور نئے دین کے آجانے کے بعد، انہیں چاہیئے کہ خدا کی نئی شریعت پر ایمان لے آئیں ورنہ تو ان کے بعد میں آنے والے انبیاء کی بعثت کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ یہودی، نصرانی اور دوسرے لوگ مسلمانوں کی طرح اسلام پر ایمان لے آئیں اور اعمال صالح بجا لائیں تو ان پر کسی قسم کا خوف اور غم نہیں ہوگا۔

۱۔ قوم پرستی، نسل پرستی اور ہر قسم کا مذہبی تعصب قطعاً ممنوع ہے ﴿من امن باللہ ﴾

۲۔ تمام آسمانی ادیان میں سعادت کا معیار صرف اور صرف "ایمان اور عمل صالح ہے" نہ تو خالی خولی دعوے ہیں اور نہ ہی کسی خاص اسم سے موسوم ہونا۔

۳۔ ایمان اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ﴿امن--- وعمل ﴾

۴۔ سکون و اطمینان صرف ایمان اور عمل صالح کے زیرسایہ حاصل ہوتا ہے ﴿فلاخوف ﴾ ---)

آیت ۷۰

﴿لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ط كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ یقینا ہم نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا اور ان کی طرف رسول بھیجے، جب بھی کوئی پیغمبر ان کے پاس کوئی (پیغام اور) بات لے آیا جو ان کی منشا کے خلاف تھی تو کچھ کو تو انہوں نے جھٹلا دیتے اور کچھ کو قتل کر دیتے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ:

اس آیت میں "یثاق" سے مراد شاید وہی عہد و پیمان ہے جو سورہ بقرہ/۹۳ اور سورہ آل عمران / ۸۱ میں گزر چکا ہے۔ لوگوں کی مرضی اور منشاء کے خلاف انبیاء کی دعوت، اولیاء خدا کی تکذیب، لوگوں کی پیمان شکنی اور اولیاء اللہ کی شہادت کا تذکرہ اور وہ بھی ایسی آیات میں جو مقام غدیر خم میں علی علیہ السلام کے منصب امامت و خلافت پر فائز ہونے کے بارے میں نازل ہونے والی آیت کے بعد، کوئی اتفاقی بات نہیں ہے۔ اسی طرح یہ آیت جو پیمان غدیر خم کے بعد کی آیت ہے، اور اس سورت کا آغاز بھی عقود و پیمان کو پورا کرنے " سے ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر کئی پیام مضمر ہیں۔

پیام:

۱۔ عہد شکنی، پیغمبر کشی، تکذیب اور ہٹ دھرمی بنی اسرائیل کی خصوصیات رہی ہیں۔

۲۔ انبیاء کرام علیھم اسلام کی تکذیب کا سرچشمہ نفسانی خواہشات ہیں ﴿بما لاتھوی ﴾ ۔۔۔)

۳۔ بنی اسرائیل میں صرف حضرت موسیٰ ہی نہیں کئی دوسرے انبیاء بھی گزر چکے ہیں ﴿رسلا ﴾

۴۔ بنی اسرائیل کی تاریخ سے واقفیت سے ایک تو ان کے حقائق سے واقفیت ہوتی ہے دوسرے ان کے واقعات سے عبرت حاصل ہوتی ہے تیسرے اس سے مسلمانوں کو خبردار کیا جاتا ہے اور چوتھے سب لوگوں کے لئے خطرے کی گھنٹی بھی ہے۔

۵۔ تمام انبیاء علیھم اسلام یا تو جھٹلائے گئے ہیں یا پھر انہوں نے جام شہادت نوش کیا ہے ﴿فریق کذبوا وفریقایقتلون ﴾

۶۔ بگڑے ہوئے خراب معاشرے میں یا تو اللہ والوں کی ذات کو قتل کیا جاتا ہے یا پھر ان کی شخصیت کو۔ ﴿قتل۔ تکذیب ﴾

آیت ۷۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿وَ حَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ﴾

ترجمہ۔ اور (یہودی چونکہ خود کو برتر اور اولیاء اللہ سمجھتے تھے لہٰذا) انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ ان کے لئے کوئی فتنہ اور آزمائش نہیں ہوگی۔ لہٰذا وہ (حقائق کو دیکھنے سے) اندھے اور (حقائق کو سننے سے) بہرے ہو گئے۔ پھر خدا نے اپنا لطف و کرم ان کی طرف پلٹا دیا اور ان کی توبہ قبول کر لی۔ لیکن پھر بھی ان میں سے بہت لوگ (آیات الٰہی کو دیکھنے اور سننے سے) اندھے اور بہرے ہو گئے۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

نکتہ:

بنی اسرائیل سمجھتے تھے کہ خدائی آزمائشات اور قہر و غضب کا تعلق صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک تھا۔ اب وہ بات نہیں رہی۔ اس لئے وہ مادی زندگی، آسائش طلبی میں سرگرم ہو گئے اور آیات خداوندی سے اپنا تعلق منقطع کر لیا۔

پیام:

۱۔ کبھی بھی فتنوں (خدا کی آزمائش، اس کے قہر و غضب اور شرک کی آلودگیوں) سے غافل نہیں ہونا چاہئے ﴿وحسبوا الاتکون فتنة﴾

۲۔ غرور، تکبر، خیال گمان، انسان کو اندھا اور بہرہ اور صحیح شناخت سے محروم کر دیتے ہیں۔ ﴿عموا---﴾

۳۔ کسی کو یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ امتحان کے بغیر کسی مقام و منصب پر فائز ہو جائے گا۔ ﴿حسبوا الاتکون فتنة﴾

۴۔ خداوند عالم کا لطف و کرم اس حد تک ہے کہ انسان کی عذر خواہی کے بغیر بھی اس کے پاس آپہنچتا ہے ﴿تاب الله﴾

۵۔ خداوند کریم تو مہربان ہے لیکن انسان ضدی اور ہٹ دھرم ہے ﴿تاب الله عليهم ثم عموا﴾

۶۔ توبہ شکنی بنی اسرائیل کے کرتوتوں میں سے ایک ہے ﴿تاب الله عليهم ثم عموا﴾

۷۔ اگرچہ انسان بعض اوقات اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے لیکن خداوند عالم ہمیں اچھی طرح دیکھ رہا ہوتا ہے، ﴿والله بصير﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سورہ مائدہ آیت ۷۲

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِ يْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ط اِنَّه مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ط وَما لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کہا: "حضرت مسیح بن مریم ہی خدا ہیں" یقیناً وہ کافر ہو گئے ہیں (وہ ایسا کیوں کہتے ہیں جبکہ خود حضرت عیسیٰ نے کہا: اے بنی اسرائیل! اس خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ یقینی بات یہ ہے کہ جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا، خدا اس پر بہشت حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے۔

نکتہ:

انجیل مرقس باب ۱۲ آیت ۲۹ میں حضرت عیسیٰ نے لوگوں کو توحیدِ الٰہی کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا ہے: "ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے"

انجیل میں باب ۶ آیت ۲۴ میں بھی یوں آیا ہے کہ "محال ہے کہ انسان کے دو آقا اور دو محبوب ہوں۔ اور وہ خدا کی بھی خدمت کرے اور کسی دوسرے کی بھی!"

پیام:

۱۔ انحراف، کج فکری اور گمراہی کا جواب دو ٹوک انداز میں دینا چاہئے۔ ﴿لقد ﴾

۲۔ غلو، اور خدا کے حصول کا عقیدہ خواہ خدا کے بہترین بندے کے قالب کے بارے میں کیوں نہ ہو، کفر ہے ﴿کفر ﴾

۳۔ جو لوگ حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھتے ہیں وہ کافر، مشرک، ظالم اور بہشت سے محروم ہیں۔

۴۔ جو شخص شکم مادر سے باہر آئے وہ کیونکر خدا ہو سکتا ہے؟ ﴿مسیح بن مریم ﴾

۵۔ مدعی سست گواہ چست کا مصداق نہ بنو، خود حضرت عیسیٰ تو خدا کی توحید پرستی کی دعوت دیں اور تم عیسیٰ کو خدا ماننے لگو ﴿قال المسیح--- ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ مشرک ہرگز بہشت نہیں جائے گا۔ ﴿فقد حرم اللہ---﴾

۷۔ غیر خدا کی عبادت کا سوچنا بھی مقام انسانیت پر ظلم ہوتا ہے ﴿للظالمین﴾

۸۔ یہ خیال دل سے نکال دو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جان کا نذرانہ دے کر تمہاری نجات کی ضمانت دے دی ہے۔ این خیال است و محال است و جنون، ﴿وما للظالمین من انصار﴾

آیت ۷۳

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَامِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

ترجمہ۔ جن لوگوں نے یہ کہا کہ "خدا تین (خداؤں میں) سے تیسرا خدا ہے" وہ یقیناً کافر ہو گئے جبکہ خداوند یکتا کے علاوہ اور کوئی خدا ہے ہی نہیں۔ اور اگر وہ اس بات سے باز نہیں آتے جو کہتے ہیں تو یقیناً دردناک عذاب کافروں کو آلے گا۔

نکتہ:

گزشتہ آیت میں حضرت عیسیٰ کے قالب میں خداوند یگانہ کے حلول کے گمراہ کن عقیدہ کی نفی کی گئی ہے اور اس آیت میں "تثلیث" کے گمراہ کن عقیدہ کو باطل کیا جا رہا ہے۔ چونکہ دونوں شرک ہیں اور ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جانا چاہئے۔ اور عیسائیوں دانشوروں کی جدید تحقیق کے مطابق "تثلیث" کا عقیدہ علمی لحاظ سے قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر المیزان)

پیام:

۱۔ اسلام، تمام آسمانی ادیان اعتقادات کی اصلاح کا ذمہ دار ہے۔

۲۔ شرک اور کئی خداؤں (تثلیث) کا ماننا کفر ہے، ﴿لقد کفر﴾ ---)

۳۔ ایسی یاوہ گوئی کی سزا ملتی ہے جو جان بوجھ کر، دشمنی کی بنا پر اور کوتاہی کی وجہ سے کی جائے۔ ﴿کفروامنھم﴾

۴۔ عذاب سے پہلے تنبیہ ضروری ہے ﴿وان لم نیتھوا﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ کفر و شرک کا انجام، عذاب ہے ﴿عذاب الیم ﴾

آیت ۷۴

﴿اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَہ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ ٥

ترجمہ۔ آیا وہ خدا کی طرف واپس نہیں لوٹتے اور (اپنی غلطیوں کی) خدا سے معافی نہیں مانگتے؟ جبکہ خداوند عالم بخشنے والا مہربان ہے۔

پیام:

۱۔ غلط اور گمراہ عقیدوں سے توبہ کرنی چاہئے ﴿افلاتیوبون ﴾

۲۔ گمراہ اور منحرف لوگوں کو خدا کی بخشش اور رحمت کا ذکر کرکے سیدھے راستے کی دعوت دو ﴿واللہ غفور رحیم ﴾

۳۔ کفر اور شرک جیسے گناہ بھی توبہ اور خدا کی توحید پر عقیدہ رکھنے سے بخشے جاتے ہیں۔

۴۔ خدا بخشتا بھی ہے اور اپنی رحمت بھی نازل کرتا ہے ﴿غفور رحیم ﴾

۵۔ عذاب کے ساتھ ساتھ (جیسا کہ گزشتہ آیت میں ہے) توبہ کرنے والوں کے لئے رحمت کا ذکر بھی ہے۔

آیت ۷۵

﴿مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ط وَ اُمُّہ صَدِیْقَۃٌ ط کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ ط اُنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَھُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ مسیح بن مریم کو رسول کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں۔ ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں بہت سچی تھیں اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ (اے پیغمبر!) آپ دیکھئے کہ ہم اپنی نشانیاں کس طرح بیان کرتے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ یہ لوگ (حق سے) کس طرح بھٹکتے پھرتے ہیں۔

نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین دلائل کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا نہیں ہیں۔

الف: شکم مادر سے باہر آئے ہیں اور مریم کے بیٹے ہیں۔

ب: ان کی طرح کے اور پیغمبر بھی گزر چکے ہیں وہ کوئی اکیلے پیغمبر نہیں ہیں۔

ج: انہیں بھی دوسرے لوگوں کی طرح کھانے اور زندگی کی ضروریات کی دوسری چیزوں کی ضرورت رہتی ہے اور اپنے زور بازو سے لقمہ نان حاصل کرتے ہیں اور کسی طرح کی قدرت کاملہ کے مالک نہیں ہیں کہ خدا ہوتے، جسے کھانے کی ضرورت ہوتی ہے وہ غذا کا خالق نہیں بن سکتا۔ یہ قرآن کا واضح اور عمومی بیان ہے۔

پیام:

۱۔ (معجزہ جیسی) بعض خصوصیات یا مستثنیات کا حامل ہونا کسی کے خدا ہونے کی دلیل نہیں ہوتا۔ دوسرے انبیاء بھی معجزے پیش کیا کرتے تھے یا آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے تھے (قد خلت من قبلہ الرسل)

۲۔ حضرت مریم "ولیتہ اللہ" ہیں۔ قرآن، عورت کی تعظیم کرتا ہے اور حضرت مریم کو "صدیقہ" کہتا ہے۔ ایک اور آیت میں ہے کہ حضرت مریم، کلمات اللہ کی تصدیق کرتی تھیں اور عبادت گزاروں میں سے تھیں۔ ﴿صدقت بکلمات ربھا و کتبہ و کانت من القانئین ﴾،) سورہ تحریم/۱۲۔

۳۔ موت، تمام انبیاء کے لئے حتمی ہے۔ ﴿قد خلت ﴾

۴۔ خدا کا نہ جسم ہے نہ کسی سے پیدا ہوا ہے، نہ کسی کا محتاج ہے نہ کسی مکان میں ہے، جبکہ حضرت عیسیٰ ان سب چیزوں کے حامل ہیں، کہاں ضرورت مند ہونا اور احتیاج رکھنا اور کہاں خدا ہونا؟

۵۔ اگر عناد اور دشمنی ہی اصل بنیاد ہو تو واضح سے واضح اور روشن سے روشن دلائل بھی بیکار ہوتے ہیں ﴿کیف نبین--- انی یوٴفکون ﴾

آیت ۷۶

﴿قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِن دُوْنِ اللہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللہُ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ آیا خدا کے علاوہ ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تو کسی نفع کی مالک ہیں اور نہ ہی نقصان کی؟ اور خداوند عالم ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پیام:

۱۔ کسی کی عبادت اور پرستش کا محور، ضروریات کا پورا کرنا، منفعت کا حصول اور مضرات کا دور کرنا ہے۔ اور غیراللہ تو تمہاری کوئی بھی ضرورت پوری نہیں کرتے۔ ﴿اتعبدون ﴾ ۔۔۔)

۲۔ مضرات کا دور کرنا، منفعت کے حصول پر مقدم ہوتا ہے ﴿ضرا و الانفعا ﴾

۳۔ مشرک کی راہوں کے باطل ہونے کے لئے اپنے ضمیر اور اپنی عقل کی طرف رجوع کرو! ﴿اتعبدون ﴾

۴۔ خدا کے علاوہ تمہارے دوسرے معبود تو تمہاری باتوں کے سننے اور ضروریات کو سمجھنے سے بھی عاجز ہیں تو انہیں پورا کیسے کر سکتے ہیں؟ جبکہ خداوند عالم سننے والا اور جاننے والا ہے۔ ﴿السمیع العلیم ﴾

آیت ۷۷

﴿قُلْ یَآ ہْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْا اَھْوَآ ءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴾

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں (ناحق) غلو (حد سے تجاوز) نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے خود بھی گمراہ ہو چکے ہیں اور بہتیروں کو گمراہ بھی کر چکے ہیں اور (اب بھی) حق کی راہ سے منحرف ہو چکے ہیں۔

نکتہ:

اس آیت سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ کو خدا جاننے کا عقیدہ ایک طرح کا غلو ہے جو سابقہ امتوں کے مشرکانہ افکار سے اخذ کیا گیا ہے۔ سورہ برائت کی ۳۰ ویں آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کا غلو، کفار کے ان عقائد سے ملتا جلتا ہے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ تمام ادیان کی نظریاتی سرحدوں کو محفوظ رہنا چاہیئے اور شخصیتوں کے بارے میں غلو ممنوع اور ناجائز ہے ﴿لاتغلوا ﴾

۲۔ رہبر، دین و مذہب اور ملت کی تصویر ہوتا ہے لہٰذا اس کے بارے میں غلو کرنا دین میں غلو کے مترادف ہوتا ہے (گزشتہ آیات کے پیش نظر جن میں بتایا گیا ہے کہ عیسائی حضرت مسیح کو خدا جانتے ہیں)

۳۔ افراط اور تفریط دونوں ممنوع ہیں ﴿لاتغلوا ﴾

۴۔ اگر خدا کے دین اور اولیاء اللہ کے بارے میں غلو ممنوع ہے تو دوسرے لوگوں کے بارے میں مبالغہ آرائی بھی جائز نہیں ہے۔

۵۔ اندھی تقلید ممنوع ہے ﴿ولاتتبعوا ﴾

۶۔ غلو کا سرچشمہ، نفسانی خواہشات ہیں ﴿لاتغلوا--- لاتتبعوا اھواء ﴾ ---)

۷۔ غلو صرف حضرت عیسیٰ ہی بارے میں نہیں تھا، بعض یہودیوں نے بھی حضرت "عزیر" کے بارے میں غلو کیا اور انہیں خدا کا بیٹا جانا ﴿یاھل الکتٰب ﴾

۸۔ قدیمی اور پرانے علم و ہنر کی قدروقیمت ہے، لیکن نفسانی خواہشات پر مبنی پرانے لوگوں کے نظریات اور عقائد کی کوئی قدروقیمت نہیں ہے ﴿ضلوامن قبل ﴾

آیت ۷۸

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ م بَنِیْٓ اِسْرَآ ءِيْلَ عَلَى لِسَانِ دَاودَ وَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ط ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ جو لوگ بنی اسرائیل سے کافر ہو گئے ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی ہے (انبیاء کی یہ نفرین اور لعنت) ان لوگوں کے گناہوں اور حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔

نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اس لئے لعنت کی کہ ان لوگوں نے ہفتہ کے دن تعطیل کے دوران احکام خداوندی کی خلاف ورزی کی۔ اور حضرت عیسیٰ نے اس لئے ان پر لعنت کی کہ ان لوگوں نے اپنے اطمینان قلب کی خاطر آسمانی مائدہ کی درخواست کی اور حضرت عیسیٰ کی دعا کی وجہ سے وہ زمین پر اترا انہوں نے اس سے کھایا بھی لیکن پھر کفر اختیار کر لیا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر لعنت بھیجی۔ (تفسیر نمونہ)

پیام:

۱۔ بنی اسرائیل اونچی اور برتر نسل سے نہیں ہیں ﴿لعن﴾

۲۔ انبیاء کی دعا قبول ہوتی ہے ﴿علی لسان﴾

۳۔ انبیاء ہمیشہ شفیع ہی نہیں ہوتے، کبھی لعنت بھی بھیجا کرتے ہیں۔

۴۔ گناہ اور حد سے تجاوز اللہ کی لعنت کا سبب ہوتے ہیں ﴿بماعصوا﴾

۵۔ حد سے تجاوز اور قانون شکنی بنی اسرائیل کا شیوہ تھا ﴿کانوایعتدون﴾

۶۔ اے میرے محبوب پیغمبر! آپ نہ گھبرائیں، بنی اسرائیل نے بھی گزشتہ انبیاء کے دل خون سے بھر دیئے تھے۔

سورہ مائدہ آیت ۷۹

﴿كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾

ترجمہ۔ (حضرت داؤد اور جناب عیسیٰ کی بنی اسرائیل پر لعنت اس لئے تھی ان لوگوں نے گناہ اور حد سے تجاوز کیا تھا اور) وہ جو بھی برا کام کرتے تھے اس سے ایک دوسرے کو نہیں روکتے تھے، اور کس قدر برا کام تھا جو وہ انجام دیتے تھے۔

نکتہ:

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "بنی اسرائیل کے نیک لوگ گناہ کی محفلوں میں شریک نہیں ہوا کرتے تھے لیکن مجرموں اور گناہگاروں کے ساتھ ہنستے مسکراتے اور ان سے انس و محبت کرتے تھے" (اس لئے عذاب میں بتلا ہوئے)

(ملاحظہ ہو تفسیر نورالثقلین)

پیام:

۱۔ جو معاشرتی برائیوں کے بارے میں لاتعلق رہے وہ انبیاء کی زبانی ملعون ہے، ﴿لعن--- لا یتناھون ﴾

۲۔ نہی عن المنکر صرف دین اسلام سے مخصوص نہیں ﴿کانوالاتینا ھون ﴾

۳۔ نہی عن المنکر ہر ایک کے لئے برابر کا فریضہ ہے ﴿لایتناھون ﴾

۴۔ بنی اسرائیل اوریہودیوں میں برائیاں پھیل چکی تھیں ﴿منکر فعلوہ ﴾

سورہ مائدہ آیت ۸۰

﴿تَرٰی كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنَّ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) ان (بنی اسرائیل) میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھو گے جو (مومنین کی بجائے) کفار سے محبت کرتے ہیں، انہیں دوست بناتے ہیں اور اپنا سرپرست سمجھتے ہیں۔ کس قدر بری چیز کو ان کا نفس (قیامت کے لئے) آگے بھیجتا ہے کہ خدا کی ناراضگی ان پر حاکم ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

نکتہ:

اس آیت میں بنی اسرائیل کے ملعون ہونے کی ایک اور دلیل پیش کی گئی ہے کہ یہ لوگ کفار کے ساتھ دوستی اور ولایت کی پینگیں بڑھائے ہوئے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ کفار کی ولایت کو اپنانا، خدا کے غیض و غضب اور ناراضگی کا موجوب ہے۔

۲۔ اہلِ کتاب، کفار کے تسلط اور دوستی کو تو قبول کر لیتے ہیں لیکن اسلام کے ساتھ کسی قسم کا رابطہ رکھنا گوارہ نہیں کرتے۔ (انہوں نے ایک مرتبہ تو یہ تک بھی کہہ دیا کہ "ھٰولاء اھدیٰ من الذین امنوا" یعنی مشرکین کا راستہ تو مسلمانوں سے بہتر ہے) ملاحظہ ہو تفسیر مجمع البیان

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۸۱

﴿وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴾

ترجمہ۔ اور اگر وہ خدا، پیغمبر اور جو کچھ پیغمبر کی طرف نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لے آئے تو پھر ہرگز کافروں کو اپنا سرپرست اور دوست نہ بناتے۔ لیکن ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں۔

نکتہ:

اس آیت کے کئی مصداق ہو سکتے ہیں۔

الف۔ اگر یہودی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی کتاب تورات پر حقیقی معنوں میں ایمان لے آتے تو مشرکین کو ہرگز اپنا ولی قرار نہ دیتے۔ (تفسیر آلوسی)

ب۔ اگر کفار اور مشرکین مسلمان ہو جاتے تو یہودی ان کے ساتھ تعاون اور ہم کاری نہ کرتے۔ (تفسیر المیزان)

ج۔ اگر اہل کتاب یا منافقین یا خود مسلمان صحیح معنوں میں خدا اور رسول پر ایمان رکھتے تو کفار کو اپنا ولی نہ بناتے۔

پیام:

۱۔ اہلِ کتاب کا ایمان لانا اس قدر بعید ہے کہ اس بارے میں صرف آرزو ہی کی جا سکتی ہے۔ ﴿ولو ﴾

۲۔ ہر وہ مشرک، منافق یا اہل کتاب جو دل کی گہرائیوں سے خدا اور رسول پر ایمان لے آئے کبھی اس بات کے لئے حاضر نہیں ہوتا کہ غیر اللہ کی ولایت کا چولا اپنے گلے میں ڈالے۔

۳۔ ایمان اور کفار کی ولایت کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں، سازشی عناصر جو کفار کے تسلط اور غلبہ کو قبول کئے ہوتے ہیں بے دین اور فاسق ہیں۔

۴۔ فسق، ایمان سے مانع ہوتا ہے ﴿لوکانوا یو منون--- ولکن--- فاسقون ﴾

۵ فسق اور بے ایمانی کفار کا تسلط قبول کرنے کا موجب ہیں۔

۶۔ مختلف قسم کے گمراہ لوگوں کے درمیان تعلقات کا اہم سبب ان کا کفر ہے، ان میں سے جو بھی اس حدود سے نکلے گا، دوسرے اسے فوراً چھوڑ دیں گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۷۔ جو مدار حق سے نکل جائے گا، طاغوتوں اور کافروں کی گرفت میں چلا جائے گا۔ (فسق کے معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے)

آیت ۸۲

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصٰرٰى ط ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾

ترجمہ۔ (اے پیغمبر!) تم یقیناً مومنین کا سر سخت ترین دشمن یہودیوں اور مشرکین کو پاؤ گے، اور (اس کے برعکس) مومنین کے ساتھ دوستی کے لحاظ سے ان سب میں سے زیادہ قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ (دوستی) اس وجہ سے ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ عالم اور راہب (عابد) ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

نکتہ:

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں کہ: یہ آیت نجاشی بادشاہ حبشہ اور اس ملک کے دوسرے عیسائیوں کا وہ حسن سلوک ہے جو انہوں نے "ہجرت حبشہ" کے مہاجرین کے ساتھ روا رکھا۔ اور یہ ہجرت بعثت کے پانچویں سال حضرت جعفر طیار (ابن ابی طالب) کی سرکردگی میں عمل آئی۔ چنانچہ بعثت میں کچھ مسلمان حضرت جعفر طیار کی قیادت میں رسول پاک کے حکم سے مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ پہنچے اور وہاں کے بادشاہ نجاشی نے پناہ دی اور وہ مشرکین اور ان کے دوسرے ہم پیمان لوگوں کی ایذارسانیوں سے محفوظ رہے۔

یہودیوں کی کیفیت تو یہ تھی کہ انہوں نے پیغمبر اسلام کے اس قدر عظیم معجزے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اخلاق کو بھی ملاحظہ کیا لیکن پھر بھی ایمان نہ لائے، بلکہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے کئی طرح کی عہد شکنی کی اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے رہے۔ جبکہ اس کے برعکس حبشہ کے نصرانی علماء نے سورہ مریم کی چند آیات کو سن کر گریہ بھی کیا اور مسلمانوں کی حمایت بھی کی (تفسیر مجمع البیان)

"قسیس" عربی میں نصرانی علماء کو کہتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ دشمنانِ اسلام اور غیر مسلمین کی درجہ بندی ہونی چاہیئے۔ اور ہر ایک کے ساتھ اس کے درجہ کے مطابق سلوک ہونا چاہیئے۔

۲۔ تمہاری تبلیغ کا زیادہ تر رخ عیسائی حکومتوں کی طرف ہونا چاہیئے۔

۳۔ عیسائی اگرچہ تثلیث جیسے گمراہ عقیدہ کے حامل ہیں لیکن ان کی قبولیت حق کے لئے آمادگی زیادہ ہوتی ہے۔

۴۔ کسی معاشرے کی ترقی کے تین بنیادی ستون ہیں۔ ۱۔ علما اور دانشمند افراد (قسیس) عبادت اور پرہیزگاری (رہبان) اور غیر متکبرانہ مزاج۔

۵۔ مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں کی پرانی دشمنی چلی آ رہی ہے۔

۶۔ یہودی، اسلام کے سخت ترین دشمن ہیں۔

آیت ۸۳

﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾

ترجمہ۔ اور جب وہ (عیسائی) ان آیات کو سنتے ہیں جو پیغمبر پر نازل ہوئی ہیں تو تم ان کی آنکھوں کو دیکھو گے کہ امر حق کے پہچاننے کی وجہ سے آنسو اس زور سے بہتے ہیں جیسے گویا جام چھلک رہا ہو۔ اور کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لا چکے۔ پس تو ہمیں گواہوں کے ساتھ لکھ دے۔

نکتہ:

مسیحیوں کے اشک شوق کا ایک نمونہ تو اس وقت دیکھنے میں آیا جب جناب جعفر طیار نے حبشہ میں نجاشی کے سامنے سورہ مریم کی کچھ آیات کی تلاوت کی۔ اور دوسرا اس وقت جب کچھ عیسائی حضرت جعفر طیار کے ہمراہ مدینہ آئے اور سورہ یٰس کی کچھ آیات کو سنا۔ (تفسیر نمونہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:

۱۔ جن لوگوں کے دل حق بات قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں تو وہ صرف حق بات سن کر ہی منقلب ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو نا اہل ہوتے ہیں وہ آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے) ﴿اذاسمعوا ﴾

۲۔ اشک شوق اگر معرفت کے ساتھ ہوں تو یہ کمال کی علامت ہوتے ہیں ﴿مماعرفوا﴾

۳۔ انسان کی روح اور فطرت، حق و حقیقت کی شیدائی ہوتی ہیں جب بھی انہیں اپنے معشوق کا وصال ہوتا ہے فوراً اشک شوق جام چشم سے چھلک اٹھتے ہیں۔

۴۔ ایمان اور اقرار، معرفت کی بنیاد پر ہونا چاہیئے۔ ﴿مماعرفوا ﴾

۵۔ سو سالہ راہ کو ایک ہی مرتبہ طے کرنا قابل قدر ہے۔ "سننا" ﴿سموا ﴾۔ "پہچان لینا" ﴿عرفوا﴾ "اقرار کر لینا" ﴿آمنا ﴾اور "آملنا" ﴿مع الشٰهدين ﴾

۶۔ ایمان اور اقرار کے ساتھ ہی دعا موثر ہوتی ہے ﴿آمنا فاکتبنا ﴾

۷۔ عارضی اور وقتی ایمان بے سود ہے، پائیدار اور دائمی ہونا چاہیئے ﴿فاکتبنا ﴾

۸۔ اہل ایمان آخری دم تک اپنی عاقبت بخیر ہونے اور ایمان کے محفوظ رہنے کے بارے میں ہر وقت متفکر رہیں اور دعا کرتے رہیں۔ ﴿فاکتبنا ﴾

آیات ۸۴ تا ۸۶

﴿وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَ نَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ه فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَ ذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ه وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُوْلٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴾

ترجمہ۔ اور (کہتے ہیں کہ) ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم خدا پر اور (ہر) اس حق پر ایمان نہ لائیں جو (اس کی طرف سے) ہمارے پاس آچکا ہے اور اس بات کی امید رکھیں کہ ہمارا پروردگار ہمیں نیک بندوں کے ساتھ (بہشت میں) پہنچا دے گا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پسند خداوند عالم نے انہیں اس بات (اور گواہی) کے صلہ میں ایسے باغات عطا فرمائے کہ جن (کے درختوں) کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ اور نیکی کرنے والوں کی یہی جزا ہے۔

اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا ہے، وہ جہنمی ہیں۔

نکتہ:

جو لوگ حق بات سمجھ لینے کے بعد مردانہ وار اور صدق دل سے فراخدلی کے ساتھ اس کا اعتراف کر لیتے ہیں اور اپنے دین و ہم مسلک لوگوں کی پروا نہیں کرتے، وہ بہترین اور نیک لوگ ہیں۔ اس لئے کہ ایک تو وہ خود اپنے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور اس طرح کہ اپنے آپ کو جہنم سے نجات دلاتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ اپنے اقرار کے ساتھ دوسروں کے لئے نیکی کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

پیام:

۱۔ ارتقائی مراحل میں سے ایک مرحلہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنے ضمیر کی طرف لوٹ آئے اور اپنے ضمیر سے سوال کرے۔ ﴿ومالنا---﴾۴۷

۲۔ خارجی اثرات اور اعمال کے ذریعہ ہی بہشت کی توقع رکھی جا سکتی ہے ﴿دامن القسومن﴾

۳۔ صرف مسلمان قوم ہی، صالح اور شائستہ قوم ہے ﴿مع القوم الصٰلحین﴾

۴۔ خدا پر ایمان، وحی پر ایمان سے ہٹ کر نہیں ہے ﴿باللہ وما جائنا﴾

۵۔ ایمان کی جزا بہشت اور کفر و تکذیب کی سزا جہنم ہے۔

آیت ۸۷

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾

ترجمہ۔ اے ایماندارو! پاک و پاکیزہ چیزوں کو جو خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اپنے اوپر حرام نہ کرو، اور حد سے آگے نہ بڑھو، یقیناً خدا حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ:

ایک دن سرکار ختمی مرتبت نے روز قیامت اور عرصہ محشر کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمایا جس کا لوگوں پر زبردست اثر ہوا اور بہت گریہ کاری ہوا اوران میں انقلاب برپا ہوگیا ان میں سے کچھ لوگوں نے تہیہ کر لیا کہ اب کے بعد نہ تو وہ اچھا کھانا کھائیں گے، نہ ہی آرام و راحت کریں گے روزے رکھیں گے، اپنی بیویوں سے جدا رہیں گے، رات کو کم سے کم سوئیں گے۔ اور پھر اس پر انہوں نے قسم بھی کھا لی۔

اس بات کی اطلاع سرکار رسالت کی بارگاہ تک پہنچی تو آپ نے لوگوں کو مسجد میں اکٹھا ہونے کا حکم دیا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: "میں کھانا کھاتا ہوں رات کو سویا کرتا ہوں، اپنی بیویوں سے الگ تھلگ نہیں رہتا، ہمارا دین گوشہ نشینی اور رہبانیت کا دین نہیں ہے، میری امت کی رہبانیت جہاد ہے، لہذا جو شخص میری سنت کے خلاف کرے گا، وہ مجھ سے نہیں ہے"

کچھ لوگوں نے عرض کیا: ہم نے جو قسمیں کھا رکھی ہیں ان کا کیا بنے گا؟" اس پر بعد کی آیات نازل ہوئیں۔

پیام:

۔ اسلام دین و آئین فطرت ہے اور فطرت کشی حرام ہے ﴿لاتحرموا طیبتا﴾

۔ گوشہ نشینی، رہبانیت (سادھوازم) افراط اور تفریط ممنوع ہے۔ ﴿لاتحزوا﴾

مسلمان تو امر الٰہی کا فرمانبردار ہے از خود حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتا۔

۔ حلال خوراک، حلال پوشاک اور حلال لذات انسان کے لئے ہی پیدا کی گئی ہیں ﴿حکم﴾

۔ حلال چیزوں سے استفادہ کرنے میں اسراف سے کام نہ لو ﴿لاتعتداوا﴾

۶۔ جو نذر، عہد اور قسم قرآن کی صریح نہی کے خلاف ہو اس کا کوئی اعتبار اور قدر و قیمت نہیں ہے۔

آیت ۸۸

﴿وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلاً طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْنَ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور جو پاک و پاکیزہ روزی اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے اس سے کھاؤ اور اس خدا سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

نکتہ:

قرآن مجید میں عام طور پر جہاں بھی "کلوا" کا لفظ آیا ہے اس کے ساتھ دوسری شرائط اور احکام بھی موجود ہیں۔ مثلاً

﴿کلوا--- واشکروا ﴾ (کھاؤ۔۔۔ اور (خدا کا) شکر کرو)

﴿کلوا--- ولاتطغوا ﴾ (کھاؤ۔۔۔ اور سرکشی نہ کرو)

﴿کلوا--- واعملوا ﴾ (کھاؤ۔۔۔ اور نیک کام کرو)

﴿کلوا--- واطعموا ﴾ (کھاؤ۔۔۔ اور دوسروں کو کھلاؤ)

﴿کلوا--- ولاتتبعوا خطوات الشیطان ﴾ ۔ (کھاؤ۔۔۔ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو)

حدیث پاک میں ہے کہ: "اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا پاک و پاکیزہ رزق معین کیا ہے، جب وہ حرام کی طرف رخ کرتے ہیں تو ان کے حلال رزق کا حصہ کم ہو جاتا ہے (از تفسیر اطیب البیان)

پیام:

۔ حلال چیزوں سے استفادہ، تمہارے ایمان کے منافی نہیں ہے ﴿یایھا الذین امنوا--- کلوا ﴾ ۔)

۔ غذائی مسائل میں خوب غور و فکر سے کام لو ﴿حلالا، طیبا، واتوا ﴾

۔ تمہارا رزق خدا کے ہاتھ میں ہے لہٰذا جلدبازی، حرص اور حرام خواری سے دور رہو۔ ﴿رزقکم اللہ ﴾

۔ تقوا ایمان کی علامت ہے ﴿واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون ﴾

آیت ۸۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ط فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ط ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ط وَ احْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری بے ہودہ (اور بغیر ارادہ کے کھائی جانے والی) قسموں کا مواخذہ نہیں کرے گا، لیکن جو قسمیں تم نے (تہہ دل سے) پختہ کرکے کھائی ہیں ان کا مواخذہ (ضرور) کرے گا۔ پس اس (قسم توڑنے) کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو اس کا اوسط قسم کا کھانا ہے یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا ہے یا ایک غلام کا آزاد کرنا ہے۔ پس جو شخص ایسا نہیں کرسکتا تو تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب بھی تم قسم کھاؤ۔ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو (اور ان کا کفارہ ادا کرو) اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیات کو بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

نکتہ:

بے ہودہ قسمیں وہ ہوتی ہیں جو:

قصد اور توجہ کے بغیر بے مقصد غصے اور طیش کی حالت میں غلط مقاصد کے لئے خلاف شرع کاموں کے لئے۔۔۔ کھائی جائیں۔ اس قسم کی قسموں کا کفارہ نہیں ہوتا۔ لیکن قصد اور ارادے کے تحت اور مفید کاموں کے لئے کھائی جانے والی قسموں کی پابندی ضروری ہوتی ہے ورنہ کفارہ کی ادائیگی ضروری ہو جاتی ہے۔

قسم کے کفارہ کے بارے میں بیان ہونے والی ایک قسم مسکینوں کو کپڑے پہنانا بھی ہے، جو ہر قسم کی پوشاک خواہ وہ سردی کے لئے ہو یا گرمی کے لئے مردوں کے لئے ہو یا عورتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

"اوسط" (متوسط اور درمیانہ قسم) کے لفظ کی بعض لوگوں نے بہترین اور عمدہ قسم کی غذا کے معنی کے ساتھ تفسیر کی ہے۔ جیساکہ سورہ نٓ و القلم کی ایک آیت ہے کہ "قال۔ اوسطھم" یعنی ان کے بہترین اور بالاترین شخص نے کہا۔

پیام

۱۔ اسلام ایک آسان دین ہے اور غیر حتمی قسم کی قسموں کے لئے کفارہ مقرر نہیں کیا۔ ﴿لایؤاخذکم﴾ ۔۔۔)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۔ اسلام میں مالی جرمانہ بھی ہے ﴿اطعام--- اوکسوتھم ﴾ ---)

۳۔ اعتدال پسندی اور عدالت کی ہر جگہ حتیٰ کہ جرمانے کی نوعیت میں بھی اپنی قدر و قیمت ہے ﴿من اوسط ﴾ ۔)

۴۔ جرمانہ، افراد کی مالی حالت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ ﴿تطعمون اھلیکم ﴾

۵۔ جرمانے اور کفارہ میں افراد کی روزمرہ اور معمول کی متوسط زندگی کو پیش نظر رکھنا چاہیئے نا کہ استثنائی ایام کی زندگی کو ﴿من اوسط ﴾

۶۔ کفارہ کی ادائیگی میں فقراء کی شخصیت اور ان کے دلوں کو نہ توڑو اور انہیں اپنے خاندان کے افراد سمجھو۔ ﴿اھلیکم ﴾

۷۔ ایک عالمی اور پائیدار دین کے قوانین اور سزاؤں کے جرمانوں میں بھی وسعت ہونی چاہیئے۔ مثلاً غلام کا آزاد کرنا یا غریبوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے پہنانا۔ ان میں سے جو بھی اور جس کے لئے بھی اور جہاں پر بھی قابل عمل ہو اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

۸۔ مجرم پر جرمانے کی راہیں تنگ نہ کرو اور اسے جرمانہ کی نوعیت (خوراک، لباس یا غلام کی آزادی) میں اختیار دو۔

۹۔ اپنی قسم توڑنے کی جرأت کی تلافی روزے کی سختی یا جرمانہ کی ادائیگی سے کرو۔ اسلام میں جرمانہ کی ادائیگی اور کفارہ انسان سازی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

۱۰۔ اسلام نے غلاموں کی آزادی کے لئے ہر فرصت سے استفادہ کیا ہے ﴿تحریر رقبۃ ﴾

۱۱۔ قسم اور خدا کے مقدس نام کی حرمت کا خاص خیال رکھو یا تو قسم نہ کھاؤ، اگر قسم کھاؤ تو پھر اس پر عمل کرو یا پھر کفارہ ادا کر کے اس کی تلافی کرو ﴿واحفظوا ایمانکم ﴾

۱۲۔ ہم اپنی قسموں کے جوابدہ ہیں، سرمایہ دار یہ نہ سمجھیں کہ انہیں حق حاصل ہے جب چاہیں قسم کھا لیں اور جرمانہ ادا کر دیں۔ ﴿واحفظوا ایمانکم ﴾

۱۳۔ جس شخص میں مالی توانائی نہیں ہے وہ جسمانی توانائی کو خرچ کرے ﴿فصیام ثلثۃ ایام﴾

آیت ۹۰

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اے ایماندارو! شراب، جوا، بت اور قرعہ کے تیر تو پلیدی اور شیطانی کاموں میں سے ہیں لہٰذا تم ان سے اجتناب کرو ہو سکتا ہے کہ تم فلاح پا جاؤ۔

نکتہ

عربوں کو شعر، شراب اور جنگ سے خاصی وابستگی تھی اور شراب کی حرمت کا حکم بتدریج نازل ہوا۔

پہلے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ خرما اور انگور سے رزق و روزی بھی حاصل ہوتی ہے اور مست کرنے والی چیزیں بھی ہیں (نحل/۶۷) یہ اشارہ مست کرنے کی طرف جو اس کی برائی کو بیان کر رہا ہے۔ پھر جوا اور شراب کے فوائد اور فوائد سے زیادہ گناہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (بقرہ/۲۱۹) پھر آیت نازل ہوئی کہ مستی کی حالت میں نماز نہ پڑھو (نسأ/۴۳) اور آخر میں زیرنظر آیت نازل ہوئی جس نے شراب کو نجاست، شیطانی کام اور حرام قرار دے دیا۔

"خَمر" اور "خُمر" کا ایک ہی رشتہ ہے۔ جن کا معنی ہے "چھپانا" اسی لئے عورت کے مقنعہ کو "خِمار" کہتے ہیں کیونکہ وہ سر کے بالوں کو چھپاتا ہے۔ اور شراب عقل پر پردے ڈال دیتی ہے۔

"یَسر" کو "یُسر" (آسانی) کے لفظ سے لیا گیا ہے۔ چونکہ جوابازی میں لوگ کسی قسم کی تکلیف اور زحمت اٹھائے بغیر جوا کے ذریعہ رقوم اور پیسے کو حاصل کرتے ہیں۔

"ازلام" زمانہ جاہلیت میں لکڑیوں کے ذریعہ قرعہ اندازی کی ایک قسم ہے جس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے (مائدہ/۳) مزید تفصیل کے لئے مفصل تفاسیر کا مطالعہ کیا جائے)

پیام

۱۔ ایمان اور شرانجواری باہم سازگار نہیں ہیں ﴿امنوا--- رجس فاجتنوبه ﴾

۲۔ شراب اور جوا، بت پرستی کے مترادف ہیں ﴿الخمر و الميسر و الانصاب ﴾۴۸

۳۔ اسلام کے اوامر و نواہی دلیل اور حکمت کے بغیر نہیں ہیں ﴿رجس فاجتنوبه ﴾

۴۔ نہ صرف شراب نہ پیو بلکہ اس کے نزدیک بھی نہ پھٹکو۔ (اسی لئے "ل ﴿اتشربوا ﴾ " کی بجائے "اجنبوا" کہا ہے)

۴۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ صاف ستھری اور پاک و پاکیزہ غذا انسان کی سعادت کے لئے موثر ہے ﴿فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾

آیت ۹۱

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾

ترجمہ۔ شیطان تو بس چاہتا ہی یہی ہے کہ شراب اور جوا کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور کینہ ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم (ان تمام برائیوں کی وجہ سے) باز آجاؤ گے؟

نکتہ

اعداد و شمار کی رو سے بہت سے قتل، جرائم، ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں گاڑیوں کا ٹکرا جانا، طلاقیں، ذہنی اور اندرونی بیماریاں وغیرہ شراب کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں لیکن قرآن مجید نے اس کی حرمت کے فلسفہ کی دو بنیادی وجوہات پیش کی ہیں۔ ایک تو اجتماعی اور معاشرتی نقصان اور دوسرا معنوی نقصان (مثلاً عداوت اور نماز، یاد خدا سے غفلت)

پیام و نکات

۱۔ فلسفہ احکام کا بیان کلام کے موثر ہونے والے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ ﴿انما یرید﴾ ۔۔۔)

۲۔ کینہ کو وجود میں لانے والے تمام ذرائع سے نبرد آزما رہنا چاہیئے۔

۳۔ جو بھی تحرک یا جو بھی شخص لوگوں کے درمیان عداوت اور کینہ کا سبب بنتا ہے شیطانی ہے۔

۴۔ جو بھی کام یاد خدا اور نماز سے غفلت کا سبب بنتا ہے شراب اور جوئے کی مانند ناپسندیدہ ہے۔

۵۔ جہاں پر کینہ اور عداوت پیدا ہوں وہاں پر بہتر ہے کہ مالی اور مادی منفعت سے دستبرداری اختیار کر لینا ضروری ہے۔ خواہ یہ منفعت کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو!

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ روحانی اور معنوی نقصانات، جسمانی اور مادی نقصانات سے زیادہ اہم ہیں۔ (اگرچہ شراب سے جسمانی نقصانات بھی ہوتے ہیں لیکن قرآن نے زیادہ زور عداوت اور یاد خدا اور نماز سے غفلت پر دیا ہے)

آیت ۹۲

﴿وَ اَطِیْعُو اللّٰہَ وَ اَطِیْعُو الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْ ا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾

ترجمہ۔ اور خدا کی اطاعت کرو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو۔ پس اگر تم نے روگردانی کرلی (اور اطاعت نہ کی) تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر پر واضح اور روشن پیغام پہنچانے کے علاوہ اور کوئی (ذمہ داری) نہیں ہے۔

پیام و نکات

۱۔ حضرت رسول خدا کے سرکاری اور سیاسی احکام، فرامین الٰہی کی مانند ہیں جن کی اطاعت واجب ہے ﴿اطیعوا اللہ﴾ کے ساتھ ساتھ اطیعوا الرسول ہے)

۲۔ واضح اور روشن طریقہ سے دعوت، جزو نبوت لیکن التماس اور چاپلوسی ہرگز نہیں۔ ﴿فان تولیتم---علی رسولنا البلاغ المبین﴾

۳۔ انسان، راستے کے انتخاب میں آزاد ہے ﴿فان تولیتم﴾

۴۔ نافرمانی اور روگردانی کرکے اپنی ذات کے علاوہ کسی اور کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ﴿انما علی رسولنا البلاغ المبین﴾

آیت ۹۳

﴿لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوالصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَاٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک کام انجام دیئے ہیں ان پر کوئی جرح نہیں ہے کہ جو وہ (حرام ہونے سے پہلے) کھا چکے ہیں۔ اگر وہ تقویٰ اختیار کریں۔ اور ایمان دار ہوں، (اور اس ایمان پر پائیدار ہوں) نیک اعمال بجا لائیں پھر

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

(حرام کردہ چیزوں سے) پرہیز کریں اور (ان کی حرمت پر) ایمان رکھیں پھر (حرام سے) پرہیز کریں اور نیکی کے کام کریں، اور خداوند عالم تو نیکی کا کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

دو نکات:

۱۔ شراب کو حرام کرنے والی آیت کے نزول کے بعد بعض مسلمان ان لوگوں کے بارے میں دریافت کرنے لگے جو شراب پیتے تھے اور ان سے پہلے فوت ہو چکے تھے، یہ آیت اسی کے جواب میں نازل ہوئی۔

۲۔ آیت میں دو مرتبہ ایمان اور عمل کو بیان کیا گیا ہے دو بار تقویٰ اور ایمان کو اور ایک مرتبہ تقویٰ اور ایمان کو۔ چنانچہ بعض مفسرین کے بقول یہ اس لئے کہ ہے کیونکہ ایمان اور تقویٰ کے مقامات، مراحل اور درجات مختلف ہیں اس لئے ان کا تکرار کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو تفسیر نمونہ) بعض مفسرین کہتے ہیں کہ: ان کا تکرار دراصل ایمان اور تقویٰ کے تسلسل کو بحال رکھنے کے لئے ہے۔

پیام

۱۔ جو مومنین اور صاحبان تقویٰ اس حکم سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں ان کی اس بارے میں غلطی قابل عفو ہے۔

۲۔ انسان اس دنیا میں جو چیزیں استعمال کرتا ہے اگر ان کے ساتھ "ایمان"، "عمل"، "تقویٰ" اور "احسان" وہ تو حلال ہیں وگرنہ کفران نعمت ہے۔

۳۔ مادیات اور دنیا سے استفادہ کرتے وقت آخرت اور معنویات پر توجہ رکھنی چاہئے۔

۴۔ تقویٰ انسان کے لئے ایسے ہے جیسے انسانی جسم میں موجود رگوں میں خون ہوتا ہے۔

یعنی: استفادہ کرتے وقت تقویٰ ﴿طمعوا اذاما اتقوا﴾

مذہب و مکتب میں تقویٰ(﴿ثم اتوا و امنوا﴾

خدمت میں تقویٰ ﴿ثم اتقوا و احسنوا﴾

۵۔ آیت کہتی ہے کہ: کہاں سے لائے ہو؟ ﴿تقویٰ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کہاں اور کس لئے خرچ کر رہے ہو؟ ﴿عمل صالح ﴾

معاشرہ کے کچلے اور پسے ہوئے طبقہ یعنی محرومین کے ساتھ تمہارا کس حد تک تعلق ہے؟ ﴿احسان ﴾

آیت ۹۴

﴿یٰاَیُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُہ اَیْدِیْکُمْ وَ رِمَا حُکُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُہ بِالْغَیْبِ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہُ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴾

ترجمہ۔ اے ایماندارو! یقینا خداوند عالم تمہیں کسی ایسے شکار کے ذریعہ آزماتا ہے جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے جا پہنچتے ہیں اور یہ (آزمائش) اس لئے ہے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ کون شخص باطنی طور پر اس سے ڈرتا ہے (اور اس کا فرمانبردار ہے اور شکار نہیں کرتا) لہٰذا اس کے بعد جو شخص حد سے تجاوز کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

نکات:

۱۔ ایام حج اور احرام کی حالت میں حاجی کو شکار کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، انہی ایام میں بعض اوقات شکار کا جانور انسان کے اس حد تک نزدیک آجاتا ہے کہ انسان جھپٹ کر اسے اپنے قابو میں لا سکتا ہے لیکن خدا کی آزمائش اس بات میں ہے کہ حاجی اس کا شکار نہ کرے۔

۲۔ قرآن مجید میں "پیٹ کا مسئلہ" خدا کی آزمائشوں میں سے ایک آزمائش بیان ہوا ہے۔ اور اس کے کئی نمونے بیان ہوئے ہیں۔

الف: حضرت آدم اور جناب حوا غذا کے مسئلہ میں شکست کھا گئے۔ (جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے " ﴿لا تقربا ھذہ الشجرۃ ﴾ "یعنی اس درخت کے نزدیک مت جانا۔

ب: بنی اسرائیل ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار کے شکست کھا گئے۔

ج: بنی اسرائیل کے لئے خدا کے مقرر کردہ ایک دینی رہبر نے دریا سے گزرتے وقت اپنے لشکر والوں کو حکم دیا کہ دریا سے پانی نہیں پینا، لیکن سوائے معدودے چند لوگوں کے سب نے اس سے پیا۔ " ﴿فشربوا منہ الاقلیلاً ﴾ "

د: روزہ رکھنا بھی بذات خود ایک آزمائش ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ھ: حالت احرام میں شکار کے جانور کا حاجی کے قریب آجانا کہ جس کے شکار کا اسے حق حاصل نہیں ہے۔ آزمائش ہے۔

و: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری باوجودیکہ آپ سے اس قدر معجزات ملاحظہ کر چکے تھے پھر بھی وہ خدا کا امتحان کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آسمانی مائدہ کی درخواست کی۔ اور خدا نے بھی وہ مائدہ کا نازل فرمایا: البتہ ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دے دی کہ اس کے نازل ہو جانے کے بعد جو کفر اختیار کرے گا اسے عذاب دیا جائے گا۔ (اسی سورہ کی ایک سو پندرھویں آیت)

پیام

۱۔ امتحان و آزمائش خداوند عالم کا ایک قطعی اور قدیمی طریقہ کار ہے ﴿لیبلونکم ﴾

۲۔ آزمائش و امتحان ہوتا ہی مومنین کا ہے ورنہ کفار کا تو کوئی دعویٰ ہی نہیں ہوتا۔ ﴿یا یھاالذین امنوا لیبلونکم ﴾

۳۔ خوف خدا کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب گناہ کے ذرائع موجو ہوں اور انسان گناہ نہ کرے۔ ﴿تناله ایدیکم ﴾

۴۔ ضروری نہیں ہے کہ جو چیز تمہارے ہاتھوں تک پہنچ جائے وہ حلال بھی ہو اور اس پر تمہاری روزی بھی۔ ﴿تناله ایدیکم ﴾

۵۔ تقویٰ کا دارومدار باطنی خوف پر ہے نا کہ ظاہری حیا و شرم پر ﴿یخافه بالغیب ﴾

۶۔ جو حاجی کئی کئی دن تک اور کئی کئی میل تک جنگلوں اور بیابانوں میں حق تعالیٰ کے عشق میں جلتا رہتا ہے بعض اوقات اسے ایک چھوٹا سا شکار پچھاڑ دیتا ہے اور حق تعالیٰ کی نافرمانی تک جا پہنچتا ہے۔

۷۔ ذمہ داری پیغام پہنچ جانے کے بعد عائد ہوتی ہے۔ ﴿بعد ذالک ﴾

۸۔ بعض اوقات شکار کا شمار بھی حد سے تجاوز کے زمرہ میں آتا ہے۔

۹۔ جس سرزمین میں حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل کی ذات کے بارے میں درگزر سے کام لیا وہاں پر تم بھی ایک شکار سے درگزر سے کام لو۔

۱۰۔ خود شکار کا دردناک عذاب نہیں ہے بلکہ عذاب کا موجب قانون شکنی ہوتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۹۵

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوْا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ط وَمَنْ قَتَلَه مِنْکُمْ مُعْتَمِدًا فَجَزَآءُ مِثْلَ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْکُمُ بِه ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ ھَدْیًا بٰلِغَ الْکَعْبَةِ اَوْ کَفَّارَةٌ طَّعَامُ مَسٰکِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِکَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَ بَالَ اَمْرِه ط عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَمَنْ عَادَفَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ط وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُوْا انْتِقَامٍ ﴾ o

ترجمہ۔ اے ایماندارو! احرام کی حالت میں شکار نہ کرو۔ اور تم میں سے جو شخص جان بوجھ کر شکار کو قتل کرے گا تو اس کی سزا اور کفارہ چوپالوں میں سے اسی جیسا جانور ذبح کرنا ہے ۔ اور (اس جیسا ہونے کے لئے) دو عادل گواہ فیصلہ کریں گے ۔ (یہ جانور) ایک ہدیہ اور قربانی ہے جو کعبہ تک جا پہنچے ۔ (وہیں پر ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت وہاں کے غریبوں کو ملے) یا ذبح شدہ شکار کے برابر کفارہ ہے جو مسکینوں کے دیا جائے یا اس کے برابر روزے رکھے۔

(یہ تین طرح کا کفارہ اس لئے ہے) تاکہ شکاری اپنے کئے ہوئے شکار کا مزہ چکھے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری اس سے قبل کی خلاف ورزیوں کو معاف کر دیا ہے (جب تک کفارہ کا قانون نہیں آیا تھا) اور جو شخص (شکار کے قتل کا) اعادہ کرے گا خدا ہی اس سے انتقام لے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ ناقابل شکست اور انتقام لینے والا ہے ۔

پیام

۱۔ حرم کعبہ کا امن و امان اور اس کی حفاظت کرنی چاہئیے خواہ جانوروں کے لئے ہی ہو ۔ ﴿لا تقتلوا الصید ﴾

۲۔ عمل سے زیادہ خطرناک جان بوجھ کر برائی کا قصد کرنا ، اس کا سوچنا اور اسے ہدف قرار دینا ہے۔ ﴿متعمدا﴾

۳۔ سزا منصفانہ ہونی چاہئیے ۔ ﴿مثل ما ﴾

۴۔ سزا اور جرمانہ کا اجرا سوچ سمجھ کر اور خوب غور و خوض کے ساتھ ہونا چاہئیے۔ ﴿یحکم به ذواعدل ﴾

۵۔ جرمانی کی ادائیگی کے لئے مجرم کا ہاتھ کھلا چھوڑنا چاہئیے۔ (قربانی دے یا کھانا کھلائے یا روزے رکھے) اور اس کی جسمانی اور مالی توانائیوں کو پیش نظر رکھنا چاہئیے۔

۶۔ کعبہ کے باہر گناہ کے ارتکاب کا کفارہ بھی کعبہ کے باہر ہی ادا کرنا چاہئیے۔ ﴿بالغ الکعبة ﴾

۷۔ خدا کی طرف سے مقرر کردہ جرمانے تربیت کا پہلو رکھتے ہیں اور انسانی غرور کو توڑتے ہیں ﴿وبال امره ﴾

۸۔ قوانین کا اجراء رسمی طور پر قوانین کے اعلان کے بعد ہوتا ہے ﴿عضی اللہ عماسلف ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۹۔ گناہ کا تکرار، زبردست اور سخت سزا کا موجب بن جاتا ہے ﴿ومن عماد ﴾ ---)

آیت ۹۶

﴿اَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُه مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ط وَاتَّقُوْا اللهَ الَّذِیْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾ ہ

ترجمہ۔ دریا کی شکار اور اس کی غذا تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہے۔ (یہ شکار اور خوراک) تمہارے لئے اور قافلہ والوں کے لئے زاد راہ ہے۔ اور جب تک تم احرام کی حالت میں ہو خشکی کا شکار تمہارے لئے حرام ہے۔ اور اس خدا سے ڈرتے رہو جس کی طرف تمہیں محشور ہونا ہے۔

ایک نقطہ:

اس آیات کی رو سے احرام کی حالت میں دریا کی شکار اور اسکی غذا کا استعمال جائز ہے۔ لیکن صحرائی جانوروں کا شکار اور ان کی غذا کا استعمال حرام ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر مجمع البیان اور دیگر فقہی کتابیں)

پیام

۱۔ احرام والے شخص کے لئے تمام راہیں بند نہیں کی گئیں ﴿احل ----حرم ﴾

۲۔ دریائی شکار یا غذا صرف ساحل نشینوں کے ساتھ خاص نہیں ہے ﴿ولسیارة ﴾

۳۔ ساحل نشینوں کو دریا سے استفادہ کرنے میں اولویت ضروری حاصل ہے ﴿لکم و للسیارة ﴾

۴۔ کسی چیز کا حلال یا حرام کرنا ہمیشہ کے لئے ذاتی نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات زمان اور مکان کی کیفیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تاریخ اور جغرافیہ کے پیش نظر احکام الہیٰ متٔوثر ہوں ﴿وانتم حرم ﴾

۵۔ قیامت اور معاد پر ایمان ہی تقوی کا موجب ہوتا ہے ﴿واتقو اللہ الذی الیہ تحشرون ﴾

۶۔ انسانی آبادی کا کثرت سے اژدھام اور عبادی وسیاسی مراسم کی ادائیگی کو جانوروں کی نسل یا درختوں کی تباہی کا موجب نہیں ہونا چاہئیے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۹۷

﴿جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِلنَّاسِ وَ الشَّھْرَ الْحَرَامَ والْھَدْیَ الْقَلَائِدَ ذٰلِکَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾ ۔

ترجمہ۔ خداوند عالم نے کعبہ حرمت والے گھر کعبہ کو لوگوں کے لئے امر کے قیام کا ذریعہ قرار دیا ہے اور (اسی طرح) حرمت والا مہینہ اور بے نشان قربانیوں اور نشاندار قربانیوں کو بھی (لوگوں کے امر کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے) یہ سب اس لئے ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور خداوند عالم ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

نکات:

"قیام" پائیداری کا ذریعہ ہے جس طرح خیمہ کے لئے ستون اس کی پائیداری کا ذریعہ ہوتا ہے (سفطہ ہو مفردات راغب)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کعبہ کو اس لئے "بیت الحرام" کہا گیا ہے کہ وہاں پر کفار کا داخلہ حرام ہے۔ (تفسیر نور الثقلین)

کسی امر کے قائم اور پائیدار ہونے کے لیے چند چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ۱۔مرکزیت۔ ۲۔ امن و امان ۳۔ غذا اور خوراک۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ تینوں چیزیں کعبہ بیت الحرام میں مقرر فرما دی ہیں۔ کہ یہ جگہ مرکز مسلمین بھی ہے۔ وہاں ہر کسی کو کسی قسم کے جھگڑے فساد کی اجازت بھی نہیں۔ اور قربانی کا گوشت مسلمان کی غذا بھی ہے۔

"ھُدی" بغیر نشانی والی قربانی کو کہتے ہیں اور "قلائد" نشانی والی قربانیوں کو حرمت والے مہینے چار ہیں ۱۔ رجب ۲۔ ذیقعد ۳۔ ذی الحجہ اور ۴ محرم کو ان مہینوں میں جنگ ممنوع اور حرام ہے۔

اس مقام پر مسلمانوں کا لاکھوں کا اجتماع جس میں نہ تو کسی قسم کا سرکاری پرٹوکول ہوتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی امتیاز روا رکھا جاتا ہے ایک مقدس مقام پر لفظی اور عملی جدال اور نزاع سے پاک موحول اسلام کے امتیازیں سے ایک ہے۔ اور اگر ہم حج کی دوسری برکتوں کو بھی مد نظر لے آئیں یعنی حج پر جاتے وقت یا حجاج کی واپسی پر ان سے ملاقات کے موقع پر مسلمانوں کا ایک دوسرے سے معافی طلب کرنا، اپنے گناہ بخشوانا، ایام حج میں تجارت کی رونق، خمس و

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

زکات کی ادائیگی، معارف الہیٰ اوررنگ و نسل کا امتیاز کئے بغیر مختلف قوموں کی ایک دوسرے آشنا کی، سب لوگوں کا توحید کے قدیم ترین مرکزمیں اجتماع، گریہ وزری صحرائے عرفات و شعرمیں توبہ کرنا اور وہاں پر قیامت کی یاد دلوں میں رونا ' سیاسی مشقیں اورکفارے اظہاربرائت اوراس قسم کی دوسری برکتوں کو نظر میں لے آئیں تو ہمیں اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ حج کے یہ تمام جچے تلے پروگرام اور منصوبے ۔ خدا کے ایسے بے پایاں علم سے عمل میں آئے ہیں جو کائنات کی ہرچیز سے آگاہ ہے او رمحدود علم ہرگزاس قسم کے ہر کشش قوانین جاری نہیں کر سکتا۔

پیام

۱۔ "کعبہ" سب کے لئے ہے ﴿للناس ﴾

۲۔ مسلمانوں کا ثبات اور ان کی زندگی حج سے وابستہ ہے ﴿قیاماللناس ﴾

۳۔ امور کے قیام کے لئے اجتماعیت ' وحدت اور عبادت (کعبہ) قدس اورحرمت ﴿بیت الحرام ﴾امن اور سکون (الشھرالحرام) نشاندار اور بے نشان کام ﴿ھدی و قلائد ﴾اوربقدرضرورت غذا اور خوراک ضروری ہے

۴۔ کعبہ جو کہ حرمت والاگھر ہے سادہ پتھروں سے بنایا گیاہے اوریہ اس کی معنوی قدرو قیمت کی دلیل ہے ۔

۵۔ قانون سازی اورقوانین کے نفاذکا حق اسے حاصل ہوتاہے جو تمام کائنات سے آگاہ ہوتاہے ﴿یعلم مافی السموت و مافی الارض ﴾

۔ احکام الہٰی کا سرچشمہ اس کا بے پایاں اوربیکراں علم ہے ۔ اگر تمہیں ان احکام کا فلسفہ نظر نہ آئے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ احکام ہی نا مناسب ہیں ۔ اس لئے کہ وہ خود انہی سے آگاہ ہے ۔ ﴿ذالک لتعلموا ﴾

۷۔ خدائی قوانین کے بعض اسرار ورموز مستقبل میں واضح ہوں گے اور سمجھ میں آئیں گے ﴿تعلموا﴾

۸۔ مسجد ہو یا قربانگاہ دونوں قیام و پائیداری کا موجب ہیں ﴿کعبہ ، ھدی ﴾

آیت ۹۸، ۹۹

﴿اِعْلَمُوْآ اَن اللّهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - مَاعَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّهُ يَعْلَمُ مَاتُبْدُوْنَ وَ مَاتَكْتُمُوْنَ ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا وند عالم سخت عذاب دینے والا ہے اور اللہ تعالی یقینا بخشنے والا اور مہربان ہے۔
پیغمبر پر سوائے (احکام الٰہی کے) پہنچانے کے اور کچھ نہیں اور اللہ تعالی جانتا ہے جو کچھ کہ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

پیام

۱۔ تشویق و ترغیب اور تہدید و دھمکی ساتھ ساتھ ہونی چاہئیے ﴿شدید العقاب ، غفورر حیم ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۰۶

ی ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَ ا حَضَرَ اَحَدُكُمَ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اِثْنٰنِ ذَوَاعَدْلٍ مِنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِّنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَانَشْتَرِى بِهٖ ثَمَنًا وَلَوْ كَا نَ ذَاقُرْبٰى وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴾ ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! جب تم میں سے کسی شخص کے پاس موت (کی نشانی) آپہنچے تو اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو وصیت کے وقت شہادت اور گواہی کے لئے بلاؤ۔ اور اگر سفر کی حالت میں ہو اور موت کی مصیبت تمہارے پاس آجائے (اور کوئی مسلمان گواہ بھی نہ ہو) تو اپنے غیر(دینی) افراد کو گواہی کے لیے بلاؤاور اگر تمہیں ان (کی صداقت)میں شک ہو تو نماز کے بعد انہیں اپنے پاس روکے رکھو تا کہ وہ خدا کی قسم کھائیں کہ ہم حق کو کسی قسمت پر بیچنے کے لئے تیار نہیں ہیں خواہ تمہارے قریبی لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اپنی خدا الگتی گواہی نہیں چھپائے گے۔ (اگر ایسا نہیں کریں گے) تو اس وقت ہم گناہگاروں میں سے ہوں گے۔

ایک نقطہ

"ابن ابی ماریہ" نامی ایک مسلمان "تمیم" اور "عدی نامی دو عیسائی بھائیوں کے ساتھ تجارت کی غرض سے سفر پر گیا۔ اور دوران سفر بیمار ہو گیا۔ اس نے وصیت نامہ لکھ کر اپنے سفر کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا ۔ اور تمام مال و اسباب ان دو عیسائی بھائیوں کے حوالے کر دیا۔ تا کہ وہ اسے اس کے ورثا تک پہنچا دیں۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ان دونوں بھائیوں نے اس کے سامان میں سے مرحوم کے خط ملاحظہ کیا تو اس میں تمام اشیاء کی تفصیل درجہ تھی ۔ چناچہ انہوں نے ان سے تمام چیزوں کا مطالبہ کیا تو انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ ورثاء نے اس بات کی شکایت پیغمبر اکرم سے کی، تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

کافی کی حدیث کے مطابق آنحضرت نے ان دونوں عیسائیوں سے قسم لے کر انہیں بری کر دیا۔ لیکن جب خط کے ذریعے ان کا پول کھل گیا تو آنحضرت نے انہیں دوبارہ بلایا ، اور متوفی کے ورثاء نے قسم کھائی کہ او رمال بھی تھا ، لہذا ان سے وہ قیمتی واپس لے لیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام

۱۔ وصیت کے وقت مومن کو چاہئیے کہ اچھی طرح اور سوچ سمجھ کر تمام لازمی امور کو پیش نظر رکھے ﴿یا ایھاالذین امنوا ﴾

۲۔ موت سب لوگوں کے ایک جیسی ہے اور ہر ایک نے موت کا پیالہ پینا ہے ﴿احدکم ﴾

۳۔ قرب قوت وصیت کے لئے آخری فرصت ہے ﴿حضراحدکم الموت ----الوصیته ﴾

۴۔ حقوق الناس کی ادائیگی کے لئے گواہ ٹھہرایا کرو۔ ﴿شھادة بینکم ﴾

۵۔ حقوق الناس کی ادائیگی کے لئے ایک گواہ پر اکتفانہ کرو ﴿اثنان﴾

۶۔ حقوق الناس کے لئے ادا کرنے کے لئے ہر شخص پر اعتماد کرو ﴿ذو اعدل ﴾

۷۔ حقوق الناس کے ادا کرنے کے لیے مسلمان گواہ موجود نہ ہوں تو غیر مسلم کے ذریعہ بھی کام کو مستحکم کر سکتے ہو ﴿غیرکم﴾

۸۔ حقوق الناس کی رعایت ہر جگہ ضروری ہے اس کے لئے زمان اور مکان کی کوئی قید نہیں۔ ﴿ضربتم فی الارض ﴾

۹۔ حق کی ادائیگی کے لئے ہر قسم کے شک کو دور کرو ﴿ان ارتبتم ﴾

۱۰۔ قسم ۔ شک کے دور کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ (﴿یقسمان ﴾

۱۱۔ صرف "اللہ " کے نام سے کھائی جانے والی قسم قابل اعتماد اور فائدہ مند ہے ﴿باللہ ﴾

۱۲۔ ملزم کو ایک مناسب وقت تک روکے رکھنا ضروری ہے ﴿تحسبونھما ﴾

۱۳۔ حق کی ادائیگی کے لئے فرصت کے بہتر لمحات سے فائدہ اٹھانا چاہئیے ﴿بعد الصواة ﴾

۱۴۔ حصول زراور روپیہ پیسہ کا حصول گمراہ کرنے والے اسباب میں سے ایک ہے۔ ﴿ثمنا ﴾

۱۵۔ رشتہ داری اور قوم پروری بھی گمراہی کے اسباب میں سے ایک ہے ﴿ذاقربیٰ ﴾

۱۶۔ وحی کے ذریعہ جس "قسم نامہ " کا متن قرآن میں بیان ہوا ہے وہ صرف "حقوق الناس " کے بارے میں ہے۔ ﴿لا نشتری ﴾ ۔)

۱۷۔ حق پوشی' عادل کو فاسق کر دیتی ہے (" ﴿ذوا عدل ﴾ "تبدیل ہو جاتے ہیں "آثمین ! میں)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۰۷

﴿فَاِنْ عُثِرَ عَلَى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَ مَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

ترجمہ۔ پس اگر معلوم ہو جائے کہ (سفر میں غیر مسلوں نے) گناہ اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے (اور ان کی قسم ناحق تھی) تو دوسرے دو (مسلمان) شخص جو میت کے زیادہ قریبی ہیں اور ان پر ظلم ہوا ہے قسم کھائیں گے کہ ہماری (مسلمان وارثوں کی) گواہی ان دو (غیر مسلموں) کہ گواہی سے حق کے زیادہ قریب ہے (جن کی خیانت ظاہر ہو چکی ہے اور کہیں گے کہ) ہم نے (حق اور حد سے) تجاوز نہیں کیا۔ اور اگر تجاوز کریں گے تو یقینا ظالموں میں سے ہوں گے۔

ایک نقطہ

واضح یاد کہ میت کے ورثاء کی گواہی اور قسم ان معلومات کی بناء پر ہو گی جو پہلے سے میت کے اموال کے بارے میں سفر کے دوران یا اس کے علاوہ رکھتے ہیں۔

پیام

۱۔ تمہیں تجسس اور جستجو کا حق حاصل نہیں ہے لیکن اگر معلومات حاصل ہوجائیں تو پھر طریقہ کار بدل جائے گا (بقول مفردات راغب جستجو کئے بغیر حاصل ہونے والی معلومات کو "عثر" کہتے ہیں)

آیت ۱۰۸

﴿ذَلِکَ أَدْنَى أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَى وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللهَ وَاسْمَعُوا وَاللهُ لاَيَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ یہ (طریقہ کار بہتری کے) زیادہ قریب ہے کہ گواہی کو اچھے انداز میں پیش کریں یا انہیں خوف ہو کہ ان کے قسم کھانے کے بعد، قسمیں (میت کے ورثاء کی طرف) پلٹائی جائیں گی اور خدا سے ڈرتے رہو اور (اور اس کے فرامین کو) سنو، اور خداوند عالم فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

ایک نقطہ

یہ آیت گواہی دینے اور گواہ بنانے کے بارے میں اچھی طرح بوجھ سے کام لینے کے فلسفہ کو بیان کر رہی ہے جو اس سے پہلے کی دو آیات میں ذکر ہوا ہے، نماز کے بعد لوگوں کے سامنے قسم کھانا اس بات کا موجب بن جاتا ہے کہ گواہی سچی حقیقی اور واقعی ہو جھوٹی نہیں ہو گی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کی گواہی قابل قبول نہ ٹھہرے تو قسم اور گواہی نا قابل اعتبار ہو گی اور معاشرہ میں ان لوگوں کی رسوائی ہو گی۔

پیام

۱۔ ایسے مراسم اور تکلفات جو حقوق الناس کے ضائع ہونے سے روکتے ہیں قابل قدر ہوتے ہیں۔﴿ذلک ادنی ﴾

۲۔ گناہ سے بچانے کے اسباب میں سے ایک سبب معاشرہ میں رسوائی کا اندیشہ بھی ہے﴿او یخافو ا ن ترد ایمان ﴾

۳۔ رہن سہن ایسا اختیار کرو کہ کچھ لوگ تمہارے افطار و خیالات اور مال و دولت سے اس قدر باخبر ہوں کہ نا اہل اور نام عادل اپنی جھوٹی قسموں سے تمہاری کاوشوں کو ضائع مت کر سکیں۔ اور انہیں اس بات کا یقین ہو کہ اگر وہ غلط معلومات فراہم کریں گے تو ان سے بہتر لوگ صیح معلومات فراہم کر دیں گے۔﴿ترد ایمان بعد ایمانھم ﴾

۴۔ (اس قدر سختی کے باوجود بھی) تقویٰ اختیار کئے رہو۔

۵۔ غلط گواہی، فسق کی علامت ہے﴿واللہ لا یھدی القوم الفسقین ﴾

آیت ۱۰۹

﴿یَوْمَ یَجْمَعُ اللہُ الرُّسُلَ فَیَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لاَعِلْمَ لَنَا إِنَّکَ أَنْتَ عَلاَّمُ الْغُیُوبِ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ (یادکرو) اس دن (کو) جب خداوند عالم رسولوں کو جمع کرکے پوچھے گا کہ لوگوں نے تمہیں کیسا جواب دیا؟ تو وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں ہے تو ہی تمام غیبوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

ایک نقطہ

حقیقی علم صرف خدا ہی کے پاس ہے اور جو شخص بھی کوئی علم رکھتا ہے اسی کی طرف سے رکھتا ہے جس طرح کہ غیب کو صرف وہی جانتا ہے اور اس کا علم جسے چاہتا وہی خود عطا کرتا ہے۔

پیام

۱۔ قیامت کے دن انبیاء سے بھی سوال ہو گا کہ لوگوں کا تمہارے ساتھ کیسا رویہ رہا؟ ﴿ماذااجتبنم﴾

۲۔ انبیاء علیھم السلام کا علم، خدا کے علم کی نسبت نہ ہونے کے برابر ہے ﴿لا علم لنا﴾

آیت ۱۱۰

﴿إِذْ قَالَ اللهُ يَاعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْکَ وَعَلَى وَالِدَتِکَ إِذْ أَيَّدتُّکَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُکَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنْ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَى بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْکَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلاَّ سِحْرٌ مُبِينٌ﴾

ترجمہ۔ اس وقت (کو یاد کرو) جب اللہ تعالی نے حضرت سے فرمایا: میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں اور تمہاری والدہ کو دی۔ جب کہ میں نے "روح القدوس" کے ذریعہ تمہاری تائید کی کہ تم نے گھوارہ میں (معجزہ کے ساتھ) اور بزرگی میں (وحی کے ساتھ) لوگوں سے باتیں کیں۔ جب کہ میں نے تمہیں کتاب و حکمت انجیل کی تعلیم دی، اور اس زمانے (کو فراموش نہ کرو) جب تم میرے حکم کے ساتھ مٹی سے پرندے جیسے چیز بناتے اور اس میں پھونک مارتے تو وہ میرے حکم سے پرندہ ہو جاتا۔ اور میرے ہی اذن سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دیتے اور جبکہ میرے ہی اذن سے مردوں کو زندہ کرتے (اور قبر سے باہر نکالتے) اور اس وقت کو یاد کرو جب میں نے بنی اسرائیل (کے ظلم ۔۔۔ کے ہاتھ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

)کو ہیں نے تم سے روکے رکھا۔ جب کہ تم ان کے لیے واضح اور روشن دلائل لے آئے ۔ اور ان میں سے کافر لوگوں نے (معجزہ کے بارے میں) کہا یہ تو کھلم کھلا جادو کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے ۔

نکات

اس آیت سے لے کر سورت کے آخر تک کی تمام آیات حضرت عیسی کے بارے میں ہیں۔

اس آیت میں حضرت عیسی کے بارے میں خداوند کے لطف و کرم کی مختلف اقسام بیان کی گئی ہیں جن میں سر فہرست روح القدس کے ساتھ انکی تائید کو بیان کیا گیا ہے ۔

حضرت عیسی کی والدہ کو ملنے والی نعمت سے مراد شاید انہیں حضرت عیسی کے بارے میں ملنے والی خوشخبری اور ان کی فرشتوں کے ساتھ ہونے والی گفتگو ہو(ملاحظہ ہو سورہ آل عمران آیات ۴۵تا ۵۰ کہ جن کا آغاز و اذقالت الملائکہ یمریم سے ہوتا ہے)

پیام

۱۔ خداوند عالم کی اپنے اولیاء کو نعمتیں اور لطف و کرم کی یاددہانی حق کی راہ پر چلنے والے افراد کے لئے تسلی اوردل گرمی کا موجب ہوتی ہے۔

۲۔ انبیاء کو بھی خدا کی نعمتوں کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہئیے۔

۳۔ عورت ایسے مقام تک پہنچ سکتی ہے کہ اس کا تذکرہ انبیاء کے ساتھ ساتھ ہو(علیک و علی والدتک) بلکہ عورت او راس کا پیغمبر بیٹادونوں خدا کی " ایک آیت شمار ہوتے ہیں جیسا کہ ایک اور آیت میں ہے "و جعلنا ھا وا نبھاآیتہ ۔۔۔یعنی ہم نے اس (مریم) اور اس کے بیٹے (عیسی) کو ایک آیت قرار دیا ہے۔۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف ایک ہی گفتگو کے ساتھ اپنی نبوت کو بھی ثابت کردیا او راپنی والدہ کی عفت و عصمت کو بھی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ ارادہ الٰہی، تجربہ ،قدرت اور زمانے کے گزرنے کی ضرورت کو حل کر دیتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بغیر کسی تجربے، مشق او رزمانہ کے گزرنے کے طفلی میں بھی ٹھیک وہی باتیں کیں جو بڑھاپے میں کرتے رہے بچپن میں بچوں والی باتیں نہیں کیں۔ ﴿فی المھد و کھلا ﴾

۶۔ انبیاء کو عالم ہونا چاہئیے ﴿الکتاب ﴾صاحب بینش ہونا چاہئیے ﴿الحکمتہ ﴾سابق انبیاء کے فرمودات کے جانتے ہوں ﴿التو را ۃ ﴾اور جدید پیام کا حامل ہونا چاہئیے ﴿الانجیل ﴾

۷۔ تخلیق وپیدائش کی نسبت غیر اللہ کی طرف بھی دی جا سکتی ہے البتہ خدا کے اذن و حکم کے تحت۔ ﴿اذتخلق ﴾

۸۔ اذن الٰہی ، مجسمہ سازی کے جواز کا موجب بنا ہے ﴿باذنی ﴾

۹۔ خدا کے خاص بندے بھی ولایت تکوینی رکھتے ہیں ("تخلق" تنفخ،"برء اور تخرج کے ساتھ حضرت کو خطاب کیا گیا ہے)

۱۰۔ حضرت کے اعجاز میں جہاں ان کی مسیحائی کو عمل دخل حاصل ہے وہاں مجسمہ سازی کا ہنر بھی اپنی خاص اہمیت رکھتا ہے ﴿کھیئتہ الطیر--- فتنفخ ﴾

۱۱۔ حضرت عیسی کی مسیحائی نے جماد کو تو قوت پر ورز عطا کر دی لیکن بنی اسرائیل کے دلوں کو طاقت پرورزنہ دے سکی۔

۱۲۔ جہاں شرک کا اندیشہ ہوتا ہے وہاں توحید کا تکرار ضروری ہو جاتا ہے ("باذنی"کے کلمہ کا تکرار)

۱۳۔ جب خداوند عالم کو مردہ زندہ کرنے او ربیماروں کو شفا دینے کی قدرت عطا کرتا ہے تو لوگوں کا ان سے مدد مانگنا انبیاء اور ان کو رہنما و سیلہ قرار دینا بھی جائز ہونا چاہئیے۔ (توسل اور وسیلہ بنانے کے مخالفین سے ہمارا سوال ہے کہ آیا یہ ممکن ہے کہ خداوند عالم کسی کو قدرت تو عطا کرے لیکن لوگوں کو ان کی طرف توجہ کرنے سے روک دے؟

۱۴۔ "رجعت" اور مردوں کا زندہ کرنا اسی دنیا میں بھی رونما ہو چکا ہے۔ ﴿تخرج الموتیٰ ﴾

۱۵۔بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰ کو زک پہنچانے اور قتل کرنے کا ارادہ خدا کی طرف سے ناکام ہو چکا ہے ﴿کففت ﴾

آیت ۱۱۱

﴿وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ترجمہ۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب میں نے (عیسیٰ کے) حواریوں کی طرف وحی کی مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آؤ، تو انہوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں اور سر جھکا چکے ہیں۔

نکتہ

حواریوں کی طرف وحی سے مراد یا تو خود انہی کے دلوں میں الہام ہے یا حضرت عیسیٰ کے ذریعہ وحی کا پیغام ہے۔

پیام

۱۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ آمادہ دلوں کو الہام کرتا ہے۔

۲۔ خدا پر ایمان، رسول پر ایمان سے علیحدہ نہیں ہے ﴿لی وبرسولی ﴾

۳۔ جب ہدایت باطنی اور خدا کی طرف سے ہو تو گہری بھی ہوتی ہے اور وسیع تر اثر بھی کرتی ہے۔ ﴿اوحیت--- قالوا آمنا ﴾

۴۔ اندرونی طرف سے خدائی نور کے بغیر ہدایت یا تو بے اثر ہوتی ہے یا بہت ہی کم اثر اور ناپائیدار ہوتی ہے۔

۵۔ لوگوں کے خدا کے الہامات اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ انبیاء کی تصدیق و تائید کرتے ہیں ان کی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں ہوتے ﴿اوحیت--- آمنوا بی و برسولی ﴾

۶۔ باطنی ایمان کی نشانی، زبانی اقرار و اظہار ہوتا ہے وہ اس طرح کہ قلبی ایمان زبانی نعروں کا پشت پناہ ہوتا ہے ﴿واشھد باننا مسلمون ﴾

آیت ۱۱۲، ۱۱۳

﴿إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَاعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّکَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنْ السَّمَاءِ قَالَ اتَّقُوا اللهَ إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ -- قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنْ الشَّاهِدِينَ ﴾

ترجمہ۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب حواریوں نے کہا: اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! آیا تمہارا پروردگار (تمہاری دعا کے ساتھ) آسمان سے (غذا کا) دسترخوان ہمارے لئے اتار سکتا ہے؟ عیسیٰ نے کہا: اگر تم مومن ہو تو خدا سے ڈرو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

انہوں نے کہا: (ہمارا کوئی غلط نظریہ نہیں ہے اور ہم بہانہ گیری سے کام لے رہے ہیں بلکہ) ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کھائیں تاکہ ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور جان لیں (اور دیکھ لیں) کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم آسمانی دسترخوان پر گواہ رہیں۔

چند نکات

اس سورت کو اسی آسمانی دسترخوان کی درخواست کی وجہ سے "مائدہ" کہتے ہیں۔

"مائدہ" کا معنی غذا بھی ہے اور "دسترخوان" بھی کہ جس پر غذا ہوتی ہے۔

چونکہ ان کے سوال کا انداز کسی حد تک غیر مودبانہ اور مہذبانہ تھا، اسی لئے انہیں "اتقوا اللہ" کے ساتھ جواب ملا۔ ("یا روح اللہ" یا پھر "یا رسول اللہ" کہنے کی بجائے انہوں نے "یا عیسیٰ بن مریم" کہا۔ "آیا خدا مہربانی کرے گا؟" کی بجائے انہوں نے کہا "آیا خدا اتار سکتا ہے" اور "ہمارا پروردگار" کہنے کی بجائے "تمہارا پروردگار" کہا۔ جو غیر مہذبانہ انداز گفتگو ہے)

پیام

۱۔ اگر بری نیت نہ بھی رکھتے ہو لیکن کسی سے گفتگو کرتے وقت مخاطب کے احترام کو پیش نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے (" ﴿اتقوااللہ ﴾ " کے ساتھ جوا)

۲۔ مومن شخص کو زیب نہیں دیتا کہ وہ خدا کا امتحان کرے ﴿هل يستطيع؟ ﴾

۳۔ کسب و کار اور معاشی امور کو معجزہ سے وابستہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ تلاش و کوششیں اور توکل برخدا کرکے طبعی راستہ کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اور یہاں پر تو درخواست ہی صرف ایک وقت کے کھانے کی گئی ہے نا کہ ہمیشہ کے لئے غذا بھیجنے کی (مائدۃ)

۴۔ تقویٰ ایمان کی علامت ہے ﴿اتقوا الله ان كنتم مومنين ﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۵۔ اے رسول اسلام! آپ کو ان لوگوں سے زیادہ توقع وابستہ نہیں کرنی چاہیئے، باوجودیکہ حواریوں عیسیٰ کی طرف الہام بھی ہوتا تھا، ایمان اور اسلام کا اقرار بھی کرتے تھے پھر بھی ہم سے مفت کھانے اور اپنی حسب منشاء معجزہ کے بھی طلبگار ہوئے۔

آیت ۱۱۴

﴿قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللهُ مَّ رَبَّنَا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيرُ الرَّازِقِين﴾

ترجمہ۔ مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا: خداوندا! پروردگارا! ہم پر آسمان سے غذا کا دسترخوان بھیج تاکہ ہماری موجودہ اور آئندہ نسل کے لئے جشن و عید اور تیری نشانی قرار پائے، اور روزی عطا فرما کیونکہ تو بہترین روزی دینے والا ہے۔

ایک نکتہ

قرآنی دعائیں ہر مقام پر "ربنا" کے ساتھ شروع ہوتی ہیں لیکن اس آیت میں دو کلمات "﴿اللهم ربنا﴾ " کے ساتھ شروع ہورہی ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ ایک نہایت ہی اہم واقعہ ہے اور اس کا انجام بہت سخت ہے۔

پیام

۱۔ اولیاء اللہ کی طرف سے دعا، توسل اور تقاضائے حاجت جائز ہے۔

۲۔ انبیاء علیہم السلام کے تمام لوگ اور ہر دور کی نسلیں پیش نظر ہوتی ہیں ﴿لاولنا و اخرنا﴾

۳۔ خدائی نشانیوں سے ہمیشہ کے لئے سبق حاصل کرنا چاہیئے ﴿اولنا و اخرنا﴾

۴۔ قرآن کی رو سے عید اور جشن منانا جائز ہے (اولیاء اللہ کی ولادت اور رسول اکرم کی بعثت آسمانی مائدہ کے نزول سے کم اہمیت کی حامل نہیں)

۵۔ اللہ کے پیغمبر جناب عیسیٰ علیہ السلام دعا میں "کھانے کے مسئلے" کی بجائے مائدہ کے خدا کی نشانی ہونے کی طرف توجہ دی ہے ﴿آیۃ منک﴾

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶۔ مومنین کے عذر اور ان کی توجیہ کو قبول کرو۔ (اس سے پہلی آیت میں مائدہ کے نزول کا سبب بتایا گیا ہے۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آسمانی مائدہ (دسترخوان) کی طلب اور دعا کے ساتھ ان کی درخواست اور عذر کو قبول فرمایا)

۷۔ لوگوں کی پیش کش اور تقاضوں کو پورا کرنا چاہیئے (سابق آیت میں لوگوں کی طرف سے مائدہ کی درخواست کھانے اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے تھی۔ اور کھانے کو مقدم رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا سے مائدہ کی درخواست کی تاکہ عید و جشن بھی ہو اور لوگوں کو اطمینان بھی حاصل ہوجائے اور آیت و نشانی بھی قرار پائے اور لوگ اسے کھائیں بھی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے عید کے لفظ کا بھی اضافہ کیا اور نشانی ہونے کو کھانے کے مسئلہ پر مقدم کیا)

۸۔ دوسروں کی سبک اور توہین آمیز تعبیرات کو اصلاح کرکے بیان کرنا چاہیئے۔ (حواریوں کا سوال اس طرح تھا کہ "ھل یستطع ربک" کیا تیرا رب قدرت رکھتا ہے؟ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب دعا کی تو انہوں نے اس سے بلند تر مقصد کے لئے مائدہ کی درخواست کی اور جو باتیں یا توہین کا پہلو رکھتی تھیں انہیں حذف کردیا)

۹۔ دعاؤں میں خداوند تعالیٰ کو دعا سے مناسب صفات کے ساتھ پکارا جائے (چونکہ "مائدہ" کی درخواست کی گئی تھی لہٰذا "خیر الرازقین" کا جملہ استعمال کیا گیا)

آیت ۱۱۵

﴿قَالَ اللهُ إِنِّی مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّی أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَاأُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ﴾

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں یقینا اس (مائدہ) کو تم پر نازل کروں گا، پس تم میں سے جو شخص اس کے بعد اس سے کفر اختیار کرے گا اسے ایسا عذاب دوں گا کہ تمام جہانوں میں سے کسی ایک کو اس جیسا عذاب نہیں کروں گا۔

چند نکات

مائدہ کے نزول کی داستان جس طرح قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے انجیل میں اسی طرح نہیں ہے (تفسیر نمونہ)

بعض لوگوں کے بقول جب حورایوں نے آیت کی تہدید (دھمکی) کو سنا تو انہوں نے اپنی درخواست واپس لے لی اور مائدہ نازل نہیں ہوا۔ لیکن ان کا یہ قول آیت اور روایات کے خلاف ہے (ملاحظہ ہو تفسیر اطیب البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

روایات میں ہے کہ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد کچھ لوگ کافر ہوگئے تھے اور سور (خنزیر) کی صورتوں میں مسخ ہوگئے۔

پیام

۱۔ انبیاء کی دعا قبول ہوتی ہے﴿انی منزلھا ﴾

۲۔ جو لوگ علم و یقین اور شہود کی اعلیٰ منازل تک جا پہنچتے ہیں ان پر ذمہ داری بھی بھاری عائد ہو جاتی ہے اور ان کی خلاف ورزی کی سزا بھی سخت ہوتی ہے﴿فمن یکفر بعد ذالک--- ﴾یہ آیت لوگوں کو خبردار کرنے کے لئے سب سے زیادہ دھمکی آمیز آیت ہے۔

۳۔ معمول کی زندگی بسر کرنے والے خداوند عالم کے قہر و غضب سے بہت دور ہوتے ہیں۔

۴۔ خداوند عالم کا عذاب اور لطف و کرم کے مختلف درجات ہیں۔

۵۔ جن کی توقعات زیادہ ہوتی ہیں (آسمانی مائدہ) انہیں اصولوں کی پاسداری بھی زیادہ کرنا پڑتی ہے پہاڑ کی بلند چوٹیوں کے درے بھی خطرناک ہوتے ہیں۔

ضمنی طور پر معلوم ہونا چاہئے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے لئے آسمان سے غذا نازل ہوئی ہے تو روایات کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی بہشتی میوے اترے ہیں جن سے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی پیدائش عمل میں آئی۔

آیت ۱۱۶

﴿وَإِذْ قَالَ اللهُ يَاعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِى وَأُمِّى إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللهِ قَالَ سُبْحَانَکَ مَا يَکُونُ لِى أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ إِنْ کُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلاَأَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِکَ إِنَّکَ أَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ ﴾

ترجمہ۔ اور جس وقت اللہ نے فرمایا: اے مریم کے فرزند عیسیٰ! آیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ "خدا کی بجائے مجھے اور میری والدہ دونوں کو معبود بناؤ؟" (حضرت عیسیٰ نے) کہا: (خداوندا! تو پاک اور منزہ ہے میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں کوئی ایسی بات کہوں میرے شایان شان نہیں ہے۔ اگر میں ایسی کوئی (غلط) بات کی ہے تو تو اسے جانتا ہے۔ جو

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

کچھ میرے دل و جان میں ہے تو اسے جانتا ہے، یہ میں ہوں کہ تیرے اسرار سے بے خبر ہوں یقیناً تو ہی ہر قسم کے غیب کو اچھی طرح جانتا ہے۔

چند نکات

اسی سورہ (مائدہ) کی ۱۰۹ ویں آیت میں ہے کہ "خداوند عالم انبیاء (علیہم السلام) کو قیامت میں اکٹھا کرکے فرمائے گا، لوگوں سے تم نے کیا جواب سنا؟" اور یہ آیت اسی دن کے لئے خدا اور عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کو بیان کر رہی ہے۔
اگرچہ عیسائی حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو خدا نہیں جانتے لیکن ان کے مجسمہ کے سامنے ان لوگوں کا عبادت کرنا، حضرت مریم کو معبود قرار دینا ہے۔

پیام

۱۔ بعض اوقات "درے کہا جاتا ہے تاکہ دیوار سن لے" کے مصداق سوال اور سرزنش تو بے گناہ کو کی جاتی ہے تاکہ دوسرے لوگ خبردار ہو جائیں۔﴿ء انت قلت ﴾

۲۔ "دون اللہ" شرک کی نشانی ہے نا کہ خدا کی نفی کی دلیل، یعنی خدا کے علاوہ عیسیٰ اور مریم کو معبود سمجھنا بھی شرک اور تثلیث ہے۔ (البتہ عیسائیوں کی موجود تثلیث باپ، بیٹا اور روح القدس ہے

۳۔ انسانوں کا دعوی الوہیت ایک غلط اور ناروا دعوی ہے﴿لیس لی بحق ﴾

۴۔ انبیاء معصوم ہوتے ہیں﴿مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ﴾

۵۔ انبیاء اپنے ماننے والوں کے غلو سے بیزار ہیں﴿ان کنت قلة فقد علمته ﴾۵۰

۶۔ گزشتہ انسانوں کی تمام گفتگو اور ان کے باطن کے تمام اسرار خدا کے لئے روشن، آشکار اور واضح ہے۔﴿فقد علمته، تعلم ما فی نفسی ﴾

۷۔ خداوند عالم کی مقدس ذات کو ہر طرح کی ناروا اور غیر مودبانہ نسبت سے پاک و منزہ سمجھنا لازم اور ضروری ہے ﴿سبحانک ﴾۵۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۱۷

﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلاَّ مَا أَمَرْتَنِی بِهِ أَنْ اعْبُدُوا اللهَ رَبِّی وَرَبَّکُمْ وَکُنت عَلَیْهِمْ شَهِیدًا مَا دُمْتُ فِیهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی کُنتَ أَنْتَ الرَّقِیبَ عَلَیْهِمْ وَأَنْتَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیدٌ ﴾

ترجمہ۔ (عیسیٰ نے خدا سے عرض کیا) میں نے ان سے صرف وہی بات کی ہے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے۔ (میں نے ان سے کہا) کہ "خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے" اور جب تک میں ان کے درمیان رہا، ان (کے توحیدی افکار و عقائد) کا شاہد اور ناظر رہا۔ پس جب تو نے مجھے (ان کے درمیان سے) اٹھا لیا تو تو خود ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

پیام

۱۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں، خدا کے حکم کے علاوہ کوئی اور کام نہیں کرتے، خدا کی وحی میں کسی قسم کی تبدیلی اور تصرف نہیں کرتے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے آپ کو دوسرے لوگوں کی طرح خدا کا دست پروردہ سمجھتے ہیں ﴿ربی و ربکم ﴾۵۲

۳۔ انبیاء علیہم السلام لوگوں کے اعمال کے ناظر ہیں ﴿کنت علیھم شھیدا ﴾

آیت ۱۱۸

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِیزُ الْحَکِیمُ ﴾

ترجمہ۔ (عیسیٰ نے کہا خدوندا!) اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں معاف کر دے تو تو خود ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

ایک نکتہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

حضرت ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں: پیغمبر خدا ایک رات صبح تک اس آیت کی بار بار تلاوت کرتے رہے اور رکوع و سجود میں اسے پڑھتے رہے اور خدا سے اس قدر شفاعت کی درخواست کی کہ خدا نے انہیں عطا فرما دی (تفسیر مراغی) آنحضرت اس آیت کو تلاوت کرتے وقت اپنے مبارک ہاتھوں کو بلند کرکے درود کر امت کے حق میں دعا فرماتے تھے۔

پیام

۱۔ حضرت انبیاء کرام علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ ۵۳

۲۔ خدا کا کسی پر قہر و غضب یا لطف و کرم اس کی حکمت کی بنیاد پر ہے ﴿الحکیم﴾

۳۔ دعا کی روش میں رحمت طلبی کو فراموش نہیں کرنا چاہئے ﴿فانهم عبادک﴾

۴۔ تم اپنے فریضہ کو ادا کرتے رہو، انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔

۵۔ انبیاء علیہم السلام مقام شفاعت کے حامل ہیں لیکن کبھی گناہ اور جرم اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ انبیاء کو بھی کنارہ کشی اختیار کرنی پڑ جاتی ہے۔ ﴿ان تعذبهم فانهم عبادک﴾

آیت ۱۱۹، ۱۲۰

﴿قَالَ اللّهُ هَذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ -- لِلّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

ترجمہ۔ اللہ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے کہ جس میں سچ بولنے والوں کو ان کا سچ فائدہ پہنچاتا ہے۔ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ کہ ان کے اندر ہے (سب) کی ملکیت اور حکومت خدا کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پیام

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۔ اگر اپنی صداقت کی وجہ سے مومنین کو دنیا میں مشکلات اور سختیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو آخرت میں ان کی یہی صداقت ان کے لئے کارساز اور کارآمد ضرور ہوگی۔

۲۔ صرف سچے لوگوں کو ہی فائدہ حاصل ہوگا، نا کہ سچ کا غلط دعویٰ کرنے والوں، نعرہ بازوں اور ریاکاروں کو۔

۳۔ جس چیز کو اہمیت حاصل ہے وہ ہے خود بندوں سے خدا کی رضا نا کہ بندوں کے کاموں سے، (کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے فاسد اور غلط قسم کے لوگ اچھے اچھے کام کرتے ہیں، ان کے کام تو اچھے ہوتے ہیں لیکن خود افراد خدا کے لئے قہر و غضب کا شکار ہو جاتے ہیں) ﴿منهم﴾

۴۔ خدا کی رضا کے ساتھ ساتھ بہشت، باغات اور نہریں بہت بڑی کامیابی اور "فوز عظیم" ہے۔

۵۔ عبادت اسی ذات کے شایان شان ہوتی ہے جس کے قبضہ میں کائنات کی سلطنت اور قدرت مطلق ہے نا کہ عیسیٰ و مریم جیسے لوگوں کے۔

تمام شد سورہ مائدہ

حوالاجات۔ فٹ نوٹس

۱ قرآن مجید تو مشرکین کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کی بھی پابندی کو لازم سمجھتا ہے ارشاد ہوتا ہے "واتموا الیهم العهد" ان سے کیا ہوا وعدہ پورا کرو۔

حتیٰ کہ فاجر قسم کے لوگوں کے ساتھ بھی کیا ہوا وعدہ پورا کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث کتاب کافی جلد ۲ ص ۱۶۲ پر موجود ہے،

اسی طرح اس عہد و پیمان کو بھی پورا کرنا پڑتا ہے جو کسی مسلمان کے اشارے کے ساتھ کسی دشمن سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً جہاں پر کوئی کافر کسی مسلمان کے اشارے سے مسلمانوں کے علاقہ میں داخل ہو جائے تو وہ امان میں ہوتا ہے۔

ملاحظہ ہو کتاب مستدرک الوسائل جلد ۲ ص ۲۵۰

۲ سورہ نسأ کی آیات ۱۵۴ اور ۱۵۹ اور سورہ انعام کی آیت ۱۴۵ کی طرف اشارہ ہے

۳ بحار الانوار جلد ۱۶ ص ۱۴۶

۴ مسلمان اسی فرسخ کا فاصلہ طے کرکے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ پہنچے تاکہ حج کا فریضہ ادا کر سکیں لیکن کفار نے انہیں ایسا نہ کرنے دیا جس کے نتیجہ میں "صلح حدیبیہ" کا واقعہ پیش آ گیا، اب جبکہ مکہ فتح ہو چکا ہے تو ہمیں ان سے انتقام نہیں لینا چاہئے۔

۵ مثلاً اگر حصول علم ایک "بر" (نیکی) ہے تو اس کی راہ ہموار کرنا "تعاون علی البر" ہے، مثلاً مدارس دینیہ کی تشکیل، کتب خانوں کا قیام، لیبارٹریوں کی تاسیس، کتاب، ذرائع حمل و نقل، استاد کی تربیت، استاد اور شاگرد کی تشویق وغیرہ۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۶ مثلاً شراب بنانے والوں کو انگور فروخت نہیں کرنے چاہئیں، ظالموں کو اسلحہ نہیں دینا چاہئے، سازشیوں کی سازشوں کو ناکام بنانا چاہئے، طاغوتی افراد اور حکمرانوں کو وسائل حمل و نقل حتیٰ کہ مکہ جانے کے لئے بھی سواری نہیں دینی چاہئے، کم ظرف لوگوں کو اہم رازوں سے مطلع نہیں کرنا چاہئے۔ اور گناہگار کے منہ پر ہنسنا نہیں چاہئے جس سے اسے گناہ میں تقویت ملے۔

۷ اس میں اہم نکتہ یہ مضمر ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت ۱۷۷ میں اسی "بر" (نیکی) کے مقامات بیان کئے گئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے "ولکن البرمن امن باللہ والیوم الاخرو الملٰئکة والکتٰب والنبین و اتی المال علی حبه ذوی القربیٰ والیٰتمی و ...واولئک هم المتقون" یعنی بر (نیکی) خدا، قیامت، انبیاء، آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان اور معاشرہ کے محروم طبقوں کی دیکھ بھال اور قول و قرار اور معاہدوں کی پابندی اور تمام امور میں صبر و استقامت اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا نام ہے۔

بہت سی روایات میں نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مظلوم و محروم لوگوں کی امداد کی تاکید کی گئی ہے اور ظالموں کی مدد سے مدد و امداد سے روکا گیا ہے، یہاں پر ہم تبرک کے طور پر چند ایک احادیث کو ذکر کرتے ہیں۔

ایک مسلمان کی اولاد، ایک ماہ کے مستحبی روزوں اور اعتکاف سے افضل ہے (وسائل الشیعہ جلد ۱ ص ۳۴۵)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی اولاد کے لئے ایک قدم اٹھاتا ہے اس کا ثواب ایک بہادر مجاہد کے ثواب کے برابر ہے (وسائل الشیعہ جلد ۸ ص ۶۰۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: جب تک انسان لوگوں کی امداد کرنے کی فکر میں رہتا ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی امداد کرتا رہتا ہے، (وسائل الشیعہ جلد ۸ ص ۵۸۶)

۸ زمانہ جاہلیت کی رسم کے مطابق کسی جانور کو مشروط طریقہ پر خریدتے اور اسے ذبح کیا کرتے تھے، وہ یوں کہ دس تیروں کو ایک ترکش میں رکھتے تھے جن میں سے سات تیروں پر "جیت" کے لفظ اور تین پر "ہار" کے لفظ لکھا کرتے تھے، اس کے بعد قرعہ ڈال کر ہر ایک تیر کو ترکش سے باہر نکالتے تھے چنانچہ مذبوح جانور کا تمام گوشت ان سات آدمیوں کو مل جاتا تھا جن کے نام "جیت" کے تیر نکلتے تھے اور جانور کی قیمت ان تین آدمیوں کو ادا کرنا پڑتی جن کے نام "ہار" کے تیر نکلتے تھے۔ اور انہیں گوشت کا حصہ بھی نہیں ملتا تھا۔ اس قسم کے جانور کو قرآن نے "حرام" قرار دیا ہے، پس "ازلام" کا معنی ہوگا "قرعہ کی خاص قسم کی لکڑیاں"۔

۹ سورہ بقرہ / ۱۰۹ میں ہے کہ کفار اس بات کی طرف مائل تھے کہ مسلمانوں کو سیدھے راستے سے منحرف کیا جائے لیکن خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ: مسلمانو! چشم پوشی اور درگزر سے کام لو تاکہ خدا اپنا فرمان بھیجے، جس کی بنا پر مسلمان اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے قطعی فرمان کے منتظر رہے کہ جس سے کفار مایوس ہو جائیں۔

۱۰ قرآن مجید میں ہے "فکفرت بانعم اللہ ..." یعنی ان لوگوں نے کفران نعمت کیا اور اللہ نے ان کے اعمال کے باعث انہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا (نحل / ۱۱۲)

۱۱ بت تو مجسموں کی شکل میں ہوتے تھے لیکن "نصب" بغیر کسی شکل و صورت کے پتھر ہوتے تھے جو خانہ کعبہ کے اطراف میں گڑھے ہوئے تھے جن کے پاس جانور ذبح کئے جاتے تھے اور ان کا خون ان پتھروں پر مل دیا جاتا تھا۔

۱۲ چونکہ جانور کی موت کے وقت اس کا خون ہی سب سے پہلے فاسد اور خراب ہو جاتا ہے اور ایک قسم کی زہر کو ایجاد کرتا ہے، اسی لئے جو جانور دم گھٹنے سے یا سینگ لگنے سے یا اوپر سے گرنے سے یا تشدد کی وجہ سے یا کسی جانور کے پھاڑ دینے کی وجہ سے مر جاتے ہیں ان کا خون مکمل طور پر باہر نہیں نکلتا لہٰذا اسلام نے ایسے جانوروں کے گوشت کے استعمال کو حرام قرار دیا ہے (از تفسیر نمونہ)

۱۳ حدیث پاک میں "لاصلوٰۃ الابطھور" یعنی طہارت (اور وضو) کے بغیر نماز صحیح نہیں ہے۔

۱۴ لا یمسه الاالمطھرون"

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۱۵ حضرت امام رضا علیہ السلام فلسفہ وضو کے بارے میں فرماتے ہیں: یکون العبد طاھرا اذ اقام بین یدی الجبار" یعنی خدا کے حضور جانے کے لئے ایک قسم کا ادب اور پاکیزگی ہے، "مطیعاله فیما امره" یعنی ایک قسم کی اطاعت اور بندگی ہے۔ "نقیامن الادناس" یعنی پلیدی سے دوری ہے۔ "ذھاب الکسل و النعاس" یعنی سستی اور نیند کو دور کرنا ہے۔ "وتزکیة الغوأ و للقیام" یعنی نماز کے لئے روحانی نشو و نما اور آمادگی ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب وسائل الشیعہ جلد اول ص ۲۵۷، منقول از تفسیر نمونہ)

۱۶ مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۳۹۸ اور کئی دوسری کتابیں

۱۷ سورہ توبہ کی ۷۷ ویں آیت میں ہے کہ "عہد شکنی نفاق کے پیدا ہونے کا سبب ہوتی ہے"

۱۸ سورہ صف/ ۱۴

۱۹ ان کا خدا کا بیٹا اور خاص دوست ہونے کا دعویٰ انجیل یوحنا باب ۸ جملہ ۴۱ میں بھی آیا ہے۔

۲۰ انبیاء کا قتل، پیغمبر اسلام کے تشریف لانے کی خوشخبری کو چھپانا، کئے ہوئے عہد کی خلاف ورزی کرنا، آسمانی کتابوں میں تحریف کرنا، شہر میں جانے سے ڈرنا، گوسالہ پرستی، مختلف قسم کے حیلے بہانے بنانا، شکم پرستی، ایک جیسی غذا پر قانع نہ رہنا، یہ سب ان کے جرائم کی فہرست ہے، اور ان پر خدا کا قہر و غضب، ان کے سروں پر پہاڑ کا مسلط رہنا، چالیس سال تک دربدری، بندروں کی صورت میں ان کا مسخ ہو جانا، ذلت اور خواری وغیرہ کی صورت میں خدا کا ان کو سزا دینا۔

۲۱ نہج البلاغہ حکمت ۱۴۷

۲۲ تاریخ میں اس کی کئی تمثالیں ملتی ہیں، مثلاً حضرت موسیٰ کا اپنی قوم سے جدا ہونا، انبیاء کا اعتکاف میں جانا، پیغمبر اکرم سے وحی کا رک جانا اور غیبتِ صغریٰ اور غیبت کبریٰ وغیرہ

۲۳ دریائے نیل سے گزر جانے کی نعمت، کوہ طور کے سایہ فگن رہنے کی نعمت، من و سلویٰ کے نزول کی نعمت، بارہ چشموں کے پھوٹنے کی نعمت اور اس کے علاوہ دوسری کئی نعمتیں ہیں جو بنی اسرائیل کو خصوصیت کے ساتھ عطا ہوئیں۔

۲۴ ایک اور مقام پر اس قوم کی زبانی ہم پڑھ چکے ہیں کہ انہوں نے کہا "لاطقة لنا الیوم..." یعنی آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ (بقرہ/ ۲۴۹)

۲۵ فرعون کے طاغوتی نظام پر جان قربان کرنے والوں کو جو موسیٰ کی نہیں جانتے اس دنیا سے چلے جانا چاہئے اور نئی نسل کو وجود میں آنا چاہئے جو آزاد فضا اور صحرائی مشکلات میں پروان چڑھے تاکہ اسے شہروں میں اور آسمانی رہبروں کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے کی قدر معلوم ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ "وہ لوگ سرزمین "تیہ" ہی میں انتقال کر گئے اور ان کی اولاد سرزمین مقدس میں داخل ہوئی"

۲۶ سورہ انفال/ ۲۴ میں حضرت پیغمبر خدا کی دعوت کو معاشرے کی زندگی قرار دیا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے "دعاکم لما یحییکم"

۲۷ ہاتھ اور پاؤں کے کاٹنے کی مقدار وہی ہے جو چور کے کاٹنے کی ہے، (یعنی ہاتھ کی انگلیاں) اور "مخالف طریقہ" سے مراد جو کہ آیت میں مذکور ہے یہ ہے کہ بالترتیب دائیں ہاتھ کی انگلیاں اور بایاں پاؤں یا بائیں ہاتھ کی انگلیاں اور دایاں پاؤں۔

۲۸ تفسیر المیزان میں ہے کہ مذکورہ چار سزاؤں میں سے کسی کا انتخاب امام مسلمین کی صوابدید پر ہے اور اگر مقتول کے وارث معاف بھی کر دیں تب بھی ان میں سے کوئی ایک سزا ضرور ملے گی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

۲۹ حضرات معصومین علیہم السلام کی روایات میں "وسیلہ" کا معنی "امام" کیا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ "تقربوا بالامام" یعنی امام کے ذریعہ خدا کا قرب حاصل کرو، (ملاحظہ ہو تفسیر صافی) اور روایات میں ہے کہ "هم العروة الوثقى والوسيلة الى الله" یعنی ائمہ اطہار خدا کی طرف سے مضبوط سہارا اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں، (تفسیر صافی) "توسل" ایک ایسا موضوع ہے جس کے متعلق اہلسنت کی بہت سی کتب مثلاً ضواعق محرقہ، سنن بیہقی اور صحیح دارمی وغیرہ میں روایات کو نقل کیا گیا ہے، نیز وفاء الوفاء جلد ۳ ص ۱۳۷۱ میں بھی نیز سورہ نسأ کی آیت ۶۴۔ سورہ یوسف کی آیت ۹۷ سورہ توبہ کی آیت ۱۱۴ میں بھی توسل کا ذکر موجود ہے۔

۳۰ سورہ حج / ۲۲ میں بھی ہم پڑھتے ہیں: "كلما ارادوا ان غيرجوا منها من غم اعددوا منها ..." یعنی جب بھی وہ دوزخ کے غم سے نجات پانے کی خواہش کریں گے دوبارہ اسی میں پلٹا دیئے جائیں گے۔

۳۱ حدیث میں ہے کہ ایک چور نے جس کا ہاتھ چوری کے جرم میں کاٹ دیا گیا تھا پیغمبر خدا سے سوال کیا کہ آیا میرے لئے توبہ کا دروازہ بند تو نہیں ہو گیا؟ تو آنحضرت نے فرمایا: نہیں! بلکہ تو آج اس دن کی مانند ہے جس دن اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آیا تھا۔ (تفسیر المیزان)

۳۲ بعض لوگ ایسے مرجع کی تقلید کرتے ہیں جو ان کی مرضی کے مطابق فتویٰ دے یا ایسے عالم کے پاس جاتے ہیں یا عدالتوں کا رخ کرتے ہیں جو ان کی مرضی کی بات کریں یا فیصلہ دیں، آیت اس سے بھی روک رہی ہے،

۳۳ حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: "انا ربانى هذا الامة" یعنی میں اس امت کا ربانی ہوں (ملاحظہ ہو تفسیر مراغی) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "ربانیون، ائمہ اہل بیت ہیں" (تفسیر صافی) اور حضرت عبداللہ بن عباس کو "جر الامۃ" کا لقب دیا گیا ہے۔

۳۴ حضرت رسول خدا فرماتے ہیں، "جو شخص دو درہم کی مقدار تک میں بھی ناحق فیصلہ کرے گا وہ اسی آیت کے آخری جملہ "هم الكافرون" کے مصداق میں شامل ہو گا" (تفسیر صافی)

۳۵ البتہ مرد اور عورت کے، غلام اور آزاد کے، مسلمان اور کافر کے درمیان قصاص کے حکم میں فرق ہے جو فقہی کتابوں میں بیان ہوا ہے۔

۳۶ تورات سفر خروج فصل ۲۱, ۲۳, ۲۶

۳۷ انجیل متی فصل پنجم آیت ۱۷ میں ہے: "یہ گمان نہ کرو کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ توریت یا انبیأ کے صحیفوں کو باطل کروں بلکہ اس لئے آیا ہوں تاکہ ان کی تکمیل کروں"

۳۸ اسی سورت ۱۵ ویں آیت میں خدا فرماتا ہے کہ "قرآن نور ہے" اور ۴۴ویں آیت میں فرمایا ہے کہ "توریت نور ہے" اور زیر نظر آیت میں انجیل کو نور کہا ہے،

۳۹ قرآن مجید میں سترہ مرتبہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کا ذکر ہوا ہے،

۴۰ یہود اور نصاریٰ کا ذکر تو صرف نمونہ کے طور پر ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ کسی بھی قسم کے کافر کا تسلط قبول نہ کرو۔

۴۱ البتہ دوسری آیات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفار کی غذا جو گوشت کے علاوہ ہے، یا کتابیہ عورت سے ازدواج موقت (متعہ) یا لین دین اور ان کے ساتھ صلح صفائی کے ساتھ رہن سہن جائز ہے، اور یہ مسائل کفار کے تسلط قبول کرنے کے معنی میں نہیں ہیں۔

۴۲ شیعہ اور سنی روایات میں ہے کہ: جنگ خیبر میں جب بھی کوئی مسلمان کمانڈر پرچم اسلام لے جاتا تھا وہ ناکام واپس آجاتا تھا۔ آخر کار پیغمبر اسلام نے فرمایا: "میں کل اس شخص کو علم دوں گا جو ... خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہو گا اور خدا اور رسول اسے دوست رکھتے ہوں گے، اور وہ فتح و کامرانی کے ساتھ واپس لوٹے گا" (احقاق الحق جلد ۳ ص ۲۰۰) اور علم علی بن ابی طالب کو عطا کیا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ملاحظہ ہو کتاب "الغدیر" جلد دوم اور احقاق الحق جلد ۲ ص ۴۰۰ اور کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۱ اور دوسری بہت سی کتابیں،

۴۳ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "غدیر خم میں حضرت علی علیہ السلام کے ۱۲ ہزار شاہد تھے، لیکن وہ اپنا حق نہ لے سکے جبکہ اگر کسی مسلمان کے صرف دو گواہ ہوں تو وہ بھی اپنا حق لے سکتا ہے" (تفسیر نور الثقلین)

۴۴ سابقہ آیت میں "ماکانوا یعملون" تھا اور اس آیت میں "ماکانوالیصنعون" ہے، علامہ محسن فیض کاشانی فرماتے ہیں: "صانع" اور ہوتا ہے اور "عامل" اور ہوتا ہے، "صانع" اسے کہتے ہیں جس نے تجربہ اور قدرت کے ساتھ کام سیکھا ہو اور کام اس کے لئے ایک خصلت اور ملکہ کی صورت اختیار کر چکا ہو۔"

۴۴- B سورہ اعراف آیت ۹۶ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے

۴۵ اس آیت کا مفہوم آیت ۶۶ میں گزر چکا ہے

۴۶ اسی سے ملتی جلتی آیت سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے یعنی آیت ۶۲۔

۴۷ سورہ یٰسین کی آیت ہے "وما لی لا اعبدالذی فطرنی ..." یعنی مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس ذات کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے

۴۸ حدیث شریف میں ہے "شارب الخمر کعابد الوثن" یعنی شراب خور انسان بت پرست کی مانند ہے۔

۴۹ شراب کے سلسلہ میں ہر طرح کا تعاون خواہ وہ پیداوار کی صورت میں وہ یا اس کے تقسیم کرنے اور استعمال کی صورت میں، حرام ہے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے دس قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے جو کسی بھی طرح شراب خوری میں موثر واقع ہوتے ہیں، آپ فرماتے ہیں: نمازسها، حارسها، عاصرها، شاربها، ساقیها، حاملها، المحمول الیه، با یعها ومشتریها و آکل ثمرها" یعنی جو پودا لگاتا ہے، جو اس کی حفاظت کرتا ہے، جو اسے تیار کرتا ہے، جو اسے پیتا ہے، جو اسے پلاتا ہے، جو اسے اٹھاتا ہے، جو اسے وصول کرتا ہے، جو اسے خریدتا ہے جو کسی بھی طریقے سے اس کی آمدنی سے بہرہ مند ہوتا ہے ملعون ہے۔ (تفسیر نور الثقلین اس آیت کے ذیل میں)

۵۰ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں، ایک تو حد سے زیادہ محبت کرنے والے اور دوسرے بے مقصد دشمنی رکھنے والے۔ (تفسیر نور الثقلین اسی آیت کے ذیل میں)

۵۱ دوسری آیات میں ہے "قالا اتخذالرحمن ولدا سبحانه" (انبیاء/۲۶) "ویجعلون لله البنات سبحانه" (نحل/۵۷) ان آیات میں مشرکین کے عقیدہ کے مطابق خدا کو بیٹے اور بیٹیوں سے پاک و منزہ قرار دیا گیا ہے۔

۵۲ سورہ نسأکی آیت ۷۲ میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کی بندگی سے کسی قسم کا انکار ہرگز نہیں ہے۔

۵۳ خدا کے کاموں کے بارے میں اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا، "لا یسئل عما یفعل" (انبیاء/۲۳)

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

فہرست

سورہ انعام ۴

آیت ۱ ..... ۴

ایک نکتہ: ۴

نکات وپیام: ۵

آیت ۲ ..... ۵

چند نکات: ۵

پیام: ٦

آیت ۳ ..... ۷

ایک نکتہ: ۷

پیام: ۷

آیت ۴۔۵ ..... ۸

دو نکتے: ۸

پیام: ۸

آیت ۶ ..... ۹

ایک نکتہ ۹

پیام ۱۰

آیت ۷ ..... ۱۱

چند نکات: ۱۱

پیام: ۱۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۸ .... ۱۱

ایک نکتہ: ۱۲

پیام: ۱۲

آیت ۹ .... ۱۳

دو نکتے: ۱۳

پیام ۱۳

آیت ۱۰ .... ۱۳

ایک نکتہ: ۱۴

پیام ۱۴

آیت ۱۱ .... ۱۵

ایک نکتہ ۱۵

پیام: ۱۵

آیت ۱۲ .... ۱۵

چند نکات: ۱۶

پیام: ۱۶

آیت ۱۳ .... ۱۷

ایک نکتہ: ۱۷

پیام: ۱۷

آیت ۱۴ .... ۱۷

دو نکتے: ۱۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۱۸
آیت ۱۵ ۱۹
ایک نکتہ: ۱۹
پیام: ۱۹
آیت ۱۶ ۲۰
ایک نکتہ: ۲۰
پیام: ۲۰
آیت ۱۷ ۲۰
پیام ۲۱
آیت ۱۸ ۲۱
دو نکات ۲۱
پیام ۲۲
آیت ۱۹ ۲۲
چند نکات ۲۲
پیام ۲۳
آیت ۲۰ ۲۳
چند نکات: ۲۳
پیام ۲۳
آیت ۲۱ ۲۶
دو نکات: ۲۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۲۶
آیت ۲۲ ..... ۲۶
چند نکات: ۲۷
پیام: ۲۷
آیت ۲۳ ـ ۲۴ ..... ۲۸
دو نکات: ۲۸
پیام: ۲۸
آیت ۲۵ ..... ۲۹
چند نکات: ۲۹
پیام: ۳۰
آیت ۲۶ ..... ۳۰
دو نکات: ۳۰
پیام ۳۱
آیت ۲۷ ..... ۳۱
ایک نکتہ ۳۱
پیام ۳۲
آیت ۲۸ ..... ۳۲
ایک نکتہ: ۳۲
پیام: ۳۲
آیت ۲۹، ۳۰ ..... ۳۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات: ۳۳

پیام: ۳۴

آیت ۳۱۔ ۳۲ .... ۳۵

چند نکات: ۳۵

پیام: ۳۶

آیت ۳۳ .... ۳۶

ایک نکتہ: ۳۶

پیام: ۳۷

آیت ۳۴ .... ۳۷

ایک نکتہ: ۳۷

پیام ۳۸

آیت ۳۵ .... ۳۸

ایک نکتہ: ۳۹

پیام: ۳۹

آیت ۳۶ .... ۴۰

ایک نکتہ: ۴۰

پیام: ۴۰

آیت ۳۷ .... ۴۰

دو نکات: ۴۱

پیام: ۴۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۳۸ .... ۴۲

دو نکات: ۴۲

پیام: ۴۲

حیوانات کا شعور: ۴۳

آیت ۳۹ .... ۴۵

ایک نکتہ: ۴۵

پیام: ۴۵

آیت ۴۰ .... ۴۶

ایک نکتہ: ۴۶

پیام: ۴۶

آیت ۴۱ .... ۴۷

پیام: ۴۷

آیت ۴۲ .... ۴۷

ایک نکتہ: ۴۸

پیام: ۴۸

آیت ۴۳ .... ۴۸

پیام: ۴۹

آیت ۴۴ .... ۴۹

ایک نکتہ: ۴۹

پیام: ۴۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۴۵ ..... ۵۰
پیام: ۵۰
آیت ۴۶ ..... ۵۱
ایک نکتہ: ۵۱
پیام: ۵۱
آیت ۴۷ ..... ۵۲
دو نکات: ۵۲
پیام: ۵۳
آیت ۴۸، ۴۹ ..... ۵۳
ایک نکتہ: ۵۴
پیام: ۵۴
آیت ۵۰ ..... ۵۴
ایک نکتہ: ۵۵
پیام: ۵۵
آیت ۵۱ ..... ۵۶
ایک نکتہ: ۵۶
پیام: ۵۶
آیت ۵۲ ..... ۵۶
چند نکات: ۵۸
پیام: ۵۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۳ .... ۵۹
دو نکات: ۵۹
پیام: ٦۰
آیت ۵۴۔ ۵۵ .... ٦۰
دو نکات: ٦۱
پیام ٦۱
آیت ۵۶ .... ٦۲
پیام: ٦۲
آیت ۵۷ .... ٦۲
چند نکات: ٦۳
پیام: ٦۳
آیت ۵۸ .... ٦۴
پیام: ٦۴
آیت ۵۹ .... ٦۵
دو نکات: ٦۵
پیام: ٦۵
آیت ٦۰ .... ٦٦
ایک نکتہ: ٦٦
پیام: ٦٦
آیت ٦۱ .... ٦۷

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات: ٦٧

پیام: ٦٧

آیت ۶۲ .... ٦٨

ایک نکتہ: ٦٨

پیام: ٦٨

آیت ۶۳۔ ۶۴ .... ٦٩

دو نکات: ٦٩

پیام: ٦٩

آیت ۶۵۔ ۶۶ .... ٧٠

چند نکات: ٧٠

پیام: ٧١

آیت ۶۷ .... ٧١

پیام: ٧٢

آیت ۶۸ .... ٧٢

چند نکات: ٧٢

پیام: ٧٣

آیت ۶۹ .... ٧٣

دو نکات: ٧٤

پیام: ٧٤

آیت ۷۰ .... ٧٤

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات: ۷۵

پیام: ۷۵

آیت ۸۱ .... ۷۷

ایک نکتہ: ۷۷

پیام: ۷۷

آیت ۸۲، ۸۳ .... ۷۷

چند نکات: ۷۸

پیام: ۷۸

آیت ۸۴ .... ۷۹

دو نکات: ۷۹

پیام: ۷۹

آیت ۸۵ تا ۸۷ .... ۸۰

چند نکات: ۸۰

آیت ۸۸ .... ۸۱

پیام: ۸۱

آیت ۸۹ .... ۸۲

دو نکات: ۸۲

پیام: ۸۳

آیت ۹۰ .... ۸۳

ایک نکتہ: ۸۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۸۳
آیت ۹۱ .... ۸۵
ایک نکتہ: ۸۵
پیام: ۸۵
آیت ۹۲ .... ۸۶
ایک نکتہ: ۸۶
پیام: ۸۶
آیت ۹۳ .... ۸۷
چند نکات: ۸۸
پیام: ۸۸
آیت ۹۴ .... ۸۹
دو نکات: ۸۹
پیام: ۸۹
آیت ۹۵ .... ۹۰
دو نکات: ۹۰
پیام: ۹۱
آیت ۹۶ .... ۹۱
دو نکات: ۹۱
پیام: ۹۲
آیت ۹۷ .... ۹۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات:........ ۹۲

پیام:........ ۹۳

آیت ۹۸ .... ۹۳

دو نکات:........ ۹۳

پیام:........ ۹۴

آیت ۹۹ .... ۹۴

چند نکات:........ ۹۵

پیام:........ ۹۵

آیت ۱۰۰ .... ۹۶

دونکات: ۹۶

پیام:........ ۹۷

آیت ۱۰۱۔ ۱۰۲........ ۹۸

ایک نکتہ: ۹۸

پیام:........ ۹۸

آیت ۱۰۳ .... ۹۹

دو نکات:........ ۹۹

پیام:........ ۱۰۰

آیت ۱۰۴ .... ۱۰۰

چند نکات:........ ۱۰۰

پیام:........ ۱۰۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۰۵ ..... ۱۰۲

پیام: ۱۰۲

آیت ۱۰۶ ..... ۱۰۳

ایک نکتہ: ۱۰۳

پیام: ۱۰۳

آیت ۱۰۷ ..... ۱۰۳

پیام: ۱۰۴

آیت ۱۰۸ ..... ۱۰۴

ایک نکتہ: ۱۰۵

پیام: ۱۰۵

آیت ۱۰۹ ..... ۱۰۶

ایک نکتہ: ۱۰۶

پیام: ۱۰۶

آیت ۱۱۰ ..... ۱۰۷

پیام: ۱۰۷

آیت ۱۱۱ ..... ۱۰۷

چند نکات: ۱۰۸

پیام: ۱۰۸

آیت ۱۱۲ ..... ۱۰۸

ایک نکتہ: ۱۰۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۱۰۹

آیت ۱۱۳ .... ۱۱۰

دو نکات: ۱۱۰

پیام: ۱۱۱

آیت ۱۱۴ .... ۱۱۱

چند نکات: ۱۱۱

پیام: ۱۱۲

آیت ۱۱۵ .... ۱۱۲

ایک نکتہ: ۱۱۲

پیام: ۱۱۳

آیت ۱۱۶ .... ۱۱۳

ایک نکتہ: ۱۱۳

پیام: ۱۱۴

آیت ۱۱۷ .... ۱۱۴

ایک نکتہ: ۱۱۴

پیام: ۱۱۵

آیت ۱۱۸ .... ۱۱۵

دو نکات: ۱۱۵

پیام: ۱۱۶

آیت ۱۱۹ .... ۱۱۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ: ۱۱۷

پیام: ۱۱۷

آیت ۱۲۰ .... ۱۱۷

دو نکات: ۱۱۷

پیام: ۱۱۷

آیت ۱۲۱ .... ۱۱۹

چند نکات: ۱۱۹

پیام: ۱۱۹

آیت ۱۲۲ .... ۱۲۰

ایک نکتہ: ۱۲۰

پیام: ۱۲۱

آیت ۱۲۳ .... ۱۲۱

دو نکات: ۱۲۲

پیام: ۱۲۲

آیت ۱۲۴ .... ۱۲۲

ایک نکتہ: ۱۲۳

پیام: ۱۲۳

آیت ۱۲۵ .... ۱۲۳

دو نکات: ۱۲۴

پیام: ۱۲۴

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۲۶ .... ۱۲۵

دو نکات: ۱۲۵

پیام: ۱۲۵

آیت ۱۲۷ .... ۱۲۶

پیام: ۱۲۶

آیت ۱۲۸ .... ۱۲۶

ایک نکتہ: ۱۲۶

پیام: ۱۲۷

آیت ۱۲۹ .... ۱۲۷

ایک نکتہ: ۱۲۸

پیام: ۱۲۸

آیت نمبر ۱۳۰ .... ۱۲۸

چند نکات: ۱۲۹

پیام: ۱۲۹

آیت ۱۳۱ .... ۱۳۰

ایک نکتہ: ۱۳۰

پیام: ۱۳۰

آیت ۱۳۲ .... ۱۳۱

ایک نکتہ: ۱۳۱

پیام: ۱۳۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۳۳، ۱۳۴ .... ۱۳۱

ایک نکتہ: ۱۳۲

پیام: ۱۳۲

آیت نمبر ۱۳۵ .... ۱۳۲

پیام: ۱۳۳

آیت ۱۳۶ .... ۱۳۳

ایک نکتہ: ۱۳۴

پیام: ۱۳۴

آیت ۱۳۷ .... ۱۳۴

دو نکات: ۱۳۵

پیام: ۱۳۵

آیت ۱۳۸ .... ۱۳۶

چند نکات: ۱۳۶

پیام: ۱۳۷

آیت ۱۳۹ .... ۱۳۷

پیام: ۱۳۷

آیت نمبر ۱۴۰ .... ۱۳۸

چند نکات: ۱۳۸

پیام: ۱۳۹

آیت ۱۴۱ .... ۱۴۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات: ۱۴۰
پیام: ۱۴۰
آیت نمبر ۱۴۲ ..... ۱۴۱
چند نکات: ۱۴۱
پیام: ۱۴۲
آیت ۱۴۳ ..... ۱۴۳
چند نکات: ۱۴۳
پیام: ۱۴۴
آیت ۱۴۴ ..... ۱۴۴
ایک نکتہ: ۱۴۴
پیام: ۱۴۴
آیت ۱۴۵ ..... ۱۴۵
چند نکات: ۱۴۵
پیام: ۱۴۶
آیت ۱۴۶ ..... ۱۴۷
چند نکات: ۱۴۷
پیام: ۱۴۸
آیت ۱۴۷ ..... ۱۴۸
پیام: ۱۴۸
آیت ۱۴۸ ..... ۱۴۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات:........ ۱۴۹
پیام ۔........ ۱۴۹
آیت۱۴۹ .... ۱۵۰
چند نکات:........ ۱۵۱
پیام:........ ۱۵۱
آیت ۱۵۰........ ۱۵۲
چند نکات:........ ۱۵۲
پیام:........ ۱۵۲
آیت ۱۵۱ .... ۱۵۴
ایک نکتہ: ۱۵۴
پیام:........ ۱۵۴
آیت ۱۵۲........ ۱۵۵
ایک نکتہ: ۱۵۶
پیام:........ ۱۵۶
آیت ۱۵۳ .... ۱۵۷
چند نکات:........ ۱۵۷
پیام:........ ۱۵۸
آیت ۱۵۴ .... ۱۵۸
ایک نکتہ: ۱۵۸
پیام:........ ۱۵۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۵۶، ۱۵۶ .... ۱۵۹

چند نکات: ۱٦۰

پیام: ۱٦۰

آیت ۱۵۷ .... ۱٦۰

ایک نکتہ: ۱٦۱

پیام: ۱٦۱

آیت ۱۵۸ .... ۱٦۱

ایک نکتہ: ۱٦۲

پیام: ۱٦۲

آیت ۱۵۹ .... ۱٦۲

پیام: ۱٦۲

آیت ۱۶۰ .... ۱٦۳

چند نکات: ۱٦۳

پیام: ۱٦۴

آیت ۱۶۱ .... ۱٦۴

چند نکات: ۱٦۵

پیام: ۱٦۵

آیت ۱۶۲، ۱۶۳ .... ۱٦٦

دو نکات: ۱٦٦

پیام: ۱٦٦

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۶۴ ..... ١٦٤

چند نکات: ١٦٤

پیام: ١٦٨

آیت ۱۶۵ ..... ١٦٩

دو نکات: ١٦٩

پیام: ١٦٩

سورہ انفال ١٧٠

آیت ۱ ..... ١٧٠

چند نکات: ١٧٠

پیام: ١٧١

آیت ۲، ۳ ..... ١٧٢

ایک نکتہ: ١٧٢

پیام: ١٧٢

آیت ۴ ..... ١٧٣

ایک نکتہ: ١٧٣

پیام: ١٧٣

آیت ۵ ..... ١٧٤

ایک نکتہ: ١٧٤

پیام: ١٧٤

آیت ۶ ..... ١٧٥

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ: ۱۷۵

پیام: ۱۷۶

آیت ۷ .... ۱۷۶

چند نکات: ۱۷۶

پیام: ۱۷۷

آیت ۸ .... ۱۷۸

ایک نکتہ: ۱۷۸

پیام: ۱۷۸

آیت ۹ .... ۱۷۸

چند نکات: ۱۷۸

پیام: ۱۷۹

آیت ۱۰ .... ۱۸۰

چند نکات: ۱۸۰

پیام: ۱۸۰

آیت ۱۱ .... ۱۸۱

ایک نکتہ: ۱۸۱

پیام: ۱۸۲

آیت ۱۲ .... ۱۸۲

دو نکات: ۱۸۲

پیام: ۱۸۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۳، ۱۴ .... ۱۸۳
پیام: ۱۸۴
آیت ۱۵ .... ۱۸۴
ایک نکتہ: ۱۸۴
پیام ۱۸۵
آیت ۱۶ .... ۱۸۵
چند نکات: ۱۸۵
پیام: ۱۸۶
آیت ۱۷ .... ۱۸۷
پیام: ۱۸۷
آیت ۱۸ .... ۱۸۸
ایک نکتہ: ۱۸۸
پیام: ۱۸۸
آیت ۱۹ .... ۱۸۸
ایک نکتہ: ۱۸۹
پیام: ۱۸۹
آیت ۲۰، ۲۱ .... ۱۹۰
ایک نکتہ: ۱۹۰
پیام: ۱۹۰
آیت ۲۲ .... ۱۹۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات: ۱۹۱

پیام: ۱۹۱

آیت ۲۳ .... ۱۹۱

ایک نکتہ: ۱۹۲

پیام: ۱۹۲

آیت ۲۴ .... ۱۹۲

چند نکات: ۱۹۳

پیام: ۱۹۳

آیت ۲۵ .... ۱۹۴

چند نکات: ۱۹۵

پیام: ۱۹۵

آیت ۲۶ .... ۱۹۶

پیام: ۱۹۶

آیت ۲۷ .... ۱۹۶

ایک نکتہ: ۱۹۶

پیام: ۱۹۷

آیت ۲۸ .... ۱۹۸

ایک نکتہ: ۱۹۸

پیام: ۱۹۹

آیت ۲۹ .... ۱۹۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات: ۱۹۹

پیام: ۲۰۰

آیت ۳۰ ..... ۲۰۰

دو نکات: ۲۰۰

پیام: ۲۰۱

آیت ۳۱ ..... ۲۰۲

چند نکات: ۲۰۲

پیام: ۲۰۲

آیت ۳۲ ..... ۲۰۳

چند نکات: ۲۰۳

پیام: ۲۰۳

آیت ۳۳ ..... ۲۰۴

دو نکات: ۲۰۴

پیام: ۲۰۴

آیت ۳۴ ..... ۲۰۴

ایک نکتہ: ۲۰۵

پیام: ۲۰۵

آیت ۳۵ ..... ۲۰۵

ایک نکتہ: ۲۰۶

پیام: ۲۰۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۳۶ .... ۲۰۶

ایک نکتہ: ۲۰۶

پیام: ۲۰۷

آیت ۳۷ .... ۲۰۸

ایک نکتہ: ۲۰۸

پیام: ۲۰۸

آیت ۳۸ .... ۲۰۸

پیام: ۲۰۹

آیت ۳۹ .... ۲۰۹

دونکات: ۲۱۰

پیام: ۲۱۰

آیت ۴۰ .... ۲۱۰

پیام: ۲۱۱

آیت ۴۱ .... ۲۱۱

چند نکات : ۲۱۲

پیام: ۲۱۲

آیت ۴۲ .... ۲۱۳

دو نکات : ۲۱۳

سورت کی ابتدا سے ایک مرتبہ پھر جنگ بدر پر ایک نگاہ ۲۱۳

امداد الٰہی کی بہتر پہچان ۲۱۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: (آیت ۴۲) ۲۱۵

آیت ۴۳ ..... ۲۱۶

چند نکات: ۲۱۶

پیام: ۲۱۷

آیت ۴۴ ..... ۲۱۷

ایک نکتہ: ۲۱۸

پیام: ۲۱۸

آیت ۴۵ ..... ۲۱۸

ایک نکتہ: ۲۱۸

پیام: ۲۱۹

آیت ۴۶ ..... ۲۱۹

دو نکات: ۲۱۹

پیام: ۲۲۰

آیت ۴۷ ..... ۲۲۰

دو نکات: ۲۲۰

پیام: ۲۲۱

آیت ۴۸ ..... ۲۲۱

دو نکات: ۲۲۲

پیام: ۲۲۲

آیت ۴۹ ..... ۲۲۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات: ۲۲۳

پیام: ۲۲۳

آیت ۵۰، ۵۱ ۲۲۴

ایک نکتہ: ۲۲۴

پیام: ۲۲۴

آیت ۵۲ ۲۲۵

پیام: ۲۲۵

آیت ۵۳ ۲۲۵

ایک نکتہ: ۲۲۶

پیام: ۲۲۶

آیت ۵۴ ۲۲۷

ایک نکتہ: ۲۲۷

پیام: ۲۲۷

آیت ۵۵ ۲۲۸

چند نکات: ۲۲۸

پیام: ۲۲۸

آیت ۵۶ ۲۲۸

ایک نکتہ: ۲۲۹

پیام: ۲۲۹

آیت ۵۷ ۲۲۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات:.. ۲۳۰

پیام... ۲۳۰

آیت ۵۸، ۵۹.. ۲۳۱

چند نکات:... ۲۳۱

پیام:.. ۲۳۱

آیت ۶۰.. ۲۳۲

ایک نکتہ:... ۲۳۲

پیام:.. ۲۳۳

آیت ۶۱.. ۲۳۶

پیام:.. ۲۳۶

آیت ۶۲.. ۲۳۶

دو نکات:.. ۲۳۶

پیام:.. ۲۳۷

آیت ۶۳.. ۲۳۷

پیام:.. ۲۳۸

آیت ۶۴.. ۲۳۹

دو نکات:.. ۲۳۹

پیام:.. ۲۳۹

آیت ۶۵.. ۲۴۰

دو نکات:.. ۲۴۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۲۳۰

آیت ۶۶ ۲۳۱

دو نکات: ۲۳۱

پیام: ۲۳۲

آیت ۶۷ ۲۳۲

دو نکات: ۲۳۳

پیام: ۲۳۳

آیت ۶۸ ـ ۶۹ ۲۳۳

چند نکات: ۲۳۴

پیام: ۲۳۴

آیت ۷۰ ۲۳۴

چند نکات: ۲۳۵

پیام: ۲۳۵

آیت ۷۱ ۲۳۶

پیام: ۲۳۶

آیت ۷۲ ۲۳۶

دو نکات: ۲۳۷

پیام: ۲۳۷

آیت ۷۳ ۲۳۸

ایک نکتہ: ۲۳۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام:........ ۲۴۹

آیت ۷۴........ ۲۴۹

پیام:........ ۲۴۹

آیت ۷۵........ ۲۵۰

دو نکات:........ ۲۵۰

پیام:........ ۲۵۰

حوالاجات ۔ فٹ نوٹس........ ۲۵۱

سورہ اعراف........ ۲۵۵

آیت ۱، ۲........ ۲۵۵

الف۔ لام۔ میم۔ صاد........ ۲۵۵

ایک نکتہ........ ۲۵۵

پیام:........ ۲۵۵

آیت ۳........ ۲۵۵

پیام:........ ۲۵۶

آیت ۴۔۵........ ۲۵۶

چند نکات:........ ۲۵۶

پیام:........ ۲۵۷

آیت ۶۔۷........ ۲۵۸

ایک نکتہ........ ۲۵۸

پیام:........ ۲۵۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

تفسیر: ۲۵۹

آیت ۸ ۲٦۰

پیام: ۲٦۰

آیت ۹ ۲٦۱

پیام: ۲٦۱

آیت ۱۰ ۲٦۱

پیام: ۲٦۲

آیت ۱۱ ۲٦۲

دو نکات: ۲٦۲

پیام: ۲٦۳

آیت ۱۲ ۲٦۳

ایک نکتہ: ۲٦۳

پیام: ۲٦۳

آیت ۱۳ ۲٦۴

پیام: ۲٦۴

آیت ۱۴ ـ ۱۵ ۲٦۵

دو نکات: ۲٦۵

پیام: ۲٦۵

آیت ۱٦ـ ۱۷ ۲٦٦

دو نکات: ۲٦٦

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۲۶۷

آیت ۱۸ ۲۶۷

دو نکات: ۲۶۸

پیام: ۲۶۸

آیت ۱۹ ۲۶۸

دونکات: ۲۶۹

پیام: ۲۶۹

آیت ۲۰ ۲۶۹

چند نکات: ۲۶۹

پیام: ۲۷۰

آیت ۲۱ ۲۷۱

چند نکات: ۲۷۱

پیام: ۲۷۱

آیت ۲۲ ۲۷۱

چند نکات: ۲۷۲

پیام: ۲۷۲

آیات ۲۳ ۲۷۳

ایک نکتہ: ۲۷۳

پیام: ۲۷۴

آیت ۲۴ـ۲۵ ۲۷۴

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات: ۲۷۴

پیام: ۲۷۵

آیت ۲۶ ۲۷۶

دو نکات: ۲۷۶

پیام: ۲۷۶

آیت ۲۷ ۲۷۷

دونکات : ۲۷۸

پیام: ۲۷۸

آیت ۲۸ ۲۷۹

دونکات : ۲۷۹

پیام: ۲۷۹

آیت ۲۹ ۲۸۰

دو نکات: ۲۸۰

پیام: ۲۸۰

آیت ۳۰ ۲۸۱

پیام: ۲۸۱

آیت ۳۱ ۲۸۲

دو نکات: ۲۸۲

پیام: ۲۸۲

آیت ۳۲ ۲۸۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات: ۲۸۴

پیام: ۲۸۵

آیت ۳۳ .... ۲۸۵

چند نکات: ۲۸۶

پیام: ۲۸۶

آیت ۳۴ .... ۲۸۶

ایک نکتہ: ۲۸۷

پیام: ۲۸۷

آیت ۳۵۔۳۶ .... ۲۸۷

پیام: ۲۸۸

آیت ۳۷ .... ۲۸۸

ایک نکتہ: ۲۸۹

پیام: ۲۸۹

آیت ۳۸ .... ۲۸۹

ایک نکتہ: ۲۹۰

پیام: ۲۹۰

آیت ۳۹ .... ۲۹۱

ایک نکتہ: ۲۹۱

پیام: ۲۹۱

آیت ۴۰ .... ۲۹۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

دو نکات: ۲۹۲
پیام: ۲۹۲
آیت ۴۱ .... ۲۹۳
چند نکات: ۲۹۳
پیام: ۲۹۳
آیت ۴۲ .... ۲۹۴
دو نکات: ۲۹۴
پیام: ۲۹۴
آیت ۴۳ .... ۲۹۵
دو نکات: ۲۹۵
پیام: ۲۹۵
آیت ۴۴ .... ۲۹۶
ایک نکتہ: ۲۹۷
پیام: ۲۹۷
آیت ۴۵ .... ۲۹۸
ایک نکتہ: ۲۹۸
پیام: ۲۹۸
آیت ۴۶ .... ۲۹۹
چند نکات: ۲۹۹
اہل اعراف کون ہیں؟ ۲۹۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۴۷ .... ۳۰۰

دو نکات: ۳۰۰

آیت ۴۸ .... ۳۰۰

پیام: ۳۰۱

آیت ۴۹ .... ۳۰۱

ایک نکتہ: ۳۰۱

پیام: ۳۰۱

آیت ۵۰ .... ۳۰۲

ایک نکتہ: ۳۰۲

پیام: ۳۰۲

آیت ۵۱ .... ۳۰۳

ایک نکتہ: ۳۰۳

پیام: ۳۰۳

آیت ۵۲ .... ۳۰۳

پیام: ۳۰۴

آیت ۵۳ .... ۳۰۴

دو نکات ۳۰۵

پیام ۳۰۵

آیت ۵۴ .... ۳۰۵

پیام ۳۰۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۵ .... ۳۰۷

دو نکات ۳۰۷

پیام ۳۰۷

آیت ۵۶ .... ۳۰۸

چند نکات ۳۰۸

پیام ۳۰۹

آیت ۵۷ .... ۳۰۹

ایک نکتہ ۳۱۰

پیام ۳۱۰

آیت ۵۸ .... ۳۱۰

ایک نکتہ ۳۱۱

پیام ۳۱۱

آیت ۵۹، ۶۰ .... ۳۱۱

پیام ۳۱۲

آیت ۶۱ ـ ۶۲ .... ۳۱۳

ایک نکتہ ۳۱۳

پیام ۳۱۳

آیت ۶۳ .... ۳۱۴

پیام ۳۱۴

آیت ۶۴ .... ۳۱۴

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ ۳۱۴

پیام ۳۱۵

آیت ۶۵ .... ۳۱۵

چند نکات ۳۱۵

پیام: ۳۱۵

آیت ۶۶، ۶۷ .... ۳۱۶

ایک نکتہ ۳۱۶

پیام ۳۱۶

آیت ۶۸ .... ۳۱۷

پیام ۳۱۷

آیت ۶۹ .... ۳۱۸

ایک نکتہ: ۳۱۸

پیام: ۳۱۸

آیت ۷۰ .... ۳۱۸

پیام: ۳۱۹

آیت ۷۱ .... ۳۱۹

پیام: ۳۲۰

آیت ۷۲ .... ۳۲۰

چند نکات: ۳۲۱

پیام: ۳۲۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۷۳ ..... ۳۲۱

چند نکات: ۳۲۱

پیام: ۳۲۲

آیت ۷۴ ..... ۳۲۳

ایک نکتہ: ۳۲۳

پیام: ۳۲۳

آیت ۷۵ ۔ ۷۶ ..... ۳۲۵

پیام: ۳۲۵

آیت ۷۷ ..... ۳۲۵

دو نکات: ۳۲۶

پیام: ۳۲۶

آیت ۷۸ ..... ۳۲۶

دو نکات: ۳۲۷

پیام: ۳۲۷

آیت ۷۹ ..... ۳۲۷

ایک نکتہ: ۳۲۸

پیام: ۳۲۸

آیت ۸۰ ۔ ۸۱ ..... ۳۲۸

چند نکات: ۳۲۹

پیام: ۳۲۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۸۲ .... ۳۳۰

پیام: ۳۳۰

آیت ۸۳ .... ۳۳۰

پیام: ۳۳۱

آیت ۸۴ .... ۳۳۱

چند نکات: ۳۳۱

پیام: ۳۳۲

آیت ۸۵ .... ۳۳۲

چند نکات: ۳۳۳

پیام: ۳۳۳

آیت ۸۶ .... ۳۳۴

دو نکات: ۳۳۴

پیام: ۳۳۴

آیت ۸۷ .... ۳۳۵

ایک نکتہ: ۳۳۵

پیام: ۳۳۵

آیت ۸۸ .... ۳۳۶

ایک نکتہ: ۳۳۶

پیام: ۳۳۶

آیت ۸۹ .... ۳۳۷

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

چند نکات: ۳۳۷

پیام: ۳۳۸

آیت ۹۰۔ ۹۱ .... ۳۳۸

دو نکات: ۳۳۹

پیام: ۳۳۹

آیت ۹۲ .... ۳۳۹

دونکات: ۳۴۰

پیام: ۳۴۰

آیت ۹۳ .... ۳۴۰

پیام: ۳۴۱

آیت ۹۴ .... ۳۴۱

ایک نکتہ: ۳۴۱

پیام: ۳۴۲

آیت ۹۵ .... ۳۴۲

ایک نکتہ: ۳۴۲

پیام: ۳۴۳

آیت ۹۶ .... ۳۴۳

چند نکات: ۳۴۴

پیام: ۳۴۵

آیت ۹۷ ۔ ۹۸ .... ۳۴۵

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۳۴۵
آیت ۹۹ ۳۴۶
ایک نکتہ: ۳۴۶
پیام: ۳۴۶
آیت ۱۰۰ ۳۴۷
پیام: ۳۴۷
آیت ۱۰۱ ۳۴۷
ایک نکتہ: ۳۴۷
پیام: ۳۴۸
آیت ۱۰۲ ۳۴۹
دو نکات: ۳۴۹
پیام: ۳۴۹
آیت ۱۰۳ ۳۵۰
چند نکات: ۳۵۰
پیام: ۳۵۰
آیت ۱۰۴ ۳۵۱
پیام: ۳۵۱
آیت ۱۰۵ ۳۵۱
پیام: ۳۵۲
آیت ۱۰۶،۱۰۷ ۳۵۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ: ۳۵۲

پیام: ۳۵۳

آیت ۱۰۸ ۔ ۱۰۹ .... ۳۵۳

پیام: ۳۵۳

آیت ۱۱۰ .... ۳۵۳

ایک نکتہ: ۳۵۴

پیام: ۳۵۴

آیت ۱۱۱، ۱۱۲ .... ۳۵۴

ایک نکتہ: ۳۵۵

پیام: ۳۵۵

آیت ۱۱۳، ۱۱۴ .... ۳۵۵

پیام: ۳۵۵

آیت ۱۱۵۔۱۱۶ .... ۳۵۶

پیام: ۳۵۶

آیت ۱۱۷ .... ۳۵۷

چند نکات: ۳۵۷

پیام: ۳۵۷

آیت ۱۱۸ تا ۱۲۰ .... ۳۵۸

ایک نکتہ: ۳۵۸

پیام: ۳۵۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۲۱ـ۱۲۲ .... ۳۵۹

دونکات: ۳۵۹

پیام: ۳۵۹

آیت ۱۲۳ .... ۳۶۰

پیام: ۳۶۰

آیت ۱۲۴ ـ ۱۲۵ .... ۳۶۱

چند نکات: ۳۶۱

پیام: ۳۶۱

آیت ۱۲۶ .... ۳۶۲

ایک نکتہ: ۳۶۲

پیام: ۳۶۳

آیت ۱۲۷ .... ۳۶۳

چند نکات: ۳۶۴

پیام: ۳۶۴

آیت ۱۲۸ .... ۳۶۴

ایک نکتہ: ۳۶۵

پیام: ۳۶۵

آیت ۱۲۹ .... ۳۶۵

ایک نکتہ: ۳۶۶

پیام: ۳۶۶

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۳۰ .... ۳٦٧

ایک نکتہ: ۳٦٧

پیام: ۳٦٧

آیت ۱۳۱ .... ۳٦٧

چند نکات: ۳٦٨

پیام: ۳٦٨

آیت ۱۳۲ .... ۳٦٨

ایک نکتہ: ۳٦٩

پیام: ۳٦٩

آیت ۱۳۳ .... ۳٦٩

چند نکات: ۳٦٩

پیام: ۳٧٠

آیت ۱۳۴ ـ ۱۳۵ .... ۳٧١

دو نکات: ۳٧١

پیام: ۳٧١

آیت ۱۳۶ .... ۳٧٢

دونکات: ۳٧٢

پیام: ۳٧٢

آیت ۱۳۷ .... ۳٧٢

دونکات: ۳٧٣

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۳۷۳
آیت ۱۳۸ .... ۳۷۴
ایک نکتہ: ۳۷۴
پیام: ۳۷۴
آیت ۱۳۹ .... ۳۷۵
دونکات: ۳۷۵
پیام: ۳۷۵
آیت ۱۴۰ ۔ ۱۴۱ .... ۳۷۶
ایک نکتہ: ۳۷۶
پیام: ۳۷۶
آیت ۱۴۲ .... ۳۷۷
چندنکات: ۳۷۷
پیام: ۳۷۸
آیت ۱۴۳ .... ۳۸۰
چندنکات: ۳۸۰
پیام: ۳۸۱
آیت ۱۴۴ .... ۳۸۱
پیام: ۳۸۱
آیت ۱۴۵ .... ۳۸۲
ایک نکتہ: ۳۸۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۳۸۲
آیت ۱۴۶ .... ۳۸۳
پیام: ۳۸۳
آیت ۱۴۷ .... ۳۸۳
دونکات: ۳۸۴
پیام: ۳۸۴
آیت ۱۴۸ .... ۳۸۴
چند نکات: ۳۸۵
پیام: ۳۸۵
آیت ۱۴۹ .... ۳۸۶
پیام: ۳۸۶
آیت ۱۵۰ .... ۳۸۶
پیام: ۳۸۷
آیت ۱۵۱ .... ۳۸۸
پیام: ۳۸۸
آیت ۱۵۲ .... ۳۸۹
ایک نکتہ: ۳۸۹
پیام: ۳۸۹
آیت ۱۵۳ .... ۳۹۰
پیام: ۳۹۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۵۴ ..... ۳۹۰

چند نکات: ۳۹۰

پیام: ۳۹۱

آیت ۱۵۵ ..... ۳۹۱

چند نکات: ۳۹۱

پیام: ۳۹۲

آیت ۱۵۶ ..... ۳۹۳

چند نکات: ۳۹۳

پیام: ۳۹۳

آیت ۱۵۷ ..... ۳۹۵

چند نکات: ۳۹۵

پیام: ۳۹۶

آیت ۱۵۸ ..... ۳۹۷

چند نکات: ۳۹۸

پیام: ۳۹۸

سورہ اعراف آیت ۱۵۹ ..... ۳۹۹

چند نکات: ۳۹۹

پیام: ۳۹۹

آیت ۱۶۰ ..... ۳۹۹

چند نکات: ۴۰۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۳۰۱

آیت ۱۶۱ ..... ۳۰۲

چند نکات: ۳۰۲

پیام: ۳۰۳

آیت ۱۶۲ ..... ۳۰۳

چند نکات: ۳۰۳

پیام: ۳۰۴

آیت ۱۶۳ ..... ۳۰۴

ایک نکتہ: ۳۰۴

پیام: ۳۰۵

آیت ۱۶۴ ..... ۳۰٦

ایک نکتہ: ۳۰٦

پیام: ۳۰۷

آیت ۱٦۵۔۱٦٦ ..... ۳۰۸

چند نکات: ۳۰۸

پیام: ۳۰۸

آیت ۱۶۷ ..... ۳۰۹

ایک نکتہ: ۳۱۰

پیام: ۳۱۰

آیت ۱۶۸ ..... ۳۱۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

ایک نکتہ: ۳۱۱

پیام: ۳۱۱

آیت ۱۶۹ ۳۱۱

دو نکات: ۳۱۲

پیام: ۳۱۲

آیت ۱۷۰ ۳۱۳

دو نکات: ۳۱۳

پیام: ۳۱۳

آیت ۱۷۱ ۳۱۵

چند نکات: ۳۱۵

پیام: ۳۱۶

آیت ۱۷۲ ۳۱۶

چند نکات: ۳۱۶

پیام: ۳۱۷

آیت ۱۷۳، ۱۷۴ ۳۱۷

پیام: ۳۱۸

آیت ۱۷۵ ۳۱۸

ایک نکتہ: ۳۱۸

پیام: ۳۱۹

آیت ۱۷۶ ۳۲۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۳۲۰
آیت ۱۷۷ ۔ ۱۷۸ .... ۳۲۱
چند نکات: ۳۲۱
پیام: ۳۲۲
آیت ۱۷۹ .... ۳۲۲
چند نکات: ۳۲۳
پیام: ۳۲۳
آیت ۱۸۰ .... ۳۲۴
چند نکات: ۳۲۴
پیام: ۳۲۶
آیت ۱۸۱ .... ۳۲۸
دو نکات: ۳۲۸
پیام: ۳۲۸
چند نکات: ۳۲۹
پیام: ۳۳۰
آیت ۱۸۴ .... ۳۳۱
ایک نکتہ: ۳۳۱
پیام: ۳۳۱
آیت ۱۸۵ .... ۳۳۲
ایک نکتہ: ۳۳۲

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۴۳۲
آیت ۱۸۶ ۴۳۳
پیام: ۴۳۳
آیت ۱۸۷ ۴۳۴
چند نکات: ۴۳۴
پیام: ۴۳۵
آیت ۱۸۸ ۴۳۵
پیام: ۴۳۶
آیت ۱۸۹ ۴۳۶
پیام: ۴۳۶
آیت ۱۹۰، ۱۹۱ ۴۳۷
پیام ۴۳۸
آیت ۱۹۲ـ ۱۹۳ ۴۳۹
ایک نکتہ ۴۳۹
پیام ۴۳۹
آیت ۱۹۴ ۴۴۰
ایک نکتہ ۴۴۰
پیام ۴۴۰
آیت ۱۹۵ ۴۴۰
دو نکات ۴۴۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام ۴۴۱

آیت ۱۹۶ .... ۴۴۲

ایک نکتہ ۴۴۲

پیام ۴۴۲

آیت ۱۹۷ ـ ۱۹۸ .... ۴۴۳

پیام ۴۴۳

آیت ۱۹۹ .... ۴۴۴

چند نکات ۴۴۴

پیام ۴۴۴

آیت ۲۰۰ .... ۴۴۵

دو نکات ۴۴۶

پیام ۴۴۶

آیت ۲۰۱ ـ ۲۰۲ .... ۴۴۷

پیام ۴۴۷

آیت ۲۰۳ .... ۴۴۸

ایک نکتہ ۴۴۹

پیام ۴۴۹

سورہ اعراف آیت ۲۰۴ .... ۴۵۰

چند نکات ۴۵۰

پیام ۴۵۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۲۰۵ ..... ۳۵۱
چند نکات ۳۵۱
پیام ۳۵۱
سورہ اعراف آیت ۲۰۶ ..... ۳۵۲
ایک نکتہ ۳۵۲
پیام ۳۵۲
حوالا جات ۔ فٹ نوٹس ۳۵۳
سورہ مائدہ ۳٦۰
مقدمہ: ۳٦۰
آیت ۱ ..... ۳٦۰
پیام و نکات: ۳٦۱
آیت ۲ ..... ۳٦۱
نکتہ: ۳٦۲
پیام: ۳٦۲
آیت ۳ ..... ۳٦۳
نکتہ: ۳٦۳
پیام: ۳٦٦
قرآن میں رہبر کا مقام ۳٦٦
پیام: ۳٦۸
غذا کا زندگی کے ساتھ تعلق ۳٦۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت میں مذکور گوشت خوری اور غذا کے حصول پر ایک نظر ۴۷۰

کچھ گوشت خوری کے بارے میں ۴۷۰

جواب: ۴۷۰

آیت ۴ .... ۴۷۱

نکتہ ۴۷۱

پیام ۴۷۱

آیت ۵ .... ۴۷۲

نکتہ: ۴۷۳

پیام ۴۷۴

آیت ۶ .... ۴۷۵

پیام ۴۷۶

آیت ۷ .... ۴۷۷

نکتہ: ۴۷۷

پیام: ۴۷۸

آیت ۸ .... ۴۷۹

نکتہ: ۴۷۹

پیام: ۴۷۹

آیت ۹ , ۱۰ .... ۴۸۰

نکتہ: ۴۸۱

پیام: ۴۸۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۱۱ ..... ۳۸۱

نکتہ: ۳۸۲

پیام: ۳۸۲

آیت ۱۲ ..... ۳۸۲

نکتہ: ۳۸۳

پیام: ۳۸۳

آیت ۱۳ ..... ۳۸۴

نکتہ: ۳۸۵

پیام: ۳۸۵

آیت ۱۴ ..... ۳۸۵

نکتہ: ۳۸۶

پیام ۳۸۶

آیت ۱۵ ..... ۳۸۷

پیام: ۳۸۷

آیت ۱۶ ..... ۳۸۸

نکتہ ۳۸۸

پیام ۳۸۹

آیت ۱۷ ..... ۳۹۰

نکتہ: ۳۹۰

پیام ۳۹۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت۱۸ .... ۳۹۱
نکتہ ۳۹۱
پیام ۳۹۲
آیت۱۹ .... ۳۹۲
نکتہ ۳۹۲
پیام ۳۹۳
آیت ۲۰ .... ۳۹۳
پیام ۳۹۴
آیت ۲۱ .... ۳۹۴
نکتہ: ۳۹۴
پیام ۳۹۵
سورہ مائدہ آیت ۲۲ .... ۳۹۵
نکتہ ۳۹۵
پیام ۳۹۶
سورہ مائدہ آیت ۲۳ .... ۳۹۶
نکتہ ۳۹۶
پیام ۳۹۷
سورہ مائدہ آیت ۲۴ .... ۳۹۸
نکتہ: ۳۹۸
پیام: ۳۹۸

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

سورہ مائدہ آیت ۲۵ .... ۴۹۹

نکتہ: ۴۹۹

پیام: ۵۰۰

سورہ مائدہ آیت ۲۶ .... ۵۰۰

نکتہ: ۵۰۰

پیام: ۵۰۱

سورہ مائدہ آیت ۲۷ .... ۵۰۲

نکتہ ۵۰۲

پیام ۵۰۲

آیت ۲۸ .... ۵۰۳

پیام ۵۰۳

آیت ۲۹، ۳۰ .... ۵۰۳

نکتہ ۵۰۵

پیام : ۵۰۵

آیت ۳۱ .... ۵۰۶

نکتہ ۵۰۶

پیام ۵۰۶

آیت ۳۲ .... ۵۰۷

پیام: ۵۰۸

آیت ۳۳ .... ۵۰۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ: ۵۱۰

پیام ۵۱۰

آیت ۳۴ ۵۱۱

نکتہ ۵۱۲

پیام ۵۱۲

آیت ۳۵ ۵۱۲

نکتہ ۵۱۲

پیام ۵۱۳

آیت ۳۶، ۳۷ ۵۱۳

پیام: ۵۱۴

آیت ۳۸ ۵۱۴

نکتہ: ۵۱۵

پیام ونکات: ۵۱۶

آیت ۳۹ ۵۱۷

نکتہ: ۵۱۸

پیام: ۵۱۸

آیت ۴۰ ۵۱۸

پیام: ۵۱۹

آیت ۴۱ ۵۱۹

پیام: ۵۲۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۴۲ ..... ۵۲۱
نکتہ: ۵۲۱
پیام: ۵۲۲
آیت ۴۳ ..... ۵۲۲
پیام: ۵۲۲
آیت ۴۴ ..... ۵۲۳
نکتہ: ۵۲۳
پیام: ۵۲۴
آیت ۴۵ ..... ۵۲۵
نکتہ: ۵۲۵
پیام: ۵۲۵
آیت ۴۶ ..... ۵۲۶
نکتہ: ۵۲۷
پیام: ۵۲۷
آیت ۴۷ ..... ۵۲۷
نکتہ: ۵۲۷
آیت ۴۸ ..... ۵۲۸
نکتہ: ۵۲۹
پیام: ۵۲۹
آیت ۴۹ ..... ۵۳۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ: ۵۳۰

پیام: ۵۳۰

آیت ۵۰ ۵۳۱

نکتہ: ۵۳۱

پیام: ۵۳۲

آیت ۵۲ ، ۵۳ ۵۳۲

پیام: ۵۳۳

آیت ۵۴ ۵۳۴

نکتہ: ۵۳۴

پیام: ۵۳۵

آیت ۵۵ ۵۳۵

نکتہ: ۵۳۶

پیام: ۵۳۷

آیت ۵۶ ۵۳۸

نکتہ: ۵۳۸

پیام: ۵۳۸

آیت ۵۷ ۵۳۹

پیام: ۵۳۹

آیت ۵۸ ۵۳۹

پیام: ۵۴۰

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۵۹ ..... ۵۴۰

پیام: ۵۴۰

آیت ۶۰ ..... ۵۴۱

نکتہ: ۵۴۱

پیام: ۵۴۱

سورہ مائدہ آیت ۶۱ ..... ۵۴۲

پیام: ۵۴۲

سورہ مائدہ آیت ۶۲ ..... ۵۴۳

نکتہ: ۵۴۳

پیام: ۵۴۳

آیت ۶۳ ..... ۵۴۳

نکتہ: ۵۴۴

پیام: ۵۴۴

آیت ۶۴ ..... ۵۴۵

نکتہ: ۵۴۵

پیام: ۵۴۶

آیت ۶۵ ..... ۵۴۸

پیام: ۵۴۸

آیت ۶۶ ..... ۵۴۸

نکتہ: ۵۴۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام: ۵۴۹
آیت ۶۷ ..... ۵۵۰
نکتہ: ۵۵۰
پیام: ۵۵۳
آیت ۶۸ ..... ۵۵۴
پیام: ۵۵۴
آیت ۶۹ ..... ۵۵۵
نکتہ: ۵۵۵
آیت ۷۰ ..... ۵۵۵
نکتہ: ۵۵۶
پیام: ۵۵۶
آیت ۷۱ ..... ۵۵۶
نکتہ: ۵۵۷
پیام: ۵۵۷
سورہ مائدہ آیت ۷۲ ..... ۵۵۸
نکتہ: ۵۵۸
پیام: ۵۵۸
آیت ۷۳ ..... ۵۵۹
نکتہ: ۵۵۹
پیام: ۵۵۹

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۷۴ .... ۵۶۰

پیام: ۵۶۰

آیت ۷۵ .... ۵۶۰

نکتہ: ۵۶۰

پیام: ۵۶۱

آیت ۷۶ .... ۵۶۱

پیام: ۵۶۲

آیت ۷۷ .... ۵۶۲

نکتہ: ۵۶۲

پیام: ۵۶۳

آیت ۷۸ .... ۵۶۳

نکتہ: ۵۶۳

پیام: ۵۶۴

سورہ مائدہ آیت ۷۹ .... ۵۶۴

نکتہ: ۵۶۴

پیام: ۵۶۵

سورہ مائدہ آیت ۸۰ .... ۵۶۵

نکتہ: ۵۶۵

پیام: ۵۶۶

آیت ۸۱ .... ۵۶۷

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ: ۵٦٧

پیام: ۵٦٧

آیت ۸۲ .... ۵٦۸

نکتہ: ۵٦۸

پیام: ۵٦۹

آیت ۸۳ .... ۵٦۹

نکتہ: ۵٦۹

پیام: ۵٧٠

آیات ۸۴ تا ۸۶ .... ۵٧٠

نکتہ: ۵٧١

پیام: ۵٧١

آیت ۸۷ .... ۵٧١

نکتہ: ۵٧٢

پیام: ۵٧٢

آیت ۸۸ .... ۵٧٢

نکتہ: ۵٧٣

پیام: ۵٧٣

آیت ۸۹ .... ۵٧٣

نکتہ: ۵٧۴

پیام ۵٧۴

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

آیت ۹۰ .... ۵۷۵

نکتہ ۵۷۶

پیام ۵۷۶

آیت ۹۱ .... ۵۷۷

نکتہ ۵۷۷

پیام ونکات ۵۷۷

آیت ۹۲ .... ۵۷۸

پیام ونکات ۵۷۸

آیت ۹۳ .... ۵۷۸

دو نکات: ۵۷۹

پیام ۵۷۹

آیت ۹۴ .... ۵۸۰

نکات: ۵۸۰

پیام ۵۸۱

آیت ۹۵ .... ۵۸۲

پیام ۵۸۲

آیت ۹۶ .... ۵۸۳

ایک نقطہ : ۵۸۳

پیام ۵۸۳

آیت ۹۷ .... ۵۸۴

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکات: ۵۸۴

پیام ۵۸۵

آیت ۹۸، ۹۹ .... ۵۸۵

پیام ۵۸۶

آیت ۱۰۶ .... ۵۸۷

ایک نقطہ ۵۸۷

پیام ۵۸۸

آیت ۱۰۷ .... ۵۸۹

ایک نقطہ ۵۸۹

پیام ۵۸۹

آیت ۱۰۸ .... ۵۸۹

ایک نقطہ ۵۹۰

پیام ۵۹۰

آیت ۱۰۹ .... ۵۹۰

ایک نقطہ ۵۹۱

پیام ۵۹۱

آیت ۱۱۰ .... ۵۹۱

نکات ۵۹۲

پیام ۵۹۲

آیت ۱۱۱ .... ۵۹۳

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

نکتہ ۵۹۴

پیام ۵۹۴

آیت ۱۱۲،۱۱۳ .... ۵۹۴

چندنکات ۵۹۵

پیام ۵۹۵

آیت ۱۱۴ .... ۵۹۶

ایک نکتہ ۵۹۶

پیام ۵۹۶

آیت ۱۱۵ .... ۵۹۷

چندنکات ۵۹۷

پیام ۵۹۸

آیت ۱۱۶ .... ۵۹۸

چندنکات ۵۹۹

پیام ۵۹۹

آیت ۱۱۷ .... ۶۰۰

پیام ۶۰۰

آیت ۱۱۸ .... ۶۰۰

ایک نکتہ ۶۰۰

پیام ۶۰۱

آیت ۱۱۹،۱۲۰ .... ۶۰۱

Presented by: https://jafrilibrary.com

Presented by: https://jafrilibrary.com

پیام ٦٠١
حوالا جات ۔ فٹ نوٹس.. ٦٠٢

Presented by: https://jafrilibrary.com